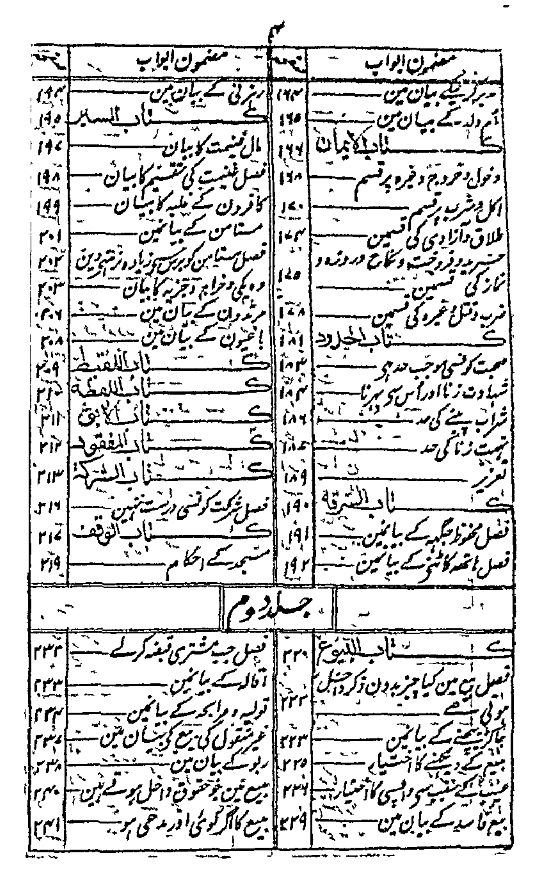
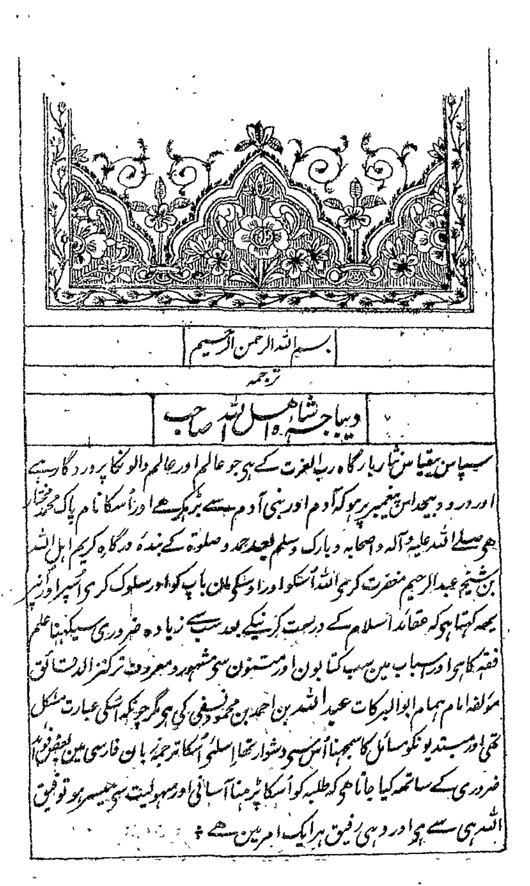


جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمعطی و کفی والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ وخیر خلقہ محمد المصطفیٰ وآلہ المجتبیٰ وصحابہ اکثر الہدیٰ
بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ برادران دینی کی
خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی نے کتاب کنز الدقائق کو کہ فقہی مسائل میں ایک متن متین ہے اور اسکی اکثر روایتیں مستند
علماء دین ہیں بنظر تسہیل زبان فارسی میں ترجمہ کیا تھا اُس ترجمہ میں کئی خوبیاں شاہ صاحب مغفور
نے رکھی تھیں اول یہہ کہ اکثر جگہہ فرعیات میں امام شافعی کے خلاف کو نقل فرمایا اور امام
اعظم کے قول کا ماخذ حدیث شریف سے بیان کر دیا دوم یہہ کہ جو لفظ عبارت کنز میں خاص
ایسا تھا کہ اسکے معنی علیحدہ لکھے جاتے تو اسکو صرف ترجمہ پر کفایت نکی بلکہ علیحدہ اسکے معانی
تشریح کے ساتھہ لکھے سوم یہہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر طور پر تھا کہ بدون مثال اسکے
معنی سمجھہ میں نہ آتے تھے اسکی مثال بھی مندرج فرمائی غرضکہ یہہ ترجمہ شاہ صاحب کا گویا
کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہے اب چونکہ ہمیں اس ملک کے لوگوں کی باسباب

چند در چند عربی اور فارسی سے قاصر ہین اور نیز زبان اُردو مین فائدہ عوام کے حق مین وفر
اسلیے اس احقر نے اس کتاب کا ترجمہ زبان اُردو مین مناسب جانا اور اصرار عزیز از جان
مولوی محمد منیر کا اسباب مین زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بعون اللہ وحسن
توفیقہ عرصہ قلیل مین اسکا ترجمہ سلیس بامحاورہ اُردو مین کیا اور نام اس ترجمہ کا احسن المسائل رکہا
اس ترجمہ مین مین نے التزام کیا ہے کہ حتی الوسع اُردو کا محاورہ ہاتہہ سے نجانے پائے اور عبارت
فارسی شاہ صاحب مرحوم کا مطلب بھی چھوٹنے نپاوے مگر شاہ صاحب کا ترجمہ حامل المتن تھا اس
ترجمہ مین متن کنز کو لکہنا زائد جانکر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا اور عبارت شرح کو دو خط منحنی
اس شکل مین ( ) لکہدیا ہے دوسری یہ کہ جسقدر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکہی تہی اوسی
پر مین نے کفایت کی ہان جسقدر کچہہ مضمون زائد درکار تہا اوسکو خود اپنی طرف منسوب کرکے
یا تو داخل کتاب کر دیا ہے یا حاشیہ پر معانی الفاظ مشکلہ وحل اصطلاح فقہا کو لکہدیا ہے لیکن
فی الحقیقت مین کسیقدر توضیح نفس عبارت مین اپنی طرف سے کردی ہے کہ اسکے مسائل کہینچنے کی
اکثر حاجت رہتی ہے اور اختصار اسباب مین مناسب نہین اور بعض جا کچہہ مثالین جو شاہ
صاحب نے بخیال وضوح مسائل وتسلیم انداز فرمادی تہین مین نے بڑہا دی ہین اور جن مسائل
کی صورتین ایک سی تہین اور احکام مختلف اونکے دلائل بھی ہدایہ وشرح وقایہ اور دوسری
معتبر کتابون سے حاشیہ پر لکہدیے ہین حاصل یہ کہ مین نے اپنی دانست مین نفس کتاب
کی توضیح وتشریح مین کوئی دقیقہ نہین چہوڑا اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور میرے لیے باقیات
صالحات مین سے کرے امید ناظرین باانصاف سے یہ ہے کہ دعاء خیر سے یاد فرماوین اور اگر
اس خود غلط کی غلطی اب بھی نظر سے گذرے تو اسکی اصلاح فرماوین والحمد للہ اولا واخرا
وصلی اللہ علی کل عبد مصطفے والسلام علی من اتبع الہدی ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ شاہ اہل اللہ صاحب

سپاس بیقیاس نثار بارگاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والونکا پروردگار ہے اور درود بیحد اس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور بنی آدم سے بزرگ ہے اور اُسکا نام پاک محمد مختار ہی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم بعد حمد وصلوٰۃ کے بندۂ درگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبد الرحیم مغفرت کرے اللہ اُسکو اور اُسکے ماں باپ کو اور سلوک کرے اُسپر اور اُنپر یہہ کہتا ہی کہ عقائد اسلام کے درست کرنیکے بعد سب سے زیادہ ضروری سیکہنا علم فقہ کا ہی اور اس باب مین سب کتابون اور متنون سے مشہور ومعروف ترکنز الدقائق مؤلفہ امام ہمام ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی کی ہی مگر چونکہ اُسکی عبارت مشکل تہی اور مستدیونکو مسائل کا سمجہنا اُس سے دشوار تہا اسلئے اُسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد ضروری کے ساتہہ کیا جاتا ہی کہ طلبہ کو اُسکا پڑہنا آسانی اور سہولیت سے میسر ہو توفیق اللہ ہی سے ہی اور وہی رفیق ہر ایک امر مین ہے ؛

کتاب الطہارت

(اسمین پاک ہونیکے مسائل ہین فصل وضو کے بیان مین - جاننا چاہیے کہ وضو نماز کے
درست ہونیکی شرط ہے یعنی جبتک وضو نہوگا نماز جائز نہوگی اور نماز اسلام کے پانچ
رکنو مین سے ایک رکن ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہے اسلئے وضو کا جاننا
ضروری ہوا وضو کے فرض (یعنے ایسی چیزین جنکے نہونے سے وضو درست نہین ہوتا
پھر مین اول) نمازی کو اپنا منہ (ایکبار) دہونا یعنی پیشانی کے بالون سے ٹھوڑی کے
نیچے تک (طولین) اور دونو کانون کی لوتک (عرض مین دوم) دونو ہاتھونکا دونو
کہنیون کے ساتھ (ایکدفعہ دہونا سوم) دونو پانوکا دونو ٹخنون تک (ایکمرتبہ دہونا
چہارم) چوتھائی سر اور داڑھی پر مسح کرنا (یعنے بھیگا ہاتھ پھیرنا تنبیہ سر کے مسح مین
مقدار فرض امام مالک کے نزدیک تمام سر ہے اور امام شافعی کے نزدیک مسح کا لفظ جسپر
بول سکین گو دو ہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کوفی
کے نزدیک مقدار فرض چوتھائی سر ہے اسلئے کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم
نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور یہہ مقدار چوتھائی سر کے
قریب ہے اور اگر اس سے کمتر درست ہوتا تو آپ اپنی امت کیواسطے کبھی تو دو ایکدفعہ کرتے
حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور داڑھی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہے
فائدہ شریعت مین فرض ایسے حکم کو کہتے ہین جو ایسے یقین سے ثابت ہو کہ اسمین شبہہ
نہو ایسی فرض کا چھوڑنے والا فاسق ہوتا ہے اور انکار کرنیوالا کافر اور کبھی فرض
ایسی بات کو کہتے ہین جسکے بدون عمل درست نہو اصطلاحاً فرض عمل کے رکن کی مانند
ہوتا ہے اور سنتین وضو مین (جو چیزین ہین اول یہہ معلوم کرنا چاہیے کہ سنت دین اسلام کی

اس طریق جاری کو کہتے ہیں جسکا حکم آنحضرت صلعم نے کیا ہو بدون واجب کرنیکے
یا آپ نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نکیا ہو پس اسطرحکی چیزیں وضو میں دس ہیں (اول) دونوں ہاتھونکا
پہونچون تک ابتدا وضو میں دہونا (دوسرے) وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنا بھی سنت
ہے مجید و مسنون ہیں (تیسرے) مسواک کرنا (چوتھے) کلی کرنا (پانچویں) ناک میں پانی دینا (چھٹے)
داڑھی اور انگلیوں میں خلال کرنا (ساتویں) ہر عضو کا تین بار دہونا (آٹھویں) وضو کا دل سے ارادہ
کرنا (نویں) سارے سر کا ایکدفعہ مسح کرنا (دسویں) دونوں کانونکا مسح کرنا سر کے مسح کے بچے ہوئے پانی سے
(گیارہویں) اس ترتیب کی رعایت رکھنی جو قرآن مجید میں مذکور ہے (بارہویں) عضا کا لگاتار
دہونا (فائدہ) وضو کا دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے درپے دہونا امام شافعی کے نزدیک فرض
ہے اور امام اعظم ابو حنیفہ نعمان کے نزدیک سنت ہے اور انکی دلیل یہ ہے کہ وضو کی آیت میں صرف
تین عضا کے دہونے اور سر کے مسح کرنیکے اور کوئی بات مذکور نہیں اور کلام مجید پر اخبار
حدیثوں سے کچھ بڑہا لینا درست نہیں اور یہ جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ انما الاعمال
بالنیات یہاں مراد عملوں کا ثواب ہے نہ انکی درستی اور اگر درستی اعمال ہی مراد
ہوتی تو چاہیے تھا کہ بدن اور کپڑے اور مکانکو پاک کرنا اور برہنگی کو چھپانا اور قبلہ کی
طرف منہ کرنا بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہ چیزیں بدون نیت بھی درست ہیں
اور یہ بات ٹھہری ہوئی ہے کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہیں ہوتا بخلاف
عمل کی صحت کے کہ وہ بدون نیت بھی ہو جاتی ہے اور حرف ف کہ فاغسلوا میں ہے
وہ اسواسطے ہے کہ نماز پر کھڑے ہونیکے ارادہ کے پیچھے سب عضا کو دہونا چاہیے اس سے کچھ
معلوم نہیں ہوتا کہ بعض اعضا کو پہلے اور بعض کو پیچھے دہو وین اسیطرح لگاتار دہونا بھی
آیت سے نہیں نکلتا ایک زائد بات ہے اور نہ متواتر اور مشہور حدیثوں سے ثابت ہے اور

آنحضرت صلعم کا عمل فرمانا اوسکے مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور وضو کے مستحب
(یہہ ہین کہ اعضا کے دہونے مین) دہنی سی شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا (اور مستحب
اُس فعل کو کہتے ہین جسکو آنحضرت صلعم نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو) اور وضو کو
توڑتا ہی کسی ناپاک چیز کا مصلے کے بدن سی نکلنا (جاننا چاہیئے کہ جو چیز بدن سی نکلتی ہے
اُسکی دو قسمین ہین ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب سی نکلے وہ تو بلاخلاف تھوڑی ہو یا بہت
وضو کو توڑتی ہی دوسری وہ کہ اُن دونو مقامون کے سوا کسی اور جگہہ سی نکلے جیسی قے
اور خون اور پیپ تو قے مین بہت ہونا شرط ہی اور خون اور پیپ مین زخم کے منہ سی بڑھ جانا
شرط ہی اس دوسری قسم مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم صاحب کی یہہ ہی کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نماز مین قے کرے یا اوسکے نکسیر بہے تو اسکو چاہیے
کہ نماز پر سے ہٹے اور وضو کرکے پہر اپنی اوسی نماز کو پورا کرلے) اور منہ بھر کر قے کا ہونا
بھی وضو کو توڑتا ہی اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون یا کہانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون ملا
ہو جسپر تھوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑیگا (یعنے اگر تھوک ملنی سی خون زردی مائل
ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ خون غالب ہے) اور جی متلانا
(جو قے کا سبب ہوتا ہے) کئی بار کی قے کو جمع کر دیتا ہے (یعنے اگر قے تہوڑی تہوڑی چند
بار ہوئی ہو تو دیکھنا چاہیئے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جدا جدا قے کو ایک جاننا چاہیے
ورنہ جدا جدا اور ہر قے مین وضو توڑنیکے لئی بھر منہ ہونا شرط ہے) اور لیٹے ہوئے سونا
اور دونو سرین زمین پر ٹکا کر اور پانو دہنی طرف کو نکالکر سونا (بھی وضو کو توڑتا ہی حتی کہ اگر
کہڑا ہوا یا رکوع مین سو دیگا وضو نہ ٹوٹیگا) اور بیہوشی اور دیوانہ پن اور مست ہونا (وضو کو ہر
حالمین توڑتا ہی مخصوص پالتی مارنیوالے اور لیٹنے والے سے نہین) اور بالغ نمازی کا آواز

سے ہنسنا اگرچہ سلام پھیرنے کیوقت ہو (وضو کو توڑتا ہے واضح ہو کہ آواز سے ہنسنے
کے باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہے اسبات پر کہ نمازی بالغ ہو نہ لڑکا اور نماز بھی
رکوع اور سجدہ والی ہو جنازہ کی نماز نہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کھلکھلانے سے ظاہر
قیاس کے خلاف ہے تو جسجگہہ نص مین آیا ہے اوسی پر موقوف رکھینگے اُسکے سوا مین اُسکا حکم
لینگے اور روایت حدیث مین یون وارد ہو کہ ایک نابینا شخص نماز جماعت کی صف کے سامنے گر پڑا
لوگ اوسپر آواز سے ہنسے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سے ہنسا ہو چاہیے کہ وضو
اور نماز کو پھر سے ادا کرے) اور مباشرت فاحشہ (بھی وضو کو توڑتی ہے یعنی مرد و عورت
بدون آڑ اور حجاب کے ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سے ملجاوے) اور زخم
مین سے کیڑے کا نکلنا وضو کو نہین توڑتا اور ذکر کو اور عورتکو ہاتھ لگانا (اسلیے کہ جب آنحضرت
صلعم سے کسی نے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ ذکر تجھہ مین سے ایک گوشت کا ٹکڑا ہے یعنی جیسے اور بدن کو
ہاتھ لگانے سے وضو نہین جاتا ایسی ہی ذکر کے چھونے سے نہین جاتا اور نیز ثابت ہوا ہے کہ
آنحضرت صلعم اپنی بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو مین بوسہ لیتے تھے اور وضو نماز کے
لیے دوبارہ نکرتے تھے اور اِس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے فصل غسل کے
بیان مین) غسل مین فرض منہ کا دہونا اندر سے اور ناک مین پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دہونا
اور بدنکو ملنا اور جسکی ختنہ نہوئی ہو اوسکو اپنے زائد چمڑے مین پانی کا ڈالنا فرض نہین
اور غسل مین سنت یہہ ہے کہ اول اپنے دونوں ہاتھ تین بار دہووے پھر اپنی شرمگاہ کو اور نجاست
ظاہری کو دہووے پھر وضو کرے (اور پانو کو دہونیکو بعد پر رکھے) پھر اپنے تمام بدن پر تین بار پانی
بہا دے (جاننا چاہیے کہ اگر غسل تختہ خواہ پتھر پر کرے تو ضرور نہین کہ پانو کا دہونا پیچھے
رکھے اسواسطے کہ پانو پھر خراب نہونگے اور اُنکا سبکے بعد دہونا اسی مصلحت کے لیے ہے)

اور عورت کے بالونکی جڑ اگر تر ہوجاوے تو گندھی ہوئی بالونکا کہولنا ضرور نہین ہے اور غسل
فرض ہی اُس منی کے نکلنے پر جو کود کر نکلے اور اپنی جگہہ سے جدا ہونیکے وقت لذت کے ساتھ
جدا ہو (یعنے لذت اور شہوت اپنی جگہہ سے جدا ہونے کیوقت شرط ہی نہ ذکر سے باہر نکلنے
کیوقت) اور (نیز غسل فرض ہی) جبکہ ذکر کا سر پیشابگاہ یا مقام پاخانے مین غایب ہوجاوے
(اور اس صورت مین) غسل فاعل اور مفعول دونو پر واجب ہی (واضح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام
پاخانہ مرد و عورت مین حرام و ناجائز ہی لیکن اگر ایسے امر ناشایستہ کے مرتکب ہوجاوین تو
غسل دونو پر واجب ہوتا ہی) اور فرض ہے حیض کے موقوف ہونے پر (جو خون معمولی عورت
کا ہوتا ہی) اور نفاس کے بند ہونے پر (جو بچہ ہونیکے بعد خون ظاہر ہوتا ہی اور) واجب
نہین مذی کے نکلنے کیوقت (جو پتلا پانی ہوتا ہی اور عورت کے چہیڑنے کیوقت ذکر سے
تیزی کے بعد نکلتا ہی) اور نہ ودی کے نکلنے کیوقت (جو پیشاب کرنیکے بعد گاڑہا پیشاب
نکلتا ہی) اور نہ خواب مین صحبت کرنے سے بدون تری نکلنے کے۔ اور غسل کرنا جمعہ اور دونو
عیدونکے لئے اور احرام باندہنے کیواسطے اور عرفہ کے روز سنت ہی اور واجب ہے غسل دینا مردے
کو اور اُس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو اور اگر ناپاک نہتا تو (صرف مسلمان
ہونیکے لئے غسل) مستحب ہی (جاننا چاہئے کہ شریعت مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت
ہوا ہو ایسی دلیل سے جسمین شبہہ ہو اور اسکے ترک کرنیوالے کو فاسق شمار کرتے ہین اور اسکے
منکر کو کافر نہین جانتے **پانی کے مسئلے**) مینہ کے پانی اور چشمہ اور دریا کے
پانی سے وضو کیا جاوے اگرچہ کوئی پاک چیز اُسکی تین صفتون مین سے (جو رنگ اور بو
اور مزہ ہین) ایک کو بدل دے خواہ بہت دنون رہنے کے باعث بدبو دار ہو جاوے مگر جو پانی
کہ پتون کے گرنے سے بدلگیا ہو یا اُسمین کوئی چیز پکانے سے متغیر ہوا ہو یا کسی درخت

خواہ میوہ سے نکالا گیا ہو (جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی) یا دوسری چیز کے
اجزا پانی پر غالب ہو جاوین (جیسے ستو) تو (ایسے پانی سے) وضو نہین ہوگا اور نہ اوس
ٹھہرے ہوئے پانی سے جسمین ناپاکی ہو اور وہ دہ در دہ نہو اور دہ در دہ ہونیکی صورت
مین وہ پانی ایسا ہی جیسا بہتا پانی (اور بہتے پانی کی تعریف یہہ ہی کہ تنکا بہا لیجاوے
(واضح ہو کہ اصل اس مسئلہ کی یہہ ہی کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سبکے نزدیک پاک ہین
اور سلف کے امامون نے انکے طول عرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراؤ
کو اسقدر کہ چلو بھرنے سے زمین نہ کھلجاوے ٹھہرایا ہی یعنی چارون طرف اوسکے کپڑے
کے گز سے جو چھ مٹھی یا چوبیس انگل کا ہوتا ہی دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار
کیا ہے جو سات مٹھی اور ایک کھڑی اونگلی کا ہوتا ہی پس جس صورتمین کہ پانی کا طول
زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم تو پیمایش کے حساب سے اگر نسبت کیا
جاوے تو یکسر دہ در دہ ہو جاتا ہی تو بعض روایات مین ایسے پانی پر دہ در دہ کا حکم
لگایا ہے اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت ناپاک
نہین ہوتا جبتک اثر رنگ و بو اور مزہ نجاست کا اوسمین ظاہر نہو اور امام شافعی کے
نزدیک پانی کا ناپاک نہونا قلتین کی مقدار پر مخصوص ہی جو تخمینا پانچ مشکین متوسط ہوتی
ہین اور امام اعظم رح نے دلیلون کا خلاف ملاحظہ فرما کر دہ در دہ اختیار کیا ہی جسمین
مذہبون سے زیادہ تر احتیاط ہی اور حدیثون اور آثار سبکی رو سے ظاہر اور پاک ہی پس دہ
در دہ پانی سے وضو کیا جاوے بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اوسمین معلوم نہو
اور پانی مین اگر ایسا جانور مرجاوے جسمین خون جاری نہو جیسے مچھر اور مکھی اور بھڑ
اور بچھوا ور مچھلی اور مینڈک اور کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا اور جو پانی کہ لوآب

کے لئے استعمال کیا گیا ہو (مثلاً اُس سے وضو پر وضو کیا ہو) یا حکمی ناپاکی کے دور کرنے
مین خرچ کیا ہو (مثلاً بیوضو ہو جانے پر اُس سے وضو کیا ہو) اور یہہ پانی کسی جگہہ مین
(مثلاً زمین پر یا کسی برتن مین) ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک ہے مگر پاک کرنے والا نہین
(یعنے بدن یا کپڑا ایسے پانی مستعمل مین بھر جاوے تو اُسکا دہونا ضرور نہین الا نادر)
اُس سے وضو کرنا درست نہین اسلئے کہ وہ پاک کرنیوالا نہین لیکن اگر اُس مستعمل پانی
سے حقیقی نجاست کو دہو ڈالین تو پاک ہو جاویگی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنے
مین یہی شرط ہے کہ بہنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی ہو اور یہہ سب باتین
مستعمل پانی مین موجود ہین گو کہ اس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی) اور کنوئین کے مسئلہ
مین تین مذہب ہین ج ح ط (جیم علامت نجاست کی ہے اور حا علامت بحال خود
رہنے کی اور طا علامت طہارت کی اختصار کے لئے حروف کو رکھ لیا ہے اسکی تفصیل
یہہ ہے کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نرکھتا ہو کنوئین مین گر جاوے
یا ڈول نکالنے کو اُسمین غوطہ مارے تو امام اعظمؒ کے نزدیک کنوئین کا پانی ناپاک
ہو جاتا ہے اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کنوان
بحال خود پاک ہے اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمدؒ کے نزدیک کنوان اور آدمی دونو
پاک ہین) اور جو چمڑا کہ دباغت دیا جاوے وہ پاک ہو جاتا ہے مگر سؤر اور آدمی کا چمڑا
(پاک نہین ہوتا دباغت یہہ ہے کہ چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اُسکا سڑ جانا دوا سے خواہ
مٹی ملنے سے خواہ آفتاب مین سوکھانے سے دور کر دیا جاوے — اور معلوم رہے کہ یہہ
حکم مرے ہوئے جانور کے چمڑے کا ہے ورنہ ذبح کئے ہوئے جانور کا چمڑا بدون دباغت کے
بھی پاک ہے) اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیان پاک ہین (اسلئے

کہ اُنہین جانا نہین کیونکہ اُنکو بذات خود درد معلوم نہین ہوجاتا تو مرجانا باعث نجاست نہین
ہونیکا۔ کنوئین کے مسائل کنوئین مین اگر ناپاکی گر پڑے تو اُسکا پانی کہینچا
جاوے الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیان اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سی پانی نہ نکالا
جاوے (اور تین مینگنیون مین اختلاف ہی) اور جو جانور کہائے جاتے ہین اُنکا پیشاب
نجس ہے ہرگز پینا نچاہیئے (اور امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہی اور امام ابو یوسفؒ کے
نزدیک دوا کیواسطے اُسکا پینا جائز ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ناجائز) اور
جو چیز باعث بیوضو ہوجانے کا نہو وہ ناپاک نہین (یعنے تہوڑی سی قی یا خون
اور پیپ کہ بہی نہون اگر پانی مین گرجاوین یا کپڑا اور بدن اُنمین بھر جاوی تو ناپاک
نہین ہوتا) اور چوہے کی مانند جانور کے مرجانے سے ۲۰ ڈول بیچ کی راس کے
نکالنے چاہئین اور ۴۰ ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سی اور بکری جیسے جانور کے
مرنے یا کسی جانور کے پہولجانی اور پہٹجانیسی (خواہ وہ چہوٹا ہو یا بڑا) تمام پانی کا کہینچنا چاہئیے اور اگر
تمام پانی کا نکالنا نہوسکے (مثلاً کنواں چشمہ دار ہو کہ اُسکا پانی ٹوٹتا نہو) تو دوسو
ڈول نکالے جاوین۔ اور چوہا اگر پہولجاوے یا پہٹ جاوے اور اوسکی گرنیکا وقت
معلوم نہو تو کنوئین کو تین دن رات سی ناپاک کردیتا ہے اور اگر پہولا نہو تو ایکدن
رات سی (مترجم کہتا ہی کہ فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہی کہ جسوقت جانور کو کنوئین
مین دیکہین اوسوقت سی ناپاک متصور ہوگا خواہ پہولا ہو یا نہو) اور پسینے کا حال
مثل جوٹھے کی ہے اور آدمی اور گہوڑے اور اُن جانورون کا جوٹھا جنکا گوشت
کہایا جاتا ہی پاک ہی اور کُتّے اور سُوٗر اور درندہ چوپایونکا جوٹھا مثلاً شیر اور چیتے
اور بھیڑیئے کا جوٹھا ناپاک ہی اور بلی اور گلیون مین پہرنے والی مرغی کا اور درندہ

پرندونکا (مثل بازاور چرغہ کی) اور گہر کے رہنے والے جانورونکا (جوٹھا مثل چوہے اور سانپ کی) مکروہ ہی (کہ طہارت مین نقصان رکہتا ہی مگر نقصان بہت نہین) اور گدہے اور خچر کے جوٹھے (کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے) مین شک ہی (یعنے بعض دلیلین اسکی پاکی کو چاہتی ہین اور بعض اسکی ناپاکی کو پس) اُس سے وضو کرکے تیمم بھی کرے اگر پاک پانی میسر نہوا ور (وضو اور تیمم مین سے) جسکو اول کرے درست ہی بخلاف اُس پانی کے جسمین خرمے تر کئے ہون (اسمین علما کا اختلاف ہی بعض اُس سے وضو جائز کہتے ہین اور بعض ناجائز اور یہہ اختلاف اسصورت مین ہی کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہوا ور کہٹا اور نشہ آور اور گاڑہا نہوا ہو ورنہ سبکے نزدیک اُس سے وضو کرنا جائز نہین) ٭

باب تیمم کے بیان مین

جس صورت مین کہ نمازی پانی سے ایک میل دور ہو یا مرض یا سردی سے ضرر رکہتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور رسی کے نرکہتا ہو تو (ایسی صورتمین) تیمم کرے (واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہے ۲۴ انگل کے گز سے - اور تیمم کیصورت یہہ ہی کہ جنس زمین پر جو پاک ہو گو غبار نرکہتی ہو نیت تیمم کرکے دو ضرب لگاوے اول ضرب کے بعد اپنے تمام منہ پر ہاتھ پہیر لے اور دوم ضرب کے بعد دونو ہاتہون پر کہنیون تک ہاتھ پہیراوے اگرچہ ناپاک ہو یا حیض والی عورت ہو (یعنی انکو بھی دو ضرب مین چاہئین) اور اگر باوجود میسر ہونے جنس زمین کے غبار سے تیمم کرلے تب بھی درست ہی (اور بدون نیت کے تیمم جائز نہین - مخفی نرہی کہ جنس زمین سے اُن چیزون سے مراد ہی جو نہ جلین نہ گلین جیسی خاک اور ریت اور پتہر اور سرمہ اور اُنکی مثل ہین) پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہی نہ وضو کرنا (اسلئے کہ تیمم مین نیت شرط ہی نہ وضو مین اور کافر اپنے کفر کی جہت سے نیت کا اہل نہین) اور تیمم کو اسلام سے مرتد ہونا نہین توڑتا (اسواسطے کہ تیمم کیوقت ایسا تہا

کہ اسکی نیت درست تھی) بلکہ جو چیز وضو کو توڑتی ہے اور نمازی کا قدرت پانا ایسے پانی
پر جو اوسکی حاجت ضروری سے بچ رہے ابتداءً تیمم کرنے کو منع کرتا ہے اور پہلے اگر تیمم کیا
ہو وہ اس قدرت سے جاتا رہتا ہے۔ اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت
تک نماز نہ پڑھے اور تیمم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضون کے لئے اور نماز جنازہ اور
عیدین کے جاتے رہنے کے خوف سے درست ہے اگرچہ بناہی کے طور پر ہو (یعنے نماز
تو وضو سے شروع کی تھی الا نماز مین بے وضو ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ تیمم کرکے اسی نماز کو
پورا کرلے) اور جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے تیمم
درست نہین (اسلئے کہ ان دونو نمازونکا بدلا موجود ہے کہ جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت
کی نماز کا بدلا اوسکی قضا اور جنازہ اور عیدین کی نمازونکا کچھ بدلہ نہین **فائدہ**
جاننا چاہیئے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے
مشروع ہوا ہے پس وقت سے پہلے اور دو فرضون کیواسطے اوسکی کچھ ضرورت نہین
اسلئے اونکے نزدیک تیمم وقت سے پہلے اور دو فرضون کیواسطے جائز نہوگا اور امام
اعظمؒ کے نزدیک تیمم صرف طہارت ہے مگر اوسمین پانی کا نہونا یا نملنا شرط ہے پس شرط
کے موجود ہونے پر پانی اور مٹی پاک کرنے مین ایک حکم رکھتی ہے خواہ وقت سے
پہلے ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلعم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہے اگرچہ
دس برس تک استعمال کرے ظاہر مین تائید اسی بات کو کرتی ہے جو امام اعظمؒ فرماتے ہین
اور اگر نمازی اپنے خیمہ مین پانی بھول جاوے اور (اسی وجہ سے) تیمم کرکے نماز ادا کرے
(اور نماز کے بعد یاد آوے کہ پانی تھا) تو نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور پانی کو مقدار
ایک تیر کی تلاش کرے اگر یہ گمان ہو کہ پانی نزدیک ہے ورنہ تلاش نکرے۔ اور اگر تحقیق

کے پاس پانی ہو تو اس سے طلب کرے اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے اور اگر بدون دام ابھی
کے نہ دے اور اسکے پاس دام ہون تو تیمم نکرے ورنہ تیمم کرے (یعنے اگر وہ دام زیادہ مانگی
یا نمازی کے پاس وہ ابھی دام نہون تو تیمم جائز ہوگا) اور اگر نمازی کے اکثر اعضا (جنکو
دہونا چاہیئے) زخمی ہون تو تیمم کرے اور اگر اکثر درست ہون تو انکو دہو دے اور
دہوتے اور تیمم مین جمع نکرے (مثلاً اسطرح نکرے کہ منہ پر تیمم کرے اور ہاتھونکو دہولے
یا ہاتھون پر تیمم کرلے اور منہ کو دہولے) +

باب دو موزون پر مسح کرنیکے بیان مین — مسح کرنا موزون پر اگرچہ عورت ہو درست ہے
مگر ناپاک کے لیے درست نہین اور شرط مسح کرنے کی یہہ ہے کہ دونو موزے انکو ایسی طرح پہنا
ہوئے ہون کہ حدث کیوقت وضو کامل ہو (گو موزہ پہننے کیوقت کامل نہو مثلاً ایک شخص نے
پانو دہوکر موزے پہنے بعد اوسکے باقی وضو تمام کیا پہر بیوضو ہوا تو اسصورت مین یہہ شخص
بیوضو ہونے کیوقت وضو کامل رکھتا تھا اگرچہ موزے پہننے کیوقت وضو ناقص تھا
اب اسکو ان موزون پر مسح کرنا درست ہے) اور مدت مسح کی مقیم کیواسطے ایک رات اور دن
مسافر کیواسطے تین دن رات حدث کے شروع سے ہے — اور صورت موزون پر مسح کرنیکی یہہ ہے کہ بہیگے
ہوئے ہاتھ کی تین انگلیان موزون کے اوپر کیجانب پانو کی انگلیون پر رکھکر ایکبار پنڈلیون
تک کہینچے — اور بہت پھٹن مسح کی مانع ہے اور وہ بقدر پانو کے تین چھوٹی انگلیونکے ہے
اور اس سے کمتر پھٹن مانع نہین (اور ایک موزہ مین کئی جگہہ پھٹن ہو تو اوسکو ایک جا
کیا جائیگا یعنی اگر سب ملکر مقدار تین انگلیونکی ہوجاویگی تو مسح کی مانع ہوگی اور اس سے
کمتر مانع نہوگی) اور دونو موزونمین (اگر تھوڑی تھوڑی پھٹن ہوگی) تو ایکجا نکیجاویگی
لیکن (اگر نجاست (دونو موزونمین تھوڑی تھوڑی ہو تو وہ) جمع کیجاویگی (یعنے اگر دونو

موزونکی نجاست مقدار ایکدرم کے ہوجاویگی تو اوسپر بدون پاک کئے مسح درست نہوگا) اسیطرح برہنگی کا حال ہے کہ اگر تھوڑی تھوڑی کئی جگہ سے کھلی ہو تو اوسکو جمع کرکے حساب کرنا چاہیئے اگر چوتھائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ نماز درست ہوگی) اور جو چیز وضو کو توڑتی ہے وہ مسح کو توڑتی ہے اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور مدت مسح کا پورا ہوجانا بھی توڑتا ہے بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پاؤں کے جاتے رہنے کا خوف نہو (اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا) اور موزہ کو نکالنے اور مدت مسح پورا ہوجانیکے بعد صرف دونوں پاؤں دہو ڈالے (یعنے اگر وضو اسوقت موجود ہے تو ساری وضو کا پھر سے کرنا ضرور نہین) اور بہت سی پاؤں کا موزہ سے باہر چلا آنا بھی نکالنا ہے (یعنے موزہ کے نکالنے مین ساری پاؤں کا نکلنا معتبر نہین اگر اکثر حصہ نکل آویگا تب بھی مسح جاتا رہیگا) اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور ہنوز ایکدن رات نہوا تھا کہ وہ مسافر ہوگیا تو اسصورت مین وہ تین دن رات مسح کرے اور اگر مسافر مسح کرتا تھا اور ایک دن رات کے بعد مقیم ہوگیا تو وہ موزہ کو نکالکر پاؤں دہووے اور اگر ایکدن رات پورا نہوا تھا کہ مقیم ہوگیا تو ایکدن رات کو پورا کرلے۔ اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور چمڑے کے جرابون پر جنمین جوتے کی شکل کا چمڑا لگا ہو یا ایسی سخت ہون کہ بغیر باندہے پنڈلی پر ٹھہر جاتی ہون درست ہے۔ اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستانون پر درست نہین ہے اور ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرح کی اور چیز پر (مثل فصد کی پٹی کے) مسح کرنا دہونیکے حکم مین ہے یعنی اوسکے لئے کوئی وقت معین نہین اور غسل کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے (اسطرح کہ بعض اعضا کو دہووین اور بعض پر مسح کرین) اور یہ مسح پٹی کا درست ہے اگرچہ پٹی کو بیوضو باندہا ہو۔ اور مسح تمام پٹی پر کرے خواہ اوسکے نیچے زخم ہو یا نہو

پس اگر (پٹی یا پھاہا جسپر مسح کیا تہا) باعث زخم کے اچھے ہو جانیکے گر پڑے تو مسح
باطل ہو جاویگا اور بدون اچھا ہوئے گرے تو مسح نجاویگا - اور موزہ کے مسح کرنے اور
سر پر مسح کرنیمین نیت کی احتیاج نہین (یعنے مسح تیمم کیطرح نہین ہی کہ بدون نیت کے
جائز نہووے) +

باب حیض کے بیان مین - حیض اُس خون کو کہتے ہین جو ایسی عورت کے رحم سے
بہے جو مرض اور لڑکپن سے سلامت ہو (اس سی معلوم ہوا کہ جو خون مرض سے یا لڑکپن مین نکلیگا
اُسکو حیض نہین کہینگے بلکہ اُسکا نام استحاضہ ہی) اور مدت حیض کی کم سے کم تین دن رات ہے
اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور جو خون تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ ہو
وہ استحاضہ ہی - اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہی اور حیض نماز اور روزہ کا
مانع ہے مگر عورت روزہ کی قضا کرے نماز کی قضا نکرے (یعنے ان ایام کی نماز معاف
ہے) اور اسحالتین مسجد کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کے گرد پھرنا اور ناف سے لیکر عورت کے
زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قرآن کا پڑہنا اور اُسکو ہاتھ لگانا ممنوع ہی مگر غلاف
کے ساتھ (ہاتھ لگانا منع نہین) اور بیوضو ہونا بھی ہاتھ لگانے کا مانع ہی (مگر
قرآن پڑہنے کا مانع نہین) اور ناپاکی اور نفاس دونوںکا مانع ہے (یعنے ناپاکی اور حیض
اور نفاس کیحالت مین قرآن کا پڑہنا اور اسکو ہاتھ لگانا دونو ممنوع ہین اور بیوضو
ہونے کیحالتین چہونا ممنوع ہی اور پڑہنا جائز) اور عورت سی صحبت کیجاوی بدون غسل
کے جس صورتمین کہ خون حیض اکثر مدت (یعنے دس روز) پر منقطع ہوا ہو اور جس صورت
مین کہ کمتر مدت کے بعد (یعنی تین روز سی لیکر نو روز تک کے پیچھے) بند ہوا ہو تو صحبت
نکیجاوی یہانتک کہ عورت غسل کر لے یا خون بند ہونے پر کمتر وقت نماز کا گذر جاوے (یعنی

باب حیض

اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہے تو صحبت کرنی مرد کو درست ہی اگرچہ عورت
نے غسل نکیا ہو اور اگر خون دس روز سے کم مدت مین بند ہوا ہے تو صحبت کرنی جائز
نہین جبتک کہ غسل نکرلے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین نہانا اور نماز کی نیت
ہوسکے) اور پاک ہو جانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس
ہی ہے (یعنے اگر عورت مدت حیض و نفاس مین کچھہ دنونکو پاک ہو جاوے اور خون بند
ہو جاوی تو اوسکو حکم پاک ہونے کا نہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا) اور کمتر مدت پاک
رہنے کی پندرہ دن ہین اور زیادہ مدت کی کچھہ انتہا نہین مگر جس صورتین کہ خون ہمیشہ
جاری رہے اور اس عورت کی کوئی عادت مقرر ہووی (یعنے پاک رہنے کے لئے زیادہ مدت
کی کچھہ حد مقرر نہین حتے کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتی ہین لیکن اگر کسیکو خون مستحاضہ
جاری ہو جاوے اور پاک رہنے کے لئے اوسکی کچھہ عادت مقرر تھی تو ایسی صورتین اوسی عادت
کی عدت کو پاک رہنے کی مدت کہین گے) اور خون استحاضہ مانند دوام کی نکسیر ہے نماز اور
روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھجاوے تو جسقدر
اوسکی عادت قدیم سے بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور اگر عورت کو پہلی ہی پہل استحاضہ ہو جاوے
تو اوسکا حیض دس دن کا ہوگا اور نفاس ۴۰ دن کا۔ اور جو عورت استحاضہ رکھتی ہے
اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہوتی ہو
یا زخم کا خون نہ تھمتا ہو ایسے شخص ہر فرض کیوقت وضو نیا کرین اور اوس وضو سے نماز فرض
اور نفل ادا کرین اور یہہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی (یعنے دوسری
نماز کیوقت آنے پر نہین جاتا جیساکہ بعض علما کا قول ہے اور خود وضو کے بعد وہی عذر
واقع ہونے سے جاوے) اور یہہ حکم اوسصورتمین ہی کہ ان عذر والون پر کوئی فرض کا

وقت ایسا گذرے جسمین عذر مذکور انکو نہو (ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور انکا وضو بعذر مذکور وسے جاتا رہیگا) اور نفاس وہ خون ہے جو بچہ کے پیدا ہونیکے بعد آیا کرتا ہے اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہے وہ استحاضہ ہوتا ہے۔ اور پیٹ جو گر پڑتا ہے اگر اُسمین بعض اعضا موجود ہون تو اُسکا حکم بچہ کا ہے (اوسکے بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہین اور نہ اوسکے بعد کا خون نفاس ہے) اور کمتر مدت نفاس کی کچھ حد نہین (یہانتک کہ بعض عورتونکو ایک گھنٹہ بھی نہین ہوتا) اور اُسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہے (اور جو اسے بھی اگر بڑھ جاوے تو جسقدر بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا۔ اور جڑوان بچونکے ہونے مین مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہے (دوسرے بچہ سے نہین ہوتی) ❊

باب نجاستون کے بیان مین — بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست کی دور کرنیوالی سے پاک ہو جاتا ہے مثلاً سرکہ اور گلاب سے (اگر دہو دین تو پاک ہو جاتا ہے) مگر تیل سے پاک نہین ہوتا اور موزہ پر اگر نجاست گاڑھی لگی ہو تو خاک پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر گاڑھی نہو (مثلاً شراب یا پیشاب لگجاوے) تو (موزہ کو) دہونا چاہیے۔ اور خشک منی رگڑنے سے پاک ہوتی ہے اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دہوئی جاوے (واضح ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک منی پاک ہے دہونے اور رگڑنے کی حاجت نہین لیکن الاستحباب اُسکی لطافت کی جہت سے دہو ڈالنا مضائقہ نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک پاک ہے بدون دہونے کے صرف رگڑنے سے پاک نہین ہوتی اور امام اعظمؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہے اگر تر ہو تو دہونا چاہیے اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سے بھی پاک ہو جاتی ہے اور یہ مذہب سب مذہبون سے بہتر ہے اسلئے کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتمین کہ غسل کا باعث ہے اور

پیشابگاہ سے نکلتی ہے آثار اور قیاس سے بہت بعید معلوم ہوتا ہی اور منی خشک کا رگڑنے سے پاک ہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کے ہی جو رسول خدا صلعم سے ثابت ہوتی ہین چنانچہ حضرت عائشہ رضہ فرماتی ہین کہ مین منی کو آنحضرت صلعم کی کپڑی پر سے اگر تر ہوتی تھی تو دہو یا کرتی تہی اور خشک ہوتی تہی تو رگڑ ڈالا کرتی تھی اور آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہ رضہ کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تہا) اور تلوار جیسی چیزین (مثلا چھری اور خنجر اور آئینہ اسقدر) پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہین (کہ نجاست کا اثر دور ہو جائے) اور زمین خشک ہونے اور نجاست کے اثر دور ہو جانے سے نماز کے لئے پاک ہو جاتی ہی مگر تیمم کے لئے پاک نہین ہوتی (اسلئے کہ تیمم مین مٹی کا پاک ہونا قران سے ثابت ہی اور خشک ہونے سے زمین کی طہارت حدیثون سے ثابت ہی قران سے ثابت نہین اور ایک وجہ یہہ بھی کہ خاک اپنی طبیعت سے پاک کرنیوالی چیز نہین تو ضرور ہوا کہ طہارت کی رعایت اوسمین خوب طرحپر کرنی چاہیئے) اور مقدار ایک درم کی اور مقدار چوڑائی ہتھیلی کی بڑی نجاست مین سے معاف ہی جیسے خون اور شراب اور مرغی کی بیٹ اور ایسے جانورون کا پیشاب جو کہائے نہین جاتے اور لید اور گوبر (یعنے بڑی نجاست اگر جسمدار ہو تو وزن ایکدرم کہ ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہی معاف ہی اور اگر پتلی ہو جیسے شراب اور پیشاب ہی تو ہتھیلی کی چوڑائی کی برابر معاف ہی اور اگر ان دونو مقدارون سے بڑہکر ہو تو دہونا فرض ہے ورنہ مستحب) اور چوتھائی کپڑے سے کم کا بہرنا ہلکی نجاست مین مثلا ایسے جانورون کے پیشاب مین جو کھائے جاتے ہین یا گھوڑے کے پیشاب اور ایسے پرندون کی بیٹ مین جو کھائے نہین جاتے اور مچھلی کے خون اور خچر اور گدھے کے لعاب مین معاف ہی اور (نیز) آدمی کا پیشاب کہ سوئی کے ناکے کی برابر چھینٹین پڑجاوین معاف ہی (یعنے ہلکی نجاست مین اگر چوتھائی سے کم کپڑا بہرجاوے معاف ہے اور چوتھائی بھرے تو دہونا چاہیئے مگر چوتھائی مین کھلا کا

[illegible]

اختلاف ہی بعضے کہتے ہین کہ چہارم اسقدر کپڑے کا مراد ہی جس سے ستر عورت کم سے کم ہو جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ جو کپڑا بہرا ہوا وسکی چوتھائی مراد ہی جیسے دامن اور آستین اور پردہ اور پیچھا اور کلی کہ ہر ایک جدا کپڑا ہے جوان مین بہرا ہوا ہو اوسکی چوتھائی یعنی چارم اور بعضے چوتھائی کو ایک بالشت لنبا اور ایک بالشت چوڑا کہتے ہین اور اسکو سب سے زیادہ مناسب جانتے ہین) اور جو نجاست کہ سوجہتی ہی وہ اسقدر دہونے سے کہ اسکا جسم جاتا رہے پاک ہوجاتی ہے مگر جسکا اثر دور ہونا مشکل ہو (مثلاً رنگ اور بو نجاسکتی ہو) تو وہ تین بار دہونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سے پاک ہوجاتی ہے اسیطرح وہ نجاست جو سوجہتی نہو اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو (مثلاً بوریا اور بچہونا اور پہر تو ایسی چیزین) تین بار دہو کر خشک کرنے سے پاک ہوتی ہین (یعنے ہر دفعہ دہوکر اتنا چہوڑ دے کہ اسمین سے پانی ٹپکنا موقوف ہو جاوے) اور مسنون ہی بعد پاخانہ پہرنے کے استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتہر (اور اینٹ اور ڈہیلے وغیرہ کے کرنا) اور اسکے لئے کوئی شمار مسنون نہین اور بعد استنجا کے اسجگہہ کا دہونا مستحب ہی (جاننا چاہئیے کہ استنجا مین طاق عدد امام شافعی کے نزدیک مسنون ہی کہ تین یا پانچ یا سات ڈہیلے ہون اور امام اعظم کے نزدیک پاک ہونا ضروری ہے نہ شمار اور لفظ وتر کہ بعض حدیثون مین آیا ہی وہ ایک پر بہی بولا جاتا ہے اور یہہ جو حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی ڈہیلے سے استنجا کرے اسکو چاہئیے طاق لے جسنے یہہ کیا اوسنے اچہا کیا اور جسنے نکیا تو اوسپر کچھ حرج نہین یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طاق شمار مسنون نہین بلکہ مستحب ہی) اور مقام پاخانہ کا دہونا واجب ہی جس صورت مین کہ نجاست مقام پاخانہ سے بڑہجاوے اور بڑہتی مین وہی مقدار معتبر ہے جو پاکی کی نایع ہی (یعنے مقدار ایکدرم یا ہتہیلی کے عرض کی برابر) مقام پاخانہ سے زائد (ہوجاوے) اسلئے کہ اوس مقام کا

ہونا معاف ہی اسکی لیپ و پیشوں وغیرہ پر اکتفا ممکن ہی مگر جب اہتمام سے زیادہ کیدرم کی برابر
پھر جاوے تو دھونا واجب ہی اور کمی کسو پر نہین مستحب) مگر ہڈی اور لید اور کھانیکی چیز سی استنجا کرنا
ممنوع ہی اور دہنی ہاتھ سے بھی بدون عذر کے نکرنا چاہیے (بلکہ مخصوص اس کام کیواسطے
بایان ہاتھ ہے واللہ اعلم)

کتاب الصلوٰۃ

(یعنے اسمین نماز کا ذکر ہے — جاننا چاہیئے کہ بعد ادا کرنے کلمہ طیبہ کے سب سے
بڑا اسلام کے حکمون مین اور سب سے زیادہ موکد دین شرع کے احکام مین نماز ہی جسکو لئے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ اور فرمایا وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ
اصْطَبِرْ عَلَيْهَا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص چھوڑ دے نماز کو جان
بوجھکر وہ کافر ہو جاتا ہے بعض علما نے نماز کے چھوڑنیوالیکو مار ڈالنا جائز کہا ہے

باب نماز کے وقتون کے بیان مین) فجر کا وقت صبح صادق سے لیکر آفتاب کے نکلنے
تک ہی اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈھلنے سے اُسوقت تک ہے کہ سایہ ہر چیز کا سوا
سایہ اصلی کے جو ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اُس چیز سے دونا ہو جاوے (جاننا چاہیے
کہ امام شافعیؒ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہی اور اکثر حدیثین اسکی تقویت
کرتی ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعیؒ کے ہی اور ظاہر
روایت مین دو مثل تک ہی اسوجہ سے کہ حدیثون مین حکم ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھنے کا ہی اور
عرب کی زمین مین دو مثل سے پیشتر ٹھنڈا کرنا متصور نہین تو جب شک واقع ہوا تو دوسرے
وقت کا آجانا یقیناً ثابت نہوا) اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے غروب تک
ہی اور مغرب کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شفق کے ڈوبنے تک ہی اور شفق وہ سپیدی ہی

(جو سُرخی کے بعد پیدا ہوتی ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اُسی سُرخی کا نام ہی جو
سورج کے پیدا ہوتی ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہ ہے کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہی کہ نماز
عشا پڑھئے ایسے وقت میں کہ آسمان کے کنارے سیاہ اور تاریک ہو جاویں اور
یہ صورت شفق سفید کے جانیکے پہلے متصور نہین ہوتی) اور عشا اور وتر کا وقت
شفق کے جاتے رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہی اور وتر کی
نماز عشا سے پہلے نہ پڑھنا چاہیئے اسلئے کہ ان دونوں میں ترتیب ضروری ہے
اگرچہ دونو کا وقت ایک ہی) اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نملے بھہ دونو
اوسپر واجب نہین ہوتے (مثلا بعض زمین کے حصون میں صبح صادق شفق کے
ڈوب ہوتی ہی ہو جاتی ہے تو ایسی جگہہ کے رہنے والونپر عشا اور وتر واجب نہین)
مستحب ہی نماز فجر کو اور گرمیونکی ظہر کو دیر کر پڑھنا اور عصر کو دیر سے پڑھنا بشرطیکہ آفتاب
کا رنگ زردی مائل نہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک
دیر کرنا ایسے شخص کے لئے جسکو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو (فائدہ امام شافعیؒ کے نزدیک سب
نمازون میں جلدی کرنی مستحب ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ حدیثوں میں وارد ہوا ہی
کہ صبح کی نماز روشنی میں پڑہو اور ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں) اور جاڑونکی ظہر کو اور مغرب
کو اول وقت پڑھنا اور جن نمازون کے شروع میں عین ہی (یعنے عصر اور عشا کو ابر کے
دن جلد پڑھنا اور باہر کے دنمین ان دونو کے سوا اور نمازون کو دیر کر پڑھنا (یعنے فجر
اور ظہر اور مغرب کے لئے ابر و غبار میں تاخیر کرنی مستحب ہی) اور آفتاب کے نکلنے کیوقت
اور ٹھیک دوپہر مین (جب آفتاب سر پر ہو) اور اوسکے ڈوبنے کیوقت نماز اور سجدہ تلاوت
اور نماز جنازہ ممنوع ہی مگر اوسی روز کی عصر (یعنی غروب کیوقت پڑھنی درست ہی اور

بعد نماز فجر اور عصر کے نفل پڑھنی ممنوع ہی مگر نماز قضا اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ
اِن دونو وقتون مین درست ہی اور سوای دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہو جانے
پر نفل پڑہنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے خطبہ پڑہنے کیحالت مین جمعہ کے روز
نفل پڑہنا ممنوع ہے (اور شافعی کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ کیوقت درست
ہین اور دلیل امام اعظم کی یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تو اپنے ساتھی کو
کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑہ رہا ہے تو تو حرکت لغو کرتا ہے پس جس صورتمین کہ
اچھی بات کے امر کرنے مین جو واجب ہی آپنے لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے باب
مین کیا تصور کرنا چاہیئے علاوہ اسکے نماز خطبہ سننے سے روکتی بھی ہی) اور دو
نمازونکا ایکوقت مین اکٹھا پڑہنا عذر کے ساتھہ ممنوع ہی (یعنی بوجہ سفر اور مینہ
کے دو نمازونکو ایک ساتھہ نہ پڑہی اور شافعی اور مالک کے نزدیک جمع کرنا درست
ہی اسلئے کہ حدیث شریف مین دو نمازونکا جمع کرنا وارد ہوا ہی اور دلیل امام اعظم
کی یہ ہی کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اُس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین
کہ آنحضرت صلعم نے کبہی کوئی نماز بجز اوسکے وقت کے اور کسیوقت مین نہین
پڑھی مگر دو نمازین جمع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات مین اور مغرب اور عشا کو مزدلفہ مین
اور جو روایتین کہ دو نمازونکے جمع کرنے مین وارد ہوئی ہین وہ اکٹھا پڑہنا ظاہر
کی رو سے تھا نہ وقت کے اعتبار سے یعنی آپ نے آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑہی اور
اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسیطرح مغرب عشا مین کہ اول کو آخر وقت مین پڑہا اور
دوم اول وقت مین تو ظاہر کی رو سے اکٹھی ہو گئین اور حقیقت مین ہر ایک اپنے وقت
مین ہوئی واللہ اعلم*)



باب اذان کے بیان مین۔ اذان کہنا واسطے فرض نمازون کے بدون دو بار
کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہی (اور امام شافعی کے نزدیک
ترجیع مسنون ہی اور وہ اسطرح ہو کہ اول شہادتین یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ اور
اشہد ان محمدا رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہکے پھر دو دو بار بلند آواز سے
کہی اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے ابی محذورہ کو اسطرح سکھلایا تہا اور امام اعظمؒ کے
نزدیک ترجیع سنت نہین اسلئے کہ عبد اللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہی اور
ابی محذورہ کو سکھلانیکی وجہ یہہ تھی کہ شروع اسلام مین انھون نے شہادتین کے
ظاہر کہنے سے شرم کرکے جو وہ آہستہ ادا کئے تھے تب آنحضرت صلعم نے انکو ارشاد
فرمایا کہ بلند آواز سے کہو پس انکا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نتہا واللہ اعلم)
اور موذن صبح کی اذان مین حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار زیادہ
کرے اور تکبیر مثل اذان کی ہی اور اسکی حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ
دو بار زیادہ کرے اور اذان کے کلمات کو جدا جدا کہی (یعنے ہر کلمہ کے بعد کچھہ وقفہ
کرے) اور تکبیر کے کلمات جلد جلد کہی (بدون بیچ بیچ مین وقفہ کرنیکے) اور دونون مین
قبلہ کیطرف کو منہ رکھی اور اذان و تکبیر کی درمیانمین کلام نکرے اور جب حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہی
تو اپنا منہ داہنے اور بائین پھراوے اور اذان کے منارہ مین گھوم کر اذان کہے (تاکہ
اسکی کھڑکیون مین سے لوگونکو آواز پہونچے) اور اپنی انگلیان کانون مین رکھہ لے (تاکہ
آواز خوب اونچی نکلے) اور تثویب کرے اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین کچھہ ٹھہر جاوے
لیکن مغرب کی اذان کے بعد نہ ٹھہرے (تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہی لازم نہ
آوے) واضح ہو کہ تثویب اسکو کہتے ہین کہ اذان کے بعد لوگون کی تاکید کے لئے دوسری

آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسے الصلوٰۃ مثلاً پکار کر کہا کرتے ہین اور درمختار
مین تثویب صرف اذان صبح مین لکھی ہی مگر عنایہ حاشیہ ہدایہ مین مسطور ہی کہ تثویب
نماز دونمین مکروہ ہی کیونکہ حضرت مرتضیٰ علیؓ سے مروی ہی کہ آپ نے کسی موذن کو نماز
عشا مین تثویب کہتے سنا تو فرمایا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو اور اسیطرح مجاہد نے
حضرت ابن عمرؓ سے اسکا بدعت ہونا نقل کیا ہی) اور قضا نماز کے لئے اذان اور تکبیر
دونو کہے اور اسیطرح (بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے) تو سب سے پہلی کے لئے
اذان اور تکبیر دونو کہے اور باقی نمازون مین اذان کے لئے اوسکو اختیار ہے
(یعنی چاہے تو اذان اور تکبیر دونو کہے چاہے صرف تکبیر پر بس کرے) اور وقت
سے پہلے اذان نہ کہیجاوے اور اگر ایسا ہو جاوے تو وقت پر دوبارہ کہی جاوے
(اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ اذان اسلیے
ہی کہ لوگونکو وقت نماز ہو جانیکی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے مین یہہ مضمون نہین
رہتا) اور مکروہ ہے ناپاک آدمی کا اذان اور تکبیر کہنا اور بیوضو کا تکبیر کہنا اور عورت
اور بدکار شخص کا (جو فسق مین مشہور ہو) اور بیٹھے ہوئے مرد کا اور متوالے کا اذان
کہنا مکروہ ہی مگر غلام اور لڑکے اور حرامزادے اور اندھے اور گنوار کا اذان کہنا
مکروہ نہین اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونو کا چھوڑ دینا مکروہ ہے اور جو شخص اپنے
گھر مین شہر کے اندر نماز پڑھے اوسکو دونون کا چھوڑ دینا مکروہ نہین اور اذان
اور تکبیر ان دونون کے لئے مستحب ہین عورتون کیواسطے مستحب نہین (یعنی اگر عورتین
جماعت کی نماز پڑھین اور اذان اور تکبیر نکہین تو مکروہ نہین)



باب نماز کی شرطون کے بیان مین (جاننا چاہیے کہ شرط اسکو کہتے ہین جو کام سے

خارج ہی اور وہ کام اوسپر موقوف ہو اسطرح کہ جبتک شرط نہولے وہ کام درست
نہو۔ نماز کی شرطین یہہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست حکمی اور نجاست حقیقی سی پاک
ہونا اور کپڑے اور نماز کی جگہہ طاہر ہونا اور برہنگی کو ڈہانکنا اور برہنگی مرد کے لئی
ناف کے نیچے سے لیکر گہٹنون کے نیچے تک ہی اور آزاد عورت کے لئی سوای چہرہ
اور دونو ہتھیلیون اور دونو پانون کے تمام بدن برہنگی ہی سبکا ڈہانکنا واجب ہی۔ اور نماز
مین عورت کی چوتھائی پنڈلی کا کہلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہی اسیطرح سر کے بال اور پیٹ
اور ران اور شرمگاہ کا حال ہی (کہ اگر انمین سی چوتھائی کسیکی کہلجاویگی نماز درست
نہوگی) اور لونڈی برہنگی کے ڈہانکنے مین مثل مرد کے ہی (فرق اتنا ہی) کہ لونڈی کا
پیٹ اور پیٹہہ بہی برہنگی مین داخل ہی (مرد کا نہین) اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا جسکا
چوتہائی پاک ہی اور اوسنی نماز ننگے بدن پڑہ لی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتہائی سی
کم پاک ہی تو نمازی کو اختیار ہی (چاہی ننگے بدن نماز پڑہی خواہ اس کپڑے کو پہنکر پڑہ
لے) اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہیئے کہ نماز بیٹہکر پڑہے اور رکوع اور سجدہ
اشارہ سی ادا کرے اور بیٹہکر اشارہ سی پڑہنا اس سی بہتر ہے کہ کہڑی ہوکر مع رکوع
اور سجدہ کے پڑہی اور نماز کی شرط نیت ہی بے فصل (یعنی نماز کے ساتہہ ہی نیت کرنی چاہیے)
اور نیت مین ضروری یہہ ہی کہ اپنے دل سی یہہ بات جانے کہ کونسی نماز پڑہتا ہی (یعنی یہہ
لازم نہین کہ زبان سی نیت کے الفاظ کہی) اور سنتون اور نفلون اور تراویح کے لئی
مطلق نماز کی نیت کافی ہی اور فرضون کے لئی فرضون کا معین کرنا مثلاً عصر کے فرض
(یا ظہر کے فرض کو دلمین جان لینا) ضروری ہی اور مقتدی امام کے پیچہے پڑہنے کی بھی
نیت کرے۔ اور نماز جنازہ مین نماز کی نیت خدا کیواسطے اور دعا کی مردہ کے لئی کرے

اور نماز کی شرط قبلہ کیطرف منہ کرنا ہی تو جو شخص مکہ کا رہنے والا ہو اسکو ٹہیک کعبہ کی عمارت
کیطرف منہ کرنا فرض ہے اور جو مکہ مین نرہتا ہو وہ اسکی طرفکو منہ کرلے (یعنے اسکی
لئے ضرور نہین کہ ایسی طرح کہڑا ہو کہ خاص عمارت کعبہ کی سمت مین اسکا منہ ہو بلکہ کعبہ
کی سمت کو منہ کرلینا کافی ہے) اور جو شخص دشمن یا درندہ کا خوف رکہتا ہو وہ (جس
طرفکو ہوسکے نماز پڑہلے) اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اسی طرفکو
کہڑا ہو جاوے اور اگر اٹکل مین غلطی ہو جاوے تو نماز کو دوبارہ نہ پڑہے اور اگر غلطی عین
نماز مین معلوم ہو تو نماز ہی مین قبلہ کیطرفکو پہر جاوے اور اگر چند مقتدیون نے مختلف
سمتین قبلہ کے لئے اٹکل کین اور امام کا حال کسیکو معلوم نہین (کہ اسکا منہ کیطرفکو ہے)
تو انکے لئے کافی ہے (اور جس شخص کو حال اپنے امام کا معلوم ہوا اور اوسکے خلاف
منہ کئے ہو تو اوسکی نماز درست نہوگی *)

باب نماز کی صفت کے بیانمین (یعنے خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال مین)

نماز کے فرض چھہ ہین اللہ اکبر کہکر نماز مین داخل ہونا اور کہڑا ہونا اور قرآن کا پڑہنا
اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور آخر کو التحیات پڑہنے کی قدر بیٹہنا اور نماز مین سے
اپنے فعل سے باہر آنا۔ اور نماز کے واجبات یہہ ہین سورۂ الحمد کا پڑہنا اور دوسری
سورت (خواہ ایک آیت لمبی یا تین چھوٹی آیتون کا الحمد کے ساتھہ) ملانا اور پہلی دو
رکعتونکو قرآن پڑہنے کے لئے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت مین مکرر ہین انمین ترتیب
کا لحاظ رکہنا (جیسے سجدہ ہی کہ اگر دوسرے سجدہ کو چھوڑ دیا اور دوسری رکعت کے لئے
اٹھہ کہڑا ہوا تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہو جاویگی مگر ترتیب غیر مکرر افعال مین مثلا
رکوع اور قیام مین فرض ہی اوسکے چھوڑنے سے نماز نہین ہوتی) اور ارکان کو درستی

شکر نا (یعنے رکوع اور سجدوں مین اچہی طرح ٹھہرنا) اور پہلی دفعہ بیٹھنا اور التحیات پڑہنا
اور لفظ السلام علیکم ورحمۃ اللہ (آخر نماز مین) کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور
دونو عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکار کر پڑہنا جن نمازونمین کہ آہستہ
اور پکار کر پڑہا جاتا ہی اور نماز کی سنتین یہہ ہین کہ تکبیر تحریمہ کے لئے دونو ہاتہونکا اٹہانا اور
اپنی انگلیونکو کہلا رکہنا اور امام کو پکار کر اللہ اکبر کہنا اور سبحانک اللہم آخر تک پڑہنا
اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہنا اور (آخر الحمد مین)
آمین کہنا اور ان سبکو پوشیدہ کہنا اور اپنے دہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر ناف کے نیچے رکہنا
اور رکوع مین جانے کو اور اس سے سر اٹہانیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار
سبحان ربی العظیم کہنا اور رکوع مین اپنے دونو گہٹنونکو دونو ہاتہو سے پکڑنا اور انکی
انگلیونکو کہلا رکہنا اور سجدہ کے لئے (اور اس سے اٹہنے کیواسطے) اللہ اکبر کہنا اور اسمین تین
بار سبحان ربی الاعلی کہنا اور دونو ہاتہون اور دونو گہٹنونکو سجدہ کیوقت زمین پر رکہنا
(اور التحیات مین) بائین پانو کو بچہانا اور دہنے کو کہڑا رکہنا اور رکوع اور سجدہ کے
درمیان مین کہڑا ہونا اور دونو سجدون کے بیچ مین بیٹہنا اور آنحضرت صلعم پر درود بہیجنا
اور (انکے بعد اپنے لئے) دعا مانگنا۔ اور نماز کے مستحبات یہہ ہین کہ سجدہ کی جگہہ کیطرف تکتا
رہنا اور جماہی کیوقت اپنا منہہ بند کرلینا اور اللہ اکبر کہنے کیوقت آستینونمین سے دونون
ہاتہونکو نکالنا اور جسقدر ہوسکے کہانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علی الفلاح کہا جاوے
اسوقت کہڑا ہونا (اور جب قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اسوقت امام کو نماز کا شروع کرنا

فصل اور جب نماز مین آیا چاہی تو (نمازی کو چاہیے کہ اللہ اکبر کہی اور دونو ہاتہہ اپنے
کانون کی برابر تک اوٹہاوے۔ اور اگر نماز کے شروع مین (اللہ اکبر کی جگہہ) سبحان اللہ

یا لا الہ الا اللہ کہا یا فارسی مین کہا (کہ اللہ بزرگتر ست) تو نماز درست (ہوگی) اور یہی حال ہو اگر
قرآن کو فارسی مین پڑھی اوسصورت مین کہ (عربی مین پڑھنی سی) عاجز ہو یا جانور ذبح کری اور
بسم اللہ فارسی مین کہے — اور اگر شروع نماز مین اللہم اغفرلی کہیگا تو نماز درست نہوگی —
پہر اپنی داہنی ہاتھہ کو بائین پر ناف کے نیچے رکہے (فائدہ مترجم کہتا ہو کہ یہہ صورت
مردون کے لئی ہی اور عورت ہاتہونکو مونڈہون تک اُٹھاوی اور ہاتھہ سینہ پر رکھے) اور
دعائی استفتاح (یعنے سبحانک اللہم آخر تک آہستہ پڑہکر) اور قرآن پڑہنے کے لئی اعوذ باللہ
بہی آہستہ کہی (یعنے اعوذ باللہ قرآن پڑہنے کے تابع ہے) اس سے یہہ نکلا کہ مسبوق
(یعنے جسکو ایکدو رکعت امام کے ساتھہ نملی ہو اور پیچہے آکے ملا ہووے) اعوذ پڑہے
(اسواسطیکہ جو نماز اوسکو رہگئی ہی اوسمین قرارت قرآن کریگا) اور مقتدی اعوذ نہ پڑہی
(جسنے امام کے ساتھہ نماز شروع کی ہی اسواسطیکہ اسکو قرآن پڑہنا نہین) اور عید کی
تکبیرون کے پیچہے اعوذ پڑہے (اسلئی کہ پہلی رکعت مین قرآن پڑہنا تکبیرون
کے بعد ہی) اور ہر رکعت مین آہستہ سی بسم اللہ کہی اور بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہی
سورتون کے جدا کرنیکے لئی اُتری ہی نہ تو الحمد کا ٹکڑا ہے نہ کسی اور سورت کا (اور اس
مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہی وہ اوسکو الحمد کا جز فرماتے ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے
کہ صحیح بخاری اور مسلم مین انس رضؓ سی روایت ہی کہ وہ فرماتے ہین کہ مین نے نماز پڑھی آنحضرت صلعم کی
پیچہے اور حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمانؓ کے پیچہے مگر مین نے انمین سی کسیکو نہ سُنا کہ بسم اللہ
پڑہتے ہون بلکہ الحمد للہ سی شروع قرارت کیا کرتے تہے اور اس جیسی روایتین بہت مروی
ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جز ہوتی تو پکار کے پڑہنے کی نماز ونمین الحمد کیطرح اُسکو بہی پکار کر
پڑہتے اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ نماز بٹگئی ہے خدا تعالی اور بندہ مین جب بندہ

کیسا ہی الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی (روایت
کیا اسکو مسلم نے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ الحمد للہ سے شروع ہوتی ہے
نہ بسم اللہ سے) پھر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتین پڑھے اور امام اور مقتدی الحمد کے
بعد آہستہ سے آمین کہین اور اللہ اکبر (دونوں نے مد کے کہین (یعنے اللہ کے الف کو
کھینچین اسلئے کہ مشابہ ہمزۂ استفہام کے ہو جاویگا اور وہ درست نہین اور نہ اکبر کی بے کو
بڑھا دین) اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں زانو پر رکھے اور
انگلیان ہاتھونکی کھلی رکھے اور پیٹھ کو برابر رکھے اور سر کو سرین کے ساتھ ہموار رکھے
اور رکوع مین تین بار سبحان ربی العظیم کہکر سر اوٹھاوے اور امام سر اوٹھاتے ہوئے
سمع اللہ لمن حمدہ پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑھنے والا ربنا لک الحمد کہلین
پھر اللہ اکبر کہے اور اپنے دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر منہ کو دونوں ہتھیلیوں
کے درمیان رکھے اور اٹھنے مین اسکا الٹا کرے (یعنے جب سجدہ سے سر اٹھاوے تو اول سر اٹھاوے پھر
دونوں ہاتھ پھر دونوں زانو اوٹھاوے) اور سجدہ مین ناک اور ماتھا دونوں زمین کو لگین اور
انمین سے ایک پر کفایت کرنا یا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور سجدہ مین اپنے دونوں
پہلو کو ظاہر رکھے (یعنے بازوون کو پہلو سے علیحدہ رکھے اور اپنے پیٹ کو رانون سے
دور رکھے اور اپنے دونوں پاؤں کی انگلیان قبلہ رخ رکھے) اور سجدہ مین تین بار سبحان ربی
الاعلیٰ کہے اور عورت اونچی نہ اوبھرے بلکہ پیٹ کو لگاوے دونوں رانون سے ملا ہوا رکھے پھر اللہ اکبر
کہتا ہوا اپنا سر اوٹھاوے اور آرام سے بیٹھے پھر اللہ اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام کے ساتھ
کرے اور کھڑے ہونیکے لئے اللہ اکبر کہے (اور) بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون بیٹھنے
کے (دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو یعنی اٹھنے مین ہاتھ پر زور نہ دے اور دوسرے سجدے کے بعد

جلسہ استراحت نکرے یعنی آرام کے لئے نہ بیٹھے) اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے
ہو اتنا فرق ہے کہ دوسری رکعت مین سبحانک اللہم اور اعوذ نہ پڑھے اور ہاتھہ
سوا فقعس صمعج (یعنے آٹھہ جگہہ) کے اور جگہہ اوٹھاوے (ف سے مراد افتتاح نماز یعنی
شروع نماز مین اللہ اکبر کہنے کیوقت ق قنوت وتر کیوقت ع عیدین کی تکبیرات مین
س استلام یعنی بوسہ لینے کیوقت حجر اسود کے ص صفا پر اللہ اکبر کہتے کیوقت م
مروہ پر اللہ اکبر کہتے ہوئے ع عرفات مین ج جمرونکو پتھر مارنے مین - جاننا چاہیے
کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دونو ہاتھونکا اٹھانا ہر کھڑا ہونے اور رکوع کے لئے اللہ اکبر
کہنے کیوقت ہر رکعت مین مسنون ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک شروع کی تکبیر علاوہ ہاتھہ
اٹھانا نہین ہے اوسکے سوا دوسری تکبیر مین بدلیل قول پیغمبر خدا صلعم کے کہ ہاتھہ نہ اٹھائے
جاوین مگر آٹھہ جگہہ جو مذکور ہوئین روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبد اللہ
بن مسعودؓ ہاتھہ نہ اٹھاتے تھے مگر شروع نماز مین اللہ اکبر کیوقت روایت کیا اسکو ابوداؤد
ترمذی نے) پھر جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہوا اپنا بایان پانو
بچھاکر اوسپر بیٹھے اور داہنی پانو کو کھڑا رکھے اور پانو کی انگلیان قبلہ کیطرف رکھے
اور اپنے دونو ہاتھہ دونو رانون پر رکھے اور ہاتھونکی انگلیان کھلی رکھے اور عورت
دونو پانو داہنی طرف کو نکالکر چوتڑون پر بیٹھے اور التحیات (وہ پڑھے جو عبد اللہ
بن مسعودؓ سے مروی ہے) واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی انگلی سے اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
تک پڑھنے کیوقت التحیات مین بہت سی حدیثون مین مروی ہے اور اکثر علما کا عمل ہے
چنانچہ علماء حنفیہ نے بھی اسکو اختیار کیا ہے اور اس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابون مین
چند طور پر ثابت ہوئی ہے اور جو طور کہ ظاہر مذہب امام اعظمؒ کے خلاف نہین یعنی اوسکے

ظاہر مذہب مین انگلیون کا کہولنا پایا جاتا ہی تو جو طور اشارہ کا اُسکے خلاف نہین یہہ ہی کہ
شہادت کیوقت انگشت شہادت سی اشارہ کرے اور اور ونکو بند نکرے خواہ بند کرلے
اور بعد اشارہ کے کہولدی اور یہہ طور حدیث سی زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم)
اور بعد پہلی دو رکعتون کے اور رکعتو نمین صرف الحمد پر کفایت کرے (سورت نملاوی)
اور آخر کا بیٹہنا مثل اول بیٹہنے کے ہی (اور شافعیؒ کے نزدیک دوسرے قاعدہ مین جو تڑون
پر بیٹہے جیسی عورتین بیٹہتی ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ حضرت انسؓ سی مروی ہی
کہ رسول خدا صلعم نے نماز مین کتے کیطرح بیٹہنے اور چوتڑون پر بیٹہنے سی منع فرمایا اس
روایت کو احمد نے بیان کیا ہی اور رفاعہ بن رافع سی منقول ہی کہ آنحضرت صلعم نے ایک
اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹہے نماز مین اپنے بائین پانون پر بیٹہہ اسکو بھی احمد نے روایت
کیا ہی اس سی معلوم ہوا کہ یہہ صورت دونو قعدون مین مسنون ہی واللہ اعلم) اور
التحیات پڑہی اور پیغمبر خدا صلعم پر درود بہیجے اور ایسی دعا مانگے جو مشابہ قرآن و حدیث
کے ہو نہ لوگونکے کلام سی اور (بعد دعا کے) امام کے ساتھہ سلام پہیرے مثل تحریمہ کے
(یعنی جسطرح تحریمہ اپنا امام کے ساتھہ کری اسیطرح سلام بہی امام ہی کے ساتھہ پہیری)
اور داہنے بائین سلام پہیرنے مین لوگونکی اور کرام کاتبین کی نیت کرلے (کہ انپر سلام کہتا
ہون) اور جسطرف امام ہو داہنی خواہ بائین اُس طرف اسکی بھی نیت کری اور اگر ٹہیک سامنے
ہو تو اُسکی نیت دونو طرف کری اور امام اپنے دونون طرفکے سلام مین لوگونکی اور کرام کاتبین
کی نیت کری۔ اور قرارت فجر کی نماز مین اور پہلی دو رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر
پڑہی گو قضا ہی پڑہتا ہو اور جمعہ اور دونو عیدون کی نماز مین (بھی پکار کر پڑہے) اور انکے
سوا اور نمازونمین قرارت آہستہ پڑہی جیسی دن کو نفل پڑہنے والا (کہ وہ بھی قرأت آہستہ

پڑھے) اور جو شخص ایسی نماز جس مین پکار کر پڑھنا چاہئے اکیلا پڑھے اسکو اختیار ہی (چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ پڑہی) جیسے رات کو نفلین پڑہنے والا (مختار ہوچاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ) اور اگر عشا کی نماز مین پہلی دو رکعتون مین سورۃ چھوڑ دے تو اسکو دو رکعتون پچھلی مین الحمد کے ساتھہ پکار کر پڑھ لے اور اگر (پہلی دونو رکعتونمین) الحمد نہ پڑہی ہو تو (الحمد کی) قضا (پچھلی دو رکعتون مین) نکرے (اسلئے کہ الحمد کو دو دفعہ پچھلی رکعتونمین پڑہنا پڑیگا) اور فرض ایک آیت کا پڑہنا ہے (اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کا پڑہنا فرض ہے اور اُنکی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ اُس شخص کی نماز نہین جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول خدا وندی ہی فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یعنی پڑہو جسقدر ہوسکے قرآن اور کلام الہی پر احاد حدیث سے زیادتی کرنی درست نہین الا حدیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہی اسلیئے الحمد کے پڑہنے کو واجب ٹھہرایا ہی اور آنحضرت صلعم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑہ جو کچھہ تیرے پاس ہی قرآن پر یعنی جو کچھہ تجھے یاد ہی یہہ حدیث بھی الحمد کے فرض نہونے پر دلالت کرتی ہی اسلئے کہ اس حدیث کے آخر مین وارد ہوا ہی کہ پھر تیری نماز تمام ہوئی) اور قرارت کی سنت سفر مین سورۂ الحمد اور ایک سورت ہی جونسی چاہی اور حضر مین (یعنے ٹھہرے رہنے کیصورت مین) اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو انمین دراز مفصل سورتین (مسنون ہین اور اگر عصر اور عشا ہو تو میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو تو چھوٹی مفصل سورتین (پڑہنی سنت ہین مخفی نرہے کہ سورہ حجرات سے آخر کلام مجید تک جتنی سورتین ہین اونکو مفصل کہتے ہین انمین سے حجرات سے لیکر سورہ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل کہلاتی ہین اور وہان سے لیکر لم یکن تک میانہ اور وہان سے سورہ ناس تک چھوٹی) اور نماز فجر مین صرف اول رکعت

کو دراز کیا جاوے (نہ اوسکے سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین اول رکعت کو دوسری کی نسبت زیادہ بڑہانا چاہیے اور نماز ون مین ایسا نکرنا چاہیے بلکہ دونو رکعتین مساوی پڑہین) اور کسی نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہین ہوئی (یعنے ایسا نچاہیے کہ کسی نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر کرلین اور اوسکے سوا دوسری سورت کبھی نہ پڑہین) اور مقتدی قرارت نکرے بلکہ چپکا سنے جاوے اگرچہ امام آیت رغبت یا آیت خوف کی پڑھے یا خطبہ پڑہنے والا خطبہ پڑھے یا آنحضرت صلعم پر درود بھیجے (ان سب صورتون مین چپکا سننا چاہیے لیکن کہتے ہین کہ جب خطیب پڑھے یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو سننے والیکو چاہیے کہ آہستہ درود بھیجے) اور (امام اور خطیب سے دور کا شخص اور پاس کا (اس حکم مین) برابر ہین (یعنے خواہ امام کا پڑہنا اور خطبہ پاس ہونیکی جہت سے سنتا ہو خواہ دور ہونے کے سبب سے نہ سنتا ہو دونو حالتون مین کچھ نہ پڑھے اور چپ ہو جانا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی پر قرأت الحمد کی واجب ہے بدلیل ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ اور اسبات مین بہت سی حدیثین وارد ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا تو اس آیت کی رو سے مقتدی کو سننا اور چپ رہنا لازم ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہین جس کا امام ہو تو امام کی قرارت اسکی قرارت ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی سے الحمد کا پڑہنا حکماً ثابت ہے اور حضرت علی فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑہتا ہے وہ فطرت سلیم کو چوکتا ہے یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہے اسکو ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے اپنی کتابون مین روایت کیا ہے اور حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ

امام کے پیچھے بہت پڑھ کر وہ پکار کر پڑھے یا آہستہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے
باب امامت کے بیان میں جماعت سنت مؤکدہ ہے امامت کے لئے لائق تر وہ ہے جو سب میں زیادہ
عالم ہو اسکے بعد وہ جو قرآن سب سے اچھا پڑھتا ہو اسکے بعد جو زیادہ پرہیزگار ہو اسکے بعد جو سب میں
عمر زیادہ رکھتا ہو (اور امام شافعی کے نزدیک قرآن کا اچھا پڑھنے والا عالم پر مقدم
ہے اور امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر رضہ کو حکم امامت کا
فرمایا اسلئے کہ آپ علم زیادہ رکھتے تھے قرآن کے قاری سب سے زیادہ نہ تھے کیونکہ صحابہ
میں قرآن مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑھتے تھے اور یہ امر آنحضرت
صلعم کے آخر عہد مبارک میں ہوا تھا اور اسی سے لوگوں نے حضرت ابوبکر رضہ کی خلافت
کا استحقاق ثابت کیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں قرآن کے عمدہ پڑھنے
والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سے آنحضرت صلعم نے زیادہ علم والے
کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سے قاری جاہل تر ہوتے ہیں علاوہ ازین
قراءت پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہے اور علم نماز پر سب ارکان منحصر ہیں) اور بندہ
اور گنوار اور فاسق معلن (جو بدکاری میں مشہور ہو) اور بدعتی (جو مذہب اہل سنت
وجماعت کے خلاف رکھتا ہے) اور اندھا اور حرامزادہ (جو اس عیب میں مشہور ہو گیا
ہو) ان سب کا امام ہونا مکروہ ہے اور نماز کو اتنا لمبا کرنا (جس سے لوگ گھبرا جاویں) اور
جماعت صرف عورتوں کی مکروہ ہے اور اگر (عورتیں) جماعت کریں تو امام صف کے
اندر کھڑا ہو ننگوں کی جماعت کیطرح (کہ انکا امام بھی صف میں رہے آگے نہ بڑھے)
اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے دہنی طرف کھڑا ہو اور دو (خواہ زیادہ ہوں) تو
اسکے پیچھے کھڑے ہوں۔ اور اول مرد صف باندھیں پھر دوسری صف میں لڑکے

(کہڑے ہون) اونکے پیچھے عورتین (صف کرین) اور اگر جس نماز مین رکوع اور سجدہ ہوتا ہے مرد کی برابر ایک ہی جگہہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کہڑی ہو جاوے اور نیت اُسکی برابر کرے اور ادا بھی اوسکے ساتھہ کرے اور امام نے اُسعورت کے امام ہونیکی نیت کری ہو تو اسصورتمین مرد کی نماز جاتی رہیگی (اور نماز جنازہ مین یہہ حکم نہین) اوسمین دونو کی نماز ہو جاویگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورتمین نماز نہین جاتی اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہہ یہہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ عورتونکو پیچھے کرو جہان کہ اللہ تعالی نے اونکو موخر کیا ہے اس حکم کے مخاطب مرد ہین پس صورت مذکورہ بالامین و مرد برابر عورت کی کہڑا ہوا ہے اوسنے فرض مقام کو چھوڑا ہے نہ عورت نے اسلیے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہہ سب شرطین کہ مذکور ہوئی ہین اسلیے ہین کہ مرد و عورت کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہو جاوے) اور عورتین جماعتون مین حاضر نہو رین (یعنی خوف فتنہ کی جہت سے) اور نا جائز ہے اقتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے کے پیچھے اور پاک کو عذر والیکا (مثلا جسکو سلسل بول ہو یا ریح نہ تھمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو اچھے شخص کو ایسے لوگونکے پیچھے نماز پڑہنا جائز نہے) اور پڑہے ہوئے کو ایسے کا اقتدا جو قدرت پڑہنے کی رکہتا ہو اور کپڑا پہنے ہوئے کو ننگے کا جو ستر رکہتا ہو اور تندرست کو ایسے شخص کا جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑہنے والیکو نفل پڑہنے والیکا یا اس شخص کا کہ دوسری فرض پڑہتا ہو (اسلیے کہ یہہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت عمدہ حال رکھتے ہین پس امامت الٹی طرح ہو جاویگی) اور اقتدا وضو والیکا تیمم والیکے پیچھے درست ہے اور دہونے والیکا مسح کرنیوالیکے پیچھے اور کہڑا ہونے والیکا بیٹھنے والیکے پیچھے یا کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالے کا اپنے جیسے شخص کے پیچھے اور نفل پڑہنے والیکا فرض پڑہنے والیکے پیچھے نماز کو خراب نہین کرتا

(یعنے جائز ہے) اور اگر (مقتدی کو بعد نماز کے) معلوم ہو کہ امام بے وضو تھا تو (اپنی) نماز
کو پھر سے پڑھ لے۔ اور اگر ایک ان پڑھ اور ایک پڑھا ہوا کسی ان پڑھ کے پیچھے نماز
پڑھین یا امام پڑھا ہوا پچھلی دو رکعتو نمین کسی ان پڑھ آدمی کو خلیفہ کر دے تو سب کی نماز
جاتی رہیگی (اسلئے کہ پڑھے ہوئے کے ہوتے ان پڑھ کی امامت جائز نہین ہوتی اور یہی حال
ہے اگر پڑھا شخص ان پڑھ کو پڑھے ہوؤن پر خلیفہ کر دے اور پچھلی رکعتون کی قید اسلئے
لگا دی کہ اس حکم مین مبالغہ ہو جاوے یعنی باوجودیکہ پچھلی رکعتو نمین قرارت نہین
اونمین اگر خلیفہ کریگا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی دو رکعتو نمین کہ قرارت فرض ہے خلیفہ
کریگا تو بطریق اولے نماز فاسد ہو جاویگی *)

باب نماز مین بے وضو ہو جانیکے بیان مین۔ جس شخص کا وضو (نماز مین) ٹوٹ جاوے
وہ وضو کرے اور جسجگہہ سے نماز چھوڑی ہے وہان سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا
خلیفہ کسیکو کر دے اور یہی حال ہے اگر قرارت سے رکجاوے (یعنے اسکو بھی چاہیے کہ خلیفہ
کر دے تاکہ لوگونکو قرارت سے نماز پڑہا دے اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اونکے
نزدیک جتنی پہلے پڑھی ہے وہ جاتی رہی نئے سر سے پڑھے اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت
صلعم کا ارشاد ہے کہ جس کسیکو آجاوے قے یا نکسیر تو چاہیئے کہ نماز سے ہٹے اور وضو کرے
اور پھر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑھ لی ہے اسمین اور ملا کر پوری کر دے
روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسیطرحکا مضمون حضرات ابوبکر
اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے) اور اگر وضو
ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلجاوے یا دیوانہ ہو جاوے یا خواب مین انزال ہو جاوے
یا بیہوش ہو جاوے تو ان صورتو نمین نماز از سر نو پڑھے (پہلے کی نماز کو پورا نکرے اسلئے کہ

جہ باتین بہت کمتر ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس کرنا چاہیئے) اور اگر التحیات
پڑھنے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کرکے سلام پھیرے (اسلئے کہ لفظ سلام واجب تھا
اُسکے ذمہ پر باقی ہے) اور اگر قصداً وضو توڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی (کیونکہ اپنے
فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تھا وہ ادا ہوگیا) اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکھ لے
یا مسح کرنیوالے کی مدت مسح پوری ہوجاوے یا موزہ کو تھوڑے سے عمل سے نکالدے (تو نماز
باطل ہوجاویگی اور تھوڑے عمل کی شرط اسلئے ہے کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی سے نماز
باطل ہوجاویگی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نرہیگی) یا ان پڑھ نماز مین کوئی سورت
سیکھ لے یا ننگے کو کپڑا ملجاوے یا اشارہ سے پڑھنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا صاحب
ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوے یا پڑھنے والا کسی ان پڑھ کو نائب کردے یا صبح کی نماز
مین آفتاب نکل آوے یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت آجاوے یا زخم اچھا ہوکر پٹی گر پڑے
یا عذر والیکا عذر (مثل سلسل البول اور پیٹ چلنے کے) دور ہوجاوے تو (ان سب
صورتون مین) نماز باطل ہوجاویگی — اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کا (اور مسبوق وہ
ہے جسکو امام کے ساتھ کچھ نماز نملی ہو) پس (مسبوق) جب امام کی نماز تمام کرچکے وہ ایسے
شخص کو اپنا نائب کرے جسکو امام کے ساتھ پوری نماز ملی ہو (اوسکو مدرک کہتے ہین) یہہ
مدرک مقتدیونکو سلام پھیرے (اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے) اور مسبوق اگر کوئی کام نماز کے خلاف کریگا
(مثلاً بیوضو ہوجاوے یا کھلکھلا دے یا اور ایسا ہی کام کرے) تو اُس (مسبوق) کی نماز
باقی رہیگی نہ اور لوگونکی (اسلئے کہ جب اُسنے مدرک کو اپنا نائب کردیا تو امام مدرک ہوگا
نہ کہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اُس سے صرف مسبوق کی نماز
جاویگی نہ اور لوگونکی) جیسے اگر امام نے اپنی نماز تمام کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو اُس صورت مین

بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی (اسلئے کہ یہ فعل نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز
کے بیچ مین ہوا ہی گو امام کی نماز کے ختم کیوقت ہوا ہی) اور اگر امام مسجد مین سے نکلجاوے
اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جاتیگی (یعنے ان دونو صورتون مین امام کی نماز تمام
ہوگئی اسلئے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا کوئی رکن اوسکے ذمہ پر باقی نہین رہا اسلئے
مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف قہقہہ لگا
کر ہنسنے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق مین بھی اور مدرک اور مسبوق
کے حق مین بھی) اور اگر رکوع مین خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہو تو وضو کرکے پہلی نماز پر بنا کرے اور
جس رکوع خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہووے اوس کو دوبارہ کرے (اسلئے کہ اوس کا
کچھ اعتبار نہین اسیوجہ سے اوسکو دوبارہ ادا کرنا چاہیئے) اور اگر نمازی کو حالت
رکوع خواہ سجدہ مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہی اور اوس رہی ہوئی سجدہ کو ادا کیا تو
جس رکوع و سجدہ مین وہ یاد آیا ہو اوسکو دوبارہ ادا کرے اور اگر مقتدی ایک ہی
تو نائب ہونیکے لئے وہی متعین ہوجاتا ہی بدون نیت کے (یعنی اگر امام کے پیچھے صرف ایک ہی
مقتدی ہو اور امام بیوضو ہوجاوے تو وہ مقتدی خود امام ہوجاتا ہے بدون نیت کئے اور بدون خلیفہ بنائے ہوئے)

باب ان چیزون کے بیان مین جو نماز کو فاسد کردیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین

(نماز کے اندر) بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگونکی باتون کے مشابہ ہو اور بآواز
آواز سے رونا اور آہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد بیماری سے نماز کا مفسد ہی اور بہشت
اور دوزخکو یاد کرکے رونا مفسد نہین اور بدون عذر کے کھانسنا (یعنے بدون اس
بات کے کہ گلے یا چھاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہو) اور حین حین کرنا اور چھینک
کے جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور اپنے امام کے سوا غیر کو پڑہنے مین لقمہ دینا اور

تسبیح جواب مین لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اسکا جواب دینا اور شروع کرنا نما
عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خیر و ظہر کا (یہہ سب بھی مفسد نماز مین یعنی ایک نما
کی ایک رکعت پڑہی پہر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہوجاویگی اور اگر پہلے ہی
نماز کی نیت سے سرے سے کی تو فاسد نہوگی) اور نمازی کا پڑہنا قران دیکہکر اور کہنا الا
بینا (یہہ بھی مفسد نماز مین) اور اگر کسی لکہی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکہا اور اسکو سمجھ لیا
یا اپنے دانتون کے درمیان کی چیز کہالی یا کوئی شخص اسکے سجدہ گاہ مین کو گذر گیا تو
ان باتون سے نماز نہین جاتی اگرچہ گذرنیوالے پر گناہ ہوتا ہے۔ اور مکروہات نماز کے
یہہ ہین نمازی کا اپنے بدن اور کپڑے سے کہیلنا اور ایکدفعہ سے زیادہ مسجد کے لیے کنکر
کو ہٹانا اور انگلیان چٹخانا اور ہاتھ کو کمر پر رکہنا اور دائین بائین دیکہنا اور کتے
کیطرح چوتڑ و نیز بیٹہنا اور دونو ہاتہونکو سجدہ مین کہنیون تک بچھانا اور سلام کا جواب
ہاتھ کے اشارہ سے دینا اور بدون عذر پالتی مارکر بیٹہنا اور سر کے بالونکو گرہ دینا
اور کپڑے کو زمین پر گرنے سے بچانا اور اسکو بدون باندھی یا آنچل اوپر سے لٹکا دینا اور
جمائی لینی اور آنکہین بند کرنی اور مسجد کی محراب مین کہڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ
نہین اور صرف امام کا چبوترہ پر کہڑا ہونا اور اسکا الٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی
چبوترہ پر ہون اور ایسا کپڑا پہننا جسمین تصویرین ہون یا ایسی طرح کہڑا ہونا کہ سر کے اوپر
خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر بہت چہوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی ہو یا بے جان
چیز کی ہو مثلا درخت پہول وغیرہ کی تو مکروہ نہین اور آیتون اور تسبیح کو ہاتہ پر گننا
مکروہ نہین سانپ اور بچہو کا (تہوڑے سے عمل سے) مار ڈالنا اور ایسے شخص کی پشت
کیطرف کو نماز پڑہنا جو باتین کرتا ہو یا قرآن مجید کیطرف کو یا لٹکی ہوئی تلوار کیطرف کو نماز پڑہنی

(اور نلے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکھتی ہی) یا شمع یا چراغ کیطرف کو نماز پڑھنی اور ایسی جگہ
پر نماز پڑھنی جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ سجدہ تصویرون پر نہو **فصل** پاخانہ پھرنے
مین قبلہ کیطرف منہ کرنا اور پیٹھہ کرنا (مکانات مین) مکروہ ہو (پس جنگل مین بطریق اولی
مکروہ ہوگا) اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور اوسکی چھت پر صحبت کرنی اور بول و براز کرنا
مکروہ ہی نہ ایسے گھر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو (اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے
کے پانی سے منقش کرنا)

باب وتر اور نوافل کے بیان مین - وتر نماز واجب ہی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک
سنت ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم کا ارشاد ہی کہ وتر حق واجب ہی ہر مسلمان پر
روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے) اور وتر تین رکعتین ہین ایک سلام
کے ساتھہ اور دعاء قنوت تیسری رکعت مین رکوع سی پہلے ہمیشہ پڑھی اور اول ہاتھہ
اوٹھاکر اللہ اکبر کہلے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑھے مگر نصف اخیر
رمضان کے وتر مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے اور اونکے یہان قنوت رکوع کے
بعد پڑھے نہ رکوع سے پہلے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم قنوت
پڑھتے تھے وتر مین رکوع سی پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی
اور طبرانی اور ابو نعیم اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہی کہ آنحضرت صلعم وتر تین
رکعتین پڑھتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سی پڑھتے تھے) اور وتر کی تینون رکعتون مین
الحمد اور ایک سورت پڑھی اور سوای وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑھی (جیسے امام
شافعیؒ کے تابعین فجر مین پڑھتے ہین) اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑھتا ہو مقتدی
اوسکی متابعت کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑھی اوسکی متابعت نکرین (یعنی

امام اگر وتر مین قنوت پڑھے تو مقتدی بھی اوسکے ساتھ پڑھین اور اگر امام مذہب شافعی
اور فجر کی نماز مین قنوت پڑھے تو مقتدی چپ رہین کچھ نہ پڑھین اور دعا قنوت یہہ ہی
اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ
وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ
وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ
اور حدیث مین یہہ دعا بھی آئی ہے اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ
فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی
عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ
وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ) اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا
کی نماز کے بعد دو رکعتین سنت ہین اور ظہر سے پہلے اور جمعہ کے پیشتر اور جمعہ کے بعد
چار رکعتین سنت ہین اور عصر اور عشا کے پیشتر اور عشا کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور مغرب کے بعد
چھہ مستحب ہین اور دن کی نفلون مین ایک سلام سے چار رکعتون سے زیادہ پڑھنی اور رات
کی نفلون مین آٹھہ سے زیادہ ایک سلام سے ادا کرنی مکروہ ہے اور دن اور رات مین چار چار
رکعتین ایک سلام سے ادا کرنی بہتر ہین اور دیر تک کھڑا رہنا اچھا ہے نسبت بہت سجدہ
کرنیکے (یعنے اسبات سے بہتر ہے کہ تھوڑا کھڑا ہوا اور رکعتین بہت سی ادا کرے مگر یہہ حکم
نفل پڑھنے والے اور اکیلے پڑھنے والیکا ہے ورنہ جماعت مین اسقدر رکعت کا
زیادہ کرنا جس سے لوگ گھبرا جاوین مکروہ ہے) اور قرآن کا پڑھنا فرضون کی دو رکعتون
مین اور نفلون اور وترون کی سب رکعتون مین فرض ہے — اور نماز نفل شروع کرنے
سے لازم ہو جاتی ہے اگرچہ آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونے کیوقت (کہ اوقات

ممنوع ہین شروع کی) ہو (اور امام شافعی کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین لازم نہین
تو شروع کے بعد بھی لازم نہین یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کردیگا تو اسکی قضا
انکے نزدیک لازم نہوگی اور دلیل امام اعظم کی قول خدا تعالی کا ہی لا تبطلوا اعمالکم
یعنی مت بیکار کرو اپنے عملونکو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہی
اور حضرت عائشہ اور حفصہ سے منقول ہی کہ ہم روزہ سے تھے کہ ہمارے آگے ایک کھانا آیا
جسکو ہمارا دل چاہتا تھا ہمنے اسکو کھا لیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسکی قضا دوسرے
دن کرلینا روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین یہہ
بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پھر ایسا کام مت کرنا) اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی اور
بعد پہلے قعدہ کے توڑ دی یا قعدہ اولی سے پیشتر فاسد کردی یا چارون مین کچھہ
نہ پڑہا یا صرف دو اول رکعتون مین پڑہا یا صرف دو پچھلی رکعتون مین پڑہا یا دو رکعتون مین
اول کی اور ایک پچھلی مین قراءت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچھلی رکعتون مین پڑہا (ان
سب صورتونمین) دو رکعتین قضا کرے اور اگر اول کی دو رکعتون مین سے ایک مین
اور پیچھے کی دو رکعتونمین سے بھی ایک مین قراءت کی یا ایک رکعت مین صرف پچھلی دو مین
سے پڑہا یا پچھلی دو مین سے تو (ان صورتونمین) چارون رکعتین قضا پڑھے اور ایک
نماز پڑھکے پھر اسی جیسی دوسری نہ پڑہی جاوے (جاننا چاہیئے کہ سلف سے یہہ مضمون
اسیطرح چلا آتا ہی اور بعض علمانے اسکو حدیث خیال کیا ہی اور اسکے معنی چند طور پر
بیان کئے ہین اول یہہ کہ جو فرض چار ہین اونکے بعد اور چار رکعتین اسطرح نہ پڑہے کہ
دو رکعتونمین قراءت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑہتے ہین اس قول کے بموجب یہہ
مضمون نفل کے کل رکعتونمین قراءت کے فرض ہونیکا بیان ہی اور اسی توجیہ کو امام محمد نے

نے پسند فرمایا ہی دوسری یہہ کہ مسجدونمین جماعتون کے مکرر کرنیکو منع کیا ہی
یہہ کہ اگر نماز مین وسوسہ جاتے رہنیکا ہو وہی تراو سکے ازسر نو پڑھنی کو منع کیا
اور باوجود قدرت کہڑا ہونیکے نفل پڑہنے والا شروع سی بیٹھکر پڑہی اور کہڑا ہوکر شروع
کی ہو تو بیٹھکر تمام کرلے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ سی
اور منہ اسطرفکو کرے جدہر اسکی سواری جاتی ہو اور اترکر جتنی باقی ہو اتنی پڑہے
اور اگر زمین پر پڑہتا ہو تو سواری پر اسکو تمام کرنا درست نہین (یعنے اگر سواری پر
نماز اشارہ سی پڑھتا ہو اور اوسی حالین اوترا تو پہلی نماز پر بنا کرسکتا ہی اور اگر زمین
پر پڑہتا تھا اور اوسی حالین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سرسی نماز پڑہے)

فصل تراویح کے بیانمین اور رمضان کے ہینے مین نماز عشا کے بعد ۲۰ رکعتین دو
سلام سی وترون سی پیشتر مسنون ہین اور وتر کے بعد بھی آئی ہین اور سنت ہی اونمین ختم
اور قرآن پورا ایکبار سنتا اور چار رکعتون کے بعد بقدر چار رکعتون کے بیٹھنا اور
نماز وتر صرف رمضانمین جماعت سی پڑہے (غیر رمضان مین جماعت سی نہ پڑہے)

باب فرض نماز مین ملنے کے بیانمین — فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑہ چکا
کہ تکبیر ہوگئی تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھ شامل ہو جاوے اور اگر تین رکعتین
پر تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کرے اور امام کے ساتھ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر
یا مغرب کی ایک رکعت پڑہنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز کو توڑکر شامل جماعت ہوجاوے
— اور جس مسجد مین اذان ہوگئی ہو اوسمین سی نکلنا مکروہ ہے جبتک کہ نماز نہ پڑھ لے
اگر اذان سی پیشتر نماز پڑہ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین (کہ باوجود نماز
پڑھ چکنے کے مسجد سی نکلنا مکروہ ہے) جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو — اور جو شخص کم اسباب کا

باب
نفل
نفل

خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض نملینگے تو اسکو چاہیے کہ سنتونکو
ترک کرکے جماعت مین ملجاوے اور اگر فرضون کے نملنے کا خوف نہو تو سنتون کو
ترک نکرے ۔ اور فجر کی سنتین قضا پڑھیجاوین مگر فرضون کے ساتھہ مین (یعنے اگر سنتین
صرف قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوئے ہون تو سنتونکو قضا نہ پڑھے ہان اگر سنت
و فرض دونو قضا ہوگئے ہون تو اسوقت قضا فرض کے ساتھہ مین سنتین بھی پڑھے)
اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر ہی کیوقت مین بعد کی دو رکعت سنت سے پیشتر ادا
کیجاوین (یعنے اگر چار سنتین ظہر سے پہلے نملی ہون تو انکو فرضون کے بعد ہی
دو سنتون سے پیشتر ادا کرلے اگر وقت ظہر ہو) اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت
کے ساتھہ نہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملیگا (یعنے اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین ظہر کو
جماعت کے ساتھہ پڑہونگا اور اسکو ایک رکعت ہاتھہ آئی تو اسپر قسم کا کفارہ لازم
ہوگا) اور نماز فرض سے پہلے نفلین اسصورت مین پڑہے کہ وقت کی نماز کے جاتے رہنے
کا خوف نہو ورنہ نفل نہ پڑھے (فرضون پر کفایت کرنا چاہیے بعض علمانے ان نفلون
سے مراد سنت لی ہے یعنی حکم سنتین پڑھنے کا اسوقت ہے کہ وقت کی نماز کے جانے کا
خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی مراد لی ہین یعنی جب کوئی مسجد مین آوے اور جماعت
مین دیر ہو تو نفلین پڑھے یہانتک کہ خوف اسبات کا نہو کہ وقتی نماز جماعت سے
نملیگی) اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکے کہڑا رہا یہانتک کہ امام نے سر اپنا رکوع
سے اٹھالیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہوگئی (یعنے شرط رکعت کے ملنے کی یہہ ہے
کہ امام کے ساتھہ رکوع مین شامل ہوجاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھہ نملا تو ساری
رکعت نملی) اور اگر مقتدی نے (امام سے پہلے) رکوع کیا اور رکوع ہی مین امام نے اسکو

جاتا لیا تو درست ہی (اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اُٹھا لیا
تو نماز اوسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین جاتی مگر تاہم مقتدی کو نچاہیے
کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے ❊)

باب قضا نمازون کے ادا کرنیکے بیان مین — ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی
مین اور خود قضا نمازونمین واجب ہے اور ترتیب تین باتون سے) ساقط ہوجاتی ہی (اول
وقت کی تنگی سے (جس مین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو) دوم (قضا نمازکے
یاد نرہنے سی سوم قضا نمازونکا شمار پانچ سی زیادہ ہوجانے سی اور ترتیب نہین پہر
آتی بہت سی قضا نمازونکے کم ہوجانے سی (یعنے اگر اوسکے ذمہ بہت سی
نمازین تہین اور اوسنے اونمین سے ادا کین یہانتک کہ پانچ سی کم رہگئین تو اِس سے
صاحب ترتیب نہوجاویگا جبتک کہ سب ادا نکر چکے) پس اگر کوئی شخص فرض وقت
پڑھے حالانکہ اوسکو یاد ہی کہ میرے ذمہ ایک نماز ہے گو وہ قضا نماز وتر ہی ہو
تو اُس شخص کے فرض فاسد ہو وینگے مگر انکا فساد موقوف (ایک شرط پر) رہیگا (وہ
یہہ ہی کہ اِن فرضونکے بعد اگر قضا نماز کو ادا کریگا تو یہہ فرض فاسد ہوجاوینگے
انکو بھی دوبارہ پڑھے اور اگر اُس قضا نماز کو ادا نکیا یہانتک کہ چھہ وقتی نمازین
ادا کرلین تو سب نمازین صحیح ہوجاوینگی اسلیے کہ کثرت کی حد مین داخل ہوگئین اور کثرت
ترتیب کو دور کرتی ہے جیسی بہولنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کردیتا ہے
مثلاً اگر بھولے سی وقتی نماز پڑہ لے تو جائز ہوجاتی ہے اسیطرح اگر وقت تنگ ہوکہ
قضا کو پڑہیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا تو اِسصورت مین بھی قضا کو ملتوی کرکے وقتی کو
پڑھے اور ترتیب کے واجب ہونے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور امام اعظمؒ کی دلیل قول

آنحضرت صلعم کا ہے کہ جو شخص کوئی نماز نہ پڑھے اور بھولجاوے ہو اور اسوقت یاد کرے کہ امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہو پس اسکو چاہیئے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اوسکو چھوڑ دے پہر وہ نماز پڑھے جسکو بھول گیا تھا یعنی قضا کو پڑھے پہر اوس نماز کو دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھ پڑھی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہونا قضا نماز اور وقتی نماز میں معلوم ہوتا ہو اور اس حدیث کو مالک اور دار قطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور نیز جب آنحضرت صلعم کی کئی نمازیں فوت ہو گئیں تو آپ نے انکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسیطرح ادا کرو جسطرح مجہے ادا کرتے دیکہا اس حدیث سے قضا نماز وں میں ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہو واللہ اعلم ٭)

باب سہو (یعنی بھول کے سجدوں کے بیان میں)

جو فعل کہ نماز میں واجب ہے اوسکے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب ہوتے ہیں اگرچہ ترک واجب مکرر ہو جاوے (یعنے چند سہو کے لئے دو ہی سجدے کفایت کرتے ہیں اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہی امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے (یعنے اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کی متابعت کے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سے سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے اور امام شافعی کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہے واجب نہیں اور سلام سے پہلے ہی نہ بعد اوسکے اور دلیل امام اعظم کی ظاہر قول آنحضرت صلعم کا ہے کہ ہر سہو کیواسطے دو سجدے ہیں بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے) پس اگر نمازی پہلا قعدہ بھولکر اوٹھے مگر قعدہ سے نزدیک ہو تو بیٹھ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور (آخر میں قعدہ کے بھول کیواسطے) سجدہ سہو کرے

ف

فائده کہتے ہیں کہ دوری اور نزدیکی قعده سی باعتبار نماز ہی کے نیچے کے
کے ہی یعنی اگر نیچے کا آدہا دھڑ سیدها نہین ہوا تو قعده کے نزدیک ہی ورنہ قیام
کے نزدیک) اور اگر قعده اخیر کو بھولکر اٹھہ کہڑا ہو تو جبتک پانچوین رکعت کا
سجده نکرے بیٹھہ جاوی اور سجده سہو کرلے اور اگر پانچوین رکعت کا سجده کیا تو
سجده سی سر اوٹھاتے ہی فرض باطل ہوگئے اور وه نماز نفل ہوگئی اسصورت مین
چاہیئے کہ پانچوین رکعت کے ساتھہ چھٹی ملالیوے اور اگر قعده اخیره کرکے اٹھہ
کہڑا ہو تو پہر بیٹھہ جاوی اور سلام پھیری اور اگر (اسصورت مین بھی) پانچوین رکعت
کے ئی سجده کرلیا تو فرض تو پوری ہوگئے مگر (اس پانچوین کے ساتھہ ایک رکعت
چھٹی ملادی تاکہ یہہ دونو رکعتین (که چار کے بعد ہوئین) نفل ہو جاوین اور سجده
سہو کرے — اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجده سہو کرے تو اُن پر اور
اور دو رکعتین بنا نکرے (اسلئی کہ سجده سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہیئے نہ بیچ مین)
اور اگر سہو والے نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے (اس خیال سی که اوسپر سجده
باقی ہی) اسکا اقتدا کیا تو اگر یہہ سہو والا سجده سہو کریگا تو مقتدی کا اقتدا صحیح ہے
ورنہ درست نہوگا (اسلئی که اقتدا بعد سلام کے یعنی نماز سی خارج ہونیکے بعد درست
نہین اور سجده کرنیکی صورت مین صحت اقتدا کی یہہ وجہ ہی کہ اقتدا نماز کے اندر قائم
ہو جاتا ہی) اور سجده سہو (اگر ذمہ ہو) ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے
پھیرا ہو — اور اگر مصلی شک کری که کتنی رکعتین ادا کی ہین اور یہہ شک اول ہی دفعہ
ہوا ہو تو نماز نئے سر سے پڑہے اور اگر شک اکثر پڑا کرتا ہو تو اٹکل (سی اپنے دلمین قیاس)
کرے (که کتنی پڑہ چکا ہون) اور اگر (دلکی شہادت سی کسی طرفکو) ظن غالب نہو تو کم

کمتر رکعتین اختیار کری (یعنے اگر شک تین اور چار مین تہا تو تین کو اختیار کرکے ایک رکعت اور پڑھے) ظہر کی نماز پڑہنے والیکو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑہ چکا اور (اسی دہوکے مین) سلام پہیر دیا بعد اسکے جانا کہ دو رکعتین پڑہی ہین (چار نہین ہوئین) تو دو اور پڑہ لے اور سجدہ سہو کرلے (لیکن یہہ حکم جبتک ہی کہ اوسنی سلام کے بعد کوئی کام نماز کا مفسد نکیا ہوا اور اگر امر خلاف نماز کے واقع ہوا تو نماز پہیر پڑہے)

باب بیمار کی نماز کے بیان مین — جس شخص کو نماز مین کہڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو (وہ شخص) نماز بیٹہکر رکوع اور سجدے کے ساتہہ پڑہے اور اگر رکوع اور سجدہ بھی مشکل ہو تو اشارہ سے پڑہے اور سجدہ کو رکوع کی نسبت زیادہ پست کرے اور کوئی چیز اسکے منہ کے سامنے اسلئے نہ اوٹہائیجاوے کہ اوسپر سجدہ کرے (مثلاً تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لئے نہ اوٹہائیجاوے) اور اگر ایسا بھی ہو گر سجدہ مین سر رکوع سے پست کرتا ہو تو جائز ہے اور اگر سر پست نکرتا ہو تو درست نہین — اور اگر بیٹہا بھی نجاوے تو نماز چت لیٹکر یا کروٹ پر لیٹکر اشارہ سے پڑہے اور اگر یہہ بھی نہو سکے تو نماز ملتوی کیجاوے (یعنے بعد شفا کے قضا کرے) اور اشارہ عہ نوا آنکہون اور ابرو اور بہودن سے نکرے (اور بعض علما کے نزدیک جسطرح ہو سکے ادا کرے اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہہ قول احتیاط کے قریب ہے اور دلیل امام اعظم کی قول رسول خدا صلعم کا ہے کہ نماز پڑہ کہڑا ہوکر اور اگر نہو سکے تو بیٹہکر اور اگر نہو سکے تو چت لیٹکر اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اگر نہو سکے تو اللہ سبحانہ تعالے عذر مانی کیواسطے سزاوار تر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ آنکہہ اور دل اور ابرو کا لازم نہین واللہ اعلم) اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کہڑا ہونا دشوار نہو تو بیٹہکر اشارہ سے پڑہے —

اور اگر عین نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اوسکو پورا کرے جسطور پر کہ ہوسکے (خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ اشارہ سے) اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھ پڑہتا تہا اور (نماز ہی مین) تندرست ہوگیا تو کہڑا ہوکر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع سجدہ اشارہ سے کرتا تہا (اور صحت پائی) تو (اسصورتمین) اِس نماز پر بنا نکرے (بلکہ کہڑا ہوکر نئے سر سے نماز پڑہے) اور نفل والے کو تکیہ کرنا کسی چیز (مثل دیوار اور لاٹھی) پر درست ہی بشرطیکہ تہک گیا ہو۔ اور اگر کشتی مین بدون عذر نماز بیٹھکر پڑہے تو درست ہی (اور عذر کشتی کا سرگہومنا اور قے کا آنا وغیرہ ہی اور شروع نماز کیوقت قبلہ کیطرف کو مُنہ کرلینا لازم ہی اور بعد اوسکے جس طرف کو قبلہ پھیرے اُسی طرفکو نماز کے اندر مُنہ کرلے) اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے پانچ نمازون کے وقت تک وہ نمازونکو قضا کرے اور اگر (پانچ نمازون سے) زیادہ ہوجاوین تو قضا کرنا لازم نہین +

باب تلاوت قرآن کے سجدہ کرنیکے بیانمین سجدہ واجب ہوتا ہی ایک آیت کے پڑہنے سے چودہ آیات (سجدہ مین) سے (اور نزدیک شافعیؒ کے سجدۂ تلاوت سنت ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ حدیث ہی کہ سجدہ لازم ہی سننے والے اور پڑہنے والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ اِس حدیث کے واجب ہونیکو مقتضی ہین) اُن آیتون مین سے پہلی آیت سجدہ کی سورۂ حج مین ہی اور ایک آیت سورہ صٓ مین (اور نزدیک امام شافعیؒ کے سورۂ حج کی آخر آیت سجدہ ہی اور سورہ صٓ مین اوسکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ مصحف عثمانی مین کہ معتمد علیہ اصحاب ہین ہی اِن آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہے فائدہ سجدہ کی آیتین اِن سورتون مین

بیان تلاوت قرآن کرنیکے سجدہ کرنیکا بیانمین

سورۂ اعراف کے آخر مین سورۂ رعد مین سورۂ نحل مین سورۂ بنی اسرائیل مین سورۂ
مریم مین سورۂ حج مین اول کی آیت سورۂ فرقان مین سورۂ نمل مین سورۂ الم تنزیل
مین سورۂ حم سجدہ مین سورۂ ص مین سورۂ والنجم مین سورۂ اذا السماء
انشقت مین سورۂ اقرا مین) سجدہ واجب ہوتا ہے اُس شخص پر کہ آیت
سجدہ کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اُس شخص پر ہو اوسکو سنے اگرچہ سنے ارادہ سنا
ہو وہی یا مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سے (یعنے اگر مقتدی
نے آیت سجدہ نماز مین پڑہی تو اوسپر یا امام پر سجدہ لازم نہوگا) اور اگر آیت سجدہ نمازی
نے اپنے سوا کسی اور سے سُنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو بعد
نماز کے پہر سے سجدہ کرے نماز کو نہ دُہراوے ۔ اور اگر امام سے آیت سجدہ سُنی پہر اُسکا
اقتدا کیا پیشتر اسکے کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتھہ سجدہ کرلے اور اگر اقتدا
بعد سجدہ امام کے کیا تو اوسکو سجدہ نکرنا چاہئیے اور اگر اُس امام کا اقتدا نکرے
تو سجدۂ تلاوت خود کرلے ۔ اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے
باہر قضا نکیا جاوے اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی اور سجدہ کر لیا پہر نماز مین
اُسی آیت کو دوبارہ پڑہا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تھا
تو ایک سجدہ کفایت کرتا ہے جیسے وہ شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے
نہ کہ دو مجلسون مین (یعنے اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑہا تو ایک سجدہ واجب
ہوگا اور اگر کئی مجلسون مین پڑہا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا) اور کیفیت سجدہ
کی یہہ ہے کہ نماز کی شرائط کے ساتھہ بدون ہاتھہ اوٹھانیکے اللہ اکبر کہکر سجدہ
کرے اور پہر اللہ اکبر کہکر سر اوٹھاوے التحیات اور سلام پھیرنا اسمین کچھہ نہین ۔ اور

تو اوسنے ترک ہی نماز نہوئی ہے اور یہہ حکم قصر کا) جبتک (ہو کہ) مسافر اپنی شہر مین
داخل ہو یا پندرہ روز کے ٹھہرنے کی کسی شہر مین یا گانو مین نیت کرے نہ مکہ اور منیٰ
مین (یعنے پندرہ دن کی نیت اگر دو جگہہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور دو کی
مکہ اور منیٰ کا مثال کی طور پر ہے) اور اگر نیت ٹھہرنے کی پندرہ دن سے کم کرے
خواہ کچھہ نیت نکرے اور برسون تک رہے تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کئے جاوے یا
نیت کرے پندرہ دن کے ٹھہرنے کی کوئی لشکر کسی دارالحرب مین گو وہانکے کسی شہر
کا محاصرہ کئے ہون (یعنے لشکر اسلام غالب ہو) یا لشکر اسلام نے سرکشون کا
محاصرہ دارالاسلام مین ایسی جگہہ کر رکہا ہو جو شہر نہو (تو ان صورتونمین بھی حکم سفر کا
ہوگا نہ اقامت کا) بخلاف اہل خیمون کے (کہ جہان کہین گہاس اور پانی پاتے ہین اپنے
مواشی کے ساتھہ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے ہین اونکا وطن وہی خیمہ ٹھہر گیا ہے اور اس قسم
کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین نہ مسافر متن کنز مین لفظ اخبیہ جمع خبا کی ہے جسکے معنی
خیمہ کے ہین) اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اوس نماز کے وقت مین
یہہ اقتدا درست ہے اور (مقیم کی متابعت سے مسافر بھی) پوری نماز پڑھے اور اگر
وقت نماز کا نہین (یعنے مقیم قضا پڑہتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑہنا چاہے)
تو اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو دونو صورتونمین اقتدا
درست ہے (خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑہتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی
دو رکعت پڑھ لے مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کرلے فائدہ مقیم جو دو رکعتین اپنی
پڑھے انکو ایسی طرح پڑھے کہ گویا امام کے پیچھے ہے یعنی انمین الحمد نہ پڑھے بلکہ الحمد
کی مقدار تک کہڑا رہکر رکوع سجدہ کرے اور یہہ مسئلہ کارآمد ہے اکثر عوام اس سے

غافل ہین) اور وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے جاتا رہتا ہے سفر سے باطل نہین
ہوتا اور وطن اقامت دوسرے وطن اقامت سے اور اوسجگہہ سے سفر کرنے سے اور
وطن اصلی مین چلے جانے سے باطل ہو جاتا ہے (جاننا چاہیئے کہ وطن اصلی اوسکو کہتے
ہین کہ آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بود و باش مقرر کرے اور وطن اقامت وہ
ہے جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑکر
دوسرا وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہو جاتا ہے اور اوسجگہہ سے چندروز
کے سفر کر جانے سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑکر اگر دوسرا وطن اقامت
کرلے تب بھی باطل ہو جاتا ہے اور اگر اوس سے سفر کرے یا وطن اصلی کو چلا جائے تب
بھی جاتا رہتا ہے) اور سفر کی قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑہی
جاوین (یعنے سفر کی قضا دو رکعت ہین اور حضر کی چار) اور سفر اور مقام مین معتبر وقت
آخر نماز کا ہے (تو آخر وقت مین اگر نمازی مسافر ہوگا تو سفر کی پڑہنی پڑیگی اور اگر
مقیم ہوگا تو اقامت کی) اور سفر (کی اجازت قصر وغیرہ مین) گناہگار و دوسرے جیسا ہے
(یعنے اگر بارادہ رہزنی یا سرکشی کے مثلا سفر اختیار کرے تو اوس سفر مین بھی اجازت
قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہے اسلئے کہ نافرمانی اوس شخص کی دوسری باتین ہے
جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ اپنی ذات سے مباح ہے)
اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہے تابع کا نہین یعنی عورت اور غلام
اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین (بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے)

باب نماز جمعہ کے بیان مین — نماز جمعہ کی ادا کی چھہ شرطین ہین اول شہر کا ہو
اور شہر وہ جگہہ ہے جہان کوئی حاکم ہو (جس سے اہل اسلام کو تقویت ہو) اور قاضی

(کہ حدود و احکام شرعی کو جاری کرتا ہو) خواہ عید گاہ کا ہونا (کہ شہر کے کنارہ پر ہوا کرتی ہے وہ بھی سب باتوں میں شہر میں داخل ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شہر شرط نہیں اور اونپر قول حضرت علیؓ کا حجت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور عید الفطر اور عید اضحے سوا شہر جامع کے اور جگہہ نہیں روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الرزاق نے علاوہ ازین جب صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کئے تو شہروں کے سوا اور جگہوں میں منبر بنائے نہ جمعہ مقرر فرمایا) اور منیٰ شہر ہے عرفات شہر نہیں — اور ایک شہر میں جمعہ چند جا ادا کیا جاوے — دوسری شرط اداے جمعہ کی حاضر ہونا بادشاہ کا ہے یا اسکے نائب کا (جو قاضی ہی اور اسمین امام شافعیؒ کا اختلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی ارشاد حضرت حسن بصریؒ کا ہی کہ آپنے فرمایا کہ چار چیزین جو بادشاہ کو سپرد ہین اُن سب مین سے جمعہ اور عید ہے) تیسری شرط وقت ظہر کا ہونا ہے پس اُسکے نکلجانے سے جمعہ باطل ہوجاویگا — چوتھی شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہے اور مسنون یہہ ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھ کھڑا ہوکر پڑھے اور دونو کے بیچ مین کچھ بیٹھے اور کفایت کرتا ہی ایکدفعہ الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ کہنا پانچوین شرط جماعت ہی اور وہ (امام کے سوا) تین آدمی ہین پس اگر سجدہ کرنے سے پیشتر (جماعت کے لوگ) بھاگجاوین تو جمعہ باطل ہوجاویگا — چھٹی شرط اذن عام ہی (یہانتک کہ جو کوئی چاہے آکر نماز مین مشغول ہوجاوے) اور جمعہ کے واجب ہونیکی شرطین یہہ ہین اول مقیم ہونا (کہ مسافر پر جمعہ واجب نہیں) دوسرے مرد ہونا (کہ عورت پر نہین) تیسری تندرستی (کہ بیمار پر واجب نہین) چوتھی آزاد ہونا (کہ غلام پر جمعہ نہین) پانچوین آنکھونکا سلامت ہونا (کہ اندھے پر واجب نہین) چھٹے پانو کا درست ہونا (کہ لنگڑے اور اپاہج پر

جمعہ نہین) اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر واجب نہین اگر وہ جمعہ کو (اُن شرائط کے ساتھ
جو گذر چکین ادا کرے تو یہہ جمعہ فرض وقت (یعنے ظہر) کے بدلہ مین ادا ہو جاویگا
— اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ مین امام ہو جاوین اور جمعہ اُن لوگو
سے بھی ہو جاتا ہے (یعنے اگر ایسے ہی لوگ ہون اونکے سوا اور نہو اور جمعہ پڑہین
تو جائز ہوگا) اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر پڑہ لے
تو مکروہ ہی پہر اگر (نماز پڑہکر) جمعہ کے لئے جاوے تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہو جاویگی
— اور معذور اور قیدی کو نماز ظہر جماعت کے ساتھ شہر مین پڑہنا مکروہ ہے اور جس
شخص کو کہ جمعہ کی نماز مین التحیات یا سجدہ سہو امام کے ساتھ ملے تو وہ نماز جمعہ
تمام کرے اور جسوقت امام خطبہ کے لئے نکلے اُسوقت نہ کوئی نماز درست ہی نہ کلام
اور واجب ہی جمعہ کیواسطے چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھ ہی
جب امام منبر پر بیٹھے تو اوسکے سامنے اذان دیجاوے اور خطبہ پورا ہونے پر تکبیر
نماز کہی جاوے (واللہ اعلم) +

باب دونو عیدونکی نماز کے بیان مین — نماز عید کی اس شخص پر واجب ہے
جسپر جمعہ واجب ہی اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعہ مین ہین سوا خطبہ کے (کہ عید
مین شرط نہین بلکہ سنت ہی) اور عید فطر مین مستحب ہے کہ کچھہ کہاوے اور غسل اور
مسواک کرے اور خوشبو لگاوے اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر
عیدگاہ کو چلے اسطرح کہ تکبیر پکار کر نکہے اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑہے
— اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونے سے لیکر اوسکے زوال تک ہے
اور نماز کی دو رکعتین پڑہے اور دعاء شروع یعنی سبحانک اللہم زائد تکبیرون سے پہلے

پڑھے زائد تکبیریں ہر رکعت میں تین تین ہیں اور دونوں رکعتوں کی قرارت کو ملا دیں
(یعنے اول رکعت میں تکبیریں قرارت سے پہلے کہو اور دوسری رکعت میں قرارت
کے بعد) اور زائد تکبیروں میں اپنے دونوں ہاتھ (کانوں تک) اوٹھا دو اور نماز کے
بعد دو خطبہ پڑھے اور خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام بیان کرے اور اگر کسی شخص
کو امام کے ساتھ نماز عید نملے تو قضا نہ پڑھے (اور مینہ وغیرہ) عذر کے باعث نماز
عید میں کل تک کی تاخیر کریں (یعنے اگر اول روز نہ پڑھ سکیں تو دوسرے دن
پڑھ لیں تیسرے روز پڑھنا جائز نہیں) اور یہی احکام نماز عید اضحے کے ہیں مگر (اتنا
فرق ہے کہ) اس عید میں کہانا بعد نماز کے کہا دو اور رستہ میں پکار کر تکبیر کہو اور
خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے اور یہہ نماز تاخیر کیجاوے
تیسرے دن (یعنی بارہوین تاریخ) تک اور تعریف (یعنے عرفہ کرنا) کوئی (مشروع)
بات نہیں (اور تعریف اسکو کہتے ہیں کہ عرفہ کے دن احرام باندہکر حاجیوں کیطرح
ننگے سر جنگل میں لبیک کہتے ہوئے کہڑے رہیں تو یہہ امر مشروع نہیں اسواسطے کہ
عبادت ایک خاص جگہہ میں مشروع ہے دوسری جگہہ کو اوسپر قیاس نکرنا چاہیئے)
اور مسنون ہے عرفہ کے دن کی نماز فجر کے بعد سے آٹھہ نمازوں تک (ہر نماز کے بعد
ایک بار اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہنا) بشرط
مقیم ہونے اور شہر میں ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے (اور مستحب جماعت
سے غرض مردوں کی جماعت مراد ہے عورتوں کی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہیں) اور
اقتدا کے سبب سے عورت اور مسافر پر بھی تکبیر واجب ہو جاتی ہے (جاننا چاہیئے
کہ ایام تشریق کی تکبیریں واجب ہیں اور کنز میں جو مسنون کا لفظ ہے تو اس

جہت سے ہے کہ انکا ثبوت سنت سے ہوا ہے چنانچہ اسی مسئلہ مین لفظ تکبیر
التشریق دلالت رکھتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے
نزدیک آخر ایام تشریق یعنی تیرہوین تاریخ کے عصر تک واجب ہین کہ ۲۳
نمازین ہوتی ہین +

باب سورج گہن (اور چاند گہن) کی نماز کے بیان مین — سورج گہن مین
امام جمعہ دو رکعتین مثل نفل کی (یعنے بدون اذان اور تکبیر کے جماعت کے ساتھ
ایک ہی رکوع سے ہر رکعت مین) پڑھے اور قرارت پکار کر اور خطبہ پڑھے پھر دعا مانگے
یہانتک کہ آفتاب کھلجاوے اور اگر امام جمعہ نہو یا لوگ جمع نہون تو اکیلے نماز پڑہین
مثل چاند گہن کی اور (اسیطرح اکیلے پڑہین) سخت اندھیری اور آندھی اور خوف
(مین مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن) کے +

باب مینہ کی طلب کے بیان مین — مینہ کی طلب مین نماز تو ہے مگر جماعت کے
ساتھ نہین اور دعا مانگنا اور استغفار پڑہنا ہے نہ چادر کا لوٹنا اور اہل ذمہ کا موجود
ہونا بلکہ صرف تین روز نماز کے لئے نکلین (جاننا چاہیئے کہ امام اعظم رح کے نزدیک
مینہ کی نماز مین جماعت مسنون نہین بلکہ مینہ کی طلب مین دعا مانگنا مینہ کے لئے اور
اپنے گناہون کی مغفرت چاہنی ہے اور اگر اکیلے اکیلے نماز پڑہین تو ہو سکتا ہے اور
صاحبین کے نزدیک دو رکعتین جماعت سے پڑہین جیسے عید کی نماز پڑھتے ہین اور
چادر کو لوٹ لین یعنی ایک مونڈھے کی دوسرے پر کرین اور نیچے کی اوپر اور
چاہیئے کہ اہل ذمہ نماز کی جگہہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے تین دن نکلین
واللہ اعلم)

باب خوف (کے وقت) کی نماز کے بیان مین — جسوقت کہ دشمن خواہ درندہ سے خوف زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کہڑا کرے اور دوسرے کے ساتھ (اگر مسافر ہو) تو ایک رکعت پڑہے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتین پڑہے پھر یہہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹکر امام کے پیچھے آوے اور امام باقی نماز ان لوگوں کے ساتھ پڑہکر سلام پھیرے (امام کے سلام کے بعد یہہ گروہ دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام کرے (اسلیئے کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھ تھے اور سلام کے بعد یہہ لوگ) پھر دشمن کے سامنے جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرے قرارت کے ساتھ (اسلیئے کہ یہہ لوگ شروع نماز مین امام کے ساتھ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اسکو قرارت پڑھنی چاہیئے اور جو پہلے سے شامل ہے اور بیچ مین کسیوجہ سے شامل نہین ہا اسکو قرارت نہین چاہیئے اسلیئے قرارت پہلے گروہ پر نہوئی اور دوسرے پر ہوئی) اور نماز مغرب مین اول گروہ کو دو رکعت پڑہا دے اور دوسرے کو ایک رکعت اور جو شخص لڑنے لگیگا اسکی نماز باطل ہو جاویگی — اور اگر خوف بہت زیادہ ہو تو حالت سواری مین اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرفکو قادر ہون پڑہین اور خوف کی نماز بدون دشمن کے موجود ہونیکے جائز نہین ✣

باب جنازہ کے بیانمین (جنازہ جیم کے زبر سے بمعنی مردہ کے ہے اور جیم کے کسرہ سے اُس تختہ کو کہتے ہین جسپر مردہ کو رکہتے ہین) جب آدمی کی موت قریب ہو تو اُسکا منہ قبلہ کیطرف دہنی کروٹ پر پہیرین اور اُسکو کلمہ شہادت سکہایا جاوے اور جب مر جاوے تو اُسکے دونو جبڑے باندہے جاوین اور دونو آنکہین بند

کیجاوین اور ایک تختہ کو طاق مرتبہ (یعنے ایک یا تین یا پانچ یا سات بار) بسا کر اُسکو اوتارین اور اُسکی برہنگی (ناف سے لیکر گہٹنون تک) ڈہانپ کر کپڑے اوتارین اور وضو بغیر کلی اور ناک مین پانی دینے کے کراوین بعدہ اوسپر وہ پانی ڈالین جسمین بیر کے پتے خواہ اشنان جوش دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اوسکے سر اور داڑہی کے بالونکو گل خیرو سے دہووین اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دہووین کہ پانی بدن کے اُس حصے پر پہنچ جاوے جو تختہ سے ملا ہو پہر داہنی کروٹ دیکر اوسیطرح نہلاوین (کہ پانی نیچے تک پہنچ جاوے) پہر اوسکو سہارا دیکر بٹہلاوین اور اُسکے پیٹ کو آہستگی اور نرمی سے سوتین اور جو کچہہ اسکے پیٹ مین سے نکلے اسکو دہو ڈالین اور پہر دوبارہ غسل نہ دین اور بعد اسکے بدنکو کپڑے سے پونچہکر خشک کرین اور خوشبو مرکب اسکے سر اور داڑہی مین لگاوین اور سجدہ کی جگہون (یعنے پیشانی اور ناک اور ہتھیلیون اور گہٹنون اور تلوون) پر کافور ملین اور اوسکے بالونمین اور داڑہی مین کنگہی نکرین اور نہ بال اور ناخن کترین اور مرد کا کفن مسنون اندر کی چادر اور پیراہن (یعنے کفنی گردن سے لیکر گہٹنون کے نیچے تک) اور اوپر کی چادر ہے اور کفن کفایہ اندر اور اوپر کی چادرین ہین اور مردہ پر کفن کو اُسکی بائین طرف سے لپیٹین پہر داہنی طرف سے اور اگر خوف کفن کے اُڑنے اور کہلنے کا ہو تو گرہ دیدین اور کفن ضرورت جو کچہہ میسّر ہوجاوے اور عورت کا کفن مسنون (پانچ کپڑے) ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دامنی اور سینہ بند (جسکو اُسکی چہاتیون پر لپیٹا جاتا ہے اور سینہ سے زانو کے نیچے تک ہوتا ہے) اور اوپر کی چادر اور کفن کفایہ (اُسکے لئے تین کپڑے ہین) دونو چادرین اور دامنی (جسکو اوڑہنی کہتے ہین) اور عورتکو اسطرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہناوین پہر سر کے بالونکو (دو لٹین کرکے

چھاتی پر رکھیں اور دامنی پہنا دیں کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے (پھر سینہ بند
اور چادر میں لپیٹیں) اور کفن کے کپڑوں کو طاق مرتبہ پہنانے سے پیشتر بسا لیں +
فصل جنازہ کی نماز کے لئے بادشاہ لائق تر ہے اور یہ نماز فرض کفایہ ہے (یعنے
اگر کچھ لوگ ادا کریں تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہیں)
اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہے (پس کافر پر نماز جائز نہیں
اسیطرح غسل سے پہلے نماز درست نہیں) بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت
کے لئے قاضی ہے اگر وہ نہ موجود ہوں پھر محلہ کا امام پس مُردہ کا ولی اور ولی کو جائز
ہے کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کی اجازت دیدے پس اگر بادشاہ اور ولی کے
سوا کوئی اور نماز پڑھ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑھ سکتا ہے اور ولی کے سوا دوسرا
شخص پھر نہیں پڑھ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کر دیا جاوے تو اوسکی قبر پر نماز پڑھی
جاوے جبتک کہ اسکا بدن پھٹا نہو اور نماز جنازہ چار تکبیریں ہیں اول تکبیر کے
بعد سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھکر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار اللہ اکبر
کہے پھر دعا میت کیواسطے کرے پھر چوتھی تکبیر کہکر دونوں طرف سلام پھیرے اور اگر امام
پانچویں دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اسکی پیروی نکریں (یعنے وہ پانچویں دفعہ اللہ اکبر نکہیں)
اور دعا میت کیواسطے یوں کہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا
وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا
فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ) اور لڑکے کے لئے استغفار نکہے بلکہ بعد دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ
لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور مسبوق (یعنے
جس سے پہلے کوئی تکبیر ہو چکی ہو) انتظار امام کی تکبیر کا کرے (کہ جب وہ اللہ اکبر کہے اسکی

ساتھ مسبوق بھی تکبیر کہکر ملجاوے) نہ وہ شخص کہ موجود ہو (یعنے جو موجود ہو اور پہلی تکبیر امام کے ساتھ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نکرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہو جاوے اور دوسری تکبیر امام کے ساتھ کہی اور مسبوق کو جو تکبیر رہگئی ہو نماز کے ہو چکنے کے بعد قضا کر لے) اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور اس نماز کو سوار ہو کر نہ پڑہین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین (اور امام شافعی کے نزدیک مسجد مین جائز ہے اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لئے بنی ہے نہ نماز جنازہ کے لئے علاوہ اسکے احتمال مسجد کے آلودہ ہو جانیکا ہے اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازہ کی نماز مسجد مین نہ پڑھتے تھے مگر جب کوئی خاص ضرورت اسکی مقتضی ہوتی تھی تو پڑہتے تھے واللہ اعلم +)

اور جو بچہ کہ پیدا ہو کر آواز کرے (اور مر جاوے) اُسپر نماز پڑھی جاوے ورنہ نہین اور جاہیے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی ماں خواہ باپ کے ساتھ قید مین اگر مر جاوے (تو اُسپر نماز نہ پڑہین گے اسلئے کہ ماں باپ کی متابعت سے وہ بھی کافر گنا جاویگا) لیکن جس صورت مین کہ باپ خواہ ماں مسلمان ہو جاوے (تو اُسکی متابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے اور اسپر نماز پڑہین گے) یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے (بشرطیکہ عاقل ہو) یا اُسکے ساتھ مین اُسکا باپ خواہ ماں قید نہوئے ہون (تو ان صورتون مین بھی اوسکو دارالاسلام کی متابعت سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑہین گے) اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ کو نہلادے اور کفن دے اور دفن کر دے (مگر سنت کے طور پر یہہ امور نکرے بلکہ اوسپر پانی ڈالکر اور کپڑے مین لپیٹ کر گڈھے مین دبا دے) اور جنازہ کی چارپائی کے چارون پائے پکڑ کر جلد جلد لیجاوین مگر دوڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکھنے سے بیٹھین اور نہ اُس سے آگے چلین۔ اور اوسکے سرہانے کو پہلے اپنے داہنے

کندھے پر رکھے پھر بائین پر پھر پائینتی کیطرف اول سے پر رکھے پھر بائین پر (یعنے
اگر اُٹھانیوالے بہت سے ہون تو ہر ایک کو چاہیئے کہ نوبت بنوبت اسیطرح اُٹھادین)
اور قبر کھود کر لحد بنائی جاوے اور قبلہ کیطرف سے گور مین اُتارا جاوے اور جو گور مین اُتارے
وہ کہے بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اور گور مین رکھکر منہ قبلہ کیطرف کو کیا جاوے اور
کفن کے بند کھولدئے جاوین اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکھین پکی اینٹین اور
لکڑی نہ رکھین اور عورت کی قبر چھپائی جاوے نہ مرد کی پھر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ
کی کوہان کیصورت بناوین چوکھونٹی چبوترہ کی شکل نہ بناوین اور قبر کو چونہ گچ نہ بناوین
اور مردہ کو قبر سے نکالین مگر اسصورتمین کہ زمین زبردستی سے چھینی ہوئی ہو ✽

باب شہید کے حکمونکے بیانمین — شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون یا سرکشون
یا رہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اُسکی نعش ملے اور زخم کا نشان اوسپر
ہو یا اُسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہوا اور مارنیوالے پر خونبہا لازم نہوا ہو
(یعنی دانستہ مارا ہو) تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوے اور نماز پڑہی جاوے بدون نہلانے
کے اور خون اور کپڑون کے ساتھہ دفن کیا جاوے مگر جو کپڑے کفن کی جنس سے نہون
وہ اُتار لئے جاوین اور (اگر کپڑے کفن سے کم ہون) تو زیادہ (کرکے کفن پورا
کردین اور اگر زیادہ ہون تو کفن سے زیادہ کو) کم کرین اور اگر حالت ناپاکی مین مارا
گیا ہو یا لڑکپن مین یا دیر مین مرا ہو اسطرح کہ زخمی ہونیکے بعد کہاوے یا پیوے یا سووے
یا علاج کیا جاوے یا اوسپر ایکوقت نماز کا گذرے اور اوسکے ہوش بجا ہون یا لڑائی
کی جگہہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر مین مارا جاوے اور یقینہ معلوم ہو
کہ وہ ہتھیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد مارنے کے سبب سے مرگیا ہو یا دوسرے کے

مارڈالنے کی عوض مین مارا گیا ہو (تو ان سب صورتون مین غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی
شخص باغی ہونے کی جہت سے خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو تو اُسکو غسل دینا چاہئے
نہ نماز پڑھنی چاہیئے +

باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان مین۔ کعبہ کے اندر اور اوپر نماز فرض
اور نفل دونو درست ہین — اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی پیٹھ امام کی پیٹھ کیطرف کو کریگا
تو جائز ہوگا لیکن اگر پیٹھ امام کے مُنہ کیطرف کریگا تو نماز درست ہنوگی اور اگر گرد کعبہ
کے حلقہ کرین تو درست ہے نماز اُس شخص کی کہ کعبہ سے امام کی نسبت قریب تر ہووے
بشرطیکہ وہ شخص امام کیطرف نہو (اس مسئلہ کیصورت یہہ ہے کہ کعبہ کی چار دون طرف نماز کو
کھڑے ہوے تو جو شخص کہ اُسطرف مین ہے جدہر امام ہے اُسکو نچاہیئے کہ کعبہ کی طرف کو اپنی
امام سے نزدیک ہو جاوے اسلئے کہ امام سے آگے بڑھنا لازم آویگا اور جو شخص کہ اور
تین طرف مین اُنکو جائز ہے کہ امام کی نسبت کعبہ سے نزدیک زیادہ ہوجاوین +)

کتاب الزکوۃ

اسمین زکوۃ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ زکوۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد
سب رکنون سے زیادہ اسکی تاکید ہے اسلئے کہ قرآن مین اکثر جگہہ زکوۃ کے دینے کو نماز کے
برپا رکھنے کے ساتھہ بیان فرمایا ہے اور بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
جب بعضی گروہ عرب کے زکوۃ کے دینے سے باز رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُنکے مرتد
ہو جانے کا حکم فرماکر اُنپر جہاد کیا) زکوۃ شریعت مین مالک کرنا مال کا ہے صرف
اللہ تعالی کی رضامندی کیواسطے مفت بلا عوض ایسے مسلمان فقیر کو جو ہاشمی نہو نہ ہاشمی کا
غلام ہو اِس شرط سے کہ مالک کی منفعت ہرطرح اس مال سے علیحدہ ہوجاوے – زکوۃ کے

واجب ہونے کی شرطین (یہہ ہین) اوّل عاقل ہونا دوّم بالغ ہونا سوّم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا (پس باؤلے اور لڑکے اور کافر اور غلام پر واجب نہین) پنجم مالک ہونا ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہوا ور برس بہر اوسپر گذر گیا ہوا ور قرض اور حاجت اصلی سے بچا ہوا ہوا ور بڑہنے والا ہو گو فرضًا ہی بڑہے (مثلًا سونا اور چاندی کہ اگرچہ بدون بڑہے ایک برس گذر جاوے لیکن یہہ دونو چیزین بڑہنے والی مال کے حکم مین ہین اسلئے کہ اگر تجارت کرتا تو انکی مالیت زیادہ ہو جاتی) اور شرط زکوٰۃ کے ادا کرنے کی نیت ہے خواہ دینے کیوقت ہو خواہ مقدار واجب کے علیحدہ کرنے کیوقت یا کل مال خیرات کر ڈالتا ہے ٭

باب چرنیوالے جانورون کی زکوٰۃ مین — چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سالمین بہت دن چرنے پر گذارہ کرین (یعنے گو بعض اوقات گہر سے انکو گہاس کہلایا جاوے مگر اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون (**فصل** اونٹ کی زکوٰۃ کے ذکر مین) ۲۵ اونٹون مین ایک بنت مخاض ہے (اور وہ ایسا بوتہ ہے جو ایک برس کا ہو کر دوسرا سال اوسکو لگا ہو) اور اونٹ اگر ۲۵ سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوٰۃ ایک بکری ہے اور ۳۶ اونٹونمین ایک بنت لبون (دینی چاہیے وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو برس کا ہو کر تیسری مین پانو دہرا ہو) اور ۴۶ اونٹونکی زکوٰۃ حقہ ہے (یعنے وہ بوتہ کہ چوتھی سال مین ہو) اور ۶۱ اونٹونمین ایک جذعہ ہے (جسکو پانچوان سال ہو) اور ۷۶ اونٹون مین نوّے تک دو بنت لبون ہین اور ۹۱ اونٹونمین ۱۲۰ تک دو حقے ہین پہر ۱۲۰ سے آگے ہر پانچ اونٹ پیچہے ایک بکری ہے یہانتک کہ تعداد ۱۴۵ ہو جاوے اسقدر مین دو حقے اور ایک بنت مخاض (مقدار زکوٰۃ) ہے اور ۱۵۰ اونٹونمین تین حقے ہین

ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے اور ۱۵۰ اونٹون پر تین حقے اور ایک بنت مخاض اور
۱۸۶ مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے اور ۱۹۶ مین چار حقے ہین دوسو اونٹون
تک پھر دوسو کے بعد نیا حساب کرے اسطرح جیسا ڈیڑھ سو کے بعد کیا ہے (یعنے
پانچ پر ایک بکری اور ۲۵ پر بنت مخاض اور ۳۶ پر بنت لبون اور ۴۶ سے ۵۰ تک
ایک حصہ) اور بختی اونٹ مثل عربی اونٹون کے ہین (اونکی زکوۃ بھی اسیطرح ہونی
چاہیئے **فصل گائے کی زکوۃ مین**) ۳۰ گایون مین ایک بچھڑا خواہ بچھڑی ایکسالہ
ہے اور ۴۰ مین دو برسکا بچھڑا خواہ بچھڑی ہے پھر ۴۰ سے اگر بڑھین تو انکی زکوۃ
اسی حساب کر لیا جاوے (یعنے اگر ۴۱ ہون تو ایک دو برسکا بچھڑا اور ایکی قیمت کا
چالیسوان حصہ انکی زکوۃ ہوگی اسیطرح اگر ۴۰ سے دو زائد ہون تو دو چالیسوین حصے
ایسی میوان حصہ قیمت کا بڑھا لیا جاویگا) یہانتک کہ تعداد ۶۰ ہو پس ساٹھہ گایون
مین برس برس کے دو بچھڑے ہونگے اور ستر مین ایک برس روز کا اور ایک دو برس
کی اور اسی مین دو بچھڑیان دو دو برس کی ہونگی پس مقدار زکوۃ ہر دہائی پر بدلتی
جائیگی کہ ایک برس کے بچھڑے کی جگہہ دو برسکا ہو جاویگا (یعنے ہر دہائی پر دیکھنا
چاہیئے کہ اسمین کتنے ۳۰ ہین اور کتنے ۴۰ پس ۳۰ کے عوض ایک برسکا بچھڑا
لگالیوین اور ۴۰ کے عوض دو برسکا مثلاً اگر تعداد ۹۰ ہو تو ۳۰ اسمین تین دفعہ پورے
ہین اسلئے انکی زکوۃ تین بچھڑے یکسالہ ہووینگے اور سو مین ۳۰ دو دفعہ اور ۴۰ ایک
دفعہ ہے تو اسکی زکوۃ دو ایکسالہ بچھڑی اور ایک دوسالہ بچھڑا ہوگا اور اسیطرح علی ہذا القیاس)
اور بھینس مثل گائے کے ہے زکوۃ کے باب مین (**فصل بکری کی زکوۃ مین**) ۴۰
بکریون مین ایک بکری ہے اور ۱۲۱ بکریون مین دو بکریان ہین اور ۲۰۱ بکریون مین تین

بکریاں ہیں اور چار سو میں چار پہر ہر سو پیچھے ایک بکری بھی چاہیئے اور مینڈے مثل بکری کے ہیں اور بکریوں کی زکوٰۃ میں ایک برس کا بکرا دو دانت لینا چاہیئے جذع (جو ایک برس سے کم کا ہوتا ہے) نہ لینا چاہیئے اور گھوڑوں اور گدہوں اور خچروں میں اور صرف بھیڑ بکری کے بچوں اور محض پوتوں اور نرے بچھڑوں اور کام کے مواشی اور گھر کہانیوالوں میں کچھ زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ اُس مقدار میں جو معاف ہے اور نہ اوسمیں کہ بعد زکوٰۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہو گئے ہوں (یعنے اگر فقط بچے ہی ہوں بڑے مواشی نہوں تو انمیں زکوٰۃ نہیں اسیطرح جو جانور کہیتی وغیرہ میں کام میں لگے ہوں یا اُنکو گھر سے کہانا دانہ دینا پڑتا ہو چرنے پر بسر نکرتے ہوں اونپر بھی زکوٰۃ نہیں ایسا ہی دو نصابوں کے بیچ میں جو عدد معاف ہیں جیسے ۳۰ اور ۴۰ گایوں کے بیچ میں مثلاً ۳۵ ہوں تو ۳۰ کی زکوٰۃ ہے پانچ کی کچھ نہیں اور یہی حال ہے جبکہ مال بعد زکوٰۃ واجب ہونے کے جاتا رہے کہ مال کے جاتے رہنے سے زکوٰۃ واجب بھی جاتی رہتی ہے) اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوٰۃ میں لازم آوے اور اُس عمر کا جانور زکوٰۃ کے گلہ میں پایا نجاوے تو زکوٰۃ دینے والیکو چاہیئے کہ (تین باتوں میں سے ایک کرے) یا اُس جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوٰۃ لینے والے سے اوپر اون پھیر لے یا اُس سے کم عمر کا مع اوپر اون زکوٰۃ لینے والے کے حوالہ کرے یا قیمت اُس جانور کی جو لازم ہوا ہے دیدے (مخفی نرہے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے میں امام شافعیؒ خلاف کرتے ہیں اور ان کے اوپر قول حضرت معاذ بن جبلؓ کا حجت ہے جو آنحضرت صلعم کیطرف سے یمن والوں سے زکوٰۃ لیتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ گیہوں اور جو کے بدلہ میں کپڑا دیدو کہ تمپر بھی آسان ہو اور مدینہ منورہ میں اصحابؓ کے کار آمد ہو

معلوم ہووے کہ [illegible] اور [illegible] زکوٰۃ میں [illegible] دینا جائز ہے ۱۲

روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم نے زکوۃ کے اونٹون مین ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکھی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوۃ مین کیون لیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ بعوض دو اونٹون کی عوض مین آئی ہی آپ نے فرمایا کہ خیر اس روایت سی کمی مقدار واجب کا بدل لینا ثابت ہوتا ہی واللہ اعلم اور زکوۃ مین میانہ جانور لینا چاہئی (نہ سب سی اچھا ہو اور نہ سب سی برا) اور جو کچھ جنس نصاب سے سال کے بیچ مین حاصل ہو وہ نصاب مین ملا لیا جاوی (یعنے اگر سال کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان حاصل ہوئین تو یہ بھی اُسی جنس مین ملا لیجاوینگی کہ گویا برس روز اُنپر پورا ہو گیا) اور اگر باغی خراج اور دہ یکی اور زکوۃ لے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہیئے اور اگر مال والا اپنے مال کی زکوۃ کئی برسون کی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سے ادا کرے تو جائز ہے ❖

باب مال نقد کی زکوۃ کے بیان مین — چاندی اگر وزن مین دو سو درم ہو اور سونا ۲۰ دینار تو اوسمین چالیسوان حصہ زکوۃ واجب ہوتی ہی خواہ اُنکی ڈلیان ہوں خواہ زیور خواہ برتن (خواہ روپیہ اشرفی) پھر ہر پانچوین حصہ مین درم اور دینار کی تعداد سی اُسی حساب سی ہی (یعنے دو سو پر جب ۴۰ درم وزن بڑہیگا اور ۲۰ دینار سونے پر جب چار دینار زائد ہونگے تو اُنکا بھی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا) اور زکوۃ کے ادا کرنے اور واجب ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہے (یعنے اگر چاندی یا سونے کے برتن کی قیمت مال کی نسبت زیادہ ہو تو اُسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہے) اور درمون مین وزن سبعہ معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے چاہئین — اور جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی سے نہ اُسکا اُلٹا (یعنے اگر برتن یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو تو جسمین چاندی زیادہ ہوگی وہ ایسا ہی جیسا خالص چاندی

کا اور جسمین تانبا زیادہ ہو وہ سرتانبے کے حکم مین ہوگا) اور واجب ہو زکوۃ اسباب تجارت مین جسکی قیمت مقدار نصاب چاندی خواہ سونے کو پونہچ جاوے (یعنے اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتھر یا گہوڑا یا گدہا تجارت کیواسطے لیا تو اگر اسکی قیمت دوسو درم چاندی کے خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو اسکا چالیسوان حصہ زکوۃ دینی پڑیگی) اور سال کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سے کم ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونے کو مضر نہین بشرطیکہ سال کے دونو سرون پر پوری نصاب ہو ــ اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے مین ملالیجاوے اور سونے کو چاندی مین قیمت کے اعتبار سے ملالیا جاوے نہ وزن کے اعتبار سے یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دس دینار سونے کے ہون جنکی قیمت سو درم ہو تو دوسو درم کی زکوۃ کہ پانچ درم ہوئے دیدے اور وزن کے اعتبار سے نکالا دین مثلا اگر مثال مذکور مین دس دینار سو درم کے نہون بلکہ نوے درم کے ہون تو اس صورت مین گو وزن کے اعتبار سے آدہی نصاب چاندی کی اور آدہی سونے کی ہے مگر زکوۃ لازم نہوگی ؎

باب زکوۃ لینے والیکے بیان مین (جسکو عاشر کہتے ہین) عاشر وہ شخص ہے جسکو بادشاہ سوداگرون سے زکوۃ لینے کیواسطے مقرر کرے ــ پس اگر کوئی شخص سوداگرون مین سے کہے کہ میرے مال پر ابہی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہے یا مین نے خود ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسرے عاشر کو جو اسکی ہے جو اسی سال مین ہوا ہے اور ان باتون پر قسم کہاوے تو اسکی بات مان لیجاویگی (یعنے زکوۃ اس سے نلیوین) مگر چرنیوالونکی زکوۃ مین اوسکا قول آپ دیدینے کا نمانین گے (یعنے اگر وہ کہے کہ مین نے خود ایک فقیر کو زکوۃ ان چرنیوالے جانورونکی دیدی ہے تو باوجود اسکی قسم کہانے

بیان [illegible]

کے ثنا نین گے اور دوسری دفعہ اُس سے زکوۃ لینگے) اور جس باب مین مسلمان کا قول مانا جاوے اوسمین جزیہ دینے والے کا قول بھی مانا جاوے نہ کافر حربی کا لیکن اُم ولد کے باب مین کافر حربی کا قول بھی مانا جاتا ہے (یعنے اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام مین سوداگری کو آوے اور اپنی لونڈی کو کہے کہ یہہ میری حرم ہی سوداگری کی نہیں تو اوسکے قول کو مان لینگے) اور عاشر کو چاہیے کہ مسلمانون سے چالیسوان حصہ زکوۃ لے اور ذمی سے (یعنے جو کافر جزیہ یعنی چٹی دیکر دارالاسلام مین رہتا ہو اُس سے) بیسوان حصہ زکوۃ لیوے اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بھی مسلمانون سے لیتے ہون (یعنے اگر کافر دارالحرب مین مسلمان سوداگرون سے راہداری لیتے ہون تو عاشر بھی کافر سوداگرون سے لیوے ورنہ نلیوے) اور بدون دارالحرب سے دوبارہ آنے کے ایک برس مین دوبار زکوۃ نہ لیجاوے (یعنے اگر حربی ایک برس مین دوبار دارالحرب سے دارالاسلام مین آمد ورفت کرے تو اُس سے دوبارہ بھی لیوین) اور شراب کی دہ یکی لیجاوے نہ سُؤر کی (اسلیئے کہ شراب مثلی چیزون مین سے ہے یعنی ایسی چیز ہے کہ اوسکے تلف کرنے سے ویسی ہی دینی پڑتی ہے تو اوسکی قیمت خود شراب نہوگی اور سُؤر قیمت والی چیزون مین سے ہے کہ اوسکے تلف سے قیمت دینی پڑتی ہے تو اُسکی قیمت اُسکی ذات کا حکم رکھتی ہے اور ان دونو چیزون کی ذات کا لینا ممنوع ہے) اور نہ اُس چیز کی زکوۃ لین جو اُسکے گھر مین ہو اور نہ اُس مال کی لیوین جو کسی نے اُسکو تجارت کے لئے دیا ہو اور نہ مال مضاربت کی اور نہ اُس مال کی جو اوسکے غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اوسنے تجارت کی اجازت دے رکھی ہو (یعنے اگر کوئی سوداگر ایسا گذرے جسکے گھر مین مال تجارت اتنا ہو کہ اوسپر زکوۃ واجب ہو تو اوسیقدر مال کی زکوۃ لین جو موجود ہی اور جو اوسکے گھر مین ہے

انکی نہ لیں ایسا ہی حال زکوۃ مال بضاعت اور مال مضاربت اور غلام کی کمائی کا ہے
کہ اوسکو بھی نہ لینا چاہیئے) اور دہ یکی دوبارہ لیجاوے اگر خارجیوں نے راہداری
لے لی ہو (یعنے اگر باغیوں نے ملک بادشاہ پر غالب ہوکر حربی سوداگروں سے
راہداری لے لی ہو تو اُن سے دوبارہ لیجاوے)

باب رکاز (یعنے زمین کی چیزیں مثل کان اور خزانہ مدفون) کی زکوۃ کے ذکر میں

— کان اگر نقد کی ہو (یعنے سونے اور چاندی کی) خواہ لوہے جیسی چیز کی ہو
(مثل تانبے اور سیسے کی تو اسطرح کی کان) اگر زمین خراجی اور عشری والی میں پائی جاوے
تو اوسمیں سے پانچواں حصہ لیا جاوے اور اگر یہ کان پانیوالے کے گھر میں یا اوسکی ملک
کی زمین میں نکلے تو کچھ نہ لیا جاوے اور ایسا ہی پانچواں حصہ خزانہ مدفون کا لیا جاوے
اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملینگے اور پارہ میں سے بھی پانچواں حصہ لیا
جاوے — اور جو دفینہ اور کان کہ دارالحرب میں نکلے خواہ فیروزہ اور موتی اور عنبر
دارالاسلام میں نکلے اوسمیں سے پانچواں حصہ نہ لیویں

باب عشر (یعنے محصول زمین میں سے دہ یکی کے لینے) کے بیان میں

— دہ یکی واجب ہے زمین عشری کے شہد میں سے اور اُس زمین کے پیداوار سے جسکو مینہ کا
خواہ رود کا پانی پہونچا ہو اور اوسمیں کچھ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنے کی نہیں
(یعنے ایسی چیزیں خواہ تھوڑی ہوں خواہ بہت ٹھہرتی ہوں یا نہیں سب میں سے
دہ یکی لیویں) لیکن لکڑی اور نرکل اور گھاس (اگر پیدا ہوا اُس) میں دہ یکی نہیں
— اور بیسواں حصہ لیا جاوے اگر زمین کو چرس اور بڑے ڈول سے پانی دیا ہو —
اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ کیا جاوے (یعنے دہ یکی اور بیسواں حصہ کل پیداوار سے

لیا جاوے یہ مینہ کیا جاوے کہ بیلون اور کار کنون کا خرچ مجرا دیکر باقی کی دہ یکی ادہا پانچوان حصہ لیا جاوے تغلبی شخص کی زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ مسلمان ہوگیا ہو یا اُس سے کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خریدلی ہو (اور تغلبی ایک فرقہ نصارا مین کا ہے جو جزیہ کے عوض دو چند دہ یکی دیتے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین اسیطرح ٹھہر گیا ہے) اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی ذمی مول لیوے تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اُس ذمی کے پاس سے کوئی مسلمان حق شفعہ کی جہت سے لے لیوے یا وہ ذمی اُس زمین کو بیع فاسد کی جہت سے پھر بائع کو پھیر دے جو مسلمان تھا تو اِس صورت مین دہ یکی لیجاویگی۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنے گھر کو باغ بنالے تو اُسکا مقدار واجب پانی کے ساتھہ بدلتا رہتا ہے (یعنے اگر پانی عشر والا دیا تو اُس باغکی پیداوار سے دہ یکی لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا پڑیگا) بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے (کہ وہ اگر اپنے گھر کو باغیچہ کردیگا تو اُسے دونو صورتون مین خراج ہی دینا پڑیگا) اور ذمی کے گھر کی زمین آزاد ہے (یعنے اُسپر کچھہ واجب نہین) مانند چشمہ قیر اور نفط کے زمین عشری مین (کہ اوسپر بھی کچھہ واجب نہین) اور اگر یہہ دونو چشمے زمین خراج مین ہوویں تو اونپر خراج واجب ہوتا ہے (واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہ اور کنوؤن اور دریاؤن کا ہے کہ کسیکے تابع حکم نہین اور خراج کا پانی اُن نہرونکا پانی ہے جنکو عجم کے بادشاہون نے کھدوایا ہے اور اِن چشمون کا جز زمین خراجی مین ہوں اور قیر اور نفط نون کے کسرہ سے گوندھی طرحکی چیز ہے کہ آگ سے شعلے لے اوٹھتی ہے جیسے رال وغیرہ)

باب مال زکوٰۃ کے مصرف کے بیان مین۔ زکوٰۃ جسکو دیجاوے وہ فقیر ہے

اور مسکین فقیر سے بھی خستہ حال ہے (اسلیئے کہ مشہور یہہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو مالک نصاب
نہو اور مسکین وہ ہے جسکے پاس ایک رات دن کی غذا نہو) اور جو شخص بادشاہ کیطرف سے
مال زکوٰۃ کی تحصیل کا عامل ہو اور مکاتب (یعنے وہ غلام اور لونڈی کہ اوسکے مالک
نے ایک مقدار معین مال پر اسکو آزاد کیا ہو) اور قرضدار اور شکستہ حال غازی یعنی
سے (جو گہوڑا اور ہتہیار نرکہتا ہو) اور مسافر (کہ مال اپنے پاس نرکہتا ہو گو وطن مین
مالدار ہو) پس مال زکوٰۃ خواہ ان سبکو دیا جاوے خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوٰۃ
ذمی کو نہ دیجاوے اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقون کا اسکو دینا جائز ہے۔ اور مال
زکوٰۃ سے مسجد بناوے اور نہ مردہ کو کفن دیوے نہ مردہ کا قرض ادا کرے نہ آزاد کرنے
کے لیئے غلام خریدے اور نہ اپنی اصل (یعنی مان باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہ کو
دیوے) اور نہ اپنی فرع (یعنے بیٹا بیٹی اور اونکی اولاد) کو دیوے نہ عورت اپنے
خاوند کو دیوے نہ خاوند اپنی بیبی کو نہ آپنے غلام اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد کو
اور نہ اس غلام کو جسکا کچہہ حصہ آزاد ہوگیا ہو اور ایسے شخص کو بھی نہ دیوے جو تونگر ہو
نصاب کے مالک ہونے سے اور نہ اوسکے لڑکے اور غلام کو دیوے اور بنی ہاشم کی
قوم کو اور اونکے آزاد کیئے ہوؤں کو بھی نہ دیوے (جاننا چاہیئے کہ بعض روایتون
کے بموجب بنی ہاشم کے فقرا کو زکوٰۃ نہیں دیسکتے اور بعض روایتون میں یہہ ہے کہ
چونکہ ذوی القربیٰ کا حصہ ان لوگون سے موقوف ہوگیا ہے تو ناچار زکوٰۃ کا مال
اونکو دینا جائز ہے واللہ اعلم) اور اگر زکوٰۃ اٹکل سے دیدی پہر معلوم ہوا کہ
جسکو دی وہ تونگر تہا یا ہاشمی تہا یا کافر تہا یا اُس خود کا باپ یا بیٹا تہا تو جائز
ہے اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ شخص اُسکا غلام یا مکاتب تہا تو جائز نہیں (دوبارہ

زکوٰۃ دیوے) اور مکروہ ہے زکوٰۃ کا اسقدر دینا کہ فقیر تو انگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہے
(کہ اس دن کے سوال کی اسکو حاجت نرہے اور مکروہ ہے مال زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے
شہر میں لیجانا بشرطیکہ دوسرے شہر میں کوئی اسکا رشتہ دار نہیں نہ اول شہر کی نسبت وہاں
زیادہ محتاج (اور اگر دوسرے شہر میں اپنے رشتہ داروں کے لئے لیجا دے یا اول شہر کی نسبت
دوسرے میں زیادہ محتاج کیلئے دینے کے لیجاوے تو بلا کراہت درست ہے)
اور جس شخص کے پاس ایکدن کی غذا ہو اسکو سوال کرنا نچاہیئے ؛

باب صدقہ فطر کے بیان میں (یعنے اس صدقہ کے بیان میں جسکا دینا بعد رمضان
کے روزون کے واجب ہوتا ہے) صدقہ فطر واجب ہے اس شخص پر جو آزاد اور مسلمان
صاحب نصاب ہو اور وہ نصاب اسکے گھر اور کپڑون اور اسباب اور گھوڑے اور ہتھیار
اور غلامون سے علاوہ ہو اور صدقہ فطر خود اپنی طرف سے اور اپنی لڑکے کیطرف سے مالدار
نہو اور اپنی خدمت کے غلامون کیطرف سے اور مدبر اور ام ولد کیطرف سے دیوے (اور
اگرچہ غنی ہو تو اسکی طرف سے اوسکے ذمہ واجب نہیں) نہ اپنی بیبی کیطرف سے اور نہ اپنے
مکاتب کیطرف سے اور نہ ایسے ایک غلام یا چند غلامون کیطرف سے جو مشترک ہون دو
شخصون میں اور اگر کسی غلام کو جاکر بیچدیا ہے تو اسکا صدقہ ملتوی رہیگا (یعنے اگر خریدار
نے واپس کر دیا اور اس شخص کی ملک میں آگیا تب تو اسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی
ملک میں جاویگا تو اوسپر لازم آویگا) اور (مقدار صدقہ) واجب (کی) آدھا صاع گیہون
خواہ اوسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور (یعنے کشمش ہے) یا ایک صاع چھوہارے یا جو (کا
ہے) اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے (اور رطل تخمیناً شاہجہانی وزن کے آدھ سیر
کا ہے) اور وقت (صدقہ کے) واجب ہونیکا عید کے دن کی صبح ہے پس جو شخص کہ

صبح سے پہلے مرجاوے یا صبح کے بعد مسلمان ہوا پیدا ہوا ہوا اوسپر صدقہ فطر واجب نہوگا اور اگر صدقہ عید کی صبح سے پہلے خواہ پیچھے ادا کرے تو درست ہے ✽

کتاب الصوم

اسمین روزہ کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ روزہ اسلام کے پانچون رکنون مین سے چوتہا رکن ہے اور قدیم سے فرض ہوا ہے کہ پہلی امتون پر بھی فرض تہا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ یعنی تمپر روزہ کو فرض کیا گیا جیسے اُن لوگون پر فرض کیا گیا جو تم سے پیشتر تھے) روزہ اسکو کہتے ہین کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنے مرد مسلمان اور عورت پاک حیض و نفاس سے) وہ نیت کے ساتھہ کہانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سے آفتاب کے ڈوبنے تک چہوڑ دیوے — اور رمضان کا روزہ جو فرض ہے اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہے (مثلاً کہے کہ اس جمعرات کا روزہ رکہونگا) اور نفل کا روزہ ان (تینون روزون) کے لئے اگر نیت مع تعیین رات سے لیکر دوپہر تک کرلے خواہ مطلق نیت کرلے (یعنے فرض اور واجب اور نفل کو معین نکرے) خواہ نفل ہی کی نیت کرے تو درست ہونگے اور ان تینون قسمون کے سوا اور روزے (جو ہے مثلاً قضاء رمضان اور کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسے یون کہے کہ خدا کیواسطے روزہ رکہونگا تو ایسے روزے) درست نہین ہوتے جبتک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نکر دیوے اور رمضان چاند دیکہنے سے یا شعبان کے ۳۰ دن ہو جانے سے ثابت ہو جاتا ہے اور شک کے روزے (یعنے تیسوین تاریخ شعبان کی اگر انتیسوین کو ابر و غبار مین چاند معلوم نہوا ہو) روزہ نفل کی نیت کے سوا نرکہا جاوے (جاننا چاہیئے کہ روزہ

شک روزہ امام شافعیؒ کے نزدیک ممنوع ہی اسلئے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی شک
کے روز روزہ رکہیگا وہ میری نافرمانی کریگا اور برہان مین مذکور ہی کہ اُس دن کا روزہ
امام احمدؒ کے نزدیک واجب ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سی روزہ رکہنا
جائز ہے اور فرض رمضان کی نیت سے ناجائز اور اس نیت سی بھی جائز نہین کہ اگر رمضان
ہے تو روزہ رکہونگا اور اگر نہین ہی تو روزہ نہ رکہونگا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ حدیث
مین رمضان کے مہینے سے پیشتر روزہ رکہنے سی ممانعت آئی ہی اور بعضی حدیثون مین
شروع ماہ شعبان اور اوسکے آخر دن کا روزہ رکہنے کے لئے حکم آیا ہی جو امام احمدؒ کے
لئے دلیل ہی ان دونو حدیثونکی رعایت کرنے سی روزہ نفل جائز ہوگا اور فرض رمضان
کی نیت سی جائز نہوگا اور ہدایہ مین ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ شک کے
دن روزہ نہ رکہا جاوی مگر نفل کی نیت سی اور یہہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنے
اسکی اسناد حضرتؐ تک پونہچی ہو یا نہ پونہچی ہو اسی مذہب کے موافق ہی اور احتیاط زیادہ
اسمین ہی کہ قاضی اور مفتی اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سی روزہ رکہین اور
عوام کو افطار کا حکم کرین) اور جو کوئی چاند رمضان کا خواہ عید کا دیکہے اور اسکی
گواہی نمانی جاوی تو اوسکو چاہئے کہ روزہ رکہی پس اگر افطار کرے تو صرف ایک روزہ
قضا رکہے (یعنے کفارہ اسپر لازم نہین اور روزہ رمضان مین اوسپر بسبب چاند دیکہنے
کے لازم ہے اور عید مین بسبب مسلمانونکی پیروی کے) اور آسمان مین ابر و غبار کی
جہت سی ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کے لئے مقبول ہوگی اور
شوال کے لئے دو مرد دین خواہ ایکمرد اور دو عورتونکی گواہی لیجاویگی اور اگر آسمان
مین ابر و غبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکہنا معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونون مین

(اور بڑی جماعت کے لئے ۵ آدمی مقرر کئے گئے ہین) اور عید اضحے مانند عید فطر کی ہے (یعنے چاند کے دیکہنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونو کا ایک حکم ہے) اور مطلعون کا مختلف ہونا معتبر نہین (یہانتک کہ اگر تمام جہان مین ایک ہی جگہہ چاند دیکہین تو پورب سے پچہم تک اور شمال سے جنوب تک چاند معلوم ہونے کا حکم ہوگا اور بعضے علما کے نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعون کا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ہر ولایت مین اوسیکے مطلع کا حکم معتبر ہوگا)

باب اُن چیزونکے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جنسے نہین ہوتا - اگر روزہ دار کہاوے یا پیوے یا صحبت کرے (مگر یہہ باتین) بھولکر (ہو جاوین) یا خواب مین نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سے دیکہنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی سے خون نکلوا دے یا سرمہ لگا دے یا بوسہ لے اور اُس سے انزال نہو یا اُسکے گلے مین غبار یا مکہی چلی جاوے اور اُسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتون مین لگی ہوئی چیز کو کہا جاوے یا قے کرے اور وہ ہٹ کر اوسکے حلق مین خود چلی جاوے تو اُسکا روزہ نہ ٹوٹیگا - اور اگر قے خود نکلجاوے یا جان بوجہکر قے کرے یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا (یعنے جو چیز کہانے کی نہو) نگلجاوے تو اِن صورتون مین صرف روزہ کی قضا کرے (یعنے کفارہ لازم نہوگا) اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کہاوے یا دوا پیوے (اور یہہ باتین) جان بوجہکر (ہون) تو (روزہ کی) قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے (یعنے ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹہہ مسکینونکو کہانا کہلاوے یا دو مہینے برابر روزے رکہے) اور کفارہ لازم نہوگا اگر شرمگاہ کے سوا (اور کسی عضو) مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایسا ہی حال ہے رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنے کا - اور اگر حقنہ کرا دے یا ناک مین

دوا ڈالی یا کان میں یا زخم پیٹ یا زخم کھوپڑی کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا
سے کرے اور وہ دوا اسکے پیٹ یا دماغ میں پہنچ جاوے تو ان صورتوں میں روزہ
ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر سوراخ ذکر میں کوئی دوا ڈالے تو روزہ نجاویگا اور مکروہ ہے
بدون عذر کے کسی چیز کا چکھنا اور چابنا اسیطرح علک کا چابنا (جو ایک قسم کا گوند ہے
اور عذر یہ ہے کہ لڑکے کے لئے چابنے کہ بدون اسکے چارہ نہو یا کسی درد کے لئے
چباوے کہ اسکے چبانے سے آرام ہو) اور سرمہ لگانا اور مونچھوں پر تیل ملنا اور مسواک
کرنی اور بوسہ لینا اس شرط سے کہ خوف (صحبت کر بیٹھنے اور انزال ہو جانیکا) نہو مکروہ
نہیں (ورنہ مکروہ ہے) اور امام شافعیؒ کے نزدیک دن ڈھلے سے غروب آفتاب تک مسواک
کرنی مکروہ ہے اور انپر حجت ارشاد آنحضرت صلعم کا ہے کہ فرمایا اگر میں اپنی امت پر محنت
سمجھتا تو مسواک کا حکم ہر نماز کے وقت کر دیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں بھی
مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لئے مسنون ہے اور ابراہیم نے عاصم سے پوچھا کہ آیا روزہ دار
تر مسواک کرے انہوں نے کہا البتہ اسلئے کہ مسواک کی تری پانی کی تری سے بڑھکر
نہیں یعنی کلی ہر وضو میں کرتے ہیں اور تری منہ میں پہنچتی ہے پھر مسواک کی تری تو
تو اس سے کم ہی ہے ابراہیم نے پوچھا کہ دن کے شروع میں مسواک کرے یا آخر
میں عاصم نے کہا کہ دونوں وقتوں میں ابراہیم نے پوچھا کہ یہ بات تم کس شخص سے روایت
کرتے ہو انہوں نے کہا کہ میں انس سے روایت کرتا ہوں اور وہ نبی صلعم سے راوی ہیں
روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے) فصل جو شخص بیماری کے بڑھ جانیکا خوف رکھتا
ہو اسکو روزہ کا افطار کرنا درست ہے اور (جائز ہے افطار کرنا) مسافر کو (بھی) اور مسافر
اگر روزہ رکھے تو مستحب ہے بشرطیکہ اسکو ضرر نکرے (یعنی مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی

سفر یا بیماری ہو تو با وجود افطار کے مباح ہونے کے روزہ رکھنا مستحب ہی اور اگر مشقت ہو
تو افطار کرنا مستحب ہی اور بیمار اور مسافر اگر حالت بیماری یا سفر مین مر جاوین تو اونپر
روزہ کی قضا نہین (یعنے بیمار اگر صحت نپاوے اور مسافر نہ ٹھہرے تو اوسپر لازم نہین کہ
اپنے وارثون کو وصیت کرے کہ میرے ان روزونکا فدیہ دیدینا) اور اگر وہ دونون
اپنے وارثونکو وصیت کر جاوین تو انکا وارث ہر روزہ کے عوض مین صدقہ دیوے
مثل صدقہ عید فطر کے (اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سے روزہ اور
نماز درست نہین) اور اگر وہ دونو روزہ رکھنے پر قادر ہو جاوین تو قضا کرلین
بدون شرط پے در پے رکھنے کے (یعنے رمضان کے روزونکی قضا مین یہ قید
نہین کہ سب ایک ساتھ ہون اگر جدا جدا رکھیگا تب بھی جائز ہے) پس اگر
دوسرا رمضان آجاوے اور انکے ذمہ قضا کے روزے باقی ہون تو ادنکو چاہیئے کہ
رمضان حال کے روزے اول رکھین اور قضا رمضان کے پیچھے اور حاملہ اور
دودہ پلانیوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہی بشرطیکہ دونوکو بچے کا خوف ہو یا
حاملہ کو اپنی جان کا خوف ہو اور جائز ہی افطار نہایت بوڑہے شخص کو (جو ناطاقتی
کے باعث روزہ نرکھہ سکے اور آیندہ کو بھی توقع نرکھتا ہو) اور فقیر اسطرحکا بوڑہا ہر
روزہ کے (عوض) مین فدیہ دیوے (یعنے پیٹ والی عورت اور دودہ پلانیوالی
کو فدیہ دینا لازم نہین) اور جائز ہی نفل روزہ والے کو افطار کرنا (عذر کے ساتھ
سب روایتون مین اور) بدون عذر کے ایک روایت مین اور اس روزہ کی قضا لازم
(اسلئے کہ نفل کو شروع کر کے اگر توڑ ڈالیگا تو اوسکی قضا لازم ہو جاویگی) اور اگر رمضان
کے دنون مین کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اوس روز امساک کرے

(یعنے افطار کرنیوالی چیزون سے کچہ نکرے) اور کوئی روزہ اُس دن کی عوض
قضا نرکہے۔ اور اگر کوئی مسافر افطار کی نیت کرکے چلے پہر اپنے شہر کو پہر آوے اور
روزہ کیوقت مین نیت روزہ کی کرلے (یعنی دوپہر ڈہلنے سے پہلے نیت کرلے) تو اُسکا
روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے تو بیہوشی کے (ایام) کے
روزے قضا کرے مگر جس رات مین بیہوشی ہوئی ہو اُسکے دن کے روزہ کی قضا نکرے (یعنے
اگر چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب روزونکی قضا کرے اسلئے کہ نیت روزہ
کی نہین پائی گئی مگر اُس روزہ کی قضا نکرے جسکی رات مین بیہوش ہوا ہو اسلئے کہ ظاہر یہی ہے
کہ اُس رات مین نیت اُس روزہ کی کی ہوگی) اور قضا کرے روزہ کو بسبب ایسے جنون کے
جو مدت تک کا نہو (یعنے مہینے مین کبہی ہوگیا ہوا اور کبہی نہوا ہوا اور اگر تمام مہینے جنون
رہا ہو تو اوسپر قضا نہوگی اسلئے کہ اوس رمضان مین اوسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط
روزہ کے واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ
فَلْيَصُمْهُ یعنی پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اُسکے روزے رکہے) اور نہ
قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے باز رہے (یعنی اگر کوئی
کچہ نیت نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکہنے کی رمضان کے روزونمین تو
وہ شخص اُن روزونکی قضا رکہے اسلئے کہ روزہ بدون نیت کے جائز نہین ہوتا) اور اگر
دن کو رمضان مین مسافر اپنے شہر مین پہنچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہوجاوے
رات کے گمان سے سحر کہالے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہوجانیکے گمان پر افطار
کرلے حالانکہ آفتاب موجود ہو ایسے لوگ دنکو افطار کی چیزون سے باز رہین اور اُس دن
کی عوض قضا رکہین اور کفارہ ندین اور یہی حکم ہے بہولکر کہا نیکے بعد جان بوجہکر کہا نیکا

(یعنے اگر کسی نے بھولکر کہا لیا اور ناذانی سے یہہ سمجہا کہ میرا روزہ جاتا رہا پہر دانستہ
کہایا تو اوسکو روزہ قضا) رکہنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا۔ اسیطرح اگر سوتی ہوئی اور دیوانی
عورت سے صحبت کیجاوے تو اُن دونوپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا **فصل** اور جو شخص
قربانی کے دن (یعنے عید اضحی کے روزہ رکہنے کی منت مانے تو وہ اُس روزہ افطار کرے
اور اوسکے عوض دوسرا روزہ رکہے اور اگر اُس منت سے قسم مرادلے تو قسم کا کفارہ بھی دیوے
(اسلیے کہ اُس دن کا روزہ رکہنا جائز نہین اسلیے افطار کرکے قضا رکہے اور قسم کی نیت
مین قسم کا کفارہ بہی لازم آتا ہے اور یہی حکم اور دنون کے روزہ کی نذر کا ہے جنمین روزہ
رکہنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روزہ) اور اگر نذر کرے کہ اس برس کے روزے
رکہونگا تو چاہیئے کہ جن دنونمین روزہ ممنوع ہے یعنی دو عیدون کے دن اور تین دن
تشریق کے ان پانچون روزونمین افطار کرے اور اونکے عوض اور دن رکہے اور قضا
ان روزونکی لازم نہین جس صورتمین کہ ان دنونمین روزہ شروع کرکے افطار کر لیا ہو
(یعنے جسطرح اور روزونمین ہے کہ نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم
آتی ہے قضا اُن روزونکی لازم نہین ہوتی ؛)

باب اعتکاف کے بیانمین۔ مسجد مین روزہ اور نیت اعتکاف کے ساتھ ٹھہرنا
(اعتکاف کہلاتا ہے اور وہ) مسنون ہے اور کمتر مدت نفل اعتکاف کی ایکساعت ہے
اور عورت اپنی گھر کی مسجد مین اعتکاف کرے۔ اور اعتکاف والا بدون حاجت شرعیہ
یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سے باہر نہ نکلے (حاجت شرعی) جیسے نماز جمعہ اور (نماز
جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجت طبعی مثل) بول و براز (کے ہے) پس اگر بدون عذر کے
ایکساعت کو باہر نکلیگا اعتکاف جاتا رہیگا اور جائز ہے اعتکاف والے کو کہانا اور پینا

اوسکا سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجد مین کہ اعتکاف کیا ہوا اور مکروہ ہی بیچنے کی
چیز کو مسجد مین لانا (بلکہ صرف زبانی معاملہ دادوستد کا کرے) اور مکروہ ہی اوسکا چپ
رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی۔ اور حرام ہی اسکو صحبت کرنا اور اوسکے
لوازم (مثل بوسہ لینی اور گلے چمٹانیکے) اور صحبت کرنے سی اعتکاف باطل ہو جاتا ہی
اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو اون روزونکی راتین بھی اوسپر لازم ہو جاتی
ہین اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی ❊

کتاب الحج

اسمین حج کا بیان ہے (جاننا چاہیئے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنون
مین سی پانچوان رکن ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی اللہ کیواسطے ہے لوگونپر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہو اوس
راہ کی) خاص طور پر زیارت کرنا خانہ کعبہ کا حج کے مہینونمین حج کہلاتا ہی اور وہ عمر بھر مین
ایکبار بفور پائی جانے شرطون کے فرض ہے اور شرطین اوسکی یہہ ہین اول آزاد ہونا
دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم تندرستی مرض سے پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ
اور سواری پر جو زائد ہو اوسکے مکان اور ضروری چیزون سی ششم قادر ہونا خرچ آنے
جانے اور گھر والون کے اخراجات پر ہفتم راستے کا مامون ہونا آٹھوین شرط عورت
کے لئی ہی کہ محرم (یعنے باپ یا بیٹا) یا خاوند ساتھہ ہو اسصورت مین کہ اوسکے اور کعبہ کے
درمیانمین فاصلہ سفر شرعی (یا اس سی بڑہکر) ہو (اور اگر کعبہ سی ایکدو منزل پر رہتی ہو
تو محرم کا ہونا شرط نہین) پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندہی اور بعد احرام کے
وہ لڑکا بالغ ہو جاوی یا غلام آزاد کیا جاوی اور پھر یہہ دونو باقی افعال حج کے

بجالاوین توانکے ذمہ سی حجّ فرض (یعنی حج اسلام) ادا نہوگا (اسلیئے کہ احرام
بالغ ہونیسے اورآزاد ہونے سے پیشتر باندہا تھا) اورمیقات یعنی وہ جگہین جہان سے
احرام باندہتے ہین اوربدون احرام کے گذرنا جائز نہین پانچ ہین اوّل ذوالحلیفہ دوم
ذات عرق سوم جحفہ چہارم قرن المنازل پنجم یلملم (انمین سی ہرایک جگہہ اُن لوگون
کیواسطے جو وہان رہتے ہین اورجو اونپر کو گذرتے ہین احرام باندہنے کا مقام ہی اورجائز ہی
اُن جگہون سی پیشتر احرام کا باندہنا مگر اُن سی آگے بڑہکر باندہنا جائز نہین اورجو لوگ
ان جگہون کے اندر رہتے ہین اُنکے لئے احرام باندہنے کی جگہہ حِل ہے (یعنی حرم کے
سوا) اور مکہ کے رہنے والونکی میقات (اگر حج کیواسطے (احرام باندہین تو) حرم ہی اورعمرہ
کے لئے (باندہین تو) حِل ہے ٭

باب احرام باندہنے کے بیانمین (حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہی افعال
نماز مین) اورجب تو احرام باندہنا چاہے تو وضو کر اور نہانا مستحب ہی اور (وضو خواہ
نہانیکے بعد) ایک تہبند اور چادر کہ دونون نئی ہون یا دہولی ہوئی ہین اورخوشبو لگا اور
دو رکعتین پڑہکر یون کہہ کہ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اور نماز کے
بعد بنیت حج کے تلبیہ کہہ (یعنی یہہ الفاظ زبان سے) لَبَّیْکَ اَللّٰہُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ
لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اور ان الفاظ مین چاہے تو
اور بڑہا دی مگر کم نکر جب تو نیت حج سی تلبیہ کہہ چکے تو اب تو احرام باندہ چکا تو اب
بُری باتون اور گناہون اور لڑائی جہگڑے اور شکار کے مارنے اور اوسکی طرف
اشارہ کرنے اور اوسکو بتلانے اور کرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزے
پہننے سے پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنے کے نیچے سے کاٹکر

پہن لے اور ورس اور زعفران اور کسم کا رنگ مت پہن گر یہہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہوا ہے کہ بو نہ آتی ہو (تو اُسکا مضائقہ نہین) اور سر اور چہرہ کے ڈہانپنے اور اونکو گل خیرو وغیرہ سے دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال مُنڈانے اور کترانے اور ناخن دور کرانے سے بھی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوہ کے سایہ مین ٹھہرنے اور ہمیانی کمر مین باندہنے سے (پرہیز کرنا) ضرور نہین۔ اور جب تو نماز پڑھے یا اونچی جگہہ پر چڑھے یا پستی مین اوترے یا سوارون سے ملے اور سحر کیوقت مین تلبیہ کثرت سے پکار کے کہتا رہ۔ اور جسوقت کہ مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین جا اور خانہ کعبہ کو دیکھکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبان پر لا اور پہر حجر اسود کے سامنے جاکر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا اوسکو بوسہ دے (خواہ ہاتھہ لگاکر ہاتھہ کو بوسہ دے) بدون دوسرے شخص کو تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گرد اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین کندہے پر ڈالکر حطیم کو شامل کرکے سات بار پہر (اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہے کعبے کے ایک کنارہ کو) اور پہرنا کر دکعبے کے اپنی دہنی طرف سے شروع کر اوس جگہہ سے جو دروازہ کعبے کے پاس ہے اور اول کے تین پہیرونمین رَمَل کر (یعنے مونڈہے ہلاتا ہوا جہپٹ کر چل) اور جب حجر اسود کے پاس کو گذرے تو اگر ہوسکے تو بوسہ دے (یا ہاتھہ لگاوے) اور ختم کر گردش کو حجر اسود کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین خواہ جس جگہہ مسجد مین ہوسکے ادا کر (اور یہہ) طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا ہے (یعنی اسکو طواف قدوم کہتے ہین) اور یہہ طواف مکہ کے رہنے والونکے سوا کے لئے سنت ہے (کیونکہ یہہ طواف اول آنے کیواسطے ہے اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہہ سے نہین آتے) پہر مسجد مین سے نکلکر صفا کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کیطرف کو منہہ کرکے تکبیر اور

تہلیل کہہ اور آنحضرت صلعم پر درود بہیج اور اپنے پروردگار سی اپنی مراد مانگ پہر ان
سی اوترکر مروہ کیطرف چل اور سبز میلون کے درمیانمین دوڑ اور مروہ پر پونہچکر جو کچہہ
صفا پر کیا تہا وہی افعال بجالا اسیطرح ان دونوکے درمیانمین سات پہیرے کر کہ شروع
پہیرون کا صفا سے اور ساتوان پہیرا تمام مروہ پر ہو بعد اسکے مکہ مین احرام باندہکر
اور جب تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو (امام کو چاہیے کہ
خطبہ پڑہے اور اسمین افعال حج کے بیان کرے اور آٹھوین تاریخ منی کو جا اور نوین
کو صبح کی نماز کے بعد عرفات کو جا وہان امام خطبہ پڑہے اور افعال حج کے لوگون کو
تعلیم کرے پہر دوپہر ڈہلے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیرون سی پڑہ بشرطیکہ
امام اور احرام ہو (یعنے اگر احرام نہ باندہے یا اکیلا ہو تو اسصورت مین ایک وقت مین دو
نمازونکو ساتہہ نہ پڑہنا چاہیئے) پہر موقف کیطرف چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹہہر
اور عرفات کا میدان سب ٹہہرنے کی جگہہ ہی سوای میدان عرنہ کے اور وہان تحمید
اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا رہ پہر دن چہپے کے بعد مزدلفہ
کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس اتر اور جماعت کے ساتہہ مغرب اور عشا کی نماز ایک
اذان اور ایک تکبیر سی پڑہ اور نماز مغرب کو راہ مین پڑہنا درست نہین پہر نماز فجر کی اندہیرے
مین پڑہکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود اور دعائین پڑہتا ہوا توقف کر اور مزدلفہ میدان
محسر کے سوا سب جگہہ ٹہہرنے کی ہی پہر روشنی ہو جانیکے بعد منی کو چل اور وہان پونہچکر
جمرہ عقبہ کو پست نالے کے بیچ مین کہڑا ہو کر سات کنکرین ایسی مار جنکو اونگلی سی مار سکین اور
ہر پتہری کے ساتہہ اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سی موقوف
پہر قربانی کر پہر سر کے بال منڈا یا کترا اور منڈانا مستحب ہی ان کامون کے بعد تجہے سب احرام

تھی ممنوع چیزین ہوا عورت سے صحبت کرنیکے جائز ہوجاوینگے پہر اسی تاریخ دسوین کو یا گیارہوین خواہ بارہوین کو مکہ مین آ اور طواف رکن کے (جسکو طواف زیارت بھی کہتے مین) سات پہیرے بدون رمل اور صفا مروہ دوڑنیکے بجالا اگر یہہ دونو باتین طواف قدوم مین کر لی ہون اور اگر نکی ہون تو طواف رکن مین کیجا وین اس طواف کے بعد تجکو عورت سے صحبت کرنا درست ہوجاویگا اور مکروہ ہے اس طواف کو ذبح کے دنون (یعنے دسوین گیارہوین بارہوین تاریخ) سے پیچھے ڈالنا۔ پہر (طواف رکن کرنیکے بعد) منی کو جا اور قربانی کے دوسرے دن (یعنے گیارہوین کو) دوپہر ڈہلے سے پیچھے تینون جمرون کو سات سات کنکرین مار اور شروع اس جمرہ سے کر جو مسجد خیف کے قریب ہے پہر جو اسکے قریب ہے پہر جمرہ عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اوس کے بعد کچھ توقف کر (یعنے جمرہ اول اور دوسرے کو کنکر مارنیکے بعد توقف کر اور جمرہ عقبہ کو مارنیکے بعد توقف مت کر) پہر گیارہوین کو اسی طرح کر اور بارہوین کو بھی ایسا ہی کر اگر منی مین ٹھہرا ہوا اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سے پہلے کنکر مارنا درست ہے اور اول اور دوم جمرہ کو کنکرین پیادہ ہوکر مارنی چاہئین اور تیسرے کو سوار ہوکر بھی مارنا درست ہے اور مکروہ ہے کہ اپنا اسباب و سامان مکہ کو روانہ کر دے اور خود کنکرین مارنے کو منی مین ٹھہرا رہے۔ پہر محصب مین پہونچ (اور محصب ایک پتھریلی زمین مکہ کے کنارے ہے وہان اترکو رہنا سنت ہے) پہر (محصب سے مسجد حرام مین داخل ہوکر) طواف رخصت کے سات پہیرے پہرا اور یہہ طواف سوا اہل مکہ کے اور ونپر واجب ہے (اسکو طواف صدر بھی کہتے مین اور مکہ والون پر اسلئے نہین کہ وہ اپنے وطن کو رخصت نہین ہوسکتے) پہر (طواف رخصت کے بعد) زمزم کا پانی پی اور ملتزم سے لپٹ (اور یہہ جگہہ حجر اسود سے لیکر دروازہ کعبہ تک ہے)

اور خانہ کعبہ کے پردون کو پکڑ اور دیوار سے لگ (کر) اور دعا مانگ گریہ زاری کرتا علیحدہ ہو۔ **فصل** اور جو شخص کہ مین نجاوے اور عرفات مین ٹھہرے اوسکے ذمہ سے طواف قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے روز زوال کے بعد سے دسوین کی صبح تک ایک ساعت بھی توقف کریگا تو اوسکا حج پورا ہو جاویگا گو نہ جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی کیحالت مین توقف کرے اور اگر اوسکی طرف سے بیہوشی کی جہت سے اسکا رفیق احرام باندہ لے تو جائز ہے (یعنے اُسکا حج ہو جاویگا) اور (حج کے تمام افعال مین) عورت کا حکم مثل مرد کے ہے اتنا فرق ہے کہ عورت اپنا مُنہ کہولے نہ سر کہولے اور لبیک بلند آواز سے نہ کہے اور نہ طواف مین مونڈہے ہلا دے اور نہ سبز میلون کے درمیان دوڑے اور نہ سر منڈاوے بلکہ بال تھوڑے سے کتر ڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے (مترجم کہتا ہے کہ عورت مرد مین ایک فرق یہ بھی ہے کہ عورت کو باعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر کرنی درست ہے) اور جو شخص کہ نفل کی بدنہ یعنی قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بدنہ کے خواہ شکار کے عوض کے بدنہ کے گلے مین خواہ اور اسکی مانند (مثل تمتع کے بدنہ کے) کلادہ باندہ اور اوسکو حج کے ارادہ سے اپنے ساتھ لیکر کعبہ طرف متوجہ ہو تو اُسکا احرام بندہ گیا (یعنی بدون تلبیہ کے اس عمل سے محرم ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے اور دلیل اونپر ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کلادہ باندہے بدنہ کو تو وہ محرم ہو گیا) پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرے بعد اوسکے خود روانہ ہو تو محرم نہوگا جبتک کہ راہ مین اُس سے نملے مگر بدنہ تمتع مین (کہ بدون ملنے کے محرم ہو جاتا ہے) پھر اگر اس بدنہ پر جہول ڈالی یا اوسکی کوہان مین زخم لگا دیا یا بکری کے گلے مین کلادہ باندہا تو محرم نہوگا اور بدنہ شرع مین اونٹ اور گاے کا نام ہے

(بکری کا نہین)

باب قران کے بیان مین (جاننا چاہیئے کہ حج کے افعال تین قسم ہین قران اور تمتع اور افراد۔ قران ایک احرام سی حج اور عمرہ کے اداکرنیکو کہتے ہین اور تمتع ایک سفر اور دو احرام سی حج اور عمرہ کرنے کو کہتے ہین اور افراد اکیلا حج بدون عمرہ کے کرنیکو کہتے ہین۔ ان تینون قسمون مین سے) افضل قران ہی (اسلئے کہ اوسمین دو عمل اداکرنے ہوتے ہین اور احرام بہت دنون تک رہتا ہی جسمین سب کامونکی نسبت زیادہ مشقت ہوتی ہی) قران کے بعد تمتع ہی (اسلئے کہ اوسمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہوجاتا ہی اسلئے اسمین محنت کم ہوتی ہے بنسبت قران کے) اور تمتع کے بعد افراد ہی (کہ اوسمین صرف حج کا اداکرنا ہی نہ عمرہ کا اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ای آل محمد احرام باندہو حج اور عمرہ کا ایکساتھ اس حدیث کو طحاوی نے بیان کیا ہی اور امام شافعی کے نزدیک قران کی نسبت تمتع بہتر ہے واللہ اعلم) اور قران کیصورت یہہ ہی کہ میقات (یعنے احرام باندہنی کی جگہہ سے) حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندہی اور یہہ دعا پڑہی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ پہر مکہ مین داخل ہوکر طواف اور سعی عمرہ کی کری پہر بموجب بیان گذشتہ بالا کے حج اداکرے۔ پس اگر حج اور عمرہ کے لئی دو طواف کریگا اور دو ہی سعی کریگا یعنی صفا اور مروہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر برا کریگا (یعنے اسطرح کرنا مکروہ ہی) اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکرین مار چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کا ساتوان حصہ ذبح کرے (اسلئے کہ یہہ ذبح واجب ہی) اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہو وہ دس روزی رکہی اسطرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو

رکھے اور سات روز جبکہ افعال حج سے فارغ ہو چکے گو مکہ ہی مین ٹھہرا رہے۔ اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نہ رکھیگا تو ذبح کرنیکے سوا اور کچھہ نہین ہوسکتا۔ اور اگر قران والا مکہ مین نجاوے (کہ حج سے پہلے عمرہ ادا کرے) اور عرفات مین توقف کرے (یعنے حج کے ارکان شروع کردے) تو اوسپر عمرہ کے چھوڑنے کا دم دینا لازم ہوگا اور عمرہ کی قضا کرنے ۔

باب تمتع کے بیان مین۔ اوسکی صورت یہہ ہی کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندھے پھر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈا دے یا کترا دے اور احرام کھولکر حلال ہوجاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پھیرے مین لبیک کہنا موقوف کردے پھر آٹھوین تاریخ ذیحجہ کو احرام حج کا حرم سے باندھے اور حج کرے اور ذبح کرے پس اگر ذبح سے عاجز ہو تو اسکا حکم گذر چکا (کہ دس دن روزے رکھے) اور اگر تین روزے ماہ شوال مین رکھے (یعنے حج کے مہینون مین سے کوئی سے تین دن رکھے) اور روزون کے بعد عمرہ کرے تو (یہہ روزے) تمتع (کے تین روزون) کے عوض کافی نہونگے لیکن اگر عمرہ کا احرام باندھکر طواف عمرہ سے پیشتر (تین روزے) رکھیگا تو (البتہ تمتع کے روزونکے عوض مین) کافی ہونگے۔ پس اگر تمتع کرنیوالا قربانی اپنے ساتھہ لیجانا چاہے (کہ یہہ دوسری قسم تمتع کی ہے) تو وہ احرام باندہ کر قربانی کو ہانکتا چلے اور اوسکے گلے مین توشہ دان یا جوتی ڈالدے مگر اوسکے کوہان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنیکے بعد (احرام کی قید مین لگی رہے) حلال نہوجاوے اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لئے احرام باندھے اور (آٹھوین سے پہلے باندھنا مستحب ہی) پھر جب دسوین کو بال منڈا چکے اوسوقت دونوں احرامون (یعنے عمرہ اور حج سے) حلال ہوجاوے۔ اور مکہ اور اوسکے قریب کے باشندونکو تمتع اور قران

درست نہین پس اگر تمتع کرنیوالا اپنے شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوے اور قربانی کو روانہ کیا تو اُسکا تمتع باطل ہو جاویگا اور اگر قربانی روانہ کرچکا تہا (اور عمرہ کے بعد اپنے شہر کو واپس آیا) تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کے طواف مین کثر پھیری (یعنے تین پہیرے یا اوسے کم) حج کے مہینوں کے پیشتر کرلے اور حج کے مہینونمین اُس طواف کے باقی پہیرے پورے کرے اور حج ادا کرے تو تمتع اوسکا باقی رہیگا اور اسکے عکس کیصورت (یعنے حج کے مہینونمین زیادہ پہیرے کرے بلکہ کمتر کرے تو وہ) تمتع والا نرہیگا اور حج کے مہینے ماہ شوال اور ذیقعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہین اور حج کے لیئے ان مہینون سے پیشتر احرام باندہنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور اگر کسی کوفہ کے رہنے والے نے حج کے مہینونمین عمرہ کیا اور مکہ مین خواہ بصرہ مین ٹھہر گیا (یعنے اپنے وطن کو واپس نگیا) اور حج کیا تو اوسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کردیا اور مکہ خواہ بصرہ مین ٹہرا اور عمرہ فاسد کو قضا کرکے حج کیا تو (اس صورتمین) تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت ہے کہ اپنے وطن کو واپس جاوے (اور پہر آوے اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینونمین قضا کرکے حج ادا کرے اس صورتمین البتہ اُسکا تمتع درست ہوگا) اور انہین سبب جنون سے کو فاسد کردے چاہیئے کہ اُسکے افعال کرتا رہے اور ذبح لازم نہوگا (اسلیئے کہ حج خواہ عمرہ کے فاسد کردینے سے تمتع والا نرہا) اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہ قربانی تمتع کے دم کے عوض نہوگی (اسلیئے کہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہے) اور اگر عورت احرام باندہنے کیوقت حائض ہوگئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کرے اور اگر طواف رخصت کرنے کیوقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چہوڑ دے اور اپنے وطن کو چلی جاوے (یعنے اُس طواف کے چہوڑنے سے اسپر کچہ لازم نہوگا) جیسے وہ شخص کہ مکہ

مین رہنا اختیار کرلے (یعنے حج کے بعد اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کرے تو اسپر بھی طواف رخصت لازم نہین رہتا ۞

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصورون کے بیانمین (ذبح کرنا) ایک بکری (کا) واجب (ہوتاہے) اگر محرم (اپنے) ایک عضو (کامل) پر خوشبو لگادے اور اگر (ایک عضو سے) کم کو لگادے تو صدقہ دے اور اگر اپنے سر کو مہندی سے رنگین کرے یا زیتون کا تیل ملے یا کپڑا ایسا ہوا پہنے یا دن بہر سر کو چہپادے تو (ان صورتونمین) بکری ذبح کرے اور (ایک روز سے) کم (اگر سر کو) چہپاوے تو صدقہ دے اور اگر چوتہائی سر کے خواہ داڑھی کے بال مُنڈادے تو دَم دے اور (چوتہائی سے کم مین صدقہ دے مثل مونڈنے والے کی (یعنے اگر مُحرِم کسیکے بال مونڈے تو اوسپر صدقہ واجب ہوتاہے) اور اگر گردن کے بال خواہ دونون بغلون کے یا ایک کے یا پچہنے لگانے کی جگہہ کے مُنڈادے تو (ان سب صورتونمین) دم دے اور مونچہہ منڈانے مین حکم اکمر دعادل کا (کہ جو کچہہ وہ کہے صدقہ دیدا سلے) اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی مونچہین مونڈے یا ناخن کترے تو کچہہ کہانا دے اور اگر دونو ہاتھ پانوکے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک ہاتھ خواہ ایک پانوکے کاٹے تو دَم دے اور (اگر اس سے) کم کترادے تو صدقہ دے اور یہی حال ہے اگر پانچ ناخن متفرق (دونو ہاتھ پانونمین سے) لے ڈالے اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کرے تو کچہہ واجب نہین ہوتا اور اگر کسی عذر کی جہت سے (مثلا بیماری کے باعث) خوشبو لگادے یا ایسا ہوا کپڑا پہنے یا سر مُنڈاوے تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چہہ مسکینونکو دے یا تین روزے رکہے (اور بدون عذر کے ان چیزونکے مرتکب ہونیسے ذبح کرنیکے سوا اور کوئی چیز درست نہین)

فصل اور کچھ واجب نہین ہوتا ان صورتون مین کہ محرم کسی عورت کی شرمگاہ کیطرف شہوت سے دیکھے اور منی نکل پڑے اور اگر بوسہ لے خواہ شہوت سے اُسکو چھوے یا اپنے حج کو فاسد کر دے اسطرح کہ عرفات مین ٹھہرنے سے پیشتر صحبت کر بیٹھے تو دم دے اور اعمال حج کے کیئے چلا جاوے اور اوسکی قضا کرے آیندہ سال مین اور مرد و عورت (جنہون نے ہم بستری کی ہو) قضا کرنے مین (حج کے بہہ ضرور نہین کہ جدا جدا ہون اور اگر عرفات پر ٹھہرنیکے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا — اور اگر صحبت کرے (حج مین) بعد سر منڈا نیکے یا عمرہ مین طواف کے اکثر پھیرون (یعنے چار یا زیادہ) سے پیشتر تو دم دے اور عمرہ اس صحبت سے فاسد ہو جاویگا اسکے اعمال بجالاوے اور اوسکو قضا کرے اور اگر (عمرہ مین) طواف کے اکثر پھیرون کے بعد صحبت کریگا تو عمرہ فاسد نہوگا (مگر ان صورتون مین دم دینا لازم ہوگا) اور بھولکر صحبت کرنی مثل جان بوجھکر صحبت کرنیکے ہے اور بکری ذبح کرے جس صورتین کہ طواف رکن بیوضو کرے اور بدنہ ذبح کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اُس طواف کو (ان صورتون مین) دوبارہ کرے اور اگر طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بیوضو کرے تو صدقہ دے اور بکری ہے اگر طواف رکن مین سے کمتر پھیرے چھوڑ دے اور اگر زیادہ (پھیر ونکو اس طواف کے) چھوڑ دیگا تو محرم ہی بنا رہیگا (چاہیئے کہ اُسکو دوبارہ کرے بدون نئے احرام کے) اور بکری دے اگر طواف رخصت کے اکثر پھیرے ترک کرے یا اُسکو حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مین سے کمتر پھیرے یعنی تین یا دو یا ایک ترک کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رکن بیوضو کرے اور طواف رخصت باوضو ایام تشریق کے آخر مین (یعنے تیرہوین تاریخ) کرے اور اگر طواف رکن کو

حالت جنابت مین کرے تو دو دم (واجب ہوتے) ہین- اور بکری ذبح کرے اگر عمرہ کا طواف اور سعی بیوضو کرے لیکن اس عمرہ اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہین ہے اور بکری ہی اگر سعی چھوڑدے یا عرفات پرسے امام سے پیشتر چلاآوے یا مزدلفہ مین رہنا چھوڑدے یا سب دنون کی کنکرین مارنے کو خواہ ایکدن کی کنکرین مارنے کو ترک کرے یا بال بارہوین تاریخ کے بعد منڈاوے یا طواف رکن کو بارہوین کے بعد کرے یا سر کو حرم کے باہر حل مین منڈاوے- اور اگر قران کرنیوالا ذبح سے پیشتر سر کے بال منڈاوے تو دو دم دینے لازم ہونگے **فصل** اگر کوئی محرم شکار کو مار ڈالے یا ایسے شخص کو شکار بتلاوے جو اوسکو مار ڈالے تو اوسپر جزا واجب ہوتی ہے اور (جزا شکار کی) وہ قیمت ہے جو دو مرد عادل اوسکے مار ڈالنے کی جگہ مین یا اوسکے قریب ٹھہراوین (اور امام شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین اُس شکار کی صورت کا جانور واجب ہوتا ہے اور دلیل اونکی یہہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مثل شکار پر تم مین کے دو صاحب عدل حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سے مراد لیا جاوے تو دو شخصون کے حکم کی کیا حاجت ہے صورت کے یکسان ہونے کو تو ہر کس و ناکس پہچانتا ہے پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مال مین یکسان ہونا ہے اور وہ قیمت ہے صورت نہین) پس اس قیمت سے ہدی خرید کرکے ذبح کرے اگر قیمت مین ہدی کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اُس سے جو اور گیہون خرید کر مساکین پر صدقہ کرے مثل صدقہ فطر کے (یعنے ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیہون دے) یا ہر مسکین کے صدقہ کی عوض مین ایک روزہ رکھے (یعنے حساب کرے کہ یہہ اناج کتنے مساکین کو تقسیم ہوگا اوسیقدر روزہ رکھلے اور) اگر حساب مین مسکینون

کو دیکر نصف صاع سی کم بچرہے تو اُسکو خیرات کر دے یا اُسکے عوض ایک دن روزہ رکہے - اور اگر شکار کو زخمی کرے یا اُسکا عضو کاٹ ڈالے یا بال اُکہاڑ ڈالے (ان افعال سے) جسقدر نقصان شکار کی قیمت مین ہو جاوے اُسقدر دام لیکر صدقہ کر دے - اور اگر شکار کے شہپر اُکہاڑ ڈالے یا اُسکے ہاتھ پانو کاٹ ڈالے یا اوسکا دودہ دوہ لے یا اُسکا انڈا توڑے یا اوسمین سے مُردہ بچہ نکلے تو (ان سب صورتون مین ہر ایک کی پوری) قیمت واجب ہوگی - اور کوے اور چیل اور بہیڑیے اور سانپ اور بچہو اور چوہے اور باؤلے کتے اور مچہر اور چیونٹی اور پِسّو اور کِلنی اور کچہوے کے مار ڈالنی سے کچہہ لازم نہین ہوتا اور جون اور ٹیڑی کے مار ڈالنی مین جو چاہے صدقہ دے (مثلاً ایک مٹھی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدے - اور درندے کے مار ڈالنے مین ایک بکری سی زیادہ قیمت نکیجاویگی (یعنے اگرچہ قیمت درندے کی زائد ہو مگر بکری سی زیادہ واجب نہین ہوتی) اور اگر درندہ مُحرم پر حملہ کرے تو اوسکی مار ڈالنی سے کچہہ واجب نہین ہوتا) بخلاف بلا اختیار کے (یعنے اگر مُحرم بہوک سی مجبور ہو کر شکار کو کہانیکے لئے ماری تو اوسپر جزا لازم آتی ہے) اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گاے اور اونٹ اور مرغی اور گہر کی پلی بطخ کا جائز ہے اور اگر پاموز کبوتر کو یا پلے ہوئے ہرن کو ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہے - اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور تاوان دے اگر اوسکو کہالے (یعنے ذبح کئے ہوئے کو کہالے تو قیمت اُسکی مساکین پر صدقہ کرے) اور اگر اُس جانور کو دوسرا محرم کہالے تو اُسپر کچہہ (تاوان) واجب نہین - اور محرم کو اُس شکار کا گوشت حلال ہے جسکو حلال شخص نے مار کر ذبح کیا ہو بشرطیکہ محرم نے اُسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنیکا کیا ہو - اور مرد حلال اگر حرم کے

شکار کو ذبح کرے تو واجب ہی کہ اسکی قیمت خیرات کرے یہ نہ روزہ رکہنا (یعنی روزہ رکہی جیسا شکار مارنے مین رکہنا تہا) اور جو شخص کہ حرم مین شکار ساتہہ لاوے تو اسکو چہوڑ دینا چاہیئے پس اگر اوسکو بیچ لے اور شکار موجود ہو تو اس بیع کو واپس کرانا چاہیئے اور اگر شکار مرجاوے تو اس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی — اور اگر کوئی شخص احرام باندہے اور اوسکے گہر مین یا اوسکے ساتہہ پنجرے مین شکار ہو تو اوسپر لازم نہین کہ اس شکار کو چہوڑ دیوے — اگر کوئی حلال شخص شکار پکڑ کر احرام باندہ لے تو جو کوئی اسکو چہوڑ دیوے ضامن ہے (اسلئے کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نہ تہا جو پکڑنیوالا نقصان اوٹہاوے تو اوسکے چہوڑنیوالے پر تاوان لازم ہوگا) اور اگر کوئی محرم اس شکار کو پکڑ لے تو چہوڑنیوالا تاوان نہ دے (اسلئے کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام مین ممنوع ہی تو اوسکے چہوڑنیوالے پر تاوان نہوگا) پہر اگر کسی دوسرے محرم نے اسکو مار ڈالا تو دونو محرم تاوان دین (اول تو شکار پکڑنے کی جہت سے اور دوسرا اوسکے مار ڈالنے کے سبب سے) اور جسنے شکار پکڑا تہا وہ اپنا تاوان مارنیوالے سے بہر لے (اسلئے کہ اگر وہ نہ مارتا تو شاید پکڑنیوالا اوس شکار کو خود چہوڑ دیتا تو اوسکے ذمہ کچہہ بہی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اوسکے مار ڈالنے کی جہت سے دینا پڑا) پس اگر محرم حرم کا گہاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہو اور نہ اون چیزون سے ہو جنکو لوگ بویا کرتے ہین تو اسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گہاس اور درخت خشک ہو تو اوسمین کچہہ تاوان نہین — اور حرام ہے حرم کی گہاس کا چرانا اور کاٹنا سوا اذخر کے (اور وہ ایک گہاس خوشبودار ہے اسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطے درست ہے) اور جو قصور ایسے ہین کہ اونکے باعث تنہا حج کرنیوالے پر ایک دم لازم آتا ہے تو اونکی

جہت سی قران والے پر دو دم لازم آتے ہین ایک حج کیواسطے اور ایک عمرہ کے لیے
مگر ایکصورت مین کہ قران والا احرام باندہنے کی جگہہ سی بدون احرام کے آگے بڑہجاوے
(تو اسصورت مین تہا حج کرنیوالے اور قران والے پر دونون پر ایکدم سی زیادہ لازم نہین)
اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑینگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار
مارین تو ایک جزا سی زیادہ لازم نہوگی (اسلئے کہ یہہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لئے ہے
بدلہ وہ ایک ہی ہے اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنیکی جہت سی ہوا اور وہ دو شخصون سے
سرزد ہوا ہے) اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہہ خرید و فروخت باطل ہے اور اگر کوئی
شخص حرم مین سی ہرنی پکڑ لاوے اور اوسکے بچہ پیدا ہوا اور دونو مر جاوین تو اُسکو دونو
کا تاوان دینا چاہئیے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان دیچکے اوسکے بعد وہ بچہ جنے اور دونو
مر جاوین تو بچہ کا تاوان نہ دیوے

باب میقات پر سی بدون احرام کے آگے بڑہنے کے بیان مین

جو شخص بدون احرام کے میقات سی گذر جاوے اور پہر میقات کو احرام باندہکر لبیک کہتا ہوا لوٹ
آوے یا بدون احرام آگے بڑھ گیا تہا پہر عمرہ کا احرام باندہ لیا اور عمرہ کو فاسد کرکے
اُسکو قضا کیا (اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سی باندہا) تو (جو) ذبح کرنا (اوسکے
ذمہ میقات پر سے بدون احرام نکلجانیکے باعث لازم ہوا تہا وہ) ساقط ہو جاویگا۔
اور اگر کوفہ کا کوئی رہنے والا (یا کسی اور شہر کا) بنی عامر کے باغمین کسی اپنے کام کو جاوے
(اور یہہ باغ حرم کے اور میقاتون کے اندر واقع ہے) تو اُس شخص کو مکہ مین بدون
احرام داخل ہونا جائز ہے اور (حج کیواسطے) اُس شخص کی میقات وہی باغ ہے۔
اور جو کوئی مکہ مین بدون احرام کے داخل ہو پہر اُسی سال مین اپنے ذمہ پر کے حج اسلام

کرادا کرے تو یہہ حج عوض اوس حج کے جو اوسکے ذمہ پر مکہ مین بیدون احرام کے
ہونے سے ہوا تہا جائز ہوگا اور اگر سال بدلگیا ہو (یعنی حج اسلام دوسری برس
کرے) تو (اسکی عوض) جائز نہوگا (غرضکہ جو کوئی مکہ مین بیدون احرام چلا آتا ہو اوسپر
حج لازم ہوجاتا ہی اور اگر اُسی سال مین حج اسلام ادا کرے تو دوسری حج کی ضرورت نہین
ایک ہی دونو کے عوض ہوجائیگا +

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان مین — ایک مکہ کے رہنے والے
نے عمرہ کے طواف کا ایک پہیرا کیا پہر حج کا احرام باندہ لیا تو حج کو ترک کرے اور
اُسپر حج اور عمرہ دونو کی قضا اور دم لازم ہوگا واسطے ترک کرنے حج کے پہر اگر
حج اور عمرہ کے افعال پورے کر دے تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا (کہ اسنے ہوکر
دونو کو اکٹہا کیا) اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پہر قربانی کے دن (یعنے
دسوین تاریخ) دوسری حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج مین اوسنے بال مُنڈا دئے ہین تو
اُسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ مُنڈائے ہون تو حج
و دم بھی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کترا دے یا نہ کترا دے (یعنے دوسرے
احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندہا ہی بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے
سے مراد دور کرنا بالون کا ہی خواہ منڈانے سے ہو یا کترانے سے اور) جو شخص سوا
بال منڈانیکے اپنی عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہوجاوے پہر احرام دوسری عمرہ کا
باندہ لے تو اوسپر دم لازم آویگا (اسلئے کہ اوسنے دو احرامونکو جمع کر دیا) اور جس شخص
نے احرام حج کا باندہا پہر عمرہ کا احرام کر لیا پہر عرفات مین ٹھہرا تو اوسنے عمرہ کو ترک
کیا اور اگر صرف عرفات کیطرف کو چلے تو (جب تک وہان توقف نکریگا عمرہ) کا ترک کرنا متحقق

نہوگا - پہر اگر حج کا طواف کرکے عمرہ کا احرام باندہ لے اور اوسکے افعال بجا لاوے
تو ذبح کرنا اوسپر واجب ہی اور مستحب ہی کہ اُس عمرہ کو ترک کرے - اور اگر قربانی کے روز
عمرہ کا احرام باندہی تو عمرہ لازم ہوجاتا ہی مگر اوسوقت اوسکا ترک کرنا لازم ہی اور
اُس عمرہ کی قضا معہ دم کے لازم ہی اگر اسوقت عمرہ کو چہوڑا اور حج اور عمرہ کے افعال
دونو کئی تو جائز ہوجاویگا اور دم دینا پڑیگا اور جس شخص سے حج فوت ہوجاوے پہر وہ
عمرہ یا حج کا احرام کرلے تو دونو کو اُسوقت ترک کرے (اور عمرہ کی قضا مین تو صرف
عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونو کرے)

باب حج اور عمرہ سے رُکجانیکے بیان مین - جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے
حج خواہ عُمرہ سے رُک گیا ہو اوسکو چاہیئے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قران
والا ہو تو دو دَم روانہ کرے یعہ دَم اسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اوسکے بعد وہ
احرام کہولدے اور اس دَم کا ذبح ہونا حرم مین چاہیئے یہہ نہین کہ قربانی کے
روز ذبح ہو - اور جو کوئی کہ حج سے رُک کر حلال ہوجاوے تو اوسپر قضا ایک حج اور
ایک عُمرہ کی ہی اور اگر عمرہ سے رُکا ہی تو ایک عمرہ کی قضا ہے اور قران والے پر ایک
حج اور دو عمرہ کی قضا ہے - پہر اگر ہَدی کے روانہ کرنیکے بعد رُکاوٹ جاتی رہی
اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہی اور حج ادا کرسکتا ہی تو حج کو چلا جاوے ورنہ نجاوے
(ہدی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کردے) اور جب عرفات مین ٹہہر
چکا تو پہر رُکا جانا معتبر نہین (اسلیئے کہ اوسکا حج پورا ہوگیا اور جو رکن سب مین
عمدہ تہا وہ تو ادا ہوگیا باقی رہا طوافِ رکن اور طوافِ رخصت اور سر منڈانا تو ان
اعمال کو دیر سے ادا کرلیگا) اور جو شخص دو رکنون سے روکا جاوے (یعنے عرفات پر

ٹھہرنے اور طواف رکن کرنے سی) وہ اگرچہ مکہ معظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلائیگا ورنہ
روکا ہوا نہوگا ✤

باب حج کے نکلنے کے بیان مین ۔ جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھہرنیکے باعث
فوت ہوجاوے تو اوسکو چاہیئے کہ عمرہ کرکے حلال ہوجاوے اور اوسپر سال آئیندہ مین
حج بدون ذبح لازم ہوگا (یعنے حج کی قضا مین دم دینا واجب نہوگا) اور عمرہ فوت ہونے
کی چیز نہین اور عمرہ یہہ ہی کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے (اور سر منڈاوے یا بال
کترا وے) اور یہہ تمام سال مین جائز ہے مگر عرفہ کے روز اور قربانی کے دن اور ایام تشریق
مین مکروہ ہے اور عمرہ سنت موکدہ ہی (واللہ اعلم ✤)

باب دوسرے کیطرف سے حج کرنیکے بیان مین ۔ عبادت مالی مین (جیسے زکوٰۃ یا
صدقہ فطر کے دینے مین) نیابت (دونو صورتون مین) ہو سکتی ہی آدمی خود قادر ہو یا نہو اور
عبادت بدنی مین (مثل نماز اور روزہ کے) کسی صورت مین نیابت نہین (چل سکتی) اور جو
عبادت کہ مرکب ہو مالی اور بدنی سے (جیسا حج اور عمرہ ہی) اوسمین نیابت جب چل سکتی ہی
کہ نائب کرنیوالا عاجز ہو (اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین) اور (حج کرانیکے لئیے
شرط ہی کہ (جسکی طرف سے حج ہووے) ہمیشہ کو اپنے مرنے تک عاجز ہو اور یہہ شرط حج فرض
کے لئیے ہی نہ نفل کے لئیے (یعنے نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت
کے نائب کردینا جائز ہے) اور جو شخص دو آدمیون کیطرف سے احرام باندہی وہ جتنا خرچ ہوا
ہوا اون دونوںکو ہٹا دے (اسلئے کہ حج ہر ایک کی طرف سے جدا جدا چاہیئے تہا وہ ثابت نہین ہوا)
اور رکجانے کا دم بہیجنے والیکے ذمہ ہی اور قران اور قصور کا دم نائب کے ذمہ پس اگر
نائب حج کے راستہ مین مرجاوے تو جسکی طرف سے حج کو گیا تہا اوسکو ترکہ مین سے جسقدر رہا ہو

نہائی بلکہ حج اوسکی طرف سے اسی جگہ سے کرایا جاوے جہان وہ رہتا تھا (نہ اوس جگہ
سے جہان نائب مرا ہے) اور جو شخص حج کے لئے اپنے مان باپ دونو کیطرف سے
احرام باندھے پھر اسکے بعد انمین سے ایک کے لئے معین کر دے تو جائز ہوگا ۔

باب ہدی کے بیانمین (جو حرم مین ذبح کے لئے بھیجی جاوے) کم سے کم ہدی بکری
ہے (کہ اوس سے کمتر درست نہین) اور ہدی اونٹ اور گاے اور بکری سبکی ہوسکتی ہے اور
جو جانور قربانی کے لئے درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین اور بکری ہر قسم مین درست ہے مگر
جو طواف فرض (یعنے طواف رکن) ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنیکے صحبت کی
(توان صورتون مین بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہے جو اونٹ اور گاے کا ہوتا ہے) اور
ہدی نفل اور تمتع اور قران کا کہانا درست ہے (یعنے اگر صاحب ہدی چاہے تو انمین
سے کہاوے) اور تمتع اور قران کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہے صرف
(انہی روز ذبح کرے اور انکے سوا اور دم جب چاہے ذبح کرے) اور تمام اقسام ہدی
کا ذبح کرنا حرم مین مخصوص ہے فقیر حرم پر مخصوص نہین (بلکہ غیر حرم کے فقیر کو بھی
انکا دینا درست ہے) اور واجب نہین ہدی کا عرفات کو لیجانا اور ہدی کی جھول اور
نکیل کو صدقہ کر دے اور قصائی کی مزدوری انمین سے نہ دے اور بدون سخت ضرورت کے
اوسپر سوار نہو اور نہ اوسکا دودہ نکالے اور اوسکے تہنون پر ٹھنڈا پانی چھڑک دے
(کہ دودہ نہ ٹپکے کنز مین جو نقاخ کا لفظ ہے دونون کے پیش اور قاف اور خاے معجمہ
سے آب سرد کے معنون مین ہے) پس اگر ہدی واجب مر جاوے یا عیبدار ہو (یعنے
اوسمین ایسا عیب ہو جاوے جو ہدی مین درست نہین) تو اوسکی جگہہ دوسری ہدی قائم
کرے اور عیبدار اوسکی خود کی رہیگی (اوسکو جو چاہے کرے) اور اگر ہدی نفل کی ہو

اور ضعیف ہو جاوی تو اوسکو ذبح کر دیوا ور اوسکے خون سے اوسکے سُم بہر دے
اور ایک چہاپہ خون کا اُسکی گردن کیطرف لگا دی (جس سے معلوم ہو کہ ہدی ہی اور
اوسکو کوئی غنی نہ کہا وسے — اور) گلاوہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے
بدنہ کے گلے مین باندہا جاوسے (یعنے اُنکے سوا اور دم مثل جرمانیکے اور قصور کے
دم کے گلے مین گلاوہ نہ باندہین) اور اگر لوگ ایسا گواہی دین کہ حاجی عرفات مین
عرفہ سے ایک روز پہلے ٹہہرے ہین تو اونکی گواہی قبول کیجاویگی (یعنے دوسرے
روز پہر عرفات پر ٹہہرنا چاہیے) اور (اگر یہہ گواہی دین کہ) عرفہ سے (ایک روز
بعد ٹہہرے ہین تو) قبول نکیجاویگی (اور مراد گواہی سے ماہ ذیحجہ کے چاند دیکھنے
کی گواہی ہے اسطرح کہ عرفات پر ٹہہرنا عرفہ کے روز سے ایکدن پہلے یا پیچھے لازم آوے
حاصل یہہ ہی کہ اگر عرفات پر ٹہہرنے کی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول
کیجاویگی ورنہ مقبول نہوگی) اور اگر کوئی شخص اول جمرہ کو کنکرین مارنی گیارہوین تاریخ
ترک کرے تو (اوسکی قضا مین چاہی) سب کو بترتیب کنکرین مارے خواہ صرف اول کو
مارے (اور یہی حال ہی بارہوین اور تیرہوین تاریخ کا بخلاف روز اول کے یعنی دسوین
کے کہ اوسمین سواے جمرہ عقبہ کے اور جمرات کو کنکرین نہین مارتے) اور جو شخص اپنے
اوپر حج کو پیادہ واجب کرلے مثلاً نذر وغیرہ سے تو اوسکو چاہیے کہ سوار نہو جبتک
کہ طواف رکن نکرلے (اسلیے کہ یہہ طواف فرض ہے اور حج کے ارکان اوسپر تمام
ہوجاتے ہین بعد اس طواف کے اوسکو اختیار ہی چاہی سوار ہو یا پیادہ رہی) اور جو
شخص کہ مُحرِم لونڈی خریدے (اور اُس سے صحبت چاہے تو) چاہیے کہ اوسکو حلال
کرلے پہر صحبت کرے (یعنے لونڈی کے احرام مین کچہہ نچاہیے کہ اُس سے صحبت

کرے اور اپنی صحبت سے اُسکو حلال کرے بلکہ پہلے اُسکو حلال کرلے پھر صحبت کرے
واللہ اعلم بالصواب ۞

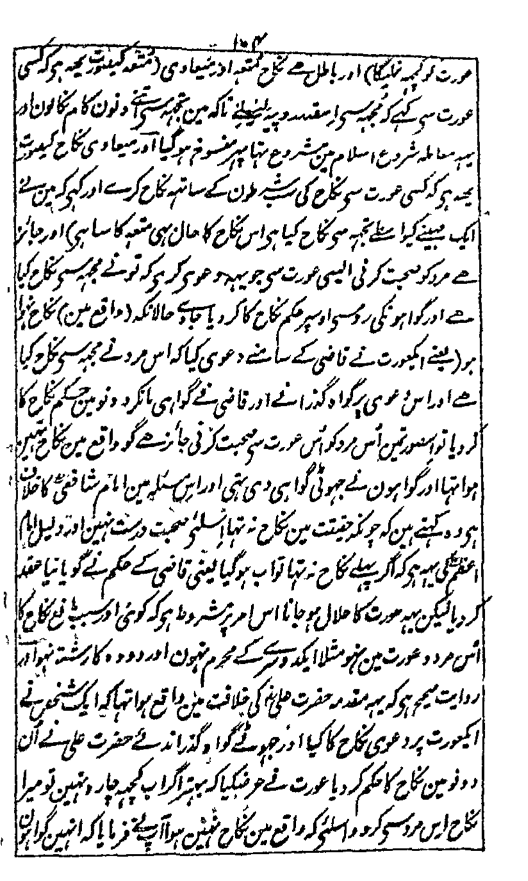
کتاب النکاح

اِسمین نکاح کا بیان ہے جاننا چاہیے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتون سے ہے مثل کھانے
اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرنا
میری سنت سے ہے جو شخص کہ میری سنت سے منہ پھیرے وہ میری اُمت مین سے اور میرے
طریق پر نہین) نکاح ایک معاملہ ہے کہ عورت سے فائدہ لینے کے لئے قصداً ہوا کرتا ہے
(یعنی اس معاملہ مین قصدِ اصلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے ورنہ لونڈی کے خریدنے
مین بھی صحبت حلال ہوجاتی ہے مگر قصدِ اوّلی سے نہین ہوتی بلکہ اول مالک اُس لونڈی
کی خود کی ہوتی ہے اُسکی نسبت مین صحبت حلال ہوجاتی ہے) اور نکاح سنت ہے اور
جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو اُس صورت مین نکاح واجب ہے (تاکہ زنا مین مبتلا ہونے سے
محفوظ رہے) اور نکاح (ایک کے) ایجاب اور (دوسرے کے) قبول سے ہوجاتا ہے (مگر شرط
ہے کہ ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہون جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہون
(خواہ) دونو (زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہون) یا ایک (مثلاً مرد کہے کہ مین نے
تجھہ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ مین نے قبول کیا یہان دونو ماضی ہین یا عورت کہے
مجھہ سے بیاہ کرلے اور مرد کہے کہ مین نے تجھہ سے بیاہ کرلیا اسمین ایک لفظ ماضی ہے)
اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور اُن لفظون سے درست ہوتا ہے جو اُسیوقت چیز
کے مالک کردینے کے لئے بنائے گئے ہین مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہوجاویگا لیکن
اجارہ کے لفظ سے درست نہوگا اِسلئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہین بنا

بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہی آور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہیں
اسلئے کہ وصیت اوسیوقت چیز کی ملکیت کے لئے نہیں ہے بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے
کو بنی ہے) اور (شرط یہہ ہو کہ ایجاب قبول) دو آزاد مردون خواہ ایک آزاد مرد اور
دو آزاد عورتونکے سامنے ہوا ور وہ دونو عاقل اور بالغ اور مسلمان ہوان اگرچہ
گناہگار ہون یا گالی دینے کے بدلے میں انکو مزار شرعی ہوئی ہو یا دونو اندھے ہون
یا دونو خاوند بیبی کی اولاد ہون - اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے دو ذمیونکے
کے سامنے نکاح کرے (یعنے گواہ نکاح کے دو ذمی ہون) تو (یہہ نکاح) درست ہے
اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کر دو اور اوسنے ایک مرد
کے سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تہا تو نکاح درست ہوگا اور اگر وہ موجود نہوگا تو
(نکاح) درست نہوگا (اسلئے کہ باپ کے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑہنے والا
مانا جاویگا اور وہ مرد اجنبی اور ایک جسکو نکاح کر دینے کو کہا تہا دونو گواہ ٹہہرینگے
اور اگر باپ موجود نہوگا تو صرف ایک شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہہ درست نہیں)

فصل اُن عورتون کے بیان میں جنسے نکاح کرنا حرام ہے - حرام ہے نکاح کرنا
مان سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون (یعنے نانی ہو یا دادی یا نواسی ہو یا پوتی
ایک مرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی) اور (حرام ہے نکاح کرنا) اپنی بہن اور بھانجی اور بھتیجی اور
پھوپھی اور خالہ اور ساس اور اپنی بیبی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیبی سے صحبت کر چکا ہو
(اور اگر صحبت نکی ہو تو نکاح اوسکی لڑکی سے درست ہے) اور اپنے باپ کی بیبی سے
اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور بیٹا دور کا ہو (یعنے دادا ہو یا پوتا انکی بیبی سے
نکاح کرنا حرام ہے) اور یہہ سب رشتے دودہ کے ناتے سے بھی حرام ہین (جیسے

اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی
اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا (ناجائز ہے) اور درست ہے کتابیہ عورت (یعنے
یہودی خواہ نصرانی سے) نکاح کرنا اور صابئیہ عورت سے (نکاح کرنا صابی ایک
فرقہ نصاری کا ہے جو زبور پڑھتے ہیں اور بعضے ستارونکی تعظیم کرتے ہیں لیکن
انکی تعظیم عبادت کے طور پر نہیں کرتے تاکہ مشرک ہو جاویں) اور (درست ہے)
احرام والی عورت سے (نکاح کرنا) اگرچہ مرد بھی مُحرم ہو اور دوسرے کی لونڈی
سے (نکاح کرنا) گو (وہ لونڈی) اہل کتاب (میں سے) ہو اور (درست ہی لونڈی
کے نکاح) پر آزاد عورت سی نکاح کرنا نہ اسکا عکس (یعنے یہہ جائز نہیں کہ آزاد
عورت اگر نکاح میں ہو تو اوسپر لونڈی سی نکاح کرے) گو (یہہ لونڈی کا نکاح اوس
عورت آزاد کی عدت کے دنو نمین ہو (تاہم جائز نہوگا) اور نکاح کرنا صرف چار عورتوں
آزاد کا خواہ چار لونڈیوں کا درست ہے (یعنے چار عورتوں کے سوا نکاح مین
جمع کرنا درست نہیں خواہ وہ آزاد ہوں یا لونڈیاں) اور غلام کو صرف دو عورتوں
سے نکاح کرنا درست ہی (خواہ آزاد ہوں یا لونڈیاں) اور نکاح اوس عورت کا جسکو
زنا سے پیٹ ہو درست ہی نہ دوسری طرحکا پیٹ (یعنے جس عورت کا حمل زنا سے نہو
اسکا نکاح درست نہیں) اور جائز ہی نکاح اسعورت کا جس سے صحبت ملک کی باعث
یا زنا کے طور کی ہو (یعنے بعد صحبت کے نکاح اُس سے درست ہی) اور (درست ہے
نکاح) اُس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھہ عقد مین آئی ہو (اسطرح کہ ایک عقد مین
دو عورتوں سی نکاح کیا کہ ایک اُن دونو مین سی اوسپر حرام ہی تو دوسری کا نکاح
درست ہوگا) اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام وکمال اُس حلال عورت کا ہوگا (اُس حرام



عورت کو بیچ نہ لیگا) اور باطل ہے نکاح متعہ اور میعادی (متعہ کیصورت یہہ ہی کہ کسی
عورت سی کہے کہ مجہسی اسقدر روپیہ لیلے تاکہ مین تجہسی تمتع اُٹہاؤن دونون کام نکالون اور
یہہ معاملہ شروع اسلام مین مشروع تہا پہر منسوخ ہوگیا اور میعادی نکاح کیصورت
یہہ ہی کہ کسی عورت سی نکاح کی شرط دن کے ساتہہ نکاح کرے اور کہی کہ مین نے
ایک مہینے کیواسطے تجہہ سی نکاح کیا ہی اس نکاح کا حال ہی متعہ کا سا ہی) اور جائز
ہے مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سی جو یہہ دعوی کرے کہ تو نے مجہسی نکاح کیا
ہے اور گواہونکی روسی اوسپر حکم نکاح کا کردیا جاوے حالانکہ (واقع مین) نکاح نہوا
ہو (یعنے ایکعورت نے قاضی کے سامنے دعوی کیا کہ اس مرد نے مجہسی نکاح کیا
ہے اور اس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دونومین حکم نکاح کا
کردیا تو اسصورتمین اُس مرد کو اُس عورت سی صحبت کرنی جائز ہے گو واقع مین نکاح نہیں
ہوا تہا اور گواہون نے جہوٹی گواہی دی ہتی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف
ہی وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تہا اسلئے صحبت درست نہین اور دلیل امام
اعظمؒ کی یہہ ہی کہ اگر پہلے نکاح نہ تہا تو اب ہوگیا یعنی قاضی کے حکم نے گویا نیا عقد
کردیا لیکن یہہ عورت کا حلال ہوجانا اس امر پر مشروط ہی کہ کوئی اور سبب منع نکاح کا
اُس مرد و عورت مین نہو مثلاً ایکدوسرے کے محرم نہون اور دودہ کا رشتہ نہو اور
روایت صحیح ہی کہ یہہ مقدمہ حضرت علیؓ کی خلافت مین واقع ہوا تہا کہ ایک شخص نے
ایکعورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے گواہ گذرانے حضرت علیؓ نے اُن
دونومین نکاح کا حکم کردیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچہہ چارہ نہین تو میرا
نکاح اس مرد سی کردو اسلئے کہ واقع مین نکاح نہین ہوا آپنے فرمایا کہ انہین گواہون

نے تیرا نکاح کر دیا یعنی حاجت دوسرے نکاح کی نہین)۔

باب بیان مین ولیون اور کفوؤن (یعنے ہمسرن) کے جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اوسکا نکاح بدون اجازت اوسکے ولی کے جائز ہے (اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہو کہ اونکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ آیات قرآنی مین معاملات کی نسبت عورتون کیطرف بہت جگہہ ہی چنانچہ اس آیت مین فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ اور اس آیت مین فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہے) اور باکرہ عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پونہچتا کہ زبردستی سی اُسکا نکاح کر دی (اس مسئلہ مین بھی امام شافعی رح کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظم کی قول رسول اللہ صلعم کا ہی کہ کنواری سے اوسکے خود کی بابمین اجازت طلب کیجاوی اور اسکا چپ رہنا اجازت ہی اور اسکے موافق بہت سی قصون مین ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سی روایت کی ہی) پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا یہ کہ ولی نے اُسکا نکاح کر دیا اور وہ نکاح کو سُنکر چپ ہو رہی تو یہہ اذن مین داخل ہے لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگے جو ولی نہو تو زبان سی اجازت دینی ضرور ہے جیسے اُس عورت کی اجازت جو کنواری نہو (یعنے اُسکا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت مین کافی نہین زبان سی کہنا معتبر ہے) اور جس عورت کی بکارت کودنے سی خواہ حیض سے خواہ زخم سی خواہ بہت دنون ٹہرنے سی خواہ زنا سے جاتی رہی ہو تو وہ (زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنے مین مثل) کنواری (کے) ہے اور اگر عورت اور شوہر

چپ رہنے مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا اور ولی کو اختیار ہی چھوٹے
لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا (خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور) اور ولی عصبہ
ہوتا ہے وراثت کی ترتیب پر (یعنے جو شخص ارث مین مقدم ہی وہ ولی نکاح ہونے
مین بھی مقدم ہے) اور اُن دونو کو بعد بالغ ہونیکے اختیار عقد کے توڑنے کا ہی
بشرطیکہ نکاح باپ دادے کے سوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم (بھی واسطے
اس عقد کے توڑنے کے) شرط ہے (یعنے نابالغ کو چاہیئے کہ بعد بالغ ہونیکے قاضی
کے یہان رجوع کرے تاکہ وہ اُس نکاح کو توڑ دے) اور صغیرہ کا اختیار جاتا
رہتا ہے جس صورت مین کہ حال نکاح کا اوسنے اپنے کنوارے پن مین جانا اور بعد
بالغ ہونیکے چپ ہو رہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سے نہین
جاتا جبتک راضی نہو جاوی گو رضامندی حال کی دلالت سے معلوم ہوتی ہو۔ اور اگر
اُن دونو مین سے نکاح کے ٹوٹنے سے پیشتر کوئی مرجاویگا تو دوسرا اوسکے ترکہ کی
وراثت پاویگا اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونے کا حق نہین اور نہ مرد
کافر مسلمان عورت کا ولی ہوسکے۔ اور جس صورت مین کہ عورت کے کوئی عصبہ نہو تو
ولایت ماں کو ہے پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بھائی یا بہن کو
(جسکا باپ ایک ہو) (جسکی ماں ایک ہو)
پھر ذوی الارحام کو (مثلاً نواسہ کو یا بھانجہ کو) اور اگر کوئی بھی نہون تو حاکم کو حق
ولایت ہی (یعنے بادشاہ یا قاضی کو۔ اور) اگر ولی قریب موجود نہو بلکہ اتنے فاصلہ پر ہو
کہ وہان تک جانے مین نماز قصر سے پڑہی جاوی تو دور کے ولی کو اختیار نکاح کردینے
کا ہے اور اسکا نکاح کیا ہوا قریب تر کے ولی کے آنے سے جائز رہیگا (بلکہ بدستور
صحیح رہیگا) اور دیوانی عورت کا ولی اوسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا ÷ ÷ ÷

فصل جو عورت غیر کفو سے نکاح کرلے تو ولی خاوند بی بی کو جدا کر دے
تھوڑے سے ولیون کا راضی ہونا ایسا ہی جیسا سبکا راضی ہونا اور اوسکے خاوند
سے مہر کا لینا یا اور اسطرحکی بات کرنی (مثلا اوسکے جہیز کا سامان کر دینا) رضامندی
ہے چپ ہو رہنا رضامندی نہین - اور ہمسری اور برابری نکاح مین نسب کی راہ سے
معتبر ہوتی ہے پس قریشی آپسمین ایکدوسیکے کفو اور برابر ہین اور عرب کے لوگ سوای
قریش کے سب آپسمین کفو ہین اور (برابری کا اعتبار) آزادی اور مسلمان ہونے مین
(بھی چاہیئے) اور جسکا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اس شخص کے ہی جسکی
پشت ہا پشت ایسی ہی ہون (یعنے جو شخص باپ اور دادی سے مسلمان اور آزاد ہے
وہ ایسے شخص کا کفو ہے جسکی بہت پشتین آزاد مسلمان ہون) اور (برابری کا اعتبار)
پرہیزگاری اور بدکاری اور توانگری اور پیشہ وری کی راہ سے (بھی چاہیئے جیسے
لوہار اور بڑہئی اور جولاہا اور گندہی اور چمار اور چار وب کش کہ انمین سے ہر ایک اپنے
ہم پیشہ کی برابر ہین) اور اگر عورت اپنے نکاح مین مہر مثل سے گہٹا دے تو ولی کو اختیار
ہے کہ نکاح کو توڑ دے یا مہر کو کامل کر دے اور اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو
سے کر دے یا مہر بہت سا گہٹا کر باندھے تو نکاح درست ہی مگر سوا باپ اور دادے
کے اور کسیکو یہہ امر جائز نہین فصل چچا کے بیٹے کو اختیار ہے کہ اپنے چچا کی دختر
کا نکاح اپنے آپ سے کرلے اور (اگر عورت نے کسیکو) وکیل (اپنے نکاح کرنے
کا کیا ہو تو اس) کو بھی اختیار ہے (کہ اس) وکیل کرنے والیکا اپنے نکاح مین لے آوے
(اسلئے کہ یہہ دونو اگر اپنے سوا کسی دوسری سے ان عورتون کا نکاح کر دین تو جائز
ہوتا ہی اگر خود اپنی ذات سے کرلینگے تب بھی درست ہوگا) اور اگر غلام یا لونڈی بدون

اجازت آقا کے اپنا نکاح کرلے تو یہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسے فضولی کا نکاح (کہ وہ بھی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دیں تو درست ہو جاتا ہے ورنہ باطل نکاح مین فضولی اوسکو کہتے ہین کہ مرد وعورت کی اجازت کے بدون خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کردی) اور نسبت عقد غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا (یعنے اگر ایک طرف سے ایجاب ہوا اور دوسری جانب وہان موجود نہین تو یہ ایجاب اوسکی رضا مندی پر موقوف نہ رہیگا بلکہ اوسکے آنے کے بعد نئے سر سے ایجاب کرنا چاہیئے پہلا ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا) اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایک عورت سی کردے اور وہ دو عورتون سے اوسکا عقد کردی تو وہ شخص اوسکے حکم کا خلاف کرنے والا ہوگا (یعنے اوسکا عقد کرنا اوسکی اجازت پر موقوف رہیگا) اور اگر لونڈی سے اوسکا عقد کردیگا تو (پہلی ہی اجازت سے) جائز ہوگا ‡

باب مہر کے بیان مین — نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہی اور مہر کم سے کم دس درم ہے (اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز کہ کسی کارآمد شے کی قیمت ہوسکے خواہ تھوڑی ہو یا بہت وہ مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلعم کا ہے کہ مہر دس درم سی کمتر نہین روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی ایسا ہی ہے روایت کیا اوسکو دار قطنی اور بیہقی نے) پس اگر مہر دس درم ٹھہرایا یا اس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی مین سے ایک کے مرجانے سے دس درم واجب ہو جاتے ہین اور قبل صحبت کے طلاق دینے سی مہر مذکور آدھا رہجاتا ہی — اور اگر مہر معین نکیا ہو یا یہہ کہا ہو کہ مہر نہ دونگا تو (ان

صور تو نہین) عورت کو مہر مثل (یعنے اُس جیسی عورت کا مہر) بشرط صحبت یا مرجانے
خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سے پیشتر خاوند اوسکو چھوڑ دیوے تو جوڑا ملیگا اور اُسمین
تین کپڑے ہین پیراہن اور دامنی اور چادر اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہو
یا مہر پر بڑہائی گئی ہو اوسکو نصف نکرین (یعنے اگر صحبت سے پیشتر طلاق دین تو اصل
مہر کا نصف دلادین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اوسکو نصف نکرین) اور جائز ہے عورت کا
اپنے مہر کو گہٹا دینا (یعنے اگر مہر زیادہ بندہا ہوا اور عورت کہے کہ مین اسقدر کم
کئے دیتی ہون تو جائز ہے) اور عورت سے خلوت کرنی مبتدا بدون مرض کے (کہ خود
مریض ہو نہ عورت) اور بدون حیض اور بدون اپنے اور اوسکے احرام کے اور بدون
روزہ فرض کے صحبت کرنیکے خبر حکم مین ہے اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا خصیہ نکالا ہوا ہو
(کہ ان سبکا عورت کے ساتہہ علیحدہ ہونا اسی طرح کہ عُذر شرعی صحبت کے کرنیکا
موجود نہو خلوتِ صحیحہ ہوتی ہے) اور عورت کو ان سب صور تو نمین (بعد طلاق
کے یا خاوند کے مرنیکے احتیاطاً) عدت واجب ہے (اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا
ان شخصون سے محال ہے) اور مستحب ہے جوڑا دینا سواے مفوضہ کے ہر ایک طلاق والی
عورت کو (خواہ اُس سے صحبت کی ہو یا نہین اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کے طلاق
دی ہو تو اوسکو جوڑا دینا واجب ہے اور مفوضہ وہ عورت ہے جسکا نکاح بدون ذکر
مہر کے ہوا ہو) اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہے (اور شغار اُس نکاح کو کہتے
ہین کہ ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی خواہ بہن
کو اول شخص سے بیاہ دے اور سواے اس شرط کے اور مہر کچھ نہ ٹھہرے پس اس صورت مین یہہ شرط لغو ہوگی اور مہر مثل
لازم آویگا) اور اگر نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجا لاویگا اوس کو قرآن

پڑہا دیگا تو ان دونو صورتون مین بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے (نہ خدمت اور قرآن پڑہانا)
ان اگر شوہر غلام ہو (اور شرط خدمت کرے) تو البتہ (ان صورتین) عورتکو (بجای
مہر مثل کے) شوہر سے خدمت لینی لازم ہوگی اور اگر کسی عورت کا مہر ہزار تہا اور خاوند
سے ہزار مہر کی بابت لیکر اوسکو ہبہ کردی پہر اُس عورت کو صحبت سے پہلے طلاق ہوگئی
تو خاوند آدہا مہر یعنی پانسو عورت سے اور لے (اسواسطے کہ ہزار جو مہر کے واجب تہی
وہ اوسنے دیدی تہی مگر پہلے صحبت کے طلاق دیدینی سے اوسکے ذمہ صرف پانسو ہی لازم
ہوتی اسلئے پانسو عورت سے ہٹا لیوے اور وہ جو ہزار لیچکا ہے وہ ہبہ کے تہی مہر سے
انکو کچہہ علاقہ نہین) پہر اگر ایسی صورت ہو کہ عورت ہزار نہ لے یا پانسو ہی لے اور
ہزار خاوند کو ہبہ کرے یا جو اسباب کہ مہر مین تہا اوسکو قبضہ کرنے سے پہلے یا
پیچہے خاوند کو ہبہ کردے اور پہر صحبت سے پہلے طلاق دیدیوے تو اس صورتین خاوند
اُس سے کچہہ نہ پہیرے (اسلئے کہ ان صورتین عورت کے پاس کچہہ زائد نہین پونہچا ہے
کہ خاوند اُس سے واپس کرے اور صورت مہر کے اسباب کو قبضہ سے پہلے ہبہ
کرنیکی یہہ ہے کہ خاوند نے کوئی چیز مہر کے ادا کرنے کو ٹہرائی تہی عورت نے وہ چیز
مول لیکر خاوند کو ہبہ کردی) اور اگر کسی عورت سے اس شرط سے نکاح کیا کہ اوسکو
اوسکے وطن سے باہر نہ لیجاویگا یا اوسپر دوسرا نکاح نکریگا اور ہزار مہر کے ٹہرائے
یا یہہ شرط کی کہ اگر اوسکو اوسکے وطن مین رکہونگا تو ہزار دونگا اور وطن سے باہر
لیجاونگا تو دو ہزار دونگا پس اگر شرط کو پورا کیا اور اوسکے وطن ہی مین رہا تب تو
اُسکو ہزار دینی پڑینگے اور اگر (شرط) پوری نکی (اور اوسکے وطن مین اوسکے ساتہ
نہ ٹہرا) تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر عورت کا نکاح مین دو غلامون سے ایک کو

کہا (معین نکیا کہ کونسا ہی اور ان دونو غلاموں کی قیمت مختلف ہی) تو (اسصورتین)
مہر مثل (کو) حکم کیا جاویگا (یعنے مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہوگا وہی
غلام مہر مین رہیگا) اور اگر نکاح کیا کسی گہوڑے یا گدھی کی عوض (یعنے گہوڑا اور گدہا
معین نکیا) تو بیچ کی جنس دینی واجب ہوگی (یعنے نہ بہت اچہا نہ بہت برا دینا پڑیگا)
خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی اور اگر مہر ایک تہان کپڑے کا مقرر کیا یا شراب
یا سور (کو ٹھہرایا) یا کہا کہ اس سرکہ پر (نکاح کرتا ہون) اور وہ شراب تہی یا (کہا کہ)
اس غلام خاص پر اور وہ آزاد تہا تو (ان سب صورتومین) مہر مثل واجب ہی۔ اور
اگر دو غلاموں معین کو مہر ٹھہرایا اور (انمین سے) ایک آزاد نکلا تو مہر (صرف وہی
غلام (باقیماندہ) ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل صرف صحبت سے واجب ہوتا ہے
اور وہ بھی (جسقدر خاوندبیبی نے) مقرر (کیا تہا اس) مقدار سے زائد دینا نچاہیئے
اور نکاح فاسد سے بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہے (یعنے ولد الزنا نہ کہلاویگا) اور عدت
بھی (عورت پر لازم ہوتی ہے) اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہے
جب دونو (عورتین) عمر (مین) اور خوبصورتی (مین) اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل
اور دینداری اور کنواری ہونے مین برابر ہون اور اگر (اسطرحکی عورت یعنے ہمعصر ہون باپ کی قوم مین
نپائی جاوے تو اجنبی عورت کا (جو اسکی برابر ان چیزون مین ہو مہر معتبر ہوگا) اور اگر
عورت کا ولی (خاوند کیطرف سے) مہر کا ضامن ہوجاوے تو درست ہی اور عورت کو
(اسصورتمین) اختیار ہی چاہی مہر کا مطالبہ اپنے ولی (ذمہ دار) سے کرے خواہ خاوند سے
(مانگے) اور عورتکو پہنچتا ہی کہ اپنی مہر کے لینے کیواسطے مرد کو صحبت کرنے سے اور دوسرے
شہر مین لیجانے سے روکے گو (اول اس سے) صحبت کرچکا ہو اور اگر عورت و مرد مہر کی

مقدار مختلف بیان کرین تو مہر مثل کو حکم کیا جاویگا (جسکے بیان سے مہر مثل بنتا ہوگا وہی معتبر ہوگا) اور اگر پہلے صحبت سے طلاق دیدی ہو (اور مہر مین اختلاف واقع ہو) تو (اس صورتین) جوڑے کو حکم کیا جاویگا اور اگر اصل مہر مین تکرار ہو (کہ ایک کہے کہ مہر کچھہ ٹھہرا ہے اور دوسرا کہے کہ کچھہ نہین ٹھہرا) تو مہر مثل واجب ہوتا ہے گو دونو خاوند بیبی مرجاوین اور اگر (خاوند بیبی کے) وارث (بعد اُن دونو کے مرجانیکے) مقدار مہر مین اختلاف کرین تو مرد کے وارثون کا قول معتبر ہوگا (عورت کے وارثونکا نہوگا) اور جو شخص اپنی بیبی کو کچھہ بھیجے پھر وہ عورت دعوی کرے کہ وہ چیز ہدیہ تھی اور مرد کہے کہ وہ مہر مین تہی تو (اس صورتمین) قول مرد کا معتبر ہوگا اُن چیزونمین جو کہانے کی جنس سے نہون (یعنی کہانے کی چیزونکو مہر مین سے تصور نکرینگے گو مرد بیان کرے کہ مین نے مہر کی نیت سے بہیجی تہی اسلئے کہ ظاہر حال سے وہ جھوٹا معلوم ہوتا ہے) اور اگر کوئی جزیہ دینے والا مرد جزیہ دینے والی عورت سے نکاح کرے کسی مردار جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہہ امر اونکے یہان جائز ہو پھر اُس سے صحبت کیجاوے یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوے یا خاوند مرجاوے تو اس عورت کا مہر کچھہ نملیگا اور یہی حال حربی عورتون کا ہے کفرستان مین (کہ ان صورتونمین اونکو مہر نملیگا یعنی اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم نہ دیگا) اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سے معین شراب کے عوض یا معین سؤر کے عوض مین نکاح کرے پھر وہ دونو مسلمان ہوجاوین یا ایک (اُنمین سے مسلمان ہوجاوے) تو عورت کو وہی شراب اور سؤر ملینگے اور اگر شراب اور سؤر کو معین نکرے تو شراب کی قیمت ملیگی اور سؤر کی صورتمین مہر مثل دلایا جاویگا +

بیبی کو جو چیز بھیجے اسکے بیان مین

باب غلام کے نکاح کے بیان مین ۔ غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوندی
اولاد والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین پس اگر کوئی غلام آقا
کی اجازت سے نکاح کرے تو مہر مین بیچ ڈالا جاویگا اور مدبر اور مکاتب (یعنے جو آقا کے
مرنیکے بعد یا کسیقدر مال پر آزاد ہو تو یہہ دونو مہر مین بیچے نجاوینگی (بلکہ) کماکر مہر
ادا کرینگے ۔ اور (اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اوسنے غلام سے کہا کہ
اُس عورت کو طلاق رجعی دیدے تو (یہہ) لفظ اجازت (نکاح کی متصور) ہوگا (اسلئے
کہ طلاق رجعی وہی ہے جسمین پھر عورت سے رجوع کرنا درست ہو) اور (اگر اوسنے یہہ کہا
کہ اُس عورت کو) طلاق دیدے یا الگ کر دے (تو ان الفاظ سے نکاح کی) اجازت
نہوگی ۔ اور اجازت نکاح فاسد کو بھی شامل ہے (یعنے آقا نے اگر اجازت دی اور
غلام نے نکاح فاسد کیا تو یہہ نکاح بھی آقا کی اجازت سے شمار ہوگا) اور اگر مالک نے اپنے
کسی غلام کا نکاح کسی عورت سے کر دیا اور اُس غلام کو تجارت کی اجازت دے رکھی ہو
تو یہہ نکاح جائز ہوگا اور عورت اپنے مہر کے باب مین اور قرضخواہونکی شریک ہوگی
(یعنے غلام پر اگر لوگونکا تجارت مین قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ اُن قرضون
کے متصور ہوگا) اور جو شخص اپنی لونڈی کا نکاح کر دے تو اوسکے ذمہ یہہ لازم نہین
کہ اوسکے لئے کوئی جگہہ بھی علیحدہ سونے کی مقرر کر دے بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت
کرے اور خاوند کو جب موقع ملے اُس سے ہم بستر ہو اور آقا کو اپنے غلام اور
لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہے (یعنے اونکا دل چاہے یا نچاہے آقا کو
اختیار ہے کہ نکاح کر دے) اور آقا اگر اپنی لونڈی کو شوہر کی صحبت سے پہلے
مار ڈالے تو اُسکا مہر ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر آزاد عورت اپنے آپ کو صحبت سے پہلے

مار ڈالے تو اُسکا مہر بچا دیگا (او سکے وارث تو نکو مہر کا دعوی نہیں پہنچتا ہے) اور عزل
کے باب مین اجازت آقا کی چاہیے (لونڈی کا قول معتبر نہین عزل اوسکو کہتے ہین
کہ صحبت کیوقت انزال سے پیشتر ذکر نکال لے تاکہ نطفہ باہر گرے اور حمل نرہے اور
یہہ حرکت کراہت کے ساتھہ درست ہی) اور اگر کوئی لونڈی یا مکاتبہ (نکاح کے
بعد) آزاد ہو جاوے تو اُنکو (نکاح کے باقی رکھنے اور توڑ دینے کا) اختیار دیا جائیگا
اگر چہ اونکا شوہر آزاد ہو (اسمین امام شافعی کا خلاف ہی اور جس صورت مین کہ انکا شوہر غلام
ہو تو اُنکو بالاتفاق اختیار ہے) اور اگر لونڈی بدون اجازت (آقا کے) نکاح کرے
اور پہر آزاد کیجاوے تو اُسکا نکاح (کہ موقوف تہا اب) بدون اختیار کے جاری ہو جائیگا
پہر اگر اوسکا شوہر (اوسکے آزاد ہونے سی پیشتر (اُس سے) صحبت کری تب تو مہر آقا
کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کرے تو مہر لونڈی کا ہوگا اور اگر کوئی
شخص اپنے بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے اور اُس سی بچہ پیدا ہوا اور وہ اُسکا دعوی
کرے (کہ میرا ہے) تو اُس بچہ کا نسب باپ سی ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی حرم
ہو جاویگی اور اوسکی قیمت (اپنے بیٹے لونڈی کے مالک کو) دینی پڑیگی صحبت کا تاوان
اور بچہ کی قیمت نہ دینی ہوگی اور اگر باپ نہو (اور دادا یہی بات کرے) تو دادا ہی کا حکم
بھی باپ ہی کا سا ہے اور اگر بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سی کر دی اور اُس سے اولاد
ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہوگی (بلکہ اُسکی منکوحہ ہی) اور (اس صورت مین) باپ پر
اُسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی (اسلیے
کہ لونڈی کی اولاد کا مالک اُسکا آقا ہوا کرتا ہی اور اس صورت مین آقا اولاد کا بھائی
بھائی ہی اسی جہت سی وہ بہائی پر آزاد ہوگی) جو آزاد عورت کہ (غلام کے نکاح

مین ہو وہ (اگر) اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میری طرف سے ہزار (روپیہ) کے عوض آزاد کردے
اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہوجاویگا (اسلیے کہ اس کلام کے یہ معنی ہین کہ عورت
شوہر کو اپنی ولا و بندگی کی مالک ہوجاتی ہے اور شوہر وہ آزاد ہوتا ہے اور عورت کا اپنے شوہر کا
مالک ہونا نکاح کا مفسد ہے) اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو (البتہ) نکاح فاسد نہوگا
(اسلیے کہ عورت شوہر کی مالک نہین ہوئی) اور اسصورت مین غلام کی ولا آقا کو پہونچیگی (نہ
اُس عورت کو کیونکہ آزاد کرنیوالا وہی ہے اور پہلی صورت مین ولا عورت کو پہونچیگی کہ وہ
آزاد کرنیوالی ہے اور آقا صرف وکیل ہے ولا اُس مال کو کہتے ہین کہ مرنے کے بعد
اگر میت کا کوئی وارث قرابت دار نہو تو اُسکے آزاد کرنیوالے کو وہ ترکہ پہونچے *)

باب کافر کے نکاح کے بیان مین * اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہون کے
نکاح کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی عدت مین تھی اور یہ امر
اُنکے دین مین درست ہو تو اب اگر وہ دونون مسلمان ہوجاوینگے تو انکا وہی پہلا
نکاح قائم رکھا جاویگا لیکن اگر عورت اُس مرد کی محرم ہوگی (مثلا بہن یا بیٹی وغیرہ)
تو (اسصورت مین) ان دونو کو جدا کردیا جاویگا (اگرچہ اُنکے دین مین درست ہو) اور
جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہوگئے ہون (یعنے دین اسلام سے پھر گئے ہون) وہ
کسی سے نکاح نکرین (یعنے نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے اسلیے کہ مرتد کا نکاح
جائز نہین) اور لڑکا مان باپ مین سے دین مین بہتر کا تابع ہوتا ہے (یعنی اگر شوہر
مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو اُنکی اولاد کو مسلمان تصور کرینگے) اور آتش
پرست بنسبت یہودیون اور نصرانیونکے برا ہے (اس سے یہ نکلا کہ جو اولاد اہل کتاب
مرد اور آتش پرست عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی) اور اگر میان بیبی مین ایک

مسلمان ہو جاوے تو دوسرے کو مسلمان ہونے کو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہو جاوے
تو بہتر ہے (نکاح باقی رہیگا) ورنہ دونو کو جدا کر دیا جاوے اور (اگر مرد (مسلمان
ہونے سے انکار کریگا تو اُس) کا انکار طلاق متصور ہوگا لیکن عورت کا انکار طلاق نہوگا
(بلکہ صرف جدا ہونا ہوگا) اور اگر دونوں میں سے ایک دارالحرب میں مسلمان ہو تو عورت نکاح
سے جدا نہوگی جبتک کہ تین بار حیض سے نہو لے اور اگر کتاب والی عورت کا شوہر
مسلمان ہو جاوے تو دونوں کا نکاح باقی رہیگا (اسلئے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا
نکاح جائز ہے) اور دو ملکوں کا علحدہ ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید میں آنا (یعنے
اگر مرد و عورت میں سے ایک مسلمان ہو کر کفرستان سے دارالاسلام میں چلا آوے
تو جدائی ہو جاویگی اور اگر کسیکو اُنمیں سے قید کر کے اُسی ملک میں رکھیں تو جدائی نہوگی
جبتک کہ اوسکو دارالاسلام میں نلاویں) اور جو عورت کہ دارالحرب سے ہجرت کر کے
دارالاسلام کو چلی آوے اور اُسکو حمل نہو وہ بدون عدت میں بیٹھنے کے نکاح کر لے (حاملہ
جو عبارت کنز میں ہے اوسکے معنی جو عورت حاملہ نہو) اور دونوں میں سے کسیکا مرتد ہو جانا
اوسیوقت نکاح کا ٹوٹجانا ہے پس جس عورت سے صحبت کی ہو اُسکا تمام مہر لازم ہوگا اور
جس سے صحبت نکی ہو اُسکو نصف مہر دینا پڑیگا (یعنے جس صورتمیں کہ مرد مرتد ہو جاوے اور
اگر عورت مرتد ہو تو اوسکو مہر نملیگا) اور مسلمان ہونے سے انکار کر دینا مرتد ہونیکے حکم میں
ہے (یعنے جب دونو میں سے ایک مسلمان ہو جاوے اور دوسرے کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے
اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے دونو میں جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے
اور نہونے میں اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے جو اوپر مذکور ہوا) اور اگر دونوں
اکٹھے مرتد ہو جاویں اور ساتھہ ہی مسلمان ہوں تو عورت و مرد میں جدائی نہوگی لیکن اگر

آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہوجاویگی*

باب عورتونکی نوبت کے بیانمین ۔ نوبت کے بابمین کنواری اور بیاہی برابر ہی اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لونڈی کی نسبت دونی ہے (اگر ایک روز منکوحہ لونڈی کی باری کا ہو تو دو روز آزاد منکوحہ کے مقرر کرے ۔ اور مرد کو اختیار ہی کہ جس بیبی کے ساتھہ چاہی سفر کرے (اوسمین باری کی رعایت نہین مگر) قرعہ ڈالنا مستحب ہی (جسکے نام قرعہ نکلے اسیکو ساتھہ لیجاوے) اور عورت کو اختیار ہو کہ اگر اپنی باری دوسری عورت کو بخشدے پھر اُس سے لیلے (واللہ اعلم)

کتاب الرضاع

اسمین دودھ پینے کا بیان ہی ۔ دودھ پینا اسکو کہتے ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص وقت مین کسی عورت کی چھاتی سے دودھ پیوے اور اوسکے باعث اگرچہ ۳۰ مہینے کے اندر کم ہی پیا ہو وہ رشتے حرام ہوجاتے ہین جو قرابت نسب سے تھے مگر دودھ کی بہن کی ماں اور اوسکے بیٹے کی بہن (کہ نسبت مین حرام تھی اور دودھ مین حرام نہین ہین اسلئے کہ نسبی بہن کی ماں یا اپنی حقیقی ماں ہوگی یا باپ کی بیبی ہوگی جو دونو حرام ہین اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اُس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کرچکا ہی اور یہہ دونو بھی حرام ہین بخلاف دودھ کے کہ اوسمین یہہ رشتے حلال ہین واضح ہو کہ امام شافعی کے نزدیک دودھ پینے سے حرمت کی شرط یہہ ہی کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظم کے نزدیک ایکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہی اور انکی دلیل قول اللہ تعالی کا ہی کہ اسمین مطلق

دودھ پلانا ارشاد ہوا یا پانچ بار کی قید نہیں اور قول آنحضرت صلعم کا ہی کہ دودھ پینے
سے وہ رشتے حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین کچھ شرط گنتی اور تھوڑا اور بہت کی نہین اور
اسیطرح حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے مروی ہی اور نیز امام شافعی کے نزدیک
دودھ پینے کی مدت دو برس ہی یعنی اسکے اندر پینے سے حرمت ثابت ہوتی ہے اور
امام اعظمؒ کے نزدیک ۳۰ مہینے ہین اور انکی دلیل یہہ آیت ہی وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ظاہرا اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ حمل اور دودھ چھوڑانیکی ہرایک کی
مدت ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سے زیادہ نہین ہوتی تو دودھ چھڑانے
کو ۳۰ مہینے قائم رکھے اور اگر یہہ بھی مان لیا جاوے کہ مدت اس آیت مین ذکر ہی وہ
دونو چیزونکے مجموعہ کے لئے ہی تو جس صورتمین کہ حمل کی کمتر مدت چھہ مہینے اختیار ہوئی
ہی تو دو برس بھی کمتر مدت دودھ کی ہوگی) اور دودھ پلانیوالیکا وہ خاوند جس سے
اسکے دودھ پیدا ہوا ہی وہ شیرخوار بچہ کا باپ ہوگا اور اسکا بیٹا اس بچہ کا بھائی
اور اوسکی بیٹی بچہ کی بہن اور اسکا بھائی بچہ کا چچا اور اوسکی بہن اسکی پھوپھی ہوگی
- اور اپنی بھائی کی دودھ کی بہن اور نسبی بہن حلال ہوسکتی ہین (دودھ کیصورت
تو ظاہر ہے مگر نسب کیصورت یہہ ہی کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو بیبیون سے ہون اور
ان بیبیونمین سے ایک کے ایک لڑکی بھی ہو دوسرے خاوند سے تو یہہ لڑکی دوسری بیبی کے
لڑکے کو حلال ہوگی اسلئے کہ ان دونومین کوئی قرابت نہین مگر اسی بیبی کے لڑکے کو
حلال نہین اسلئے کہ وہ اخیافی بہن اوسکی ہے) اور دو شیرخوار جنہون نے ایک چھاتی
سے دودھ پیا ہو انمین حلت نہین (یعنے ان دونوکا نکاح نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ
دونو بہن بھائی ہین) اور نہ کوئی دودھ پینے والی اپنے دودھ پلانے والی کے لڑکے

یا پوتے کو حلال ہو سکتی ہے (جاننا چاہیئے کہ یہ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھ میں آتا
ہے لیکن مصنف نے تاکید اور تصریح کے لئے جو اس باب میں مناسب ہے اسکو دوبارہ بیان
کیا اور دودہ کے مسائل کی جامع یہ بیت مشہور ہے ؎ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند
وز جانب شیرخوار زوجان و فروع ٭ یعنی دودہ پینے والیکے اصول مثل باپ دادا وغیرہ کے
اور انکی اولاد یعنی شیرخوار کے بھائی اور چچا یہ لوگ دودہ پلانیوالی اور اوسکی بیٹی پوتی
پر حرام نہین ہوتے) اور جو دودہ کہ بچہ کو کہانے مین ملا کر دیا جاوے خواہ دودہ غالب ہو
یا کہانا وہ حرام نہین کرتا (اسلئے کہ حکم کہانیکا ہے نہ دودہ کا) ہان اگر دودہ کو پانی مین
یا دوا مین یا بکری کے دودہ مین یا دوسری عورت کے دودہ مین ملا کر دیا تو ان
صورتونمین اگر دودہ غالب ہوگا تب تو حرمت ہوگی (اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو
وہی کہلاویگی اور حرمت اُس سے متعلق نہوگی مگر دو عورتون کے دودہ کیصورتمین ایک
کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودہ غالب ہوگا) اور کنواری عورت کے اگر دودہ اوتر آوے
اور مری ہوئی عورت کا دودہ دونو حرام کرنیوالے ہین لیکن اگر دودہ کا حقنہ بچہ کو کیا
جاوے (یعنے پاخانہ کی راہ سے دودہ اندر پونہچایا جاوے) یا مرد کے دودہ اوتر آوے
یا بکری کا دودہ دو بچے پیوین تو (ان صورتونمین حرمت) نہوگی اور اگر کوئی عورت اپنا
دودہ بیٹی سوت کو دودہ پلاوے تو یہہ دونو مرد پر حرام ہو جاتی ہین (اسلئے کہ ماں
بیٹی کا نکاح مین رکہنا حرام ہے اور اسصورتمین بڑی کو مہر نملیگا اگر اُس سے شوہر نے صحبت
نکی ہو اور چہوٹی کو نصف مہر دیوے اور یہہ آدہا مہر بڑی سے لیوے اگر اُسنے جان بوجہکر
نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچہہ نہ لے اور) جن گواہی سے مال ثابت ہوتا ہے اوسی سے دودہ کا
پینا بھی ثابت ہوتا ہے (یعنے دو مرد دن خواہ ایکمرد دو عورتون کی گواہی سے دودہ

کا پیتا ثابت ہو جاتا ہے)

کتاب الطلاق

اِسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہی (واضح ہو کہ سب مباح چیزون مین سے زیادہ بُری طلاق ہے اِسلئے کہ اسمین نکاح کا دور کرنا ہی جو سُنت یا واجب ہی لیکن جب بعد نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اسواسطے شریعت نے اُسکو درست کیا ہی) جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اوسکے دور کرنے کو طلاق کہتے ہین (پہر طلاق کی تین قسمین ہین ایک یہہ کہ) عورت کو ایسے طُہر مین جسمین صحبت نکی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اس (طرحکی طلاق کو) احسن کہتے ہین (دوسری یہہ کہ) تین طہرون مین تین طلاق دے اسکو حسن اور سُنی کہتے ہین (یعنے انکا ثابت ہونا سنت سے ثابت ہوا تیسری یہہ کہ) تین طلاقین ایک طہر مین یا ایک لفظ مین دے (مثلاً یہہ کہے کہ مین نے تجکو تین طلاقین دین) اسکو بدعی کہتے ہین (یعنے منسوب بدعت کیطرف ہی) اور جس عورت سے صحبت نہوئی ہو اُسکو طلاق سُنّی حالت حیض مین بھی ہو سکتی ہے (یعنے اُسکے حق مین حیض حکم طہر کا رکہتا ہے طلاق کے بابمین) اور جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اوسکی طلاق کو مہینون پر منقسم کرنا چاہیے (یعنے اگر ایسی عورت کو طلاق سُنّی دیکا دے تو ہر طہر کی عوض مین ایک مہینا ہو گا) اور صحبت کے بعد اُنکو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کر لی ہو اُسکو حالت حیض مین طلاق دینی بدعت ہی پس (ایسی طلاق کے بعد) عورت سے رجعت کر لے اور دوسرے طہر مین اُسکو طلاق دے — اگر اپنی صحبت کی ہوئی سے کہا کہ تجکو تین طلاق ہین بطور سنت کے تو ہر طہر پر ایک طلاق واقع ہو گی اور اگر شوہر نیت کر لے کہ تینون طلاقین اُسی ساعت مین پڑ جاوین یا

ہر شخص میں ایک ایک پڑے تو جائز ہے اور طلاق ایسے شوہر کی پڑا کرتی ہے جو عاقل اور بالغ ہو گو اُس سے کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور مست کی طلاق اور گونگے کی طلاق اشارہ سے اور غلام کی (بیبی) واقع ہوتی ہے مگر لڑکے کی اور دیوانہ کی اور سوتے ہوئے شخص کی اور آقا کی طلاق جو اپنے غلام کی منکوحہ کو دے نہیں پڑتی اور طلاق (کی گنتی) کا اعتبار عورتوں سے ہے اور وہ آزاد عورت کے حق میں تین ہیں (گو شوہر آزاد ہو یا غلام) اور لونڈی کے حق میں دو ہیں (اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو)

باب صریح طلاق کے بیان میں (صریح طلاق کے یہ الفاظ ہیں کہ) تو طلاق والی ہے یا طلاق دی ہوئی ہے یا میں نے تجھکو طلاق دی اور ان (الفاظ) سے ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنے کی یا کچھہ نیت نکرے اور اگر (یہ الفاظ) کہے انت الطلاق و انت طالق الطلاق و انت طالق طلاقاً تو (ان لفظوں سے) ایک طلاق رجعی پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھہ نہو یا نیت ایک طلاق کی خواہ دو کی کرے لیکن اگر نیت تین طلاقوں کی کریگا تو تین پڑجاوینگی اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب کیا یا ایسی چیز کیطرف جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلاً گردن اور گلا اور روح اور بدن اور جسم اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اوسکے حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا جیسے آدہا اور تہائی ہے تو ان صور تو نمین طلاق پڑجاویگی (اور) اگر ہاتھہ اور پاؤں اور انگلی اور مقام پاخانہ کیطرف نسبت کیا (مثلاً کہا کہ تیری انگلی پر طلاق ہے) تو (طلاق) نہ پڑیگی (اسلیئے کہ ان اعضا سے تمام بدنکو تعبیر نہیں کرتے) اور (اگر کہے کہ آدھی طلاق (ہے) یا تہائی طلاق (ہے تو) پوری طلاق ہوگی اور دو طلاق کے تین نصف کہے تو تین طلاقیں ہونگی اور (اگر یون کہے کہ) ایک طلاق سے لیکر دو تک یا

(کہے کہ میری بیبی) ایک طلاق سے دو تک درمیان میں (ہے تو) ایک طلاق پڑیگی اور
(ایک سے) تین تک (خواہ ایک سے تین تک کہے درمیان کہنے سے) دو طلاقیں ہوتی
ہیں اور (اگر کہے) ایک در دو (تو) ایک طلاق ہوگی اگر کچھ نیت نکرے یا نیت ضرب کی
کرے اور اگر (ان لفظوں سے) ایک اور دو مراد ہے تو (اسصورت میں) تین پڑیگی (جاننا
چاہیئے کہ ضرب کے معنی فقہا کے نزدیک یہہ ہیں کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب فیہ
کے زیادہ ہوجاویں پس ایک کی ضرب تین میں یہہ ہے کہ ایک کے تین جز ہوں یہہ معنی نہیں کہ
ایک کو تین بار اعتبار کریں جیسا حساب میں ہوتا ہے) اور دو در دو (کہنے میں) دو طلاقیں ہونگی
گو ضرب کی نیت کرے۔ اور (اگر یوں کہے کہ) یہاں سے شام تک یا (طلاق ہے تو اس سے)
ایک طلاق رجعی ہوگی اور (اگر کہے کہ) مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر یا گھر کے اندر طلاق ہے تو تجھے
طلاق) اوسیوقت پڑجاتی ہے اور (اگر یوں کہے کہ) جب تو مکہ میں داخل ہو تجھے طلاق طلاق ہے
تو) یہہ الفاظ معلق یعنی مشروط کرنیکے ہیں (جب عورت مکہ میں داخل ہوگی اوسوقت طلاق
پڑیگی اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئے ہے ورنہ ہر ایک شہر اور گانو کا یہی حکم
ہے **فصل**) جس صورت میں کہ کہے کہ تو طالق (یعنے طلاق والی) ہے کل کو یا کل میں تو اوسپر
طلاق صبح ہونے پر پڑیگی اور اگر (شوہر ان لفظوں سے) نیت عصر کے وقت کی کرے
تو صرف دوسرے لفظ میں جائز ہوگی (یعنے اگر کہا کہ کل میں طالق ہے) اور (اگر کہا کہ تو طالق
ہے) آجکل یا کل آج (تو ایسے الفاظ میں اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہے (دوسرے کا اعتبار
نہیں پس جو لفظ زبان سے اول کہا ہے اوسی میں طلاق پڑیگی) اور (اگر کہے) تو طالق ہے
پیشتر اس سے کہ میں تجھسے نکاح کروں یا تو کل طالق تھی حالانکہ اس سے نکاح آج کیا ہے
تو یہہ طلاق لغو ہے (اسلئے کہ نکاح سے پہلے طلاق دینے کے کچھ معنی نہیں) اور اگر

اُس سے نکاح کرسکتے پس جو کہ چپکا کہتا تو طلاق اسوقت پڑجاتی (اسلئے کہ گذری ہوی زمانہ
مین طلاق پڑ نہین سکتی تو ضرور ہوا کہ جسوقت طلاق دیتا ہی اسوقت پڑے) اور (اگر یون کہے کہ)
تو طلاق ہے جسوقت مین کہ مین تجکو طلاق دون اور (یہہ کہکر) چپ ہورہا تو طلاق پڑجاویگی
(اسلئے کہ جب چپکا ہوا تو ایک وقت ایسا ثابت ہوا کہ اُسمین طلاق ندی حالانکہ وہ وقت
طلاق دینے کے قابل تہا پس اوسوقت مین طلاق پڑجاویگی) اور (اگر یہہ کہا کہ) تو طلاق
ہے اگر مین تجکو طلاق ندون تو (یہہ طلاق) نہین پڑتی جبتک کہ ایک اُن دونون مین سے
نہ مرجاوے۔ اور (اگر یون کہے کہ) تو طلاق ہے اُسوقت مین کہ مین طلاق ندون تو طلاق
ہے تو اس سے پچہلے لفظ سے طلاق پڑجاویگی۔ اور (اگر کہے کہ) تو طلاق ہی جس روز کہ
مین تجہہ سے نکاح کرون اور نکاح اُس سے رات کو کیا تو طلاق پڑجاویگی (اسلئے کہ مراد مرد کی روز سے
مطلق وقت تہا دن ہو یا رات) بخلاف اس (صورت) کے (کہ اپنی عورت سے کہے) کہ تیرا اختیار
تیرے ہاتہہ مین ہے جس روز ایسا معاملہ ہو (اور اس اختیار دینے سے اُسکی نیت طلاق کی ہو پہر وہ
معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور (اگر کہے کہ مین) تجہہ سے طلاق والا ہون (تو یہہ
لفظ) لغو ہی اگرچہ طلاق کی نیت کرلے (اسلئے کہ طلاق مرد کیطرف سے عورت کو ہوا کرتی ہے نہ مرد
کو عورت کیطرف سے) اور اگر یہہ کہی کہ مین تجہہ سے جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا ہوجاتی
ہے۔ اور (اگر یہہ کہے کہ) تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہین یا (تو طلاق والی ہے)
میرے مرنیکے ساتہہ خواہ اپنے مرنیکے ساتہہ (تو یہہ الفاظ) لغو ہین (انسے طلاق نہین
ہوتی) اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہوجاوے یا عورت اپنے شوہر کے کل خواہ
جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہی پہر اگر شوہر اپنی منکوحہ (لونڈی) کو خرید کر طلاق دیگا تو
نہ پڑیگی (اسلئے کہ خرید نیکے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہہ ہی نرہی اگر یون کہے کہ)

جب ہی تیرا آقا تجھے آزاد کرے تب ہی تجکو دو طلاق ہین پس آقا نے اُسے آزاد کر دیا
شوہر کو اُس سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے (اسلئے کہ طلاق آزادی کے ساتھہ پڑی
تو دو طلاق اُسے دی بائن نہو گی لونڈی رہتی تو بائن ہو جاتی) اور اگر لونڈی کا آزاد ہونا
اور دو طلاقین کل کے آنے پر شروط کر دیجا دین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار
نرہیگا اور (اُس عورت کی) عدت تین حیض ہونگے (اس مسئلہ کی تصویر یہ ہے کہ شوہر نے اپنی
منکوحہ لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجکو دو طلاقین ہین اور اُس لونڈی کے آقا
نے کہا کہ جب کل ہو تو تو آزاد ہے پس جسوقت دوسرا دن ہو گا وہ عورت دو طلاق سے
بائن ہو جاویگی اور رجعت کے قابل نرہیگی اسلئے کہ طلاقون کے پڑنے کیوقت وہ لونڈی تھی
مگر عدت اُسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کیوقت مین بلاشبہہ آزاد ہے اور آزاد کی عدت تین
حیض ہین اور فرق اول مسئلہ اور دوسرے مین یہہ ہے کہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے
بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اُس عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہے اور دوسری مین آزادی
سے پہلے پڑتی ہے) اور (اگر کہے کہ) تو طالق ہے اتنی اور اشارہ تین انگلیون سے کریگا تو
تین طلاقین پڑینگی (اور اگر کہے کہ) تو طالق ہے بائن یا بتہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا
شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا
گھر بھر کر یا طلاق سخت یا (لنبی چوڑی تو ان سب الفاظ سے) ایک طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ
تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی) **فصل** صحبت سے پہلے طلاق
دینے کے بیان مین جو عورت غیر مدخولہ (ہو یعنی شوہر نے اُس سے صحبت نکی ہو) اُسکو
اگر شوہر تین طلاقین ایکہی دفعہ دیوے تو تینون پڑ جاوینگی (اور اگر جدا جدا کرکے دیوے) تو
عورت پہلی ہی طلاق یعنی کلمہ سے بائن ہو جاویگی اور اگر طلاق کہہ چکا اور مہر شمار

فصل

ذکر کرنے پایا تہا کہ عورت مر گئی تو وہ طلاق لغو ہوئی (اسلئے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تہا تو گویا کچھ منہ سے نکالا ہی نتہا) اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک یا ایک سے پہلے ایک یا ایک جسکے بعد ایک ہو تو (ان صورتون مین) ایک ہی پڑیگی (اسلئے کہ عورت غیر مدخولہ تہی ایک سے بائن ہوگئی دوسری کا محل نرہی) اور اگر کہا کہ تو طلاق ہی ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جسکے پہلے ایک ہو یا ایک سے جسکے ساتھہ ایک ہو توان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین (اسلئے کہ دونو ایک ساتھہ پڑین آگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تہین تو بولنے سے پیشتر صرف خیال اور تصور مین تہین اسلئے ایکبارگی پڑین) اور (اگر یون کہے کہ) جب تو داخل ہو تو تو طلاق ہی ایک اور ایک پس وہ داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر شرط کو پیچھے بولے (یعنی یون کہے کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک جب داخل ہو) تو دو پڑینگی ٭

باب کنایہ کے لفظون سے طلاق دینے کے بیان مین - کنایات سے عورت کو طلاق نہین پڑتی مگر نیت سے یا قرینہ کے باعث اگر (شوہر نے) کہی کہ تو عدت مین بیٹھہ اور اپنی رحم کو صاف کر اور انت[۱] واحدۃ تو (ان صورتون مین) ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان (الفاظ کے سوا اگر دوسری کنایات بولیگا تو) ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کری اور جائز ہے تین طلاقون کی نیت کرنی کنایات مین (اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے انکے نزدیک کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا بلکہ صریح طلاق مین بہی قیاس یہی ہے لیکن نص کی ضرورت سے صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہے اور روایت کیا ہے عبد الرزاق نے کہ کنایات سے طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہ

[Margin notes:] [illegible] ... [۱] یعنی تو طلاق کی ... [illegible]

کا قول ہے سوا حضرت ابن عمر اور ابن مسعود کے اور امام محمد نے اپنی کتاب الآثار مین اسیطرح کہا ہی) اور (الفاظ) کنایات (کے) یہہ ہین (کہ تو) بائن اور بتہ اور بتلہ (یعنی جدا ہے) حرام (ہے) خالی (ہے) پاک ہو تیری ڈور تیرے مونڈہ پر ہے اپنے میکے مین جا میں نے تجھے تیرے میکے کو دیا تجھے مین نے جدا کیا مین تجھ سے الگ ہوا تو جانے تیرا کام تو آزاد ہی اختیار کر گھونگھٹ نکال چادر مین چھپ جا دور ہو باہر نکل چلی جا اُٹھہ کھڑی ہو شوہر تلاش کر اگر شوہر نے تین بار کہا کہ تو حیض شمار کر اور اول سی نیت طلاق کی کی اور دو بار حیض کی شمار سے (عدت) مراد لی تو اُسکا قول مانا جاویگا اور اگر اُن دو پچھلے حیضون کے شمار کرنے سے کچھہ نیت نکی تو تین طلاقین ہونگی اور اگر کہا کہ تو میری بیوی نہین یا مین تیرا خاوند نہین اور طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑ جاویگی — اور طلاق صریح طلاق صریح اور بائن دونو سے ملتی ہے اور بائن صرف صریح سی ملتی ہی نہ بائن سے مگر جس صورت مین کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو (تو اُس صورت مین بائن سی بھی ملجاتی ہے اول مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو کہا کہ مین نے تجکو طلاق دی یا طلاق کنایہ سی دی پھر اس طلاق کی عدت مین دوسری طلاق صریح دی تو یہہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سی ملجاویگی اور اوسپر دو طلاقین واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق صریح دی اور پھر بائن دی تو وہ صریح سے ملجاویگی لیکن اگر پہلے بائن دی اور دوبارہ پھر بائن دی تو یہہ اول کے ساتھہ نملیگی اسلئے کہ جب طلاق اول سی عورت جدا ہو چکی تو پھر کی محل نرہی ہان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو اُسکا پڑنا شرط کے موجود ہونے پر ہوگا اُس سے پہلے نہوگا اسلئے دوسری بھی اُس اثنا مین پڑ سکتی ہے)

باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنیکے بیان مین — اگر شوہر اپنی بیبی سے کہے کہ اختیار کر اپنا

اپنے سے نیت طلاق کی کری اور وہ عورت اُسی مجلس میں اپنے آپ کو اختیار کرلے تو ایک طلاق
یعنے بائن ہوجاویگی اور (اسصورت میں اگر شوہر تین طلاق کی نیت (کریگا تو درست) نہوگی
اگر وہ عورت وہاں سے اٹھ جاوے یا اور کام کرنے لگے تو اُسکا اختیار جاتا رہیگا۔ اور
اسمیں (یعنے اختیار کے ثابت ہونے میں) یہ شرط ہے کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دونو
میں سے ایک کے کلام میں پایا جاوے (مثلاً مرد کہے کہ اختیار کر اپنے نفس کو خواہ طلاق کو
یا عورت کہے کہ میں نے اپنے نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونو کے کلام میں
سے کسی میں نپایا جاویگا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورت سے
کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جواب دیا کہ میں اپنی ذات کو اختیار کرتی ہوں یا میں نے
اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار کر اختیار
کر اور عورت جواب دے کہ میں نے اول کو یا دوم کو یا پچھلی کو اختیار کیا یا ایک اختیار کو
اختیار کیا تو تین طلاق بدون نیت کے پڑجاویگی اور اگر کہیگی کہ میں نے اپنی ذات
کو طلاق دیلی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اسصورت میں ایک طلاق سے بائن
ہوجاویگی (اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ) تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے ایک طلاق کے بابت یا
یہ کہ ایک طلاق اختیار کرلے اور (اسکے جواب میں) عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے تو
ایک طلاق رجعی پڑیگی (اسلئے کہ شوہر کے کلام میں صریح لفظ طلاق کا موجود ہے اور صریح طلاق
میں حکم رجعت کا ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ) تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور تین طلاق کی
نیت کی اور عورت نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ذات کو ایکدفعہ سے اختیار کیا تو تین طلاق
پڑیںگی اور اگر کہیگی کہ میں نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک
طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی۔ اور اگر شوہر کہے کہ تیرا

معاملہ میرا تمہارے ہاتھ ہی آج اور پرسون تو اس قول مین رات داخل نہو گی (یعنے اختیار دن کو
ہوگا رات کو نہوگا) اور اگر عورت اختیار مین دن کا تو نے تو اُس روز کا اختیار باطل ہو جائیگا
اور پرسون کا اختیار اُسکو رہیگا اور اگر اختیار مین شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی تو اس مین
رات بہی شامل رہیگی اور اگر اُس روز کے اختیار کو عورت نامنیگی تو اوسکی کل کو بہی اوس کو
اختیار نرہیگا (اسلیئے کہ اختیار کے وقت مین کوئی زمانہ اختیار نرہنے کا نہین) اور
اگر اختیار دیے جانیکے بعد عورت نے ایکدن کی دیر کی اور کہڑی نہوئی یا کہڑی تھی
بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا تکیہ لگائے تھی بیٹھ گئی یا اپنے باپ کو مشورہ کے لیئے
بلا لیا یا گواہون کو گواہ کرنے کو طلب کیا یا سواری پر تھی سواری کو روک لیا تو (ان سب
صورتون مین) اُسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو چلایا تو اختیار نرہیگا اور کشتی کا
حکم گہر کا سا ہی (یعنے کشتی اگر چہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہی سواری کیطرح نہین کہ چلنے
سے اختیار جاتا رہتا ہی) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیلے اور اُس سے کچہ نیت
نکی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دیلی تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر تین طلاقین
لی ہونگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہوگی تو تینون پڑ جاوینگی اور اگر عورت کہی کہ مین نے
اپنی ذات کو جدا کیا تو طلاق پڑ جاویگی لیکن اگر کہے کہ مین نے اختیار کیا تو نہ پڑیگی اور (اگر
اختیار دیدیا) مرد رجوع کرنے کا مالک نہین ہوتا اور اختیار عورت کی مجلس تک رہتا ہے
(یعنے بعد اُس مجلس کے ہو چکنے کے اُسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا) ہان اگر شوہر
(اختیار دینے مین) یہہ بہی کہدے کہ جب تو چاہے ایسا کر (تو اسصورت مین عورت اُس مجلس کے
بعد بہی اپنے آپکو طلاق دیسکتی ہی) اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منکوحہ کو طلاق
دیدے تو یہہ اجازت فقط اُس مجلس پر منحصر نرہیگی (اُس مرد کا جب دل چاہے طلاق دیدے)

لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہی تو طلاق دیدی (اسصورت مین بعد اُس مجلس کے گذر جانے
کے اختیار نرہیگا) اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دیلے اور
عورت نے ایک طلاق دیلی تو یہہ طلاق پڑجاویگی اور اسکے اُلٹے مین (یعنے مرد کہے کہ
ایک طلاق دیلے اور عورت تین طلاقین دیلے تو) واقع نہوگی اور اگر مرد کہے کہ تین طلاقین
دیلے اگر چاہی اور عورت ایک دے اور مرد کہے کہ ایک دیدے اگر چاہے اور عورت تین
دیلے اسصورت مین کچھہ واقع نہوگی (ایک نہ تین) اور اگر شوہر نے اُسکو طلاق بائن یا رجعی
کے دینے کو کہا اور عورت نے اُسکی اجازت کے برعکس کیا (تو اسصورت مین) وہی پڑیگی جسکی
اجازت شوہر نے دی تہی (اور اگر شوہر نے کہا کہ) تو طالق ہی اگر چاہے اور عورت نے
کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پہر شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اِس کلمہ سے طلاق
کی نیت کی یا یہہ کہ عورت نے کہا کہ مین نے چاہا بشرطیکہ ایسا ہوا اور ایک امر معدوم کا نام
لیدیا تو دونو صورتو مین یہہ قول باطل ہوجائیگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے
کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑجاویگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہی جب چاہی یا جب کبہی
چاہے اور عورت اسکو رد کرے تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر (اس لفظ سے صرف)
ایک طلاق اپنے آپکو دے سکتی ہے اور (اگر شوہر نے کہا کہ) جتنی بار کہ تو چاہی طلاق ہے
تو عورت کو اختیار ہی کہ تین طلاقین علیحدہ علیحدہ دیلے اور ایک ساتھہ تینون نہین دے سکتی اور
اگر اِس اختیار کی رو سے بعد نئے شوہر کے پہر طلاق دیوے تو واقع نہوگی (یعنے دوسرا
نکاح کرکے اگر پہر شوہر اول کے پاس اتفاقاً آوے تو اسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہتا)
اور اگر کہا کہ تو طالق ہے جہان اور جسجگہہ چاہی تو طلاق نہوگی بجز اسکے کہ اوسی مجلس مین
چاہی اور اگر کہا کہ جسطرح چاہی اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی پڑیگی اور اگر عورت نے طلاق

بائن چاہی یا تین طلاقین اور شوہر کی نیت بہی تہی تو وہی پڑ جاویگی اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طلاق سے جتنی چاہی اور جو چاہی تو عورت جو چاہی اُسی مجلس مین طلاق دیلے اگر عورت اِس اختیار کو رد کر دی تو رد ہو جاتا ہی۔ اور اگر شوہر کہی کہ اپنی ذات کو تین مین سی جتنی چاہی طلاق دیلی تو عورت کو تین سی کم کا اختیار ہوگا (یعنے ایک یا دو کے دینی کا)

باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنیکے بیانمین۔ طلاق کا مشروط کرنا اُسصورت مین درست ہی کہ شرط ملک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سی وابستہ ہو مثلاً (شوہر) اپنی منکوحہ سی کہی کہ اگر تو میری پاس آویگی تو طلاق ہی (تو یہہ شرط لگانا عین ملک نکاح مین ہے) اور (اگر) اجنبی سی کہی کہ اگر مین تجہہ سی نکاح کرون تو تو طالق ہی (تو یہہ شرط ملک نکاح کے ہونے پر ہوئی ہے) تو ایسی صورتونمین شرط کے بعد طلاق پڑ جاتی ہے (یعنے نکاح یا پاس آنیکے بعد اوپر کی مثالونمین طلاق ہو جاویگی) اور اگر اجنبی عورت سی کہا کہ اگر تو میری پاس آویگی تو تو طلاق والی ہی پہر اُس سی نکاح کیا اور وہ آئی تو طالق نہوگی (اسلیئے کہ شرط نہ تو نکاح مین تہی نہ خود نکاح کو شرط کیا تہا) اور الفاظ شرط کے یہہ ہین اگر جو جوکچہہ ہر چیز جتنی بار جب جب کبہی ان الفاظ مین اگر شرط پائی جاویگی تو قسم تمام ہو جاویگی (یعنی حکم مشروط کرنیکا ختم ہو جاویگا) مگر لفظ کلما معنے (جتنی بار) مین حکم شرط کا تمام نہوگا) اِسلیئے کہ وہ فعلون کے عام ہونیکو چاہتا ہی جیسی لفظ کل (جسکے معنی ہر چیز ہین) اسمون کے عام ہونیکو چاہتا ہی پس اگر شوہر کہی کہ جتنی بار مین کسی عورت سی نکاح کردن تو وہ طالق ہی تو ہر بار کے نکاح کرنے سی طلاق ہوگی (گو ایک ہی عورت) دوسرے شوہر کے بعد (اس سی دوبارہ نکاح کری) اور ملک نکاح کے جاتے رہنے سی شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملک مین پائی جاوی تو عورت طالق ہو جائیگی

[illegible]

[illegible]

اور حکم شرط کا پورا ہجاویگا اور اگر شرط بلا نکاح مین نپائی جاویگی تو عورت کو طلاق نہوگی مگر حکم شرط کا اسصورتمین بھی تمام ہوجاویگا (مثلاً شوہر نے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجھے طلاق ہے تو اگر وہ عورت نکاح کیحالتمین جاویگی تو طلاق بھی پڑیگی اور شرط بھی جاتی رہیگی اور اگر نکاح نرہنے کے بعد عورت گھر مین جاویگی تو طلاق بھی نہ پڑیگی اور شرط بھی بیکار ہوجاویگی یعنی آئندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت پہر گھر مین جاویگی تو پہلی شرط کی رو سے اسکو طلاق نہ پڑیگی) اور اگر شرط کے واقع ہونے مین عورت مرد اختلاف کرین تو مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جسصورتمین کہ عورت گواہ (اپنے دعوے کے) پیش کرے (تو اسیکا قول معتبر ہوگا) اور جو امور ایسے ہین کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم ہوتے ہین انمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے باب مین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طالق ہے یا یہہ کہا کہ اگر تو مجھسے محبت رکھتی ہے تو تو اور فلانی عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہوئی یا مین تجھسے محبت رکھتی ہون تو (اسصورتمین) صرف وہی عورت طالق ہوگی (دوسری پر صرف اوسکے کہنے سے طلاق نہ پڑیگی) اور (جسصورتمین کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو) بفور خون دیکھنے کے طلاق نہ پڑیگی پس اگر خون تین دن تک رہیگا تو طلاق اوسیوقت سے پڑیگی جب سے خون دیکھا ہوگا اور اگر یہہ کہا ہوگا کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طلاق ہے تو اسصورتمین طلاق اوسوقت پڑیگی جب وہ حیض سے پاک ہوگی (اسلیئے کہ ایک حیض سے حیض کامل مراد ہوتا ہے) اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طالق ہے اور اگر تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس اوس عورت کے لڑکا اور لڑکی توام ہوگئے اور یہہ معلوم نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی کے حکم کی روسے تو اوسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی روسے دو پڑینگی اور عدت بھی اسکی

کندرجاوگی اسلئی کہ اول بچہ ہونے سی تواوسکو طلاق پڑگئی اور دوسرے بچے ہونے پر عدت پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک ہوتی ہے) اور ملک نکاح دو شرطونمین سی پچھلے کے لئی شرط ہی (مثلاً اگر کہے کہ اگر تو زید اور عمر سے کلام کریگی تو تو طالق ہے بعد اُسکے اُس عورت کو دوسری طلاق دیکر بائن کردیا اور اُسعورت نے زید سی کلام کیا پہر شوہر اول نے اُس سے نکاح کرلیا پہر اوسنی عمرو سی کلام کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اگر زید سی کلام کرنیکے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سی کلام کرنے کے وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑیگی) اور اگر تین طلاقونکو ایک شرط پر موقوف کیا اور پہر تین طلاقین اوسیوقت دیدین تو پہلی شرط اُس سے باطل ہوجاویگی - اور اگر تین طلاقونکو یا لونڈی کے آزاد ہونیکو صحبت پر شروط کیا تو صحبت کیوقت زیادہ ٹھہرنے سے اجرت زناکی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کیصورت مین اس زیادہ ٹھہرنے سی رجعت ثابت نہوگی ہان اگر اپنے ذکر کو نکالکر دوبارہ پہر داخل کریگا (اور رجعی کیصورت تین رجعت ثابت ہوگی اور اول صورت مین زناکی اجرت دینی پڑیگی اسلئی کہ صحبت کرنے مین ایک حال پر زیادہ توقف کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہین کہ اُس سی اجرت یا رجعت درست ہو) اور اگر شوہر کہے کہ اگر فلانی عورت سی مین تیرے اوپر نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پہر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر اُسعورت سی نکاح کیا تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی (اسلئی کہ شرط نہین پائی گئی کیونکہ طلاق بائن کے بعد حکم نکاح کا باقی نہین رہتا گو کہ عورت عدت مین ہو) اور اگر مرد نے کہا کہ تجکو طلاق ہی انشاءالله اور کلمہ انشاءالله ملاکر کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاءالله کہنی سی پہلے مرجاوی - اور اگر شوہر کہے کہ تجھکو ایک کم تین طلاقین ہین تو دو پڑینگی اور ایک کم دو کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم

تین طلاقین ہین تو تین پڑینگی (اسلئے کہ ایک یا دو کا نکالنا تین مین سے ہو سکتا ہی مگر تین کو تین مین سے نکالنا ناممکن ہی اسواسطے استثنا لغو ہوگیا اور تین طلاقین پڑگئین ٭

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین — اگر شوہر اپنی مرض مین منکوحہ کو طلاق رجعی یا بائن دے اور اوسکی عدت مین مرجاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے مرے تو وارث نہوگی — اور اگر طلاق بائن عورت کی اجازت سے دے یا عورت مال دیکر طلاق سے لیوے یا شوہر کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کرلے تو وارث نہوگی — اور جس صورت مین کہ عورت شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور شوہر اوسکو تین طلاقین دیوے تو وارث ہوگی — اور اگر شوہر اپنی مرض مین عورت کی اجازت سے اسکو بائن کردے یا حالت صحت مین اوسکے بائن کردینے اور عدت ہوچکنے پر مرد و عورت ایکدوسرے کو سچا کہہ چکے ہون پہر شوہر عورت کے قرض کا اپنے ذمہ اقرار کرے یا اوسکو کسیقدر مال کے دینے کی وصیت کرے تو عورت کو قرضہ خواہ وصیت اور ترکہ مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا (یعنے جو کچھہ اوسنے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا) اور جو شخص دوسرے کو لڑنے کے لئے بلاوے یا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جانیکو پیش ہو اور اس صورت مین اپنی منکوحہ کو بائن کردے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اوسی صورت مین مارا جاوے یا مرجاوے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہو اور اپنی بیبی کو بائن کردے تو اسصورت مین مرجانے سے وہ عورت وارث نہوگی (اسلئے کہ اسمین مرجانا یقینی نہین اور پہلی دو صورتون مین مرنا یقینی ہی) اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا (مثلا کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہی)

باسوقت سکے آنے پر شروط کیا (مثلاً کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے) اور شرط کا وجود اور مشروط کرنا دونو مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا فعل اپنے کام پر اور پہر مرض مین مشروط کرنا اور اُس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا بہی مرض مین پایا گیا اور مشروط پہلے کیا تہا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اوسکو خواہ نخواہ کرنا پڑے (مثلاً کہہ یا کہ اگر تو کہا دیگی یا پیویگی تو بائن ہو جاویگی اور) اسمین خواہ دونو باتین مرض مین ہون خواہ صرف شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صورتو نمین وارث ہوگی اور انکے سوا اور صورتو نمین وارث نہوگی۔ اور اگر اپنی بیبی کو مرض مین بائن کر دیا پہر اچہا ہوگیا اور اوسکے بعد مرگیا یا بائن کر چکا تہا اور وہ عورت مرتد ہوگئی اور پہر مسلمان ہوگئی اوسکے بعد شوہر مرا تو ان صورتو نمین وارث نہوگی۔ اور اگر عورت شوہر کے لڑکے سے ہم بستر ہوگئی یا شوہر سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اُس سے ایلا کیا تو وارث ہوگی اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تہا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہوئی تو وارث نہوگی (اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی کہ جس صورتمین شوہر کا طلاق دینا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہو کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہی تو اُسصورتمین عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث کرنے سے گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی)

عورت لعان اور ایلا کی ...

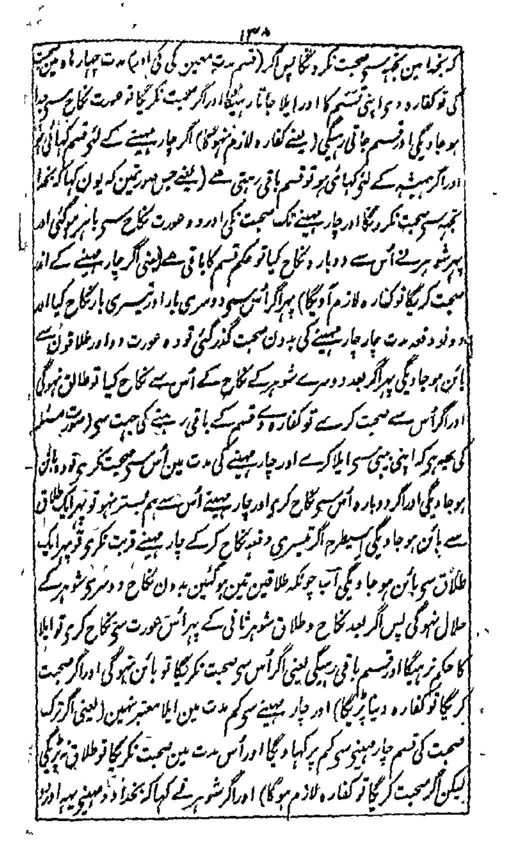
باب رجعت (یعنے طلاق کے بعد عورت سے شوہر کے رجوع کرنیکے بیانمین۔ رجعت اسبات کو کہتے ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم تہا اوسکو عدت کے دنون مین جواز کا نون بنا رکہین اور یہہ رجعت اُسصورتمین درست ہی کہ عورت کو تین طلاقین نہوئی ہون گو عورت رجعت پر راضی نہو اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ شوہر (طلاق کے بعد عدت مین منکوحہ سے) کہہ ہی کہ مین نے تجہہ سے رجعت کی یا (اور وں سے کہدے کہ) مین نے اپنی منکوحہ سے رجعت

کی اور (ایک یہہ ہی کہ) جن افعال سی حرمت دامادی ثابت ہی (وہ فعل بھی بیوی کے ساتھ) کرے مثلاً شہوت سی ہاتھ لگا دی یا بوسہ لے یا اوسکی شرمگاہ کو دیکھے غرض کہ رجعت قول سی بھی ہوتی ہے اور فعل سی بھی) اور مستحب ہی کہ رجعت کے لئی گواہ کر دے (اور اگر شوہر نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سی کہا کہ مین نے عدت) مین تجھہ سی رجعت کر لی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی (کہ ٹھیک ہی) تو رجعت درست ہی اور اگر تصدیق نکی تو درست نہوگی جیسی اس صورتمین کہ شوہر اوس سی کہی کہ مین نے تجھہ سی رجعت کی اور وہ جواب دے کہ میری عدت ہو چکی (تو رجعت درست نہوگی) اور اگر لونڈی کا شوہر عدت کے بعد اوس سی کہی کہ مین نے عدت مین تجھہ سی رجعت کر لی تھی اور اس بات کی تصدیق اوسکے آقا نے کی مگر لونڈی نے اوسکو جھٹلایا یا لونڈی نے (شوہر کے رجوع کرنیکے وقت) کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اوسکے آقا اور شوہر نے یہہ بات نمانی تو (ان صورتونمین) لونڈی کا قول معتبر ہے (یعنے رجعت درست نہین) اور حکم رجعت کا اوسوقت جاتا رہتا ہی جبکہ عورت حیض اخیر سے پاک ہو جاتی ہی پھر اگر دس روز پر پاک ہوئی تو بفور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا گو غسل نکیا ہو اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا یہہ کہ پاک ہونیکے بعد ایکوقت نماز کا گذر جاوے (یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین عورت نہا کر نیت نماز کی کرلے) یا وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے (جس صورتمین کہ پانی پر قادر نہو) اور اگر عورت نے غسل کیا اور ایک عضو سی کم کو دہونا بھول گئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کا دہونا بھول گئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا (اسلئی کہ ابھی پورا غسل نہین کیا اور) اگر شوہر اپنی عورت حاملہ یا بچہ والیکو ایک طلاق دی اور کہی کہ مین نے اس سی صحبت نہین کی

(یعنے ایک طلاق سے یہہ بائن ہوگئی) تو وہ (اس صورتین عورت سی) رجعت کرسکتا
ہے (اسلئے کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ دار ہونا شوہر کو جھوٹا کرتا ہی) اور اگر (عورت سے)
خلوت کری اور کہے کہ مین نے صحبت نہین کی بعد اوسکے ایک طلاق دی (تو رجعت نکرے
اسلئے کہ ممکن ہی کہ خلوت مین صحبت نکی ہو تو ایک ہی طلاق سی بائن ہو جاویگی) پس اگر اسی
صورتین رجعت کی اور رجعت کے بعد اُس عورت کے دو برس سی کم مین بچہ پیدا ہوا تو
وہ رجعت درست ہوگی (اسلئے کہ جب دو برس سی کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت
کے حمل موجود تہا اور شوہر کا یہہ کہنا کہ مین نے صحبت نہین کی غلط تہا اور عورت ایک
طلاق سی بائن نہین ہوئی تہی اسلئے اوسکی رجعت درست ہوئی) اگر شوہر نے اپنی منکوحہ
سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہر اوسکے بچہ پیدا ہوا تو یہہ دوسرا بچہ رجعت کا
باعث ہوگا (اُس طلاق سی جو اول بچہ ہونے پر اُسکو ہوئی تہی) اور اگر شوہر نے یون کہا
کہ جتنی بار تو بچہ جنے تو تو طلاق ہی پہر اوسکے تین بچے علحدہ علحدہ حمل سی ہوئے تو دوسرا
اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقون سی رجعت کے سبب ہونگے (اسلئے کہ پہلے بچہ کی ہونے
پر شرط کے بموجب اُسپر طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اُس سی رجعت کا سبب ہوا
پہر دوسریکے پیدا ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسریکا حمل اُس سی رجعت کا باعث
ہوا پہر تیسری کے پیدا ہونے پر طلاق گاڑہی پڑگئی اب رجعت نہین ہوسکتی) اور جس
عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کری (تاکہ شاید اوسکا شوہر اُس سے
رجوع کرلے) اور مستحب یہہ ہی کہ شوہر بدون اطلاع اوسکے پاس نجاوی اور جبتک
اُس سی رجعت نکرلے تبتک اوسکے ساتہہ سفر نکری اور طلاق رجعی سی صحبت کرنا حرام
نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہی اور جو عورت کہ بائن ہوگئی ہو وہ شوہر سی

نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کرسکتی ہی مگر جو تین طلاقون سی بائن ہوئی ہو بشرطیکہ
آزاد ہو اور دو سی بائن ہوئی ہو اوسصورت مین کہ لونڈی ہو دو شوہر سی نکاح نہین کرسکتی
جبتک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نکرلے اور وہ دوسرا اوس سی صحبت نکرچکے اگرچہ
وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہو اور پہر وہ دوسرا اوسکو طلاق دی اور اسکی عدت پوری
ہوجاوے (تو اب البتہ شوہر اول سی نکاح کرسکتی ہے) نہ صحبت کرنا ملک کے باعث) یعنی
اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دیں اور بعد عدت کے اسکا مالک اوس سی صحبت کرے
تو اس صحبت سی یہہ عورت اپنی شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت کے لئی نکاح صحیح شرط ہی
اور مکروہ ہی حلال کرنے کی شرط سی نکاح کرنا (یعنے اسطرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدونگا)
ہرچند (دوسری شوہر کے طلاق دیدینی سی) شوہر اول پر وہ عورت حلال ہوجاتی ہے
(گو نکاح حلالہ کرنیکی شرط سی کیا ہو تاہم ایسی شرط سی نکاح کرنا مکروہ ہی) اور دوسرا شوہر
پہلے شوہر کی طلاق کا حکم دور کردیتا ہی بشرطیکہ طلاقین تین سی کم ہون (یعنے جب عورت
دوسری شوہر سی نکاح کرے اور اوسکی طلاق کے بعد پہر اول شوہر کے نکاح مین آوی
تو شوہر اول تین طلاقونکا مالک ہوجاویگا) اور اگر تین طلاقون والی عورت خبر دی کہ
شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین ہوچکین اور زمانہ اتنا ہو کہ اوسمین دونون
عدتین ہوسکتی ہون تو شوہر اول کو اختیار ہی کہ اوسکی بات مان لے اگر ظن غالب اوسکو ہو
کہ یہہ سچ کہتی ہے (یعنے اوس سی اسصورت مین نکاح کرسکتا ہی)

باب ایلا کے بیان مین (ایلا کے معنی لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہہ ہین) شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوحہ سی چار مہینی یا اوس سی زیادہ صحبت نکرنے
پر ایلا کہلاتا ہی مثلاً یون کہے کہ خدا کی قسم مین تجہہ سی چار مہینے صحبت نکرونگا یا کہے



کر بخدا مین تجھ سے صحبت نکرونگا پس اگر (قسم مدت معین کی کہی اور) مدت چار ماہ مین صحبت کی تو کفارہ دیوے اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہیگا اور اگر صحبت نکریگا تو عورت نکاح سے جدا ہوجاویگی اور قسم جاتی رہیگی (یعنے کفارہ لازم نہوگا) اگر چار مہینے کے لئے قسم کہائی ہو اور اگر ہمیشہ کے لئے کہائی ہو تو قسم باقی رہتی ہے (یعنے جس وقت تین کہ یون کہا کہ بخدا تجھ سے صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت نکی اور وہ عورت نکاح سے باہر ہو گئی اور پہر شوہر نے اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر صحبت کریگا تو کفارہ لازم آویگا) پہر اگر اُس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور دونو دفعہ مدت چار چار مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور طلاقون سے بائن ہوجاویگی پہر اگر بعد دوسرے شوہر کے نکاح کے اُس سے نکاح کیا تو طلاق نہوگی اور اگر اُس سے صحبت کرے تو کفارہ دے قسم کے باقی رہنے کی جہت سے (صورت مسئلہ کی یہہ ہے کہ اپنی بیبی سے ایلا کرے اور چار مہینے کی مدت مین اُس سے صحبت نکرے تو وہ بائن ہوجاویگی اور اگر دوبارہ اُس سے نکاح کرے اور چار مہینے اُس سے ہم بستر نہو تو پہر ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی اسیطرح اگر تیسری دفعہ نکاح کرکے چار مہینے قربت نکرے تو پہر ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی اب چونکہ طلاقین تین ہوگئین بدون نکاح دوسرے شوہر کے حلال نہوگی پس اگر بعد نکاح و طلاق شوہر ثانی کے پہر اُس عورت سے نکاح کرے تو ایلا کا حکم نرہیگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اُس سے صحبت نکریگا تو بائن نہوگی اور اگر صحبت کریگا تو کفارہ دینا پڑیگا) اور چار مہینے سے کم مدت مین ایلا معتبر نہین (یعنی اگر ترک صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہاویگا اور اُس مدت مین صحبت نکریگا تو طلاق نہ پڑیگی لیکن اگر صحبت کریگا تو کفارہ لازم ہوگا) اور اگر شوہر نے کہا کہ بخدا دو مہینے یہہ اور دو

مہینے انکے بعد تجہہ سے صحبت نکرونگا تو یہہ ایلا ہوگیا (اسلئے کہ چار مہینے ہوئے اگرچہ
اونکو دو دفعہ مین بیان کیا) اور اگر (پہلے یون کہا کہ واللہ تجہہ سے دو مہینے صحبت نکرونگا
پہر) ایک روز ٹہر گیا اور اوسکے بعد کہا کہ بخدا تجہہ سے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے
اور صحبت نکرونگا یا یون کہی کہ تجہہ سے ایکدن کم برس روز صحبت نکرونگا یا یہہ قسم بصرہ
مین کہا ہو کہ مین کوفہ مین نجاؤنگا اور اوسکی منکوحہ کوفہ مین ہو تو ان صور تو تمین ایلا نہین
ہوتا۔ اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ یا آزاد کرنے یا طلاق پر شرط
کیا (مثلا یون کہا کہ اگر مین صحبت کرون تو مجہپر حج یا روزہ یا صدقہ لازم ہی) یا رجعی
طلاق والی سے ایلا کرے تو (ان سب صور تو تمین) ایلا کرنیوالا ہوگا لیکن اگر طلاق
بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلا کریگا تو درست نہوگا اور لونڈی منکوحہ کی ایلا کی
مدت دو مہینے ہین اور اگر ایلا کرنیوالا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اوسکی شرمگاہ
کے بند ہونے یا اوسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اوس سے
صحبت نکرسکے تو ایلا سے رجوع کرنا یون ہوسکتا ہی کہ اپنی زبان سے کہتا ہی کہ مین نے
اپنی منکوحہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہو جاوے تو رجوع
کرنا صرف صحبت ہی (یعنی چار مہینے کے اندر اگر یہہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا
اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیئے) اگر (شوہر نے اپنی منکوحہ سے) کہا کہ تو مجہپر حرام ہے
اور اس سے عورت کے حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچہہ کی تو (اس جملہ سے)
ایلا ہو جاویگا اور (اگر اس سے) ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور (اگر) جہوٹ کی
نیت کریگا تو جہوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقون کی
نیت کریگا تو تین پڑینگی اور قول مفتی بہ یہہ ہی کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سے کہی کہ

تو بھیر حرام ہو اور حرام اوسکے نزدیک طلاق کے معنی مین ہو لیکن اوسنی طلاق کی
نیت نکی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی روسی طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہرایا جاویگا
(یعنی اگر اوسکے علم مین حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہوجاویگی گو اوسنی
اِن لفظون سی طلاق کی نیت نکی ہووی)*

باب خُلع کے بیان مین (خلع اسکو کہتی ہین کہ عورت اپنی شوہر کو کچھہ مال دیکر طلاق لیوی)

- خلع نکاح سی جدا ہونیکا نام ہی اور خلع کے لفظ سی اور مال کے عوض طلاق کے لفظ
سی طلاق بائن پڑتی ہے اور عورت پر جسقدر مال ٹھہرایا ہو لازم ہوجاتا ہی اور مکروہ ہی
شوہر کو طلاق کی عوض مین کچھہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کیطرف سی ہو اور اگر
عورت کیطرف سی ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہی وہ خلع کا عوض
ہوسکتی ہے پس اگر عورت سی شراب یا سُوٗر یا مردار پر خلع کیا یا اوسکو طلاق دی تو
خلع کیصورتمین طلاق بائن پڑیگی اور طلاق کیصورتمین رجعی مگر مفت پڑیگی (عورت کو کچھہ دینا
نہ آویگا) جیسا (اسصورتمین) کہ عورت کہی کہ مجھہ سی خلع کرلے اور جو کچھہ میرے قبضہ
مین ہی لیلے اور اوسکے قبضہ مین کچھہ نہو (تو اسصورتمین اگر شوہر خلع کرلیگا تو طلاق
مفت بدون عوض کے پڑیگی) اور اگر عورت اتنا اور بڑہادی کہ میری قبضہ مین جو مال
اور درم ہین لیلے تو (اسصورت مین عورت یا) اپنا مہر واپس کری یا تین درم شوہر کو دے

- اور اگر شوہر عورت سی خلع کری ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت کی ملک مین
ہو اور وہ عورت شرط کرلے کہ مین اوسکی ضامن نہین تو وہ اس شرط سی بری نہوجائیگی

- اگر عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاقین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اوسکو
ایک طلاق دی تو اُسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہوجاویگی اور اگر عورت

کہے کہ تین طلاقین مجکو ہزار پر دیدے اور وہ ایک دیدے تو اسصورتمین طلاق رجعی مفت پڑیگی
(اسواسطے کہ اول صورت مین لفظ بدلے کا تہا اور بدلہ کیصورتمین عوض معوّض پر بٹجاتا ہی
اور دوسری صورتمین لفظ پر بمعنی شرط ہی اسمین نہین منقسم ہوتا) اگر شوہر نے منکوحہ سے کہا
کہ تو اپنی نفس کو تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیلے اور اوسنے ایک طلاق دی تو کچہہ نہ
پڑیگی اور اگر مرد نے کہا کہ تو طالق ہی ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کرلیا
تو ہزار اوسپر لازم ہونگے اور بائن ہوجاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طالق ہی اور
تجہپر ہزار ہین یا غلام سے کہا کہ تو آزاد ہی اور تجہپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہوجاویگی
(کچہہ دینا نہ پڑیگا) اور اختیار کی شرط خلع مین عورتکو کرلینی درست ہی مرد کو جائز نہین اگر
شوہر اپنی بیبی سے کہے کہ مین نے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہی مگر تو نے نہین مانا
اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کرلیا تہا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنے
کے (کہ اگر بیچنے والا کہے کہ مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تہی اور تو نے منظور
نکی اور مشتری کہے کہ مین نے منظور کرلی تہی تو اسصورتمین لینے والیکا قول مانا جاویگا) اور
خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ کرنا اُن حقون کو دور کردیتا ہی جو مرد وعورتکو ایک
دوسری پر نکاح کے باعث ہون یہانتک کہ اگر مال کے عوضمین شوہر اپنی منکوحہ سے خلع
کرے یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کرے تو شوہر کو وہی مال ملیگا جو اس معاملہ مین ٹھہرا ہوا اور
حقوق زوجیت ایکدوسریکے ذمہ باقی نرہینگے مثلا دعوی مہر کہ لیا ہو یا نہ لیا ہو صحبت
سے پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو اونمین سے ایکدوسری پر نہین پونہچتا - اور اگر چھوٹی لڑکی کا باپ
شوہر سے خلع کرے اور اسکی عوض صغیرہ کا مال ٹھہراوے تو اس مال کے بدلہ مین خلع درست
نہوگا اور طلاق پڑجاویگی (یعنے صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آویگا) اور ولی ہزار کے بدلہ

مین اگر خلع کرے اِس شرط پر کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑجاویگی اور ضرر اوسی کے ذمہ رہینگے (واللہ اعلم) ✤

باب ظہار کے بیانمین (جو ایک طرح کی طلاق ہے) ظہار یہہ ہی کہ اپنی منکوحہ کو شوہر ایسی عورت سی تشبیہ دے جو اوسپر ہمیشہ کو حرام ہو (مثلاً اپنی مان اور بہن اور بیٹی سی تشبیہ دے بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اِسلئے کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہین بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہی) اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہے کہ تو مجھپر مثل میری مان کی پشت کے ہی تو اِن لفظون کے بعد اُسکو عورت سی صحبت کرنا اور ایسی باتین جو صحبت کے سامان ہون (مثل بوس و کنار کے) حرام ہوجاتے ہین جبتک کفارہ نہ دیلے اور اگر کفارہ سی پیشتر صحبت کر بیٹھے تو صرف اپنی پروردگار سے استغفار کرے (یعنے دوسرا کفارہ لازم نہین ہوتا) اور (یہہ جو قرآن مجید مین لفظ ثم یعودون لما قالوا آیا ہی یعنے پھر پھرتے ہین اپنے قول سے اِس) پھرنے سی مراد عورت سی صحبت کرنیکا قصد ہی (نہ خود صحبت کرنا تاکہ صحبت کفارہ دینی سی پہلے درست ہو) اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ (اِن تینون اعضا کا حکم مثل پشت کے ہی (حرمت کے لازم ہونے مین) اور مرد کی بہن اور پھوپھی اور مان دودہ کی راہ سی مثل حقیقی مان کے ہی (یعنے انکے ساتھہ مشابہت دینی سی بھی حرمت ثابت ہوگی) اور عورت کو یہہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا آدھا سر اور تیری تہائی ایسا ہی جیسا (یہہ کہا کہ) تو ایسی ہے (یعنے ان اعضا کو تشبیہ دینی سی محرمات کے اعضا سی حرمت ثابت ہوگی) اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کی ہے اور (اس جملہ سے) نیت اُسکی خدمت اور سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر کچھہ نیت نکی ہو تو

یہہ قول لغو ہی اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر حرام ہی مثل میری مان کے اور ظہار یا طلاق
کی نیت کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر یہہ کہا کہ تو مجہپر مثل میری ماں کی پشت کے حرام
ہے اور اُس سے طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا (یہہ دونو چیزین نہونگی) اور ظہار صرف
اپنی منکوحہ بیبی سے ہوا کرتا ہے (یعنے اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا اُمّ ولد سے
کہیگا تو ظہار نہوگا) پس اگر ایکعورت سے بدون اوسکی اجازت کے نکاح کیا اور اُس سے
ظہار کیا اور ظہار کے بعد اُسعورت نے نکاح کو جائز کہا تو ظہار باطل ہوجاوے گا
(اسلئے کہ نکاح کی اجازت سے پیشتر وہ عورت اُسکی منکوحہ نتہی) اگر اپنی سب عورتون کو
کہے کہ تم مجہپر مثل میری مان کی پشت کے ہو تو سب سے ظہار ہوا اور کفارہ ہرایک کیواسطے
جداجدا دے اور ظہار کا کفارہ یہہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کرے اور آزاد کرنا ایسے بردہ کا جو
اندہا ہو یا دونو ہاتھ کٹے ہون یا ہاتھون کے دونو انگوٹھے کٹے ہون یا دونو پانون کٹے
ہون یا دیوانہ ہو یا مدبر اور ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچہہ مال دے چکا ہو اسباب مین
جائز نہین ہان اگر مکاتب نے کچہہ نہ دیا ہو اور اوسکو کفارہ مین آزاد کردے تو جائز ہے
(اسلئے کہ وہ بردہ کامل ہے) یا یہہ کہ کفارہ کی نیت سے اپنی کسی رشتہ دار قریب کو خریدے
کرے یا کفارہ مین آدہا غلام اپنا پہلے آزاد کردے اور آدہا پہر آزاد کرے یہہ سب صورتین
درست ہین اور اگر کفارہ مین آدہا غلام مشترک آزاد کردے اور آدہی کی قیمت کا دوسرے
مالک کیواسطے ذمہ کرلے یا آدہا بردہ کفارہ مین آزاد کرے اور جس عورت سے ظہار کیا تہا
پہر اُس سے صحبت کرلے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہہ صورتین درست نہونگی
(اسلئے کہ آزادی پوری بردہ کی صحبت سے پہلے نہوئی اور پوری بردہ کا آزاد کرنا صحبت
سے پیشتر بموجب نص قرآنی کے شرط ہے) پس اگر بردہ آزاد کرنے کو نملے تو دو مہینے

پے در پے روزہ رکھے اسطرح کہ اِن دو نو مہینو نمین رمضان اور ایسی دن واقع نہون جنمین روزہ رکھنا ممنوع ہے (یعنے دو روز عید کے اور تین روز بعد عید اضحیٰ کے اُن دو نو مہینو نمین نہ پڑین) پہر اگر اُن دو نو مہینو نکے اندر عورت مذکورہ سے رات کو یا بھولکر دن کو صحبت کریگا یا ایکدن بھی افطار کریگا تو نئے سرسے پہر روزے رکھنے پڑینگے (اسلئے کہ اِن روزونمین پے در پے ہونا اور صحبت سے پیشتر رکھنا شرط ہی) اور اگر شوہر خود غلام ہو تو اوسکو سوای روزہ رکھنے کے دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اُسکی طرف سے اُسکا آقا بردہ آزاد کردے یا کہانا کہلاوے (اسلئے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ کہانا کہلاوے یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا اور کہانا کہلانا اوسکی طرف سے معتبر نہین پہر اگر روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو ساٹھ مسکینو نکو کہانا کہلاوے جیسا صدقہ فطر مین مذکور ہوا یا کہانے کی قیمت دے (پس اگر اپنی طرف سے دوسرے) شخص کو اجازت دی کہ ظہار کے کفارہ مین کہانا کہلادے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو درست ہی (اور) کفارونکی سب اقسام مین کہانیکا مباح کر دینا درست ہی (یعنے ظہار کی اور روزہ کی قضا اور قسم اور احرام کے شکار کے کفارونمین اور نیز شیخ فانی کو روزہ کے فدیہ ادا کرنے مین کہانیکا مباح کرنا جائز ہے) مگر صدقات مین (مثل زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور عشر زمین مین) مباح کرنا کافی نہین (بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اسطرح ہی کہ کہانا لاکر فقیرونکو اوسکے کہانے کی اجازت دیدے اور تملیک یہہ ہی کہ وہ کہانا فقیرون کو دیڈالے اور اُنکی ملک کردے چاہین کہائین چاہین دوسری کو دیڈالین) اور کہانا کہلانے مین یہہ شرط ہی کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح اور ایک شام کا کہانا دے (یعنے دو وقت کہلاوے خواہ ایکدن مین ہو یا دو دن مین) اور اگر

ایک فقیر کو دو مہینے تک کہلا دے تو درست ہے (لیکن اگر ایک فقیر کو آدھے حصے) ایک
دنمین (دیدے تو) جائز نہوگا مگر خاص ایک دن کے (ایک آدمی کے) کہلانے مین شمار
ہوگا اور اگر کہانا کہلانیکے درمیان مین عورت سے صحبت کرے تو کہانا نئے سرسے کہلاوے
(جیسا روزہ مین تہا) اور اگر دو ظہار دن کے کفارہ مین ساٹھ فقیرون کو ایک
ایک صاع گیہون حوالہ کرے تو ایک ظہار کا کفارہ جائز ہوگا (دو سیر کا اور دینا چاہیئے
اور) اگر ایک کفارہ افطار کا تہا اور ایک ظہار کا اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دو
ظہار مین دو بردے آزاد کئے اور معین نکیا (کہ کونسا کس ظہار مین آزاد کرتا ہون) تو
ان (صورتون مین) دونو (کفارہ کی) طرف سے جائز ہوگا اور ایسا ہی جیسا ہے دونو ظہارون
کے عوض مین روزے رکہے اور کہانا کہلانا (یعنے معین نکرے کہ کسکے عوض روزے رکہتا
ہون اور کسکے عوض کہانا کہلاتا ہون تو دونو ظہار کا کفارہ ہو جاویگا) اور اگر دونون
ظہارون کے کفارہ مین ایک بردہ آزاد کرے یا دو مہینے کے روزے رکہے تو ایک ظہار
کا کفارہ ہوگا (دو کا نہوگا) اور اگر ایک کفارہ ظہار کا ہو اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک
کفارہ بلا تعیین ادا کردے تو کسیکی طرف سے جائز نہوگا (غرضکہ دونو کفارے اگر ایک
جنس کے ہونگے تو جائز ہے کہ کفارہ دینے والا بعد کفارہ دینے کے انمین سے ایک
کی نیت کرلے اور اگر دو جنس کے کفارے ہون تو انمین بعد کفارہ دینے کے اگر معین
کریگا تو کافی نہوگا واللہ اعلم)

باب لعان کے بیانمین (جس سے مرد وعورت مین جدائی ہوجاتی ہے
لغت مین اسکے معنی آپسمین لعنت کرنیکے ہین اور شریعت مین) لعان چند گواہیان
مرد وعورت کی ہین جو تاکید اور قسم اور لعنت خدا کے ساتھ بیان کرین اور (مہر

لعان) مرد کے حق مین گالی دینے کی سزا کا قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا
کی سزا کے پس اگر شوہر اور عورت لیاقت گواہی کی رکھتی ہون (یعنی آزاد اور عاقل اور
بالغ اور مسلمان ہون اور) مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت کرے اور وہ عورت ایسی ہو
کہ اوسپر تہمت زنا کرنے والیکو سزا ملتی ہو (یعنے پارسا منکوحہ ہو) یا وہ شوہر اوس
عورت کے بچہ کو کہے کہ یہہ میرا نہین اور عورت اوس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا دلوانا
چاہتی ہے تو اسصورت مین لعان واجب ہی پس اگر شوہر لعان سی انکار کرے تو اوسکو قید
کیا جاوی یہانتک کہ خواہ لعان کری یا اپنی آپکو جھوٹا کہے اور گالی کی سزا مرد پر لیے
پھر جب شوہر لعان کرے تو عورت پر لعان واجب ہی اور اگر وہ انکار کرے تو قید
کیجاوی یہانتک کہ لعان کری یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے (اور زنا کی سزا کو پہنچے)
پھر اگر شوہر مین لیاقت گواہی کی نہو تو اوسکو گالی کی سزا ملیگی اور اگر شوہر مین تو لیاقت
گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہو جسکی تہمت لگانے والی کو سزا گالی کی دیجاوی (یعنے
پارسا نہو تو شوہر پر نہ سزا واجب ہی نہ لعان) اور صورت لعان کی وہ ہی جو کلام مجید
مین ارشاد ہوئی ہے (یعنے قاضی شوہر سے شروع کری اور وہ چار مرتبہ اسطرح
گواہی دیوی کہ مین خدا کے نام سی گواہی دیتا ہون کہ مین نے جو نسبت زنا کی اس عورت
پر کی ہے اسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہے کہ اگر اس باب مین مین جھوٹا
ہون تو خدا تعالی کی لعنت مجھپر ہو بعد اسکے عورت چار بار گواہی دی کہ مین خدا کے
نام سی گواہی دیتی ہون کہ یہہ مرد جو مجھکو زنا لگاتا ہی اسمین جھوٹا ہی اور پانچوین مرتبہ
یون کہی کہ اگر یہہ مرد میرے ذمہ زنا لگانے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب ہو) پس
جب اسطرح سی لعان کر چکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علٰحدہ ہو جاوین اور اگر

مرد نے تہمت اسطرح کی ہو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہین تو حاکم اُس بچہ کا نسب اُس مرد سے دور کرے اور اوسکو اُس عورت کیطرف لگا دے اور اگر مرد اپنے آپ کو جھوٹا کہے کہ مین نے جھوٹ کہا تہا تو اوسکو گالی کی سزا دیجا وے اور ہوسکتا ہی کہ مرد اُس عورت سے (بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کر دینے کے) نکاح کرلے اور اسیطرح اگر اپنی بیبی کے سوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اُسکی سزا مرد کو ملے یا عورت زنا کرے اور اُسکو زنا کی سزا ملے تو اِن صور تو مین مرد کو اختیار ہی کہ اُس عورت سے نکاح کرلے۔ اور شوہر اگر گونگا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کرے یا کوئی شخص اپنی بیبی کے حمل کو کہے کہ میرا نہین تو اِن صور تو مین لعان واجب نہین (اسلئے کہ پوری تہمت کلام کے ساتھہ مین ہی اور وہ گونگے سے ناممکن ہی اور حمل کے انکار کرنے مین بھی پوری تہمت نہین اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ بچہ پیٹ مین نہو ویسی ہی پھول گیا ہو یا کوئی مرض ہو) اور اگر شوہر کہے کہ تو نے زنا کیا اور یہہ حمل زنا کا ہی تو لعان واجب ہے (اسلئے کہ اِسصورت مین صریح نسبت زنا کی کی ہی) اور قاضی کو چاہیئے کہ اُس لڑکے یعنی حمل کو اوسکے باپ سے جدا نکرے (اسلئے کہ بچہ ہونے سے پیشتر حمل کے ہونے اور نہونے ہی مین شبہہ باقی ہی۔ اور) اگر لوگ اوسکو مبارکبادی لڑکے کی دیوین اور اُسوقت وہ کہی کہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنے کیوقت ایسا کہے تو یہہ نسب کو دور کرنا اپنے اوپر سے درست ہی اور اِن وقتون کے بعد اگر کہیگا تو جائز نہوگا اور لعان دونو صور تون مین کرے (یعنی خواہ تہنیت کیوقت لڑکے کو اپنا نہ بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان ولادت خریدنے کیوقت خواہ پیچھے) اور اگر جڑوان بچون مین سے اول کو اپنا نہ کہی اور دوسرے کو اپنا بتاوے تو گالی کی سزا

اُسکو سچا جانا جاویگا اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسرے کا انکار تو لعان کرے اور نسب تو
بچونکا دونو صورتون مین اُسی سے ہوگا +

باب عنین یعنی نامرد کے بیان مین (جو عورت سے صحبت نکر سکے - عنین اُسکو
کہتے ہین جس سے عورتون سے صحبت نہو سکے یا کنواریونکی صحبت پر قادر نہو اور ثیبونکی
صحبت پر قادر ہو) اگر عورت اپنے شوہر کو مجبوب یعنی ذکر کٹا ہوا دیکھے تو قاضی اُن
دونو کو اُسیوقت جدا کر دے اور جس صورت مین کہ نامرد اور خصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال
ٹھہرے اگر اُس برس مین وہ صحبت کرے تو بہتر ورنہ اگر عورت اُس سے جدا ہونا چاہے
تو قاضی جدا کر دے - پس اگر شوہر کہے کہ مین نے صحبت کی ہے اور عورت انکار کرے اور
دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہے تو اُس عورت کو جدا ہو جانیکا اختیار دیا
جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہہ عورت مرد رسیدہ ہے تو شوہر کا قول بشرط قسم کہانیکے
سچا جانا جاویگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کرلے تو اُسکے بعد جدا ہونے مین اُسکا
حق باطل ہو جاویگا اور اگر مرد و عورت مین کسیکو دوسرے کے عیب کے باعث
اختیار نہ دیا جاوے (یعنے جس صورت مین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہو جاوے
تو دوسرے کو جدا ہو جانیکا اختیار نہین - اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے کہ
اونکے نزدیک پانچ مرضونمین عورت مختار ہوتی ہے تین جو اوپر مذکور ہوئے چوتھا
رتق ہے کہ عورت کی شرمگاہ کے مُنہ پر گوشت اُبھر آوے جو صحبت کا مانع ہو پانچوان
قرن ہے کہ اوسجگہہ پر ہڈی مانع صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظمؒ کی قول عطاء و نخعی اور
عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا ہے اسوجہ سے کہ جن
معاملات مین رضامندی کامل شرط ہے اونمین یہہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی

کی تقویت مین کوئی عیب خلل کرتا ہے تو اُس معاملہ کو واپس کردیتی ہین اور نکاح تمام لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہین اِسلئے کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہوجاتا ہے+)

باب عدّت کے بیانمین - عدت اُس انتظار کو کہتے ہین کہ عورتکو (طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کرنا) لازم ہے - عدت آزاد عورت کی طلاق کے لئے اور بعد صحبت کے نکاح کے ٹوٹنے کے لئے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اُسکی عدت تین مہینے ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا (یعنے طلاق اور نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز) اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جننا ہے اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہے جو دونون وقتون مین سے زیادہ تر دور ہو (فار اُس مرد کو کہتے ہین کہ اپنی بیبی کو مرض کیحالت مین طلاق دے اور اُسی مرض مین مرجاوے تو ایسی عورت کی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضون کی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی) اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوے اُسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے اور (اگر طلاق بائن (کی عدت مین یا) خاوند کے مرنے کی عدت مین (آزاد ہووے تو) حکم آزاد کا سا نہوگا (لونڈی کی عدت کریگی) اور جس عورت کو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر آنے لگے تو اُسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی (نہ مہینون کے اعتبار سے) اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اُس سے شبہہ مین صحبت ہوتی ہو اُسکی عدت اور اُم ولد کی عدت باعتبار حیض کے ہے شوہر کے مرنے وغیرہ کے لئے - اور شوہر اگر چھوٹا ہو

اور اوسکی زوجہ اوسکے مرنیکے وقت حاملہ ہو جاوی تو اوسکی عدت بچہ کا جننا ہے اور اگر اوسکے مرنیکے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی اور ان دونو صورتون مین نسب اُس بچہ کا اُس شوہر خورد سال سے نہ لگایا جاویگا اور جس حیض مین عورت کو طلاق دیگئی ہو اُسکا اعتبار نکیا جاوے (یعنی اگر طلاق حیض کیحالت مین دی ہو تو اُس حیض کو عدت مین شمار نکرین بلکہ تین حیض اوسکے سوا شمار کرین) اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوس سے شبہہ سے صحبت کا اتفاق ہو تو وہ دوسری عدت کرے اور یہ دونو عدتین ایکدوسرے مین آجاوینگی اور جو حیض صحبت کے بعد عورت کو ہوگا وہ دونو عدتونمین شمار ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت پوری ہو چکے تو دوسری کو تمام کرے (یعنی مرد نے عدت والی عورت سے شبہہ کے ساتھہ صحبت کی تو اُسصورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو حیض اب آویگا وہ دونو عدتونمین شمار ہوگا اور یہی معنی ہین دونو عدتون کے ایکدوسرے مین آجانیکے اور جب پہلی عدت پوری ہو چکے تو دوسری عدت تمام کرے) اور شروع عدت کا طلاق کے پڑنے اور مرنے کے بعد سے ہے اور نکاح فاسد مین جدائی کے بعد سے یا اوس وقت سے کہ شوہر نے قصداً اُس سے صحبت کے ترک کا کیا - اور اگر عورت نے دعوی کیا کہ میری عدت گذر گئی (یعنے اب رجعت درست نہین) اور شوہر نے اُسکا قول نمانا تو قاضی کے یہان معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کرے - اور اگر شوہر نے اپنی عدت والی عورت سے نکاح کیا اور اوسکو صحبت سے پیشتر طلاق دیدی تو اِس نکاح کا مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدھا اور نئے سرسے عدت عورت پر لازم ہوگی اور اگر کوئی ذمی اپنی ذمیہ منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت نکرے (یعنے اسصورت مین کہ

اونکے مذہب مین عدت واجب نہو **فصل** جس عورت کو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر
مرگیا ہو وہ سوگ کرے یعنی زیب وزینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑدے
اور مرض کے عذر سے تیل وسرمہ درست ہے اور مہدی لگانا اور سرخ وزرد کپڑا
پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو اور اگر آزادی کے سبب عدت
مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جیسے بدون گواہون کے نکاح ہوا ہو تو ایسی
عدت مین سوگ نکرے اور عدت والی عورت سے صراحۃً پیام نکاح کا ندیا جاوے
اور اشارۃً پیام دینا صحیح ہے اور جو عورت طلاق کی عدت مین ہو اوسکو اپنے گہر سے
نکلنا نچاہیے اور جو موت کی عدت مین ہو وہ دنکو اور شروع راتمین نکلے اور یہہ دونو
عدت اوسی گہر مین بیٹہین جسمین عدت انپر واجب ہوئی ہو (یعنے طلاق یا موت جس گہر
مین ہوئی ہو اوسمین عدت چاہیے) لیکن اگر اوسمین سے کوئی نکالدے یا وہ گہر گر جاوے
تو دوسرے مکانمین رہین جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مر جاوے اور اوسمین اور
اوسکے شہر مین فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوے اور اگر تین دنکی مدت
ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوے یا جدہر جاتی ہے اوسطرف چلی جاوے دونو صورتون
مین اوسکے ساتہہ محرم ہو یا نہین اور اگر کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اوسی جگہہ
عدت کرے اور بعد عدت کے وہان سے محرم کے ساتہہ نکلے ٭

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیانمین۔ اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے اگر نکاح
کرون تو اوسکو طلاق ہے پہر اوس سے نکاح کیا اور جب سے نکاح کیا تہا پورے چہہ مہینے
کے بعد اوس عورت کے بچہ ہوا تو اوسکا نسب اوس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا
آویگا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت

ہوگا اگرچہ دو دو برس کے بعد جنی بشرطیکہ عدت کے ہو چکنے کا اقرار نکری ہو اور اس
بچہ کا ہونا رجعت کے حکم مین ہوگا دو برس سی زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس
سی کم مین ہوا ہوگا تو رجعت نہوگی (اِسلئے کہ حمل دو برس سی زیادہ نہین ٹھہرتا پس اول
صورت مین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت مین ہوا اسلئے باعث رجعت ہو گیا اور
دو برس سی کم کی صورت مین بچہ شک ہی کہ شاید بچہ حمل نکاح کے دنونکا ہو تو اسیواسطے
ہو جیسے رجعت نہوا) اور اگر عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو تو دو برس سی کم مین اگر بچہ
ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا (اِسلئے کہ طلاق بائن مین احتمال رجعت کا نہین
ہان اگر شوہر بچہ کا دعوی کری (تو ثابت ہوگا اور یہ مان لیا جاویگا کہ شبہہ سی صحبت
کی ہوگی) اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہو
اوسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پوری نو مہینے
یا زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا اور جو عورت موت شوہر کی عدت مین ہو اوسکی بچہ
کا نسب دو برس سی کم مین ثابت ہوگا - اور جو عورت کہ اپنی عدت ہو چکنے کا اقرار کری
ہو اوسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سی چھہ مہینے سی کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت
نہوگا - اور جو عورت عدت مین ہو اور اوسکے بچہ ہونے کو لوگ نمانین تو اوسکا نسب
کئی طرح ثابت ہوسکتا ہی ایک یہ کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین گواہی اُس بچہ کے
ہونے کی دین یا یہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہ کہ شوہر اُس بچہ کو کہے کہ میرا ہی یا اگر شوہر
مر جاوی تو اوسکے وارث اوسکی تصدیق کرین - اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت
اس شوہر سی مقصود متین ہی کہ اوسکے بچہ چھہ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سے
پیدا ہو اگرچہ شوہر چپ رہی (کچھہ اقرار یا انکار نکرے) اور اگر انکار کری تو ایک صورت

یا گواہی سے ثابت ہوگا جو بیان کرے کہ اُس عورت سے بچہ پیدا ہوا ہے پھر اگر بچہ پیدا
ہونیکے بعد عورت مرد مین اختلاف ہو عورت کہے کہ تو نے مجھ سے چھ مہینے ہوئے
کہ نکاح کیا ہے اور شوہر دعوی کرے کہ چھ مہینے سے کم ہوئے ہین تو اس صورت مین
عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اُس مرد کا ٹھہریگا۔ اور اگر شوہر طلاق کو مشروط
بچہ جننے پر کر دے اور ایک عورت اوسکے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طلاق نہوگی اور
اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کر لیا ہو تو بدون کسی کی گواہی کے عورت پر طلاق
پڑجاویگی اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم سے کم چھ مہینے (اور
امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی
قول حضرت عایشہؓ کا ہے کہ بچہ پیٹ مین دو برس سے زیادہ نہین رہتا) پس اگر کسی
لونڈی سے نکاح کر کے اسکو طلاق دی پھر اوسکو خرید لیا اور وقت خرید سے چھ
مہینے کے اندر اوسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ (اُسیکے سر پڑیگا اور) اوسیکا (لڑکا) ہوگا
(اور چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنیگی تو بدون دعوی کے اُسکا نہ ٹھہریگا) اور
اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہے تو وہ میرا ہے
اور گواہی دی ایک عورت بچہ ہونے کی تو وہ لونڈی اس مرد کی ام ولد ہو جاویگی
(یعنے نسب اُس بچہ کا بدون دعوی کے ثابت ہو جاویگا لیکن یہہ اس صورت مین ہے
کہ بچہ اُس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چھ مہینے سے کم مین ہو دے) اور جو شخص
کسی لڑکے کو کہے کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور مر جاوے پس اُس لڑکے کی ماں کہے کہ مین
اوسکی بیبی ہون اور یہہ اُسکا بیٹا ہے تو یہہ دونو اُس مردہ کے وارث ہونگے پھر
اگر اُس عورت کی آزادی معلوم نہو اور وارث مردہ کا (یعنے وہ لڑکا) کہے کہ تو

میسر ہو یا کوئی ام ولد ہو (نکاحی بیبی نہین) تو اُس عورتکو میراث نملیگی *

باب بچہ کے گود لینے (یعنے پرورش کرنے) کا بیان — سب سے زیادہ مستحق (اوبہتر) بچہ کے رکھنے کے لئے اُسکی مان ہے باپ سے جدا ہونیکے پیشتر اور بعد جدائی کے بھی اور بعد ان کے نانی ہے اسکے بعد دادی اُسکے پیچھے بہن حقیقی اوسکے بعد بہن اخیافی اُسکے بعد بہن علاتی پہر خالہ اسیطرح (یعنے حقیقی سب سے مقدم اوسکے بعد اخیافی اوسکے بعد علاتی) پہر پہوپہیان اسیطور پر — اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرلے (یعنی اُسکا شوہر بچہ سے قرابت قریب نرکہتا ہو) تو اُس عورت کا حق گود لینے کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اُس شوہر سے جدا ہو جاوے تو حق مذکور پہر پہٹ آویگا بعد اِن مذکورین کے گود لینے کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب پر اور مان اور نانی دادی لڑکے کی پرورش کی مستحق ہین جسوقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سے بے پروا ہو جاوے (یعنی کہانا پینا کپڑا پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے) اور اسکا انداز لڑکے کے حق مین سات برس کا ہے (کہ اس عمر کا لڑکا یہ باتین اپنے آپ کر لیا کرتا ہے) اور لڑکی کی مستحق اُسوقت تک ہین کہ وہ حائضہ ہو اور مان اور جدہ کے سوا اورونکو اُسوقت تک حق ہے کہ لڑکی مُشتہاۃ (یعنے مردونکی خواہش کے لائق) ہو جاوے اور لونڈی کو (اپنی اولاد کے بارہ مین) اور ام ولد کو (اپنے بچون کے بارہ مین) حق گود لینے کا نہین جبتک کہ آزاد نہو جاوین (اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح انکو حق گود مین لینے کا ہوگا) اور عورت ذمی اپنے مسلمان بچہ کے رکہنے کی اُسوقت تک مستحق ہے کہ وہ دین کو نہ سمجہے (اور بعد دین کی سمجہ آنیکے اُس بچہ کا مستحق اُسکا باپ مسلمان ہوگا) اور بچہ کا اسباب مین اختیار نہین (یعنے اُسکو اختیار نہین کہ چاہے مان کے ساتھہ رہے چاہے باپ کے ساتھہ اسلئے کہ اُسکو عقل

نہین اور غالب یہی ہی کہ اوسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اوسکو ارام ملیگا وہی صدیقہ اختیار
کرے لیکن بچہ اور تربیت کی مصلحت کے خلاف ہی اسلئے کہ تربیت مین دہمکی اور گوشمالی ضروری
ہے) اور جس عورت کو طلاق دیگئی ہو وہ اپنے بچہ کو لیکر کہین سفر نکرے ہان (اگر اپنے
وطن کو جہان اُسکا نکاح ہوا تہا لیجادے (تو مضائقہ نہین ہے)

باب نفقہ کے بیانمین (نفقہ کہانا دغیرہ دینے کو کہتے ہین) عورت کا کہانا اور
کپڑا شوہر پر موافق حیثیت دونو کے واجب ہی (یعنے کہانے اور پوشاک مین دونو کے
حال کی رعایت مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے (کرنی چاہیئے) اگرچہ عورت اپنا
مہر لینے کیواسطے صحبت شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو (یعنے خاوند کے
گہر سے نکلجاوے اور اسکی بات نمانے) اُسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہین اور نہ
اُس عورت کا جو کم سن قابل صحبت کے نہو اور نہ اُسکا جو قرضدار ہونے کی جہت سے قید ہو
اور نہ اُسکا جو زبردستی (شوہر سے) چہن گئی ہو اور نہ اُسکا جو حج کو شوہر کے سوا کسی اور کے
ساتہہ چلی گئی ہو اور نہ اُسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالہ نہوئی ہو۔ اور اگر شوہر
توانگر ہو تو عورت کے خادم کا نفقہ بہی اُسکے ذمہ پر ہوگا اور اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز
ہو تو عورت کو اُس سے جدا نکیا جاوے بلکہ اُسکو اجازت دیجاوے کہ شوہر کے نام قرض لے (یعنے
قاضی حکم کردے کہ اپنے شوہر پر قرض لیکر کہاوے) اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہوجاوے
تو توانگری کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقہ مفلسی کا حکم ہوچکا ہو (یعنی اگر قاضی نے شوہر
کو حکم دیا ہو کہ مفلسون کا سا نفقہ عورت کو دیوے اور بعد اسکے وہ توانگر ہوجاوے تو اُسکو
توانگری کا نفقہ پورا دینا پڑیگا) اور جو مدت گذر چکی ہو اُسکا نفقہ بدون قاضی کے حکم
کے یا رضامندی شوہر کے واجب نہین ہوتا اور شوہر اور عورت مین سے اگر ایک مرجاوے

توجو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہی اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دیچکا ہو
اگر شوہر مر جاوی تو عورت سے وہ واپس نلیا جاویگا۔ اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا
نفقہ نہ دی تو اوسکے نفقہ مین بیچڈالا جاویگا۔ اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہہ دینے سے واجب
ہوتا ہی (یعنے اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اوسکے شوہر کو جگہہ علیحدہ رہنیکی دی
ہوگی تو اُسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا) اور شوہر پر (عورت کیلیے
ایک مکان رہنے کو دینا واجب ہی جو شوہر کے گہر والون اور عورت کے گہر والون سے
خالی ہو اور جائز ہے عورت کے گہر والون کو اُس عورت کیطرف دیکہنا اور اُس سے
باتین کرنی (جب اُنکا دل چاہی) اور جو شخص کہ غائب ہو اوسکے لڑکے اور مان باپ اور
منکوحہ کا نفقہ اُسکے اُس مالین مقرر کیا جاوی جو دوسری شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار
کرے (کہ یہہ فلانے کا مال ہی) اور (یہہ بہی اقرار کرے کہ) یہہ عورت اُسکی منکوحہ
ہے اور منکوحہ سے ضمانت لیجاوی (کہ اگر اُسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا) اور
واجب ہی نفقہ اُس عورت کے لئی جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والی کو
اور نہ ایسی جدائی کی عدت والیکو جو عورت کیطرف سی ہوئی ہو (مثلا عورت کے مرتد ہونے
کے باعث جدائی ہوئی ہو تو اوسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا۔ اور) اگر عورت کو تین طلاقین
بائن ملین اور اوسکے بعد وہ مرتد ہوگئی تو جو نفقہ عدت کا اوسکے لئی لازم ہوتا وہ ساقط
ہو جاویگا اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر قادر کرلے تو نفقہ مذکور
ساقط نہوگا۔ اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا۔ اور مان پر زبردستی
نکیجاوی کہ بچے کو دودہ پلاوی بلکہ باپ کسی دودہ پلانیوالی کو نوکر رکہہ لے کہ مان کے
پاس اُسکو دودہ پلاوی اور اگر اوسکی مان منکوحہ ہو یا عدت مین تو اُسکو اجرت دودہ

پلانے کی مدت سے اور بعد عدت کے ماں کو دودہ پلانے پر اجرت لینی کا زیادہ استحقاق ہے بشرطیکہ زیادہ اجرت نہ مانگے۔ اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنی ماں باپ اور اجداد و جدات کا اگر وہ محتاج ہوں۔ اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہیں رہتا مگر منکوحہ ہونے سے یا باپ بیٹا ہونے سے (یعنے اگر دو شخصوں کے دین میں اختلاف ہو تو ایک کا نفقہ دوسرے پر نہیں واجب ہوتا لیکن دو صورتیں اول یہ کہ منکوحہ اہل کتاب میں سے ہو دوم یہ کہ ماں باپ کافر ہوں یا بیٹا اور پوتا کافر ہوں کہ ان صورتوں میں باوجود دین کے مختلف ہونیکے نفقہ لازم ہی) اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا فرزند اپنے ماں باپ کو نفقہ دے تو اس نفقہ میں کوئی اور شریک نہوگا اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور کمانے سے عاجز ہو اُسکا نفقہ وارثوں پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہوں (مثلاً ایکشخص نفقہ اور اپاہج ہے اور اوسکے ایک بھائی اور ایک بہن ہی تو اُسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ اور بہن پر ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونو غنی ہوں) اور باپ کو اپنی نفقہ کے لئے اپنے بیٹے کا اسباب بیچنا درست ہی مگر زمین اُسکی فروخت کرنی درست نہیں اور اگر کسی شخص نے اپنی امانت دوسرے کے پاس رکہی اور اُس دوسرے نے اُسکی بدون اجازت کے اُسکو اوسکے ماں باپ کے نفقہ میں اُٹھا ڈالا تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اگر ماں باپ پاس کچہہ مال بیٹے کا ہو اور وہ خرچ کر ڈالیں تو انپر کچہہ تاوان نہیں پس اگر ماں باپ یا بیٹے یا قریب کے لئے قاضی نے حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اُنکو نہ پوہنچا تو نفقہ ایام گذشتہ کا ساقط ہو جائیگا ہاں اگر قاضی اُنکو حکم قرض لینے کا کر دے اور وہ قرض لے لیویں تو ساقط نہوگا (اُس شخص کے ذمہ لازم رہیگا) اور واجب ہی نفقہ غلام کا آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ دینے سے تو غلام کا نفقہ اُسکی کمائی میں سے ہے (یعنی جو کچہہ غلام کما دے اُسمیں سے کہا وے)

اور اگر کوئی بیٹہ اُسکو نہ آتا ہو تو اوسکے فروخت کردینے کا حکم دیا جائیگا (تاکہ ہلاک نہو)

کتاب العتاق

اسمین ازاد کرنیکے مسئلے ہین (جاننا چاہیئے کہ آزاد کرنا ایک عمل مستحب ہی کہ حدیثون مین اُسکے فضائل بہت واقع ہین اُنمین سی یہہ ہی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جو کوئی آزاد کری مسلمان بردہ کو اللہ تعالی اوسکے ہر عضو کے بدلہ مین آزاد کرنیوالیکے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سی آزاد کرے) آزادی ایک ایسی قوت شرعی ہے جو غلام مین بعد آقا کی ملک کے دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت ہوتی ہے۔ اور وہ درست ہوتی ہی جسوقت آزاد عاقل اور بالغ اپنی غلام لونڈی کو یہہ کہی کہ تو آزاد ہی یا ایسا لفظ کہی جس سی تمام بدن بیان کیا جاتا ہی (مثلا کہی کہ تیری گردن یا تیرا سر یا روح آزاد ہے) یا تو عتیق ہی یا معتق ہے یا محرر ہے یا مین نے تجکو آزاد کیا اِن الفاظ سی آزاد ہو جائیگا نیت کرے یا نکرے (اسواسطی کہ یہہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین نیت کی کچہہ حاجت نہین) اور (اگر آقا یہہ کہے کہ) میری ملک تجہپر نہین خواہ (یون کہے کہ) میری بندگی تجہپر نہین یا (یہہ کہ) مجکو تجہپر اختیار نہین (تو انمین) اگر نیت آزادی کی کریگا تو غلام آزاد ہو جاویگا) اور اگر یہہ کہی کہ یہہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہی یا یہہ لونڈی میری ماں ہے یا کہے کہ یہہ میرا مولی ہے یا یون پکارے کہ اے میرے مولی یا او آزاد یا او عتیق تو اِن الفاظ سی آزاد ہوگا لیکن اگر یون کہے کہ او بیٹے یا او بھائی یا مجکو تجہپر خلیہ نہین یا الفاظ طلاق کہے یا یون کہے کہ تو مثل آزاد کے ہی تو آزاد نہوگا اور آزاد ہوتا ہے اِن الفاظ سے تو نہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہی خدا کی رضا کے لئے یا شیطان کی رضا کے لئے یا بت کے لئے اور آزاد ہو جاتا ہی قریب رشتہ دار (جو ذی رحم) محرم (ہو)

مالک ہونیکے سبب سو اگرچہ مالک لڑکا یا دیوانہ ہو (یعنے قریب بمجرد مالک ہونیکے آزاد
ہوجاتا ہے) اور اگر کوئی زبردستی سو آزاد کرا دے یا حالت نشہ مین آزاد کرے تب بھی آزاد ہوجاتا ہے
اور اگر آزادی کو مالک ہونے یا کسی اور شرط پر مشروط کریگا تو درست ہوگا (مثلا یون کہے کہ اگر مین
مالک ہون اس بندہ کا تو یہہ آزاد ہے یا فلان شخص آوے تو میرا غلام آزاد ہے) اور اگر حاملہ لونڈی
کو آزاد کرے تو وہ اور اسکا بچہ دونو آزاد ہوجائینگے مترجم کہتا ہے کہ یہہ صورت اسوقت
ہے کہ بعد آزادی کے چھہ مہینے سے کمتر مین بچہ پیدا ہوا اور اگر بعد ۶ مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ
بالاصالت آزاد نہوگا بلکہ مان کی تبعیت سے آزاد ہوگا) اور اگر حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ
آزاد ہوگا اسکی مان آزاد نہوگی - اور بچہ ملک اور آزادی اور غلام ہونے مین اور مدبر
اور مکاتب اور ام ولد ہونے مین مان کا تابع ہوتا ہے (پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور
اوسکے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سے ہوگا تو وہ بھی ام ولد کے حکم مین ہوگا یعنی بعد آقا
کے مرنیکے مان کے ساتھہ مین آزاد ہوجاویگا) اور جو بچہ کہ لونڈی کے آقا سے
ہو وہ آزاد ہے ٭

باب اس غلام کے بیان مین جسکا کچھہ حصہ آزاد ہوجاوے - جو شخص کہ اپنے غلام کا کچھہ
حصہ آزاد کردے تو وہ سب آزاد نہین ہوتا (بلکہ اوسیقدر آزاد ہوتا ہے جو مالک نے آزاد
کیا ہے) اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوئی اوسکے لئے آقا کو روپیہ کما دے اور اوسکا حکم مثل
مکاتب کے ہے (یعنے مالک کو اختیار ہے چاہے باقی کو آزاد کردے یا باقی کی قیمت اوسکی
کمائی سے لیوے اتنا فرق ہے کہ اگر یہہ غلام کمانے سے عاجز ہوجاوے تو جسقدر آزاد ہوگیا ہے
وہ پھر سے غلام نہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کیصورت مین پھر غلام ہوجاتا ہے)
اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کردیا تو دوسرے شریک کو اختیار

ست چاہیے اپنا حصہ بھی آزاد کر دے خواہ غلام سے استسعا کروا لے اور استسعا میں ولا (یعنی ترکہ حق میراث) دونو شریکوں کو پہونچیگا (یا یہ کرے کہ) جسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے اُس سے حصہ کی قیمت لے بشرطیکہ وہ روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کرنیوالا یہ دام غلام سے لے سکتا ہے اور اس صورت میں ولا صرف آزاد کرنیوالے کو پہونچیگی (دوسری شریک کو نہ پہونچیگی) اور اگر دونو شریک ایک دوسریکے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین (یعنی ہر ایک یہ بیان کرے کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے) تو وہ غلام دونو مالکون کو اپنے حصہ کا روپیہ کما دے (اور آزاد ہو جاوے) اور اگر دونو شریکو نمین سے ایک تو کسی شخص کے کل کے روز مین آزاد ہونے کو مشروط کرے اور دوسرا اُسکے برعکس مشروط کرے اور کل گذر جاوے اور معلوم نہو (کہ دونو شرطونمین سے کونسی ہوئی) تو غلام نصف آزاد ہو جاویگا اور اپنی آدھی قیمت دونو شریکو نکو کما دیگا (مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسری شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور کل کے روز مین معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہو جاویگا اور نصفی اپنی قیمت دونو کو کما دیگا) اور اگر دو شخصون نے اسی طرح قسم کہائی اپنے غلام کے علیحدہ علیحدہ آزاد ہونیکی تو دونو غلامون مین سے کوئی بھی آزاد نہو گا (مراد قسم سے یہان یہی مشروط کرنا ہے مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر زید کل آوے تو میرا غلام آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ نہ آوے تو آزاد ہے تو اگر آنا نہ آنا متحقق نہو گا تو کوئی آزاد نہو گا اور فرق دونو مسئلون مین یہہ ہے کہ پہلے مسئلہ مین غلام مشترک تھا اور اس مسئلہ مین دونو کے غلام الگ الگ تھے) اور اگر باپ دوسرے شریک کے ساتھہ مین اپنے بیٹے کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جاویگا اور اُسکو شریک ثانی کو کچھہ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہے کہ یا اُسکو آزاد کر دے یا اُسنے

حصہ کی قیمت کموالے - اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پھر باقی نصف
کو اُس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو اختیار ہے کہ وہ یا باپ سے اپنے حصہ کا تاوان
لیلے خواہ بیٹے سے کموالے - اور اگر باپ نے اپنے بیٹے کا نصف کسی کے پاس سے مول
لیا جو کل کا مالک تھا تو اسصورتمین باپ اُس بائع کو تاوان نہ دیگا (بلکہ بائع یا باقی کو آزاد
کر دے یا اوسکی قیمت اُس بیٹے سے کموالے) ایک غلام مین تین آدمیوں کی شرکت مین ہے
ایک نے اُسکو مدبر کر دیا اور دوسرے نے آزاد کر دیا تیسرا اپنے حصہ کا (یعنی تیسرا شخص) اپنے
حصہ کا تاوان مدبر کرنیوالے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت
غلام مدبر کی لے اوسقدر نہ لے جتنی کہ اوسنے تیسرے کو دی ہے (اسلیے کہ وہ تو پورے
غلام کی تہائی تھی اور مدبر کا دام پورے کی دو تہائی کہتے ہین تو چونکہ مدبر اوسنے کیا ہے
تو اسلیے مدبر ہی کی تہائی بھی لینی چاہیے) اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا
کہ یہہ لونڈی تیری ام ولد ہے اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایکروز منکر کی خدمت کرے
اور ایکروز بیٹھی رہے (یعنی مدعی کی خدمت نکرے) اور ام ولد کی کچھہ قیمت نہین تو
اگر ان دونو مین سے کوئی اپنا حصہ آزاد کریگا تو دوسرے کو کچھہ تاوان دینا نہ پڑیگا
- ایک شخص کے تین غلام ہین دو کو اُنمین سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اسکلام کے
بعد ایک چلا گیا اور تیسرا جو نہین تہا وہ چلا آیا پہر اوسنے وہی کہا (کہ تم مین سے ایک
آزاد ہے) اور اپنی نیت کا حال بدون بیان کئے مرگیا تو اسصورت مین جو غلام دونو دفعہ
مین وہان موجود رہا اُسکی تین چوتھائی آزاد ہونگی اور جو ایک دفعہ رہا (یعنی دونو باقی)
اُنکا نصف آزاد ہوگا (اور) اگر یہہ معاملہ مالک کے مرض مین ہوا ہو (اور وہ بیان کرنے سے
پہلے مرجاوے) تو سوم حصہ ترکہ کا ان سہامو پر تقسیم کیا جاویگا (اسلئے کہ مرض مین

آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہی اور وصیت ترکہ کی تہائی سی جاری ہوتی ہی پس سات سہام
کر تقسیم کرینگے تین سہام دونو دفعہ والی کو اور دو دو سہام اُن دونو کو اور یہہ سات سہام
مال مالک کی تہائی مین سی ہونے چاہئین) اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور ہبہ کرنا اور مدبر
کرنا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہی (یعنے اگر دو غلامون کو کہا کہ تم مین سی ایک آزاد ہی بعد اسکے
اُنمین سے ایک کو بیچڈالا یا آزاد کر دیا یا وہ مرگیا یا مدبر کر دیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا)
اور صحبت کرنا بیان نہین (یعنے اگر اپنی دو لونڈیون کو کہا کہ ایک تم مین سی آزاد ہی بعد
اُسکے ایک کے ساتہہ صحبت کی تو اِس سی یہہ معلوم نہوگا کہ دوسریکی آزادی مراد تہی) اور
صحبت اور موت طلاقِ مبہم کا بیان ہوا کرتی ہین (مثلاً اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سی
ایک کو طلاق ہے پہر ایک کے ساتہہ صحبت کی یا ایک مرگئی تو اِس سی معلوم ہوگا کہ طلاق
دوسریکو ہوئی) اور اگر شوہر کہے کہ اول بچہ جو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہی پہر اُسکے
ایک لڑکا اور لڑکی توام ہوئے اور معلوم نہوا کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی
اور اوسکی ماں نصف آزاد ہو جاوینگے (اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی
ہی تو وہ ہر حالمین غلام ہی خواہ اول پیدا ہو یا پیچہے اور اُسکی ماں اور بہن مین آگے پیچہے
ہونے ولادت کی رو سی شبہہ آزادی کا ہی کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہونگے
اسلئے دونو آدہی آزاد ہونگے ماں اصل مین آزاد ہوگی اور لڑکی اوسکے ساتہہ مین)
اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دین کہ اوسنے اپنے دو غلامون یا دو لونڈیونمین سے
ایک کو آزاد کیا ہی تو یہہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی (اسلئے کہ جسکے لئے گواہی دیتے ہین وہ
معلوم نہین) ہان اگر (یہہ صورت) وصیت مین (واقع ہو کہ مرض مین اوسنے ایسا کیا ہی) یا
طلاق مبہم مین (اسطرحکی گواہی ہو تو) مقبول ہوگی (اسواسطے کہ وصیت مین طرفداری یا

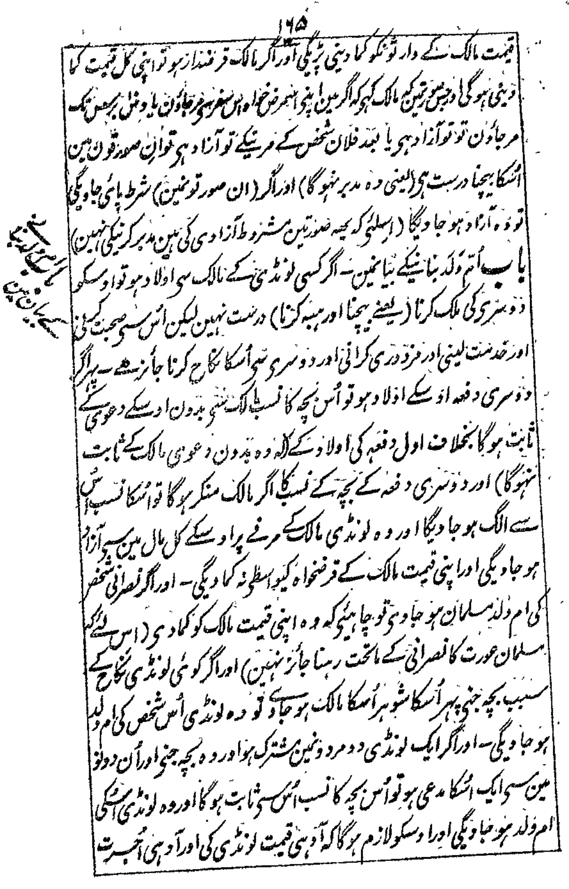
وصی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین اور طلاق مین انکی مقبول ہوگی کہ دعوے
طلاق مین شرط نہین پس بدون معلوم ہونے طرفثانی کے بھی شہادت مانی جاویگی ❊

باب آزادی کو کسی چیز پر مشروط کرنیکے بیانمین - اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین
اگر گہر مین جاؤن تو اُس روز میری جتنے مملوک ہین آزاد ہین حالانکہ اُسوقت اُسکی ملک
مین کوئی غلام لونڈی نہین تو شرط کے پائی جانے سے وہ مملوک آزاد ہوجاوینگے جو اُسکی
ملک مین بعد اِس شرط کرنیکے آئے ہین اور اگر لفظ (اُس روز) نکہیگا تو جن مملوکون کا
مالک بعد اِس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہونگے اور کلمہ مملوک حمل پر واقع نہین ہوتا (تو
حمل اِس شرط سے خارج رہیگا آدمی) اگر یہہ کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین یا مین اُنکا مالک ہونگا
وہ کل کو آزاد ہین یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہین تو اُسمین صرف وہ مملوک شامل ہونگے
جنکا وہ شخص شروع اِس شرط لگانے سے مالک ہے (وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اِس شرط
کے خریدیگا) اور اگر وہ شخص مرجاویگا تو اُسکے مال کی تہائی سے وہ مملوک بھی آزاد ہونگے
جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے (جیسے شرط کیوقت کے مملوک آزاد ہوتے ہین اسلئے کہ یہہ
اُسکا قول وصیت کے حکم مین ہے تو اِسلیئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی ❊

باب مال کے عوضمین آزاد کرنیکے بیانمین - اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد
کرے اور وہ غلام اُسکو قبول کرلے تو آزاد ہوجاویگا اور اگر آزاد ہونے کو مال کے
ادا کرنے پر مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا (یعنے اجازت تجارت کی
اُسکو آقا کیطرف سے ہوجاویگی) اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکہنے سے آزاد ہوجاویگا
(یعنے یہہ ضرور نہین کہ غلام کے آزاد کرنے کو مالک قبول ہی کرے بلکہ مال کا سامنے
رکہدینا کافی ہے) اور اگر کہے کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ مین آزاد ہے تو

غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی خدمت
کے عوض مین آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرلے تو اوسیوقت آزاد ہو جاویگا اور مالک کی
خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینی سے پہلے مرجاوے تو اوس غلام آزاد کو
اپنی قیمت مالک کے ورثہ کو دینی پڑیگی۔ اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سے
کہا کہ تو اوسکو ہزار کے عوض اس شرط سے آزاد کردے کہ اسکا نکاح مجھسے کردے پس مالک
نے اسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اس شخص کے ساتھہ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ
مفت مین آزاد ہو جاویگی (اسلئے کہ شرط ہزار کی پوری نہوئی) اور اگر (اس شخص نے
اتنا اور زیادہ کہا کہ (اس لونڈی کو) میری طرف سے (ہزار کی عوض آزاد کردے الخ)
تو (اسصورت مین) ہزار کو اس لونڈی کی قیمت اور اوسکے مہر مثل پر بانٹا جاویگا تو
جسقدر اوسکی قیمت کے مقابل (حصہ رسد ہزار مین سے) ہوگا وہ اس شخص کو مالک
کے حوالہ کرنا واجب ہوگا (اور جسقدر مہر مثل کے مقابل پڑیگا وہ نہ دینا آویگا وہ نکاح
نہونے کی جہت سے جاتا رہا)

باب مملوک کے مدبر کرنیکے بیان مین — مدبر کرنا یہہ ہے کہ مملوک کی آزادی کو اپنی
موت مطلق پر مشروط کردے مثلاً (یہہ کہے کہ) جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا تو آزاد
ہے جسدن مین مرجاؤن یا میری بعد تو مدبر ہے یا تجکو مین نے مدبر کیا پس (اسطرح
کا مدبر) نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوے لیکن اس سے کار خدمت لیا جاوے اور مزدوری
پر بھیجا جاوے اور اگر لونڈی ہو تو اس سے صحبت کیجاوے اور اسکا نکاح کر دیا جاوے
اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہین اگر مالک تونگر ہو تب مدبر اسکی تہائی
مال مین سے بالکل آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی



قیمت مالک کے وارثونکو کما دینی پڑیگی اور اگر مالک قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کما
دینی ہوگی۔ جس صورتین کہ مالک کہے کہ اگر مین اپنے اِس مرض خواہ اِس سفر سے مرجاؤن یا دس برس تک
مرجاؤن تو تو آزاد ہے یا بعد فلان شخص کے مرنیکے تو آزاد ہے تو اِن صورتون مین
اُسکا بیچنا درست ہے (یعنی وہ مدبر نہوگا) اور اگر (ان صورتونمین) شرط پائی جاویگی
تو وہ آزاد ہو جاویگا (اسلئے کہ یہہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنیکی نہین)
باب اُمّ ولد بنانیکے بیانمین۔ اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اوسکو
دوسری کی ملک کرنا (یعنے بیچنا اور ہبہ کرنا) درست نہین لیکن اُس سے صحبت کرنی
اور خدمت لینی اور مزدوری کرانی اور دوسرے سے اُسکا نکاح کرنا جائز ہے۔ پھر اگر
دوسری دفعہ اوسکے اولاد ہو تو اُس بچہ کا نسب مالک سے بدون اوسکے دعوے کے
ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے (کہ وہ بدون دعوی مالک کے ثابت
نہوگا) اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اُسکا نسب اُس
سے الگ ہو جاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اوسکے کل مال مین سے آزاد
ہو جاویگی اور اپنی قیمت مالک کے قرضخواہ کیواسطے نہ کما دیگی۔ اور اگر نصرانی شخص
کی ام ولد مسلمان ہو جاوے تو چاہیئے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے (اس لئے کہ
مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہین) اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے
سبب بچہ جنے پھر اُسکا شوہر اُسکا مالک ہو جاوے تو وہ لونڈی اُس شخص کی ام ولد
ہو جاویگی۔ اور اگر ایک لونڈی دو مردونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنے اور اُن دونو
مین سے ایک اُسکا مدعی ہو تو اُس بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اُسکی
ام ولد ہو جاویگی اور اوسکو لازم ہوگا کہ آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہی اُجرت

صحبت کی حوالہ اپنے شریک کے کرنے اُس بچہ کی قیمت کچہہ نہ ہو اور اگر وہ دونون شریک اُس بچہ کے مدعی ہون تو اُسکا نسب دونوں سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی دونوں کی اُم ولد ہوگی اور ہر ایک پر اونمین سے نصف اُجرت صحبت کی لازم ہوگی آپسمین مجرا دیوین (یعنے نہ دیوے اُس سے لیوے نہ دوا یسی دا سلئے کہ ہر واحد پر دوسر یکا حق برابر ہے) اور اگر ان شریکونمین کوئی مریگا تو وہ بچہ ہر ایک کے ترکہ مین سے پوری میراث بیٹے کی پادیگا اور اگر وہ اُنکے سامنے مرجاویگا تو اُسکے ترکہ مین ان دونونکو ایک باپ کا حصہ ملیگا (اُسکو دونو باہم تقسیم نصفا نصف کرلین) اگر ایک شخص کے پاس غلام مکاتب ہے اور مکاتب کے پاس لونڈی ہے اُس شخص نے اُس لونڈی کے بچہ کا دعوی کیا اور مکاتب نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اجرت صحبت کی اور قیمت بچہ کی اپنے مکاتب (یعنے لونڈی کے مالک کو) حوالہ کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی اُس شخص کی اُم ولد نہوگی اور اگر مکاتب نے اُسکو دعوی مین جھٹلایا تو نسب اُس سے ثابت نہو ویگا ❊

کتاب الایمان

اسمین قسمون کا بیان ہے۔ قسم اُسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز کے ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کہائی ہے۔ پہر قسم کی تین قسمین ہین اول یہہ کہ کسی گذشتہ معاملہ پر جان بوجہکر جھوٹی قسم کہاوے اُسکو غموس کہتے ہین دوسری یہہ کہ ظن غالب کی راہ سے قسم کہاوے وہ قسم لغو ہے اول صورتمین گناہگار ہوتا ہے دوسری مین نہین ہوتا تیسری یہہ ہے کہ کسی امر آئندہ پر قسم کہاوے یہہ قسم منعقدہ ہے اور صرف اسمین اگر قسم کے خلاف کریگا تو کفارہ لازم آویگا (یعنی غموس

اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین) اور قسم منعقدہ اگر کسیکی زبردستی سی کہا دی یا بہولکر
کہا دی ہو اور اُسکا خلاف خواہ کسیکی زبردستی سی کرے یا بہولکر کرے سب طرحسی کفارہ لازم
آتا ہی اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اوسکی عزت اور اوسکی بزرگی اور
اُسکی کبریائی کی ہوتی ہے اور اوسکے الفاظ یہہ ہین قسم کہاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور
گواہی دیتا ہون کہ خدا کی گواہی دیتا ہون کہ لعمر اللہ وایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور پیمان
خدا کی قسم اور مجہپر نذر ہی یا خدا تعالی کی نذر ہی اور اگر مین یہہ کام کرون تو کافر ہون
(یہہ سب کلمات قسم کے ہین) اور خدا کے علم اور غضب اور غصہ اور رحمت کی قسم اور
اُسکے نبی صلعم کی اور قرآن کی اور کعبہ کی اور خدا کے حق کی قسم کہانے سی قسم نہین
ہوتی اور اگر مین یہہ کام کرون تو مجہپر خدا کا غضب اور غصہ ہو یا مین زانی یا چور یا
شراب خوار یا سود خوار ہون ان (کلمات) سی بہی قسم نہین ہوتی اور قسم کے حروف
عربی مین بؔ اور وؔ اور تؔ ہین (مثلاً باللہ اور واللہ اور تاللہ) اور کبہی حرف قسم
پوشیدہ بہی ہوتا ہی (جیسی اللہ کہا اور مراد واللہ کہنی سی ہو) اور (اگر قسم کے خلاف
کام کرے تو) اُسکا کفارہ ایک بردہ کا ازاد کرنا یا دس مسکینونکو کہانا کہلانا ہی جسطرح
ان دونو باتون کا ذکر ظہار مین گذر چکا ہی یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ اُنکا
بدن اکثر ڈہکجاوی پس اگر یہہ دونو باتین نہوسکین تو تین روزی پیہم رکہی اور قسم کے خلاف
کرنے سی پیشتر کفارہ نہ دی ــ اور جو شخص کسی گناہ کے کام کرنیکے لئے قسم کہا دی تو
اُسکو چاہئی کہ اپنی قسم کے خلاف عمل کری اور قسم کا کفارہ دیوی ــ اور کفارہ قسم کا
کافر پر لازم نہین گو قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کری اور جو کوئی اپنی ملک کو اپنی
اوپر حرام کرلے وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اُسکو استعمال مین لاوی تو کفارہ دے ــ اور اگر

یون کہے کہ ہر ایک چیز مجہپر حرام ہی تو یہہ قسم کہانے اور پینے کی چیزون پر ہوگی اور فتوی اسپر ہی کہ اسکلام سی اوسکی بیبی بدون نیت طلاق کے بائن ہوجاتی ہی ۔ اور جو شخص کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوی تو اپنی نذر پوری کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم مین کلمہ انشاء اللہ ملادے تو قسم نہو گی (اور اوسکی خلاف کرنے سی کچہہ لازم نآویگا)

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین

اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین گہر کے اندر نجاؤنگا تو کعبہ مین اور مسجد مین اور گرجا اور یہودیونکی مندر مین اور گہر کی ڈیوڑہی اور رستہ کے چہتہ اور صُفّہ مین جانے سی اسکی قسم نوٹیگی (صُفّہ اسکو کہتے ہین کہ تین دیوار دن پر چہت ڈالدیجاوی) اور اگر قسم کہائی کہ کسی گہر مین نجاؤنگا اور پہر گہر مین ڈہنے کے بعد داخل ہوا تب بہی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ اس گہر مین نجاؤنگا اور اوسکے گرجانے کے بعد اسمین جاوی تو قسم کے خلاف ہوجاویگا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا بنگیا ہو اور اگر مکان کے ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہوگیا ہو تو اسمین جانے سی قسم نہ ٹوٹیگی اسیطرح اگر کہے کہ اس کوٹھری مین نجاؤنگا اور وہ ویران ہوجاوی یا اوسکی جگہہ دوسرا مکان بنجاوی تو اوسمین جانے سی قسم نہ ٹوٹیگی اور جو شخص کہ گہر کی چہت پر کہڑا ہو وہ مکان مین داخل ہی اور اگر دروازہ کی محراب مین کہڑا ہو وہ مکان کے اندر نہین ہے ۔ اور پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹہرا رہنا ایسا ہی کہ گویا اب شروع کیا ہی (یعنے اگر یون قسم کہاوی کہ مین اس کپڑے کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنی ہوئی ہی یا کہے کہ اس گہوڑی پر سوار نہونگا اور اسوقت سوار ہی یا کہے کہ اس گہر مین نرہونگا حالانکہ رہتا ہے

اور اسی حالت پر ٹھہرا رہی تو قسم ٹوٹجاویگی) اور اگر یون کہی کہ مین اس گہر مین داخل نہونگا
اور اوسمین موجود ہوا اور ٹھہرا رہی تو اس ٹھہرنے سی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہہ قسم کہا وی کہ
مین اس مکان مین یا اس کوٹھری یا اس محلہ مین نرہونگا اور خود تو چلا گیا مگر اوسکا
اسباب اور گہر کے لوگ رہگئی تو قسم ٹوٹجاویگی بخلاف شہر کے (یعنی اگر اسبات
کی قسم کہائی کہ شہر مین نرہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل و عیال شہر مین
رہے تو قسم نہ ٹوٹیگی) اور اگر قسم کہاوی کہ مین نہ نکلونگا پہر اوسکی اجازت سی لوگ اوسکو
اوٹھا لائی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اوسکی اجازت سی اوسکو نہین اوٹھایا بلکہ خود بے آئی
خواہ وہ راضی تھا یا زبردستی سی لے آئی تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسی اصور تین کہ قسم کہائی
کہ مین صرف جنازہ ہی کے لئی نکلونگا اور پہر جنازہ کے لئی نکلے اور جنازہ کے بعد
اپنی کسی کام کو جاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہائی کہ مکہ کو نہ نکلونگا یا نجاونگا
پہر مکہ کے ارادہ سی نکلے اور اثناء راہ سی پہر آوی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ
مکہ مین داخل نہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی
کہ مین فلان شخص کے پاس ضرور آؤنگا اور نہ آیا یہانتک کہ مرگیا تو اوسکی قسم زندگی
کے آخر مین ٹوٹیگی اور اگر قسم کہاوی کہ مجہسی ہوسکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤنگا تو اوس
ہوسکنی سی مراد بدن کی تندرستی ہوگی (یعنی بشرط خیریت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت
مراد نہوویگا جسکے یہہ معنی ہین کہ تمام اسباب اور پہنچنے کے موجود ہون اور سب موانع اندر
باہر کے برطرف ہون کہ اس حالمین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہی) اور اگر وہ
شخص ان الفاظ سی بشرط قدرت ہی ارادہ کری تو دیانت کی راہ سی مان لیا جاوی
(یعنی یہہ نیت اوس معاملہ مین کہ اوس سی اور خدا تعالی سی پڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی

اات مین مقبول نہوگی اوسکے نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جاویگا) اوراگر قسم کہائی کہ میری منکوحہ بجز میری اجازت کے نہین نکلیگی تو ہر نکلنے کیواسطے علٰحدہ اجازت شرط ہوگی (ورنہ قسم ٹوٹجاویگی) بخلاف اسکے کہ یون کہی کہ میری عورت نہ نکلے مگر یہ کہ مین اجازت دون یا (نہ نکلے) جبتک کہ مین اجازت ندون (تو اسصورتمین ہر نکلنے کے لئے علٰحدہ اجازت ضرور نہوگی بلکہ اول بار نکلنے کیواسطے اجازت چاہیئے) اوراگر عورت نے نکلنے کا ارادہ کیا یا اپنی غلام کو مارنا چاہا تو شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو مارے تو تو طالق ہی تو یہ طلاق اُسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی (یعنے اگر عورت اُسوقت نکلنے یا مارنے سے باز رہی اور پہر نکلے یا مارے تو طلاق نہ پڑیگی جیسے اسصورتمین کہ ایک شخص سے کہا کہ بیٹھ جا میرے پاس کہانا کہالے اوسنے جواب دیا کہ اگر مین کہانا کہاؤن (تو میرا غلام آزاد ہی) تو آزادی اُسیوقت کی کہانے پر مشروط ہوگی) اور قسم کو ٹوٹیگی مین غلام کی سواری خود اُس شخص کی سواری بشرطیکہ غلام کی سواری بھی نیت قسم مین کرلے اور ایک بیشرط ہے کہ غلام کے ذمہ قرض کسیکا نہو (اوراگر قرض ہوگا تو غلام کی سواری خود اوسکی نہوگی گو وہ نیت بھی کرلے اس مسئلہ کیصورت یہ ہی کہ مالک کہی کہ مین اگر اپنی سواری پر سوار ہون تو مثلاً میرا غلام آزاد ہی اور نیت کرلے کہ سواری خواہ میری ہو یا میرے غلام کی مگر اُس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اسصورتمین اگر وہ اپنے غلام کی سواری پر سوار ہوگا تو اُسکا غلام آزاد ہوجاویگا ‡)

باب کہانے پینے پہننے کلام کرلے پر قسم کے بیانمین

اگر قسم کہا دی کہ اس درخت مین سے نہ کہاؤنگا تو اُسکا میوہ کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی — اوراگر یون کہا کہ یہ کچے چہوہارون یا پکو نکو نہ کہاؤنگا یا اس دودہ کو نہ پیونگا تو جس صورتمین کچے کو معین کیا تھا اوسمین پکون کے کہانے سے اور پکون کیصورتمین خشک کے کہانیسے اور دودہ

[illegible]

اِس جوان سے نبولونگا یا اِس شیرخوار بچہ کو نہ کہاونگا تو اگر اُس لڑکے سے جوانی
بولیگا یا جوان سے اسکے بوڑہا ہونے پر کلام کریگا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہاویگا تو قسم ٹوٹ
جاویگی - اور اگر کہے کہ مین کچے چھوارے نہ کہاونگا اور پختہ کہاوے تو قسم نہ ٹوٹیگی اور
اگر کہے کہ پختہ چھوارے یا کچے نکہاونگا یا یون کہے کہ نہ پکے کہاونگا نہ خام تو نیم پختہ یعنی
گدر ہی کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی (اور ذنب پکے چھوارے کو کہتے ہین جو ایکطرف سے پکنا شروع
ہوگیا ہو یا پکا ہوا اور تھوڑا سا کچا رہا ہو) اور اگر کہے کہ مین تر چھوارے نخریدونگا پہر خشک
کچے چھوارون کا مول لے جسمین کچہہ تری بھی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ گوشت
نکہاونگا تو مچھلی کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور سور اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجھ
گوشت ہی (یعنے اگر قسم کہاوے کہ گوشت نکہاونگا تو اِن چیزون کے کہانے سے قسم ٹوٹ
جاویگی - اور اگر کہے کہ چربی نہ کہاونگا اور پیٹھہ کی چربی کہاوے یا کہے کہ گوشت کو یا چربی
کو نہ کہاونگا اور پہر دُنبہ کی چکتی کہاوے یا کہے کہ ان گیہون کو نہ کہاونگا اور انکی روٹی
کہاوے تو ان صورتون مین قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر کہے کہ اِس آٹے کو نکہاونگا تو اسکی روٹی
کہانے سے قسم ٹوٹیگی خشک کہانے سے نہ ٹوٹیگی اور روٹی (کی اگر قسم کہاوے تو اس سے
وہ مراد ہوگی جو اوسکے شہر والونکو عادت ہو - اور بہنی اور پکے کی قسم سے گوشت مراد
ہوتا ہی اور سری کہانے کی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اُس شہر مین بکتی ہو (یعنے جو نسی
سری شہر مین بکتی ہو خواہ گاے کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی) اور میوہ سے
سیب اور خربزہ اور زردآلو ہی انگور اور انار اور خرما و تر اور کہیرا ککڑی مراد نہین ہی
اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جسمین روٹی ترکیجاوے جیسے سرکہ اور نمک اور زیتون

کہ تیل اسمین گوشت برابر پکایا ہوا نہو اور پنیر داخل نہین ہی اور صبح کے کہانے سے مراد فجر
سے لیکر ظہر کے وقت تک ہی اور شام کے کہانے سے غرض ظہر کیوقت سے آدہی رات
تک ہی اور سحر سے مراد آدہی رات سے صبح تک ہی - اگر کہے کہ مین اگر کہاؤن یا پیون یا
پہنون تو ایسا ہو اور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اُسکی نیت نہ حکم
قاضی مین مانی جاویگی نہ دیانت کی رو سے ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کہانیکی چیز کہاؤن
یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اِسصورت مین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت
کی راہ سے مان لیا جاویگا (مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا) اگر قسم کہا وے کہ مین گنگا کا
پانی نہ پیونگا تو مراد مُنہ سے پانی پینے سے ہوگی (بدون کسی برتن کے) بخلاف اسکے
کہ کہے کہ گنگا کا پانی نہ پیونگا (اِسصورت مین اگر برتن مین لیکر بھی پیویگا تو قسم ٹوٹجاویگی)
اگر یون کہے کہ اگر مین آج اِس کوزہ کا پانی نہ پیون تو ایسا ہو حالانکہ اُس کوزہ مین پانی
نہو یا ہو اور اُسکو گرا دیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے
اور کوزہ مین پانی نہو تو ان سب صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہو اور گرا دیا جاوے
تو قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کہاوے کہ مین آسمان پر چڑہونگا یا اِس پتہر کو سونا بناؤنگا
تو اُسیوقت قسم ٹوٹجاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا (اِسلئے کہ یہہ امور ممکن نہین) اگر قسم
کہاوے کہ فلانے سے نبولونگا پہر اُسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اُٹھا تو قسم ٹوٹ
جاویگی اور اگر یہہ کہا تہا کہ اُس سے بدون اُسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اُس شخص
نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کی تب بھی قسم ٹوٹجاویگی
اور اگر یون کہے کہ مین ایک مہینہ تک نبولونگا تو شروع اِس مہینے کا اُسوقت سے
معتبر ہوگا جبسے کہ اُسنے قسم کہائی ہے اور اگر یہہ کہے کہ مین تکلم نکرونگا اور قرآن یا

[illegible]

تسبیح پڑھے تو قسم نہ ٹوٹیگی (اسلئے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتے بلکہ تلاوت اور
تسبیح پڑھنا بولتے ہین) اگر یون کہے کہ جس دن مین فلان شخص سے بولون تو ایسا ہو
تو اس سے دن اور رات دونو سمجھے جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کیوقت اسکلام سے دن ہی
کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہہ کہے کہ جس رات فلان سے بولون
تو ایسا ہو تو اسکلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی (دن اسمین متصور نہوگا) اور اگر کہے
کہ اس سے نبولونگا مگر اسصورتمین کہ زید آجاوے یا کہے کہ مگر اسصورتمین کہ وہ اجازت
دے یا جبتک کہ وہ اجازت دے پھر اوسنے زید کے آنے سے پہلے اور اوسکی
اجازت سے پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر ان دونو باتون کے بعد بولیگا
تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا۔ اور اگر قسم کہاوے
کہ فلانے کا کہانا نہ کہاونگا یا اوسکے گہر مین نجاونگا یا اسکا کپڑا نہ پہنونگا یا اسکی
سواری پر سوار نہونگا یا اوسکے غلام سے نبولونگا ان صورتونمین اگر ان چیزون کیطرف اشارہ
کرکے کہی (کہ اسکو اس کہانیکو یا اس گہر مین یا اس کپڑیکو وغیرہ) اور پہر ان چیزون پرسے مالک کی
ملک جاتی رہی اور قسم والا وہ کام کرے تو اسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ نئی ملک مین (یعنی مالک اگر دوسرا کہانا
یا گہر مول لیوے اور اس کہانا کہانے اور نئے گہر کے اندر جانے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر ان چیزونکیطرف اشارہ نکرے تو مالک کی
ملک کے باقی رہنے کے بعد انکا مون کرنیسے قسم نہ ٹوٹیگی مگر اسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے قسم ٹوٹجاویگی
۔اور اگر کہے کہ فلان کے دوست یا اسکی بیبی سے نبولونگا اور اشارہ کردیا تو ان
دونون سے جب اسکی دوستی اور زوجیت جاتی رہیگی اسوقت بھی اگر کلام کریگا تو قسم
ٹوٹجاویگی اور اگر اشارہ نکریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اوسکے نئے دوست اور نئی
منکوحہ سے بولیگا تو ٹوٹیگی اور اگر یہہ کہا کہ اس چادر کے مالک سے نبولونگا اور

مالکساتے وہ چادر بیچ ڈالی تب اوسنے اُس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹجاویگی اگر قسم
مین لفظ الحین اور الزمان یا ان دونوکو نکرہ بولے (یعنے حین اور زمان کہدیا)
تو یہہ وقت چھہ مہینے کا ہوگا (مثلاً اگر کہے کہ یہہ کام ایک حین تک نکرونگا تو چھ
مہینے مراد ہونگے) اور اگر الدہر اور الابد کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر دہر کو نکرہ کہا
تو مجہول ہے (یعنے اسکی مقدار یقینی معلوم نہین) اور اگر الایام یا ایام کثیرہ کہا یا
مہینون اور برسون کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر ایک نکرہ بولیگا تو تین مراد ہونگے

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکے باب مین قسم کے بیانمین

اگر کوئی شخص
یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہے یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہے اور اسکے بچہ
مردہ پیدا ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹجاویگی (یعنے طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجاویگی)
لیکن اگر اوسنے کہا تہا کہ تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہے اور اوسکے بچہ مردہ پیدا ہوا تو اس
بچہ کے آزاد ہونیکا حکم نکرینگے (اور اسکی قسم باقی رہیگی) اور اگر یون کہا کہ جس غلام
کو مین اول مالک ہون تو وہ آزاد ہے پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم
کی روسے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامون کا مالک ایک ساتھہ ہو پہر تیسرے کا
مالک ہو تو ان تینومین سے کوئی بھی آزاد نہوگا - اور اگر یون کہے کہ جس تنہا غلام کو
مین اول مالک ہون وہ آزاد ہے تو البتہ اس صورتمین تنہائی کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا
اور اگر یون کہا کہ پچھلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہے پہر وہ مالک ہوا ایک غلام
کا پہر دوسرے غلام کا اور اوسکے بعد مرگیا تو دوسرا غلام اس شخص کی ابتدا ملکیت
سے آزاد ہوگا - اگر یہہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملہ کی سناویگا وہ آزاد
ہے پہر تین غلامون نے علحدہ علحدہ وہی خوشخبری اسکو سنائی تو جسنے اول سنائی

ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھہ شفائی تو سب آزاد ہو جاوینگے اور
ادا ر کفارہ کے لئے اپنے باپ کا خریدنا درست ہے (اور یہی حکم ہے ہر ذی رحم محرم
کے خریدنے مین کہ اگر نیت کفارہ کی کرلے اور وہ بمجرد خریدنیکے آزاد ہو جائے تو
کفارہ ادا ہو جاویگا) لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کردیا ہو
اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارہ کی کرلے تو وہ شرط کی جہت سے آزاد ہوگا (نہ
کفارہ کی عوض مین) اور یہی حال ہے اُم ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارہ کے
عوض نہوگی اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جو لونڈی ہو اور اوس
سے اولاد رکہتی ہو کہے کہ اگر مین تجھے خرید دون تو تو آزاد ہے اور خریدنے کے وقت
نیت کفارہ کی کرلے) اگر کہے کہ اگر مین حرم بناؤن تو وہ آزاد ہے تو یہہ قول اُسوقت
درست ہے کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اُسوقت اُسکی ملک مین ہو (اور اگر مشروط کرنیکے وقت اُسکی ملک مین نہو
تو آزاد نہوگی) اگر یون کہے کہ جتنی میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اوسکے غلام اور
اُم ولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے مگر مکاتب آزاد نہونگے (کہ وہ پورے مملوک
نہین ہوتے) اگر کہے کہ یہہ منکوحہ طالق ہے یا یہہ اور یہہ تو تیسری کو طلاق پڑجاویگی
اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا (کہ جسکو چاہے طلاق کے لئے معین کرے
اور یہی حکم ہے بندون کے آزاد کرنے کا اور لوگون کے لئے مال کے اقرار کرنیکا

باب خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ نماز وغیرہ مین قسم کہانیکے بیان مین

جو کام کہ اُنکو اپنے آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو اونکے کرنے کی اجازت
دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا
کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات کی جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا

کا ہوتین اگر قسم کہا وہ کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص
اُسکی اجازت سی یہہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی) اور جو کام ایسے ہین کہ انکو
خواہ آپ کرے یا دوسرے کو اونکے کرنیکی اجازت دے وہ دونو صورتو نمین قسم ٹوٹ
جاتی ہے وہ یہہ ہین نکاح اور طلاق اور عورت سی خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب
بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور
قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور امانت
سونپنی یا رکھنی اور مانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور کپڑا
پہنانا اور کسی چیز کو اٹھاکر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے سی
کرنے کو کہیگا تو دونو صورتو نمین قسم ٹوٹجاویگی) اور داخل ہونا لام تخصیص کا
(جسکے معنی واسطے کے ہین) بیع اور شرا اور اجارہ اور رنگریزی اور درخت اور مکان
بنانے پر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سی ہوا ہی جسکے
ساتھہ اوسکو مشروط کیا ہی گو وہ شخص مالک اُس چیزکا ہو یا نہو (مثلاً یہہ کہے کہ
اِنْ بِعْتُ لَکَ ثَوْبًا یعنے اگر تیرے واسطے بیچون یا خرید کرون کپڑا وغیرہ تو اوسکے
یہہ معنی ہین کہ تیری اجازت سی بیچون) اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلاً
یون کہے کہ اِنْ بِعْتُ ثَوْبًا لَکَ یعنی اگر مین بیچون کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب
پر داخل ہی نہ بیع پر تو اسصورتمین یہہ بات پر دلالت کریگا کہ وہ چیز اُس شخص کی ملک
ہے خواہ اوسنے اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین (جیسے مثال
دوم سے معلوم ہوتا ہی) اور اگر وہ شخص نیت اِسکے سوا کرے (یعنے لفظ یمین
تو لام کو فعل پر بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سی ہوتے ہین

یا اُسکا اُلٹا کرے) تو اُسکی بات مانی جاویگی ایسی صورتین کہ (اُسکی نیت کے مطابق
معنی لینے سی) اُسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اُسکی مراد کے موافق معنی لینے سی اُسکا
فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے واضح ہو کہ لام کے آنے سی غرض اُسکا متعلق
ہونا ہی اسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا چیز کی صفت پڑین یہہ غرض
نہین کہ لام مقدم لایا جاوے اسلئے کہ مقدم تو دونو مثالونمین ضمیر خطاب ہی) اگر
یہہ کہا کہ مین اگر اس بندہ کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہی پھر اوسکو جائز
خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹجاویگی (یعنے غلام مذکور آزاد ہو جاویگا) اور یہی حال ہی
اگر بیع فاسد کی یا دوسرے کی اجازت پر موقوف رکھی لیکن اگر بیع باطل کی تو
اوسمین قسم نہ ٹوٹیگی اگر یہہ کہا کہ مین اسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پھر اُسکو آزاد و یا مدبر
کردیا تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلئے کہ نہ بیچنا متحقق ہوگیا) عورت نے اپنے شوہر سے
کہا کہ تو نے مجھپر نکاح کرلیا اوسنے جوابدیا کہ میری جو منکوحہ ہو اوسکو طلاق ہی
تو اُس عورت پر بھی طلاق پڑجاویگی (اور دوسری اگر ہونگی وہ بھی طالق ہونگی)
اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانہ خدا کو یا کعبہ شریف واجب ہی تو حج یا عمرہ پیادہ پا
کرے اگر اونمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا (یعنے بکری ذبح کرنی پڑیگی) بخلاف
اسصورت کے کہ کہی مجھپر نکلنا یا خانہ خدا کو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا
یا مروہ کو واجب ہی (کہ ان صورتونمین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ یا پیادہ
گھر سے نکلنا لازم ہوتا ہی) اگر کہی کہ میرا غلام آزاد ہی اگر مین اس برس حج نکرون
پھر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفہ مین تھا تو
قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا (اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ حج کرکے نحر کے روز کوفہ

میں چلا آیا ہو) اور اگر کہے کہ میں روزہ نہ رکھونگا تو روزہ کی نیت سے ایکساعت کا روزہ
رکھنے سے بھی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر کہے کہ میں ایک روزہ یا ایکدن کا روزہ نہ رکھونگا تو
تمام دن کے روزہ رکھنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ میں نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت
کے پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کہیگا تو دو رکعت پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی (ایک
رکعت پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی) اگر عورت سے کہے کہ اگر میں تیرا کاتا ہوا پہنوں تو وہ ہدی ہے
پھر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت نے اسکو کاتا اور کپڑا بنا گیا اور مرد نے پہنا
تو وہ ہدی ہوجاویگی (اسکو کعبہ کو بھیجنا پڑیگا) اور سونے کی انگوٹھی اور موتیونکا ہار پہننا زیور
کا پہننا ہے مگر چاندی کی انگوٹھی زیور میں نہو گی (یعنے اگر قسم کہائی کہ میں زیور نہ پہنونگا
تو سونے کی انگوٹھی اور موتیونکی لڑی پہننے سے قسم ٹوٹجاویگی لیکن چاندی کی انگوٹھی
پہننے سے قسم نہ ٹوٹیگی) اگر یوں کہے کہ میں زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش پر یا چٹائی پر بیٹھا
یا کہے کہ اس فرش پر نہ سوونگا پھر اوسپر ایک دوسرا فرش بچھایا گیا اور اوسپر سویا
یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر دوسری چوکی بچھائی گئی اور دوسری پر بیٹھا
تو ان صورتوں میں قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر زمین پر پلنگ پوش بچھاکر سوئیگا یا چوکی پر
فرش یا چٹائی ڈالکر بیٹھیگا تو قسم ٹوٹجاویگی +

باب. زدوکوب اور جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کہانے کے بیان میں. اگر کوئی شخص
دوسرے سے کہے کہ اگر میں تجکو ماروں یا کپڑا پہناؤں یا تجھسے بات کروں یا تیرے پاس
آؤں تو ایسا ہو تو یہ افعال دوسرے کی زندگی کے حال سے متعلق ہوتے ہیں (اگر
بعد موت کے یہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی) بخلاف اس صورت کے کہ کہے اگر میں تجکو
نہلاؤں یا اوٹھاؤں یا ہاتھ لگاؤں (تو ایسا ہو کہ یہ امور اگر دونوں کے مرنے کے بعد

بھی کریگا تو قسم ٹوٹجاویگی ؎ اگر قسم کہائی کہ مین اپنی بیبی کو نمارونگا پہر اوسکی بال کہینچ
یا گلا دبا وہی یا کاٹ کہا وہی تو قسم ٹوٹ جاویگی (اسلیئے کہ یہہ باتین مارنے مین داخل
ہین) اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نمارون تو ایسا ہوا ور وہ شخص اس
قسم سے پہلے مرچکا ہی تو اگر اسکو اوسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اسکی
مرنیکو نہین جانتا تو نہ ٹوٹیگی ؎ اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو مہینے سے کم
مدت قریب ہی اور ایک مہینا اور اوس سے زیادہ مدت دراز ہی ؎ اگر قسم کہا وہی کہ فلان
کا قرض آج ادا کرونگا پہر ایسے درم ادا کئی جو کہوٹے ہوون یا چلتے نہون یا کسی اور
کے ثابت ہوون تو قسم پوری ہو جاویگی اور اگر رانگ کے ہونگے یا تین پیسہ کے تو قسم
ٹوٹجاویگی ؎ اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچڈالی ادا ر قرض کے حکم مین ہی لیکن اگر
قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کر دہی تو ادا کے حکم مین نہوگا (یعنے ادا پر قسم کہانے
کیصورت مین اگر مدیون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے ہاتھہ بیچڈالیگا تو قسم جہوٹی نہ
پڑیگی اور اگر قرضخواہ نے قرض معاف کر دہی تو ادا ثابت نہوگا اور قسم ٹوٹجاویگی) اگر قسم
کہائی کہ مین اپنی قرض کے وصول کرنے مین ایکدرم کو بدون دوسرے کے نلونگا (یعنے
قرض مین سے کچھہ نہ چھوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول نکرونگا اکٹھا لونگا) پہر کچھہ قرض
قبضہ مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول نکرہی اور ضروری
جدائی سے قسم نجاویگی (کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلاً
روپیونکا گننا اور تولنا اور اپر کہنا کہ ان امور سے قسم نہین جاتی) اگر کہی کہ میرے
پاس سوا خواہ اوس سے سوا ہون تو ایسا ہو تو اسصورت مین سو کے یا اوس سے کمتر کے مالک
ہونے سے قسم نہ ٹوٹیگی (بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی) اگر کہی کہ

مین ایسا نکرونگا تو اُس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دے (یعنے ایکبار بھی کرنے سے قسم جاتی
رہیگی) اور اگر قسم اثبات پر کرے کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اوسکو ایکبار کرنے سے
قسم پوری ہو جاویگی اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد لوگون اور
ہر طرح کے بدگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہہ قسم اُس حاکم کی حکومت تک مقید رہیگی
(یعنے بعد اوسکے معزول ہو جانیکے اطلاع دینی لازم نہوگی) قسم پوری ہوتی
ہے ہبہ کرنے سے بدون موہوب لہ کے قبول کرنے کے بخلاف بیع کے بدون
قبول مشتری کے (یعنے اگر قسم کہائی کہ اس چیز کو فلانے کو ہبہ کرونگا اور ہبہ
اوسنے اُس شخص کو ہبہ کر دی مگر اوسنے قبول نکی تو واہب کی قسم سچی ہو گئی اور اگر
بیع کی قسم کہانیکے بعد فروخت کی اور مشتری نے قبول نکی تو قسم سچی نہوگی) اور اگر
قسم کہائی کہ ریحان نسونگہونگا تو گل گلاب اور چمبیلی کے سونگہنے سے قسم نہ ٹوٹیگی
(اسلیے کہ ریحان اُس سبزہ خوشبو کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہ کہڑا رہے پس اوسکو
گلاب کے پھول اور چمبیلی کے پھول پر نہ بول سکینگے) اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین
مذکور ہو تو اُس سے پھول کی پتی مراد ہوگی (نہ اوسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان)
اگر قسم کہائی کہ مین نکاح نکرونگا اور اوسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کر دیا اور اوسنے
(زبان سے اُس شخص کے نکاح کو جائز رکہا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر (زبان سے کچھہ نکہا
بلکہ ایسا) فعل کیا (جس سے نکاح کی اجازت پائی جاتی ہے مثلاً اُس عورت کا مہر بھیجدیا
تو (اس صورت مین) قسم نہ ٹوٹیگی اور گہر کا اعتبار ملک اور کرایہ سے ہے (یعنے اگر قسم
کہائی کہ اپنے گہر مین نہ گہسونگا پہر اپنے غلام کے گہر مین گیا یا اپنے کرایہ کے مکان مین
گیا تو قسم ٹوٹجاویگی) اور اگر قسم کہاوے کہ میرے پاس مال نہین حالانکہ اوسکا قرض

کسی مفلس کے ذمہ ہو یا نادہندہ توانگر کے ذمہ ہو تو اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی ٭

کتاب الحدود

(اسمین حدون یعنی سزاؤن کا بیان ہے) حدود وہ سزا ہی جو خدا تعالی کے حقوق کے
لئے واجب ہوتی ہے (پس جو سزا اسطرح کی ہو کہ اسمین بندہ کا حق ہو تو اوسکو حد نہین
کہتے جیسے قصاص ہے) اور زنا اُس صحبت کو کہتے جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ وہ ملک
اور شبہہ ملک سے خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیونکی گواہی سے لفظ زنا کی
ساتھہ اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس اُن گواہون
سے حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا
اور کس عورت سے زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کر دین اور یون کہین کہ
ہمنے اِس مرد کو اُسعورت سے زنا کرتے ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اُن
گواہونکی عدالت بھی ظاہر ظہور اور خفیہ تحقیق کر لیجاوے تو قاضی اُسوقت حکم زنا کے
ہونیکا کر دے اور زنا اِسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار
مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکے اقرار کو ٹالنے
اور اُس سے (زنا کی حقیقت اور وقت اور جگہہ اور کیفیت وغیرہ) امور مذکورہ بالا پوچھے
پس اگر وہ سب بیان کر دے تو اوسکو سزا دے اور اگر سزا سے پیشتر اپنے اقرار سے منکر ہو
یا بیچ سزا کے بیچ مین منکر ہو تو اوسکو رہا کر دے اور مستحب ہی کہ قاضی اُسکو انکار کی
وجہ ان لفظون سے تعلیم کرے کہ شاید تونے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا یا
شبہہ سے صحبت کی ہوگی — پھر اگر زانی محصن ہو تو اوسکو ایک میدان مین سنگسار کرے
یہانتک کہ مر جاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر گواہ

سنگسار کرنے سے انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہے اور اگر زانی خود مقر ہو تو اوسکو
اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ — اور اگر زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو
سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو اور بیچ کا متوسط
مارین نہ بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اوتارین اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ
کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ لگا دین اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کرین اور غیر حد کو
حد مارین (غیر حد دو قسم پانچ یہ مراد ہے کہ زمین پر لٹا کر اور گھسیٹ کر تمارین یا یکبارگی
کو ہار کر نہ کھینچین کہ زخم کر دے یا یہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھ کو سر پر کھینچ کر
کوڑے کی چوٹ سخت نہ لگے) اور عورت کے کپڑے سوا پوستین اور روئی دار کے اوتارے
جاوین اور اوسکو بیٹھا کر مارین اور اوسکے سنگسار کرنے کو ایک گڑھا کھودا لیوین
سینہ تک کے لیے اور مالک اپنی غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نمارے اور محصن
جو سنگسار کرنے مین معتبر ہے وہ یہ ہے کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور
پہلے اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتھ صحبت کر چکا ہو اور اوس حال مین
مرد و عورت دونو صفت محصن ہونیکی رکھتے ہون (یعنی شوہر و عورت آزاد اور عاقل
اور بالغ اور مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپس مین صحبت کرین) اور کوڑے مارنا اور سنگسار
کرنا محصن کے جمع نکیا جاوے (یعنی دونو سزا نہ دی جاوین) اسیطرح کوڑے مارنے اور جلا وطن
کرنا جمع نکیا جاوے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کیواسطے چند روز کو جلا وطن کر دے تو درست ہے
اور بیمار پر اگر سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے اور کوڑے نہ لگائے جاوین
جبتک کہ اچھا نہووے اسلیے کہ سنگسار کرنے مین تو مقصود مار ڈالنا ہی ہے اور اس مین
اور سزا درست ہے اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑک دینا ہے نہ مار ڈالنا پس بیمار

حالت مرض مین کوڑون سی مرجاوے اسلئی انتظار صحت ضروری ہے اور حاملہ عورت
کو کوڑونکی حد ماری جاوی جبتک کہ وہ بچہ جنکر نفاس سی خارج نہوولے +

باب اُس صحبت کے بیانمین جس سی حد واجب ہوتی ہی اور جس سی واجب
نہین ہوتی - جس عورت سی صحبت کی ہو اگر اسمین شبہہ حلال ہونے کا ہو گو اوس
شخص کو ظن غالب اوسکے حرام ہونے کا ہو تو اوسکی صحبت سی حد نہین آتی مثلاً
اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سی صحبت کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عدت
مین ہو اُس سی ہم بستر ہونا (موجب حد نہین اسلئی کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو
وہ شخص گمان غالب انکی حرمت کا رکہتا ہو) اور نفس صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور
وہ مرد بھی اپنی گمان غالب مین حلال جانکر کریگا تب بھی حد واجب نہو گی مثلاً جو عورت
کہ تین طلاقونکی عدت مین ہی اُس سی صحبت کرنی یا اپنی ماباپ کی لونڈی سی یا بیوی کی لونڈی سے
یا اپنی آقا کی لونڈی سی صحبت کرنی (کہ اس صحبت کو اگر اپنی گمان مین حلال جانتا ہوگا تو حد
لازم نآویگی اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی) اور نسب صرف اول صورت
مین ثابت ہوگا (نہ دوسری مین) اور اگر اپنی بھائی اور چچا کی لونڈی سی زنا کری تو
حد ماریجاویگی گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال ہی اگر کوئی اجنبی عورت
اپنی بستر پر دیکہی اور اُس سی صحبت کری لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ اسکے پاس بہیجی
جاوی اور کہدیا جاوی کہ یہہ تیری دُلہن ہی (اور وہ اُس سی ہم بستر ہو) تو حد
واجب نہو گی بلکہ اُسکا مہر یعنے اُجرت صحبت کی دینی پڑیگی اور ان صورتون مین
بھی حد واجب نہین ہوتی اول یہہ کہ جو عورت مرد پر حرام تہی اور اُس سی اتفاقاً
نکاح ہوگیا (اور اُس سے صحبت کی تو نکاح کے شبہہ سی حد جاتی رہتی ہی) یا یہہ

کہ اجنبی عورت سے پیشاب گاہ کے سوا اور جگہہ مین صحبت کرے یا کسی سے اغلام کرے یا جانور
سے صحبت کرے یا دار الحرب مین جاکر سرکشون کے یہان پہونچکر زنا کرے یا دار الحرب
مین رہنے والا ذمی عورت سے زنا کرے تو مرد پر حد نہوگی (اگر عورت پر حد جاری کرنی چاہئے)
یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغ مسلمان عاقل سے زنا کرے اور اگر اسکا الٹا ہو (یعنے مرد
کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سے زنا کرے) تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرایہ کی عورت
سے کرے (یعنے اگر زنا کے لئے کسی عورت کی خرچی مقرر کرے تو حد واجب نہین ہوتی)
یا زنا زبردستی کرے (یعنے کسیکے زور سے اس حرکت کا مرتکب ہو تو حد لازم نہوگی) یا زنا
کا اقرار کرے اور طرف ثانی اسکا انکار کرے (تو اس سے بھی حد جاتی رہتی ہے) اور جو شخص
کسیکی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس فعل سے مر جاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور
اُس لونڈی کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا اور
مالون کا مواخذہ کیا جاوے حدون کا مواخذہ نکیا جاوے (یعنے بندون کے حقوق کا
مواخذہ اُس سے کرین اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین)

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانیکے بیان مین۔ گواہون نے ایک
پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا بہتان زنا کے تو اُس شخص پر حد لگائی
جاویگی اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اُس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا
(مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا) اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے
زنا کیا ہے (یعنے عورت موجود نہو) تو اس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے
(کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانیکا ثبوت کرینگے تو ہاتھ کاٹنا لازم نہوگا) اور اگر
مرد زنا کا اقرار ایک عورت نامعلوم سے کرے تو اوسکو حد ماریجاوے اور اگر گواہ کہین کہ

اسنے اسکیطرف تا معلوم سے زنا کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اسصورتمین کہ گواہان مذکور عورت
کی خواہش اور مجبوری میں اختلاف کرین مثلا دو کہین کہ وہ راضی تھی (اور دو کہین کہ
اسسے زبردستی کیا) یا (جس شہر (مین زنا ہوا اوسکے نام) مین اختلاف کرین اگرچہ
ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون (لیکن حد ساقط ہوجاویگی) اور اگر گواہ کوٹھری کے
گوشون مین اختلاف کرین تو اسصورتمین مرد و عورت دونو کو حد لگائی جاوے اور اگر گواہون
نے اسعورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ باکرہ ہے (یعنے مرد کے ساتھ ہم بستر نہین
ہوئی) یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی
دی ہے گو وہ اصل گواہ بھی بعد کہ اس زنا پر گواہی دین تو اسصورتمین کسی پر حد جاری
نہوگی (نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر) اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسیکی گالی کے
بہتان مین حد انکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہہ تین گواہ ہون تو ان صورتونمین گواہون
پر حد لگیگی نہ اس شخص پر جسپر کہ اونہون نے گواہی دی ہے — اور اگر کسی شخص کو گواہون
کی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تہا یا بہتان کی تہمت مین
سزا پا چکا ہے تو چارون پر حد گالی کے بہتان کی جاری ہونی چاہیئے اور اس اول
مرد کو جوان کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہنچی اسکا تاوان گواہون پر لازم ہوگا
اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اسکا خونبہا وارثون کو بیت المال سے دیا جاویگا
اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اوسکو سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتہائی
خونبہا کا تاوان لیا جاویگا اور اوسکے سنگسار ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھر جاویگا تو
چارونکو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک پھر جاویگا تو اوسپر
گالی کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا اور گواہ پھر جاویگا تو اوسوقت دونو کو حد ماری جاویگی

اور دو نو کو بلکہ چوتہائی خونبہا دینا پڑیگا اور دیت سنگسار کئی ہوئی شخص کی مزکی کو دینی پڑیگی اگر یہہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین (مزکی اُس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹھیک بتاتا ہے کہ یہہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین) جیسی اُسصورت مین کہ اوس شخص کو کوئی جان سی مار ڈالے اور پہر گواہونکا حال ایسا ہی کہلے (یعنے ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہہ اُسکو تلوار سے مار ڈالا پہر ظاہر ہوا کہ گواہ غلام ہین تو اِس صورت مین دوسرا شخص اول شخص کے خونبہا کا ضامن ہوگا) اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوی اور گواہ غلام نکلین تو اُسکا خونبہا بیت المال مین ہوگا۔ اور اگر زنا کے گواہ گواہی مین یہہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجہکر زانی اور زانیہ کیطرف دیکہا تو اُنکی شہادت قبول کیجاوی (یعنے قصداً دیکہنی کے جرم مین شہادت رد کرنی چاہیئے) اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونے سی انکار کری پہر اوسکے محصن ہونے پر ایکمرد اور دو عورتین گواہی دین یا اُسکی بیوی سے اُس سی بچہ پیدا ہو تو اوسپر رجم کیا جاوی (اسلئی کہ منکوحہ سی جب اُسکی بچہ ہوا تو اُسکا محصن ہونا ثابت ہو گیا)

باب شراب پینی کی حد کے بیانمین۔ جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار ہوا کہ شراب کی بو موجود تہیا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سی ہوا ہو اور دو مرد اوسپر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایکبار اقرار کری تو اوسکو حد لگائی جاوے اگر یہہ معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سی پی ہے اور حد حالت ہوش مین مارین (بیہوشی مین نہ مارین) اور اگر وہ خود بعد بو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ (شراب پینے پر) بعد بو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سی (یعنے اگر فاصلہ کی دوری کی جہت سی بو جاتی رہی ہو تو اُس سے حد نجاویگی یا یہہ

کہ صرف اُس سے شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو کچھہ اقرار کیا تھا اُس سے
پھر جاوے یا اقرار ایسی مستی کیحالت مین کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو (ان سب صورتون
مین) حد نہ لگائی جاویگی اور سوا شراب انگوری کے اور چیزون سے مست ہونیکی سزا اور شراب
انگوری پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیوے (مست ہوا یا نہوا) اسّی کوڑے ہین آزاد کیواسطے اور اُسکا نصف
(یعنی ۴۰) غلام کے لیئے اور یہہ کوڑے حد زنا کیطرح مجرم کے بدن پر سر اور منہہ اور
شرمگاہ بچاکر جدا جدا لگادین ٭

باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین (قذف یعنی کسی پر زنا کی تہمت کرنیکی حد شراب
پینے کی ہی حد سے تعداد مین ہی اور ثبوت مین بھی (یعنی ۸۰ کوڑے ہین آزاد کے لیئے اور ۴۰
غلام کے لیئے ہین اور دو مردون کی گواہی یا ایکمرتبہ کے اقرار سے ثابت ہو جاتی ہے)
پس اگر محصن مرد یا محصنہ عورتکو کوئی شخص زنا کی تہمت لگا دے اور وہ مرد یا عورت
اُسکی سزا کے خواستگار ہون تو حد متفرق اُسکے تمام بدن پر لگائی جاوے اور اُسکے بدن
سے سوا پوستین اور روئی کے کپڑے کے اور کچھہ اُتارا جاوے ـ اور محصن ہونا اسجا
مین یہہ ہے کہ عاقل بالغ آزاد مسلمان زنا سے پرہیزگار رہے ـ اور اگر کسی شخص نے غصہ
مین دوسرے کو کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین یا اُسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا
نہین تو اُس پر حد لگائی جاویگی اور اگر غصہ مین نکہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی جیسے اس
صورت مین کہ اُسکو کہے کہ تو اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے اور اگر عرب کے رہنے والے
کو کہا کہ اے نبطی (اور نبطی وہ لوگ ہین جو بری بری عادتین رکھتے ہین اور اُنکی گفتگو
مین فصاحت نہین) یا یہہ کہ عربی کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے (کہ اُنکی صفائی
اور سخاوت کے سبب سے اس لقب سے نامزد کر دیتے ہین) یا یہہ کہ کسیکو کہہ دیا کہ تو اپنے چچا

کا یا ماموں کا یا اپنی ماں کے خاوند کا بیٹا ہے) تو ان صورتوں میں حد لازم نہیں آتی
اور اگر کسیکو کہا کہ اے چھنال کے جنے اور اوسکی ماں مرگئی ہو اور وہ یا اسکا باپ یا بیٹا
خواستگار سزا کے ہوں تو حد لگائی جاویگی - اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی
ماں کو تہمت زنا کی گالی دیں تو لڑکا اور غلام خواستگار انکی سزا کے نہوں اور حد
قذف کی اُس شخص کے مرنے سے باطل ہوجاتی ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ میں
اپنے قول سے رجوع کیا اور جھوٹ گالی دی تہی یا جسکو گالی دی وہ کہے کہ میں نے مجرم کو
معاف کیا تو حد باطل نہوگی - اور اگر کسیکو کہے کہ زَنَأتَ فِی الجَبَلِ (تو نے پہاڑ میں زنا کیا)
اور مراد لی پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاوے (یعنے زنأ ہمزہ کے ساتھ چڑھنے کے
معنی میں آتا ہے مگر اوسکا قرینہ یہہ تھا کہ اوسکے بعد عَلٰی بولتا جب اُسنے فی کہا تو معلوم
ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہیں لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی) اور اگر
کسیکو کہے کہ اے زانی اور دوسرے نے اُسکو جواب میں کہا کہ تو زانی ہے تو دونو کو حد ماری
جاوے اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اے زانیہ اور وہ جواب میں کہے کہ زانی تو ہے تو عورت
پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہیں ہے اور اگر عورت یوں جواب دے کہ میں نے زنا
تجہہ سے کیا ہے تو حد (اور لعان) دونو باطل ہو جاوینگے اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا ہے
کہا کہ میرا نہیں تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہیں پھر اقرار کرے تو اسصورت میں
اوسپر حد لگائی جاوے اور دونو صورتوں میں بیٹا اوسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یوں کہے
کہ یہہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان دونو باطل ہونگے - اور اگر زنا کی گالی ایسی
عورت کو دے جسکے بچہ کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچہ کے باب میں لعان کر چکی ہو یا
ایسے مرد کو زنا کی گالی دے جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو (مثلا اپنی ماں یا بہن یا

بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی دی مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا
ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ جاوی کہ اسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو
ان سب صورتونمین گالی دینے والے پر حد نمارے جاویگی اور جس شخص نے کہ آتش
پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتب لونڈی سے یا کسی مسلمان جسنے
حالت کفر مین اپنی مان سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصونکو اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اوسے حد
ماریجاویگی اور مستامن اگر مسلمانکو گالی دے تو اوسے حد لگائی جاویگی (مستامن اوس کافر
کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین امن لیکر آیا ہو) اور جس شخص نے چند مرتبہ
گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور حد لگایا گیا تو یہہ حد اسکی کل افعال
کی ہوجاویگی (اسلئے کہ حدو نمین تداخل ہوجایا کرتا ہے) **فصل** تعزیر (یعنے تادیب اور
تو بیخ) کے بیان مین (تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اسکی مقدار معین نہین حاکم کی
رای پر منحصر ہے) اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے
کوئی کہے ای فاسق او کافر یا خبیث ای چور ای بدکار ای منافق (یعنی ظاہر کے مسلمان)
ای لونڈے باز ای سود خوار ای شراب پینے والے ای دیوث (یعنے بیغیرت کہ اپنی
گھر والی پر زناکار روا دار ہو) ای ہیجڑے ای خیانت کرنیوالے ای قحبہ کے جنے او بیدین
او قلتبان یعنی کٹنی او چورون اور زناکارون کے ٹھانگی او حرامزادے تو ان سب
صورتونمین تعزیر کیا جاویگا (اور اگر مسلمان کو کہے کہ) او کتے او گدہے او پہاڑی بکرے
او سور او بیل او سانپ او بیغیرت کمینے او زنا کی مزدوری لینے والے او ولد الحرام او
عیار فریبی او سر نگون او اندہے او مسخرے او ٹھٹھے باز او بیغیرت او دوسیہ دیہقانی
یعنی شیطان او بیوقوف تو ان صورتونمین تعزیر لازم نہوگی اور تعزیر کی مقدار زیادہ سے

زیادہ ۳۹ کوڑے ہین (اسلئی کہ ۴۰ کوڑی حد غلام کے لئی ہی اُس سی ایک کم تعزیر ہوگی)
اور کم سی کم تین کوڑی اور جائز ہی مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے ۔ اور سخت تر مار تعزیر
کی ہے پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینی کی حد مین پھر گالی کی حد مین (یعنے تعزیر مین
خوب سخت ہاتھ لگاوین اور اور وہین بتدریج نرم ہاتھ پڑے) اور جس شخص پر حد
یا تعزیر ہوا اور وہ مرجاوی تو اُسکا خون معاف ہی (یعنے خونبہا بیت المال سی نہ دیا جائیگا)
بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگار چھوڑنے پر خواہ صحبت کے لئی اپنا کہنا نہ ماننی پر
خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر دے
(اور عورت مرجاوی تو شوہر پر خونبہا لازم ہوویگا) ؛

کتاب السرقہ

اِسمین چوری کا بیان ہی ۔ چوری اوسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس
درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہہ مین خواہ نگہبان کے تحت مین ہو پوشیدہ لیلے
پس اگر وہ اوسکی لینی کا اسطرح ایکبار اقرار کری یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین
تو اُسکا ہاتھ کاٹا جاوی اور اگر بہت لوگون نے مال چُرایا اور مال کی جگہہ سی اُنمین سی
بعض ہی اوٹھالائی ہون مگر اوسمین سی حصہ ہر ایک کو دس درم سی کم نملا ہو تو سبکا ہاتھ
کاٹا جاویگا ۔ اور لکڑی اور گھاس اور نرکل اور مچھلی اور پرند اور شکار اور ہرتال
اور گیرو اور چونا اور تر میوہ اگرچہ درخت پر ہو اور دودہ اور گوشت اور کھیتی جو
کٹی نہو اور نشہ آور چیزین اور تنبورا اور قرآن شریف گو سونا لگا ہو اور مسجد کا دروازہ
اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنی ہو اور
بالغ غلام اور دفترونکی چوری مین ہاتھ نہ کاٹا جاوے الا اگر نابالغ غلام

اور حساب کا دفتر چُرا دے تو ہاتھہ کاٹا جاویگا اور کُتے اور چیتے اور دف اور ڈہول
اور سارنگی اور آلات سرود کے چُرانے سے اور خیانت کرنے اور لوٹ لینے اور
اُچک لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چُرانے (مثلاً بیت المال مین سے
چوری کرلے) اور اُس مال مین سے جو چور مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہو اور
بقدر اپنے قرض کے قرضدار کے مال مین سے چرا لینے اور ایسی چیز کے چرانے سے
جسمین پہلے اسکا ہاتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھہ بدلی نہو ہاتھہ نہ
کاٹا جاویگا (اور اگر ساکھو کی لکڑی یا نیزہ کی چہڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور
یاقوت اور زمرد اور موتی اور برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہون چرا دے تو ہاتھہ
چور کا کاٹا جاویگا **فصل** محفوظ جگہہ کے بیانمین۔ جو شخص اپنے قریب محرم کا مال
چُرا دے اور قرابت دودہ کی راہ سے نہو یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال
یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی بیبی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنے مکاتب
کا مال یا اپنے داماد اور خُسر کا مال یا مال غنیمت (یعنی لوٹ کا مال جو کافرون سے ملا ہو)
یا حمام مین کا مال خواہ ایسے گہر مین کا جسمین گہسنے کی اجازت ہو چُرا دے تو ہاتھہ کاٹا نہ
جاویگا۔ اور اگر کوئی شخص مسجد مین سے کچھہ اسباب چُرا دے اور مالک اسباب کا اسکے
پاس ہو تو ہاتھہ کاٹا جاویگا۔ اور اگر کوئی مہمان میزبان کی چیز چُرا دے یا کوئی چیز چُرا دے
مگر اُسکو گہر سے باہر نہ لیجاوے تو ہاتھہ نہ کاٹا جاوے۔ اور اگر چوری کی چیز کو حجرہ سے
نکالکر گہر کے صحن مین لاوے یا جو شخص حجرہ والونمین سے ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹ لے
یا گہر کی دیوار مین سوراخ کرکے اندر گہسے اور کسی چیز کو سوراخ مین سے راہ مین ڈالدے
پہر نکلکر اوسکو اوٹہالے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اسکو ہانکدے اور اسباب اسطرح

باہر نکال لادے تو ان سب صورتون مین ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر گھر کے باہر سے چیز دوسرے
کو دیدے یا گھر مین صرف ہاتھ ڈالکر اسباب لے لے یا کیسہ جو آستین کے باہر ہو کاٹ
لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اُسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ کاٹا جاویگا اور
اگر اونٹ کے شلیطہ کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے یا اسباب کے شلیطہ کو ایسی طرح لے کر
اُسکا مالک اُسکی چوکسی کرتا ہے خواہ اوسپر سوتا ہے یا ہاتھ صندوق مین یا کسیکی جیب
وا آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھ کاٹا جاویگا فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت اور اوسکے
ثابت رکھنے کے بیان مین۔ چور کا داہنا ہاتھ پونہچے سے کاٹکر (خون بند ہونیکے لیے)
داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کاٹا جاوے اور اگر تیسری
دفعہ چراوے تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ہاتھ کاٹا جاوے
اور اسیطرح اُس شخص کا حال ہے جو چوری کرے حالانکہ اوسکا بایان انگوٹھا ہاتھ کا
کٹا ہو یا لنجا بیکار ہو گیا ہو یا دو انگلیان بائین ہاتھ کی سوا انگوٹھے کے کٹی ہوئی
یا بیکار ہون یا داہنا پانو کٹا ہوا ہو (کہ ان سب صورتون مین اُسکا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا)
اور جس شخص کے داہنے ہاتھ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اُسکا بایان ہاتھ کاٹ
ڈالے تو کچھ دیت (یعنے خونبہا) اُسکو دینی نہ آویگی اور ہاتھ کاٹنے مین شرط ہے کہ
جسکے پاس سے مال چوری گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانت دار
ہو یا زبردستی کسیکا مال چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو (کہ مال بطریق سود دوسرے سے
لیا ہو) اور جس صورت مین کہ مال انہین لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل
مالک درخواست چور کے ہاتھ کاٹنے کی کرے تب بھی ہاتھ کاٹنا چاہیے اور اگر
ایک چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض اُسکا ہاتھ کٹا بعد اوسکے وہ مال کسی

دوسرے نے چرالیا تواب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھہ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھہ کاٹا جاویگا اور جس شخص کو کوئی چیز چرا دے اور ہنوز مالک نے اُسپر نالش نہین کی کہ اوسنے چیز مذکور کو مالک کے حوالہ کردے یا قاضی نے حکم ہاتھہ کاٹنے کا کسی چوری مین کردیا تہا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا چور خود مدعی ہوا کہ یہہ میری ملک ہے یا چوری کے بعد اُس چیز کی قیمت دس درم سے کم ہوگئی تو ان سب صورتون مین ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا۔ اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے خود چرانیکا اقرار کیا پہر اُنمین سے ایک نے کہا کہ یہہ میرا مال ہے تو اُنمین سے کسیکا ہاتھہ نہ کٹیگا اور اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اُنمین سے غائب یعنی روپوش ہوجاوے اور گواہی دونو کے ذمہ چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھہ کٹے گا۔ اور اگر کوئی غلام چوری کا اقرار کرے تو اُسکا ہاتھہ کٹے گا اور مال اُس شخص کو دلا دیا جاویگا جسکے پاس سے اوسنے چرایا تھا۔ اور ہاتھہ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتھہ نہین ہوسکتے (یعنے نہین ہوسکتا کہ ہاتھہ بھی چور کا کٹے اور اُس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے) لیکن اگر مال مسروقہ اُسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلا دیا جاویگا اور اگر کچھہ چوریون کے عوض مین اُسکا ہاتھہ کاٹا جاوے تو اور مال کہ اوسنے چرائے ہونگے اُنکا تاوان نہ دینا پڑیگا۔ اور اگر کپڑے کو چرا کر گہر ہی مین چیر پہاڑ ڈالا پہر باہر نکالا تو ہاتھہ کٹے گا۔ اور اگر بکری کو چرا کر اوسی جگہہ ذبح کرکے باہر نکالا تو نہ کٹے گا اور اگر چاندی سونا چرا کر اوسکے روپیہ اشرفی بنا لئے تو ہاتھہ کٹے گا اور روپیہ اشرفی مالک کو دئے جاوینگے۔ اور اگر کپڑے کو چرا کر سُرخ رنگا اور ہاتھہ کاٹا گیا تو نہ کپڑا مالک کو دے نہ اُسکی قیمت اور اگر سیاہ رنگی تو کپڑا پھیر دے ✤

باب رہزنی کا بیان

باب رہزنی کے بیان مین — اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکہتا ہو رہزنی سے
پہلے گرفتار ہو تو اسکو قید کرنا چاہیئے یہانتک کہ اس ارادہ فاسد سے توبہ کرے (اور اگر
دہ کرچکی) مال معصوم لے لیوے (یعنے مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چہین لے) تو اسکا
ایک ہاتہہ اور ایک پانو دوسری جانب سے کاٹا جاوے (یعنے دہنا ہاتہہ اور بایان پانو)
اور اگر اوسنے کسیکو جان سے مار ڈالا ہو تو وہ بہی حد مین مار ڈالا جاوے (نہ قصاص مین یعنے
اگرچہ وارث مقتول کا خون اسکو معاف کر دے (مگر خون معاف نہوگا) اور اگر دونون کیا
جان سے مارکر مال لیوے تو اسکا دہنا ہاتہہ اور بایان پانو کاٹکر مار ڈالا جاوے اور سولی
چڑہادیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کہینچا جاوے (یعنی حاکم
کو اختیار ہے جسے چاہے انمین سے کرے) اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے
تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑہا دے اور اوسکے پیٹ کو نیزہ سے چیرے تاکہ مر جاوے اور
تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکہے اور اسصورت مین جو مال اوسنے لیا ہو اسکا تاوان
نہ لیا جاوے — اور ہر شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا ہوا ہو وہ مثل مرتکب کی ہے (یعنے
ڈاکوونکو سبکو سزا یکسان ہونی چاہئے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اسکی مدد سے
دوسرے نے کی ہو) اور لکڑی اور پتہر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے حکم مین (جیسا لکڑی اور پتہر
سے کسیکو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے) اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو
اسکا دہنا ہاتہہ اور بایان پانو کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف زخمی
کرے اور مال نلے یا جان سے مار ڈالے پہر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ
نہون یا جسپر رہزنی کی ہے اس سے قرابت قریبہ رکہتا ہو یا قافلہ کے کچہہ لوگ دوسرے
کے ساتہیون پر راہزنی کرین یا رات کو خواہ دنکو شہر مین یا دو شہرونکے بیچ مین رہزنی کرے

توان سب صورتون مین حد لازم نہوگی وارث کو اختیار ہی چاہی مقتول کا قصاص
لے چاہی معاف کرے۔ اور جو شخص شہر مین کئی مرتبہ گلا گھونٹ کر مارے تو
اُسکے عوض مین مار ڈالنا چاہیے ◆

کتاب السیر

اسمین جہاد کے طریق اور سفر کا مذکور ہی (سیر سین کے کسرہ اور یا مفتوحہ سے سیرۃ کی
جمع ہی اور اسکے معنی طریق جہاد کے ہین) جہاد (یعنے کافرون سے لڑنا)
ابتدا مین فرض کفایہ ہی (یعنے مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا کرین) اور اگر
کافر کسی شہر پر چڑھ آوین تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہوجاتا ہی
کہ اگر اس (کام) کو کچھ لوگ کرین تو سبکے ذمہ سے اوتر جاتا ہی اور اگر کوئی نکرے
ہووین۔ اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندہے اور اپاہج اور ہاتھہ پانون کٹے پر
واجب نہین۔ اور فرض عین ہی لیکن شرطیکہ دشمن چڑھ آوے پس اس صورت مین عورت بدون اجازت
اپنی شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے اور جہاد پر مزدوری کا
مقرر کرنا مکروہ ہی لیکن شرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین (کہ اور لوگون
سے لیکر جہاد کرنیوالون کو دین) پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کرین تو اول
اُن سے مسلمان ہوجانیکی درخواست کرین اگر وہ مسلمان ہونا مان لین تو بہتر ہے (کہ مطلب
حاصل ہوگیا) اگر نمانین تو اُن سے جزیہ طلب کرین اگر جزیہ دینا قبول کرین تو اُنکے واسطے وہ
جو ہمارے لئے ہی (یعنے اُنکی جان اور مال کو محفوظ رکھنا چاہیے) اور اُنپر وہ ہی جو ہمپر ہی
(یعنے معاملات مین اُنکے احکام مثل مسلمانون کے ہین) اور جسکسیکو کہ دعوت اسلام
نہ پہنچی ہو اُسکے ساتھہ ہم نہ لڑینگے (یعنے اگر اُن سے مسلمان ہونیکو نکہا گیا ہو تو

دفعت لڑنا نہیں چاہیئے) اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہچ چکی ہو تو مستحب ہی کہ لڑائی کے
شروع مین پہر اُن سی مسلمان ہونیکو کہہ دیا جاوی۔ پہر اگر جزیہ دینا بہی قبول نکرین
تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے اُن سی لڑینگے اسطرح کہ آلات لڑائی کے سب
کام مین لاوینگے اور کافرونکو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور اونکے درخت کاٹ ڈالینگے
اور کہیتیان اُجاڑ دینگے اور تیرونکی بوچہار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانون کو
اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرونکی نیت کرینگے نہ مسلمانونکی (یعنے
اگر کافر مسلمان کو اپنی سپر بنائے اور اوسکی آڑ مین کہڑا ہوا ور اوسکو مارنے کی ضرورت
ہو تو صرف کافر کی نیت سی تیر وغیرہ مارنا چاہیئے گو مسلمان بہی زخمی ہو یا مارا جاوی)
اور مسلمانون کو منع ہی کہ قرآن اور عورت کو ایسی لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تہوڑی
ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہی کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مال
غنیمت مین خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹین یا عورت اور بیعقل ونابالغ کو مارین
یا بوڑہی فرتوت اور اندہی اور اپاہج کو قتل کرین ہان جسوقت کہ ایسا شخص لڑائی مین
رای دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اوسکو مار ڈالنا چاہیئے اور منع ہی کہ (مسلمان لڑکا اپنے
باپ مشرک کو قتل کری بلکہ لڑکے کو اوسکے مار ڈالنی سے انکار کرنا چاہیئے تاکہ دوسرا
شخص اُسکو مار ڈالے۔ اور ہمکو اختیار ہی کہ اُن سی کچہہ مال لیکر خواہ وبغیر صلح کر لین
اگر صلح کرنا مسلمانون کے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچہا ہو اور اگر
کافرون کا بادشاہ خیانت کری تو بیدون صلح توڑ سی اُن سی لڑین اور مرتدون سے
بدون مال کے لڑین پس اگر مرتدون سی مال لے لیا جاوی (باوجودیکہ مال کا لینا درست
نہین تاہم اُس مال کو) اُنکو واپس نہ دیا جاوے۔ اور کافرون کے ہاتہہ مسلمان ہتہیار نہ بیچین

اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے اُسکو قتل نکرین ہان اگر اُسکا پناہ دینا بُرا ہو تو امن کو توڑ ڈالین اور اگر کوئی ذمّی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو لڑنیکا حکم نہین تھا کسی کافر کو پناہ دے تو اُنکا پناہ دینا باطل ہے ٭

باب جو مال غنیمت کہ کافرون سے ہاتھ لگے اوسکے اور اُسکی تقسیم کے بیان مین مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اُسکو مسلمانون مین بانٹ دے یا اوس ملک کے باشندونکو اوسپر مقرر رکھے اور اُن خود پر جزیہ اور اُنکی زمینون پر خراج ٹھہرادے اور قیدیونکو اختیار ہے چاہے مارڈالے چاہے غلام بنالے چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانونکو جزیہ دیا کرین لیکن یہہ حکم اُن لوگون مین ہے کہ مرتد نہون اور نہ عرب کے شرک کرنیوالے اور حرام ہے قیدیون سے فدیہ لیکر دارالحرب کو واپس بھیجنا اور مفت اونپر احسان رکھکر رہا کردینا اور نیز حرام ہے مواشی کی کوچین کاٹنی جس صورت مین کہ اُنکا دارالاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اُنکو جلا دیا جاوے (تاکہ کافر فائدہ اُنسے نہ اُٹھا وین) اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنیکے طور پر حرام نہین (یعنے اگر لشکر والونکو مال ایسطرح بانٹ دین کہ اونکے پاس امانت رہے دارالاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کیجاویگی تو جائز ہے) اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر فروخت کرنا اور جو مدد کہ مسلمانون کو پہنچے وہ مال غنیمت مین اُنکی شریک ہوگی اگرچہ مدد کے لوگونکو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دارالحرب مین مرجاوے وہ شریک نہوگا اور اگر دارالحرب کے محاصرہ کے بعد دارالاسلام مین مریگا تو حصہ اُسکا اوسکے وارثونکو دیا جاویگا۔ اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت مین سے ان اشیا کو تقسیم سے پیشتر اپنے کام مین لاوین گھاس اور کہانے کی چیز اور لکڑیان جلانے کی اور ہتھیار اور

تیل مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جب دار الحرب سے نکلین تو اونکو کام مین لاوین کہ جسقدر
اپنے پاس بچے ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین — اور جو شخص کہ کافرون مین سے
مسلمان ہوجاویگا اُسکی جان قتل سے اور لڑکا قید سے بچیگا اور جو مال اوسکے پاس ہوگا یا کسی
مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا
لیکن باوسکے مسلمان ہونے سے اُسکا بڑا لڑکا اور اوسکی عورت اور حمل اور دین اور
غلام جنگی محفوظ نہو جاویگا **فصل غنیمت کی قسمت کرنیکے بیان مین** — پیادہ کے لئے
ایک حصہ ہے اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اوسکے پاس دو گھوڑے ہون اور ترکی ایلو
مثل تازی یعنی گھوڑے کے ہے اور اونٹ اور خچر کی مانند نہین (یعنے اونٹ اور خچر
کیواسطے کچھ حصہ نہین) اور سوار اور پیادہ ہونے مین اُسوقت کا اعتبار ہے کہ جب
دار الاسلام کی حد سے آگے بڑھین (پس اُسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار کیا جاویگا
اور غلام اور عورت اور لڑکے اور ذمی کیواسطے اگر لڑائی مین مُمِد و معاون رہین کچھ تھوڑا
مال دیا جاوے (انکا پورا حصہ نہین (چاہئے) اور مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ یتیمون
کا ہے (جنکے باپ مرگئے ہون) اور مسکینون کا اور مسافرون کا (جو اپنے پاس مال نہ رکھتے
ہون) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر (یعنے فقرا بنی ہاشم اور بنی مطلب
ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر) مقدم رکھے جاوین اور جو لوگ
اُنمین سے غنی ہون انکا حق اس پانچوین حصہ مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین
ہے وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیہ صرف تبرک
کیواسطے مذکور ہے (پس کوئی حصہ علحدہ اللہ کے لئے نہوگا) اور حصہ آنحضرت صلعم کا آپکی
وفات کے سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا (کہ اب امرا اور بادشاہون کو صفی لینا نہ چاہئے

آنحضرت صلعم کو صفی کر لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہے کہ آنحضرت صلعم غنیمت میں
سے اپنی نفس نفیس کے لئے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی
چیز پس اب امام کو اپنے لئے پسند کرنا درست نہیں) اور اگر کوئی مسلمانوں کی جماعت
کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کے دارالحرب میں چلی جاوے
تو جو مال غنیمت وہ لاویں اوسمیں سے خمس (یعنے پانچواں حصہ) اور اگر قوت و شوکت
والے نہوں تو خمس نہ لیا جاوے۔ اور امام کو اختیار ہے کہ زیادہ دینے کے جلوں سے
لوگوں کو لڑائی پر ابھارے اور ترغیب دے مثلاً کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو ماریگا تو اوسکا
اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ میں نے تمہارے واسطے غنیمت کی چوتھائی
بعد خمس نکالنے کے مقرر کر دی (یعنے غنیمت میں سے خمس نکالکر چار حصے جو رہے انمیں سے
ایک تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر میں تقسیم کر دونگا) اور اس صورت میں غنیمت کے جمع کرنیکے
بعد اگر زیادہ دے تو صرف خمس میں سے اوس لشکر کو دیدے (غنیمت کے چار حصوں میں سے
ندے) اور پہلی صورت میں مقتول کا اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نکیا ہو تو
میں تقسیم ہو جاویگا (ورنہ قاتل کو پہنچیگا) اور اسباب یہہ ہے کہ سواری اور کپڑے
اور ہتھیار اور جو کچھہ اوسکے پاس مایہ ہو۔

باب کافروں کے غلبہ کے بیان میں۔ اگر ترکستان کے کافر روم کے کافروں
کے کافروں پر غالب ہوکر اونکو قید کریں اور انکا مال لے لیں تو اوس مال کے مالک ہو جاوینگے
پھر جب مسلمان ترکیوں پر غالب ہوں تو جو کچھہ مسلمانوں کو قیدی اور مال میں سے ملیگا اوسکے
مالک ہو جاوینگے (یعنے ایک قوم کافروں میں سے اگر دوسرے کو لوٹ لاویں تو مال اور قیدیوں
کے مالک ہو جاتے ہیں یہانتک کہ جب مسلمان اُن غارتگروں پر غلبہ پاویں تو اوس لوٹ

کے مال کے بھی مالک ہو جاوینگے جو وہ دوسری قوم سے لائے تھے) اور اگر کفار
مسلمانون پر غالب ہو کر انکا مال اپنے ملک مین لیجاوین تو اوسکے مالک ہو جاوینگے
پھر اگر مسلمان اونپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہٖ پاوے وہ غنیمت کی تقسیم
سے پیشتر اوسکو مفت لیلے اسکا عوض کچھ نہین ہے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا
مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سے اوس
چیز مول لے لی ہو اور دارالاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اونکو
دیکر لیلے اگرچہ اوس مال کی آنکھ پھوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض لے لیا گیا ہو (یعنی
ایک سوداگر نے دارالحرب سے ایک غلام مول لیا جو کسی مسلمان کا تھا اور اوسکو کافر
لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دارالاسلام مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیے کہ جس
دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکے حوالہ کرے اگرچہ اوس غلام کی آنکھ کسی نے پھوڑ دی
ہو اور اوس سوداگر نے اوس سے اسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نہ چاہیے
کہ آنکھ پھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کر کے دے) پس اگر قید مین
اور خرید مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک
دونو دام مشتری اول کو دے (اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ
لیگئے اور عمرو نے اوس سے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پھر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ
لیگئے تو بکر اونسے ہزار کو دارالاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر
کے دام یعنی ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دیگا
اسلیے کہ عمرو کے اوسپر دو ہزار لگے ہین) اور اگر کافر مسلمانون کے آزاد اور
مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان

اُنکے یہہ لوگ پکڑ لاوینگے تو مالک ہوجاوینگے اور اگر مسلمانونکا کوئی اونٹ بھاگ کر کافرون کے یہان چلا جاوے اور وہ اوسکو پکڑ لیوین تو مالک ہوجاوینگے لیکن اگر کوئی غلام بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرون کیطرف چلا گیا اور اونہون نے اوسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اُن سے وہ غلام اور گھوڑا اور اسباب مول لیکر دارالاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اُس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے (اسلئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے) اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے (یعنی دام مشتری نے کافرون کو دیا ہے اُن چیزون کے وہ مالک ہوگئے تھے) اور اگر کوئی کافر حربی مسلمانونکی امن سے دارالاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک مین لیجاوے یا کوئی غلام دارالحرب ہی مین مسلمان ہوکر مسلمانون مین چلا آوے یا مسلمان غالب ہوکر اُس غلام کو دارالحرب سے پکڑ لاوین تو ان سب صورتون مین مسلمان غلام آزاد ہوجاویگا ٭

باب مستامن کے بیان مین

(اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دارالاسلام مین آوے یا مسلمان دارالحرب مین جاوے) اگر کوئی مسلمان سوداگر دارالحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہے (یعنی اوسکو بچنا ہے کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لیوے) لیکن (باوجود اس حرمت کے) اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ممنوع طور پر ہوجاویگا پس ایسی چیز کو تصدق کرکے خیرات کردینی چاہیئے (اپنے خرچ مین ملا دے اسلئے کہ اُسکا لینا حرام تھا) اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز اودھار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر وہ دونون دارالاسلام

مین آوین اور قاضی کے یہان جو کرین تو قاضی کچھ حکم نکرے (یعنی نہ حکم غصب کی نہ قرض مسلمان کا
کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر) اور یہی حال ہی اگر دو کافر دارالحرب مین قرض یا غصب آپس مین
کرین اور پہر امن لیکر دارالاسلام مین چلے آوین (یعنے قاضی کچھ حکم غصب یا قرض کا
نہ دے) ہان اگر دونو کافر مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا
حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دارالحرب مین جاوین
اور ایک انمین سے دوسریکو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکے مال مین خونبہا
واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دارالحرب مین
قید ہون اور انمین سے ایک دوسریکو دارالحرب مین قتل کرے یا اوس مسلمان کو جو دارالحرب
مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان ہان ہی مار ڈالے تو ان دونو صورتونمین صرف خطا کی
راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہی (اور خونبہا اور قصاص کچھ واجب نہین)

فصل

مستامن کو جو دارالحرب سے آوے دارالاسلام مین ایک سال کامل تک رہنے دین اور اوس
سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹہریگا تو تجہپر جزیہ معین کردیا جاویگا پہر اس
کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس ٹہریگا تو ذمی ہو جاویگا (یعنے اوس سے جزیہ لینا چاہیے)
اور پہر اوسکو دارالحرب مین جانے ندیا جاوے جیسے انصورتون مین کہ کوئی مستامن زمین
خریدلے اور اوسپر خراج مقرر ہو جاوے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح
کرلے (تو ان صورتون مین بہی اونکو نچہوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین) بخلاف
اسکے عکس کے (یعنے اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہوگا
اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے) پس اگر مستامن جو دارالاسلام
مین آیا تہا دارالحرب کو لوٹ جاوے اور کسی مسلمان خواہ ذمی کے پاس اوسکی کچھ امانت ہو

یا ان دونو کے ذمہ اُسکا قرض ہو تو اُسکا مارڈالنا جائز ہوگیا اِس سے یہہ نکلا کہ اگر کافر
مذکور قید ہوکر لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہوویں اور وہ شخص مارا جاوے تو جو
قرض اُسکا تہا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تہی وہ مال غنیمت متصور ہوگا اور اگر بدون
غلبے کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مرگیا تو اُسکا قرض اور امانت اوسکے وارثونکو ملیگی مال
غنیمت نہوگی۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام مین آیا اور دارالحرب مین اوسکی
بیبی اور بچہ اور کچہہ مال کسی مسلمان یا ذمی اور حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر
مسلمان ہوگیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے تو اوسکے تمام اشیاء مذکورہ داخل غنیمت
ہونگے اور اگر دارالحرب مین مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آیا اور پہر حربی مغلوب ہوئے تو اوسکا
چہوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اُسکی مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی مسلمان
یا ذمی کی ہوجاویگی (کہ وہ اوسکے مالک ہوجاوینگے اور اِنکے سوا اُسکی اور چیزین (مثلاً
بیبی اور بڑا لڑکا اور دوسری چیزین) غنیمت ہونگی اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے
جسکا کوئی وارث نہو یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دارالاسلام مین آیا تہا اور مسلمان
ہوگیا تہا مار ڈالے تو امام کو چاہیئے کہ اُنکا خونبہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً
اوسکو مار ڈالے تو اُسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خونبہا لینا ہے نہ معاف کرنا (یعنے
بادشاہ کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے خونبہا لے مگر معاف نہین کرسکتا)*

باب دہ یکی اور خراج (یعنے زمین کے محصول) اور جزیہ کے بیان مین۔ زمین عرب
کی اور وہ زمین جہان کے رہنے والے مسلمان ہوگئے ہون یا غلبے کے طور پر مفتوح ہوکر
لشکر اسلام کو بانٹ دیگئی ہو یہہ تینون قسمین زمین عشری ہین انکی پیداوار سے دہ یکی
لینی چاہیئے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہوا اور پہر اوس ملک کے باشندون کو اُسپر قائم

رکہا ہو یا امام نے انکے ساتھہ صلح کرلی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین امام جو مصلحت
سمجھے اُنسے لیوے - اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کیسیکی ملک نہو آباد کرے تو اُس
زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا (یعنے اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اُس سے
وہ یکی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے) اور بصرہ کی زمین عشری ہے
اور خراج کی مقدار یہہ ہی کہ زمین جو قابل زراعت ہو اوسکی پیداوار مین سے بیگہہ پیچھے
ایک صاع اور ایکدرم لینا چاہیئے اور ترکاری کی زمین سے بیگہہ مین پانچ درم اور
انگور اور چھوہارے کہ ملے کہڑے ہون اونکے بیگہہ مین دس درم اور اگر زمین مین [illegible]
اسقدر محصول کی نہو تو کم کردیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کیصورت مین زیادہ نکیا جاوے
- اور جس صورتمین کہ خراجگذار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا
کہیتی کو کوئی آفت پونہچے تو ان صورتون مین زمین پر کچہہ خراج نہوگا - اور اگر مالک
زمین اپنی زمین کو بیکار رکہے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید
کرے تو ان صورتون مین خراج لازم ہوگا - اور خراجی زمین کی پیداوار مین دہ یکی نہین
(یعنے اوسکے پیداوار مین خراج ہی کافی ہے دہ یکی اوسمین سے نہ لیجاوے) فصل
جزیہ یعنے چوتہہ اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اوس سے کمی بیشی نکیجاوے ورنہ
ایسے فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حال والے پر
۲۴ درم اور دولتمند پر ۴۸ درہم سالانہ مقرر کیا جاوے - اور جزیہ اہل کتاب پر (مثل
یہود و نصاریٰ پر) اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہون
مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہون یا اسلام سے مرتد ہو گئے ہون اور لڑکے اور
عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندہے پر اور ایسے فقیر پر جو کمانے اور

گوشہ نشین پر جو لوگون سی میل نرکہتا ہو مقرر نکیا جاوی — اور جزیہ تین باتون سی ساقط ہو جاتا ہو ایک کافر کے مسلمان ہو جانے سی دوسری سال گذر جانے سی (یعنی ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا دینا پڑیگا اسلئے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آ جاتا ہے) تیسرے برس گذرنیکے بعد کافر کے مرجانے سی اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دارالاسلام مین بنایا جاوی اور اگر پرانا ڈہ گیا ہو تو اوسکو پہر سی بنالین — اور ذمی شخص مسلمانون سی لباس اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوی اسطرح کہ گہوڑون پر سوار نہو اور ہتہیارون کا استعمال نکرے اور زنار یعنی علامت کفر کو ظاہر رکہے اور ایسی زین پر چڑہے جو پالان کی شکل کا ہو — اور اگر ذمی جزیہ دینے سی انکار کرے یا مسلمان عورت سی زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور سے اُسکا عہد ذمہ کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد اسطرح ٹوٹتا ہو کہ دارالحرب مین جا ملے یا کسی جگہہ پر دارالاسلام کی جگہون مین لڑائی کی تیاری سے چڑہ جاوی (اور) جب ذمی دارالحرب مین جا ملے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہو (یعنے اُسکی موت کا حکم کیا جاویگا اور اُسکا مال اوسکے وارثون مین بانٹ دیا جاویگا) اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونو بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سی دوچند لیجاوی (تغلبی ایک فرقہ نصاری کا ہی اُن سی جزیہ کے عوض مسلمانون کی زکوۃ کا دونا لینا چاہیئے) اور تغلبی فرقہ کا آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیون کے آزاد کئے ہوئے کے ہی (یعنے اُس سی زمین کا خراج اور جزیہ لینا چاہئے جیسی قریشیون کے غلامان آزاد سی لیتے ہین زکوۃ کا دونا لینا چاہئے جیسی تغلبیون سی لیتے ہین) اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیون کا مال

اور کفار جو ہدیہ بھیجین اور جو مال کہ مسلمانونکے ہاتھہ کافرون سی بدون لڑائی کے لگے یہہ سب مال مسلمانون کی بہتری کے امورمین صرف کئے جاوین مثلاً کفارونکی راہ بند کرنے اور پانی پر پل باندہنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور قاضیون اور عاملون اور عالمون اور سپاہیون اور اُنکی اولاد کے روزینہ مین خرچ کرین - اور جو شخص سال کے بیچ مین مرجاوے وہ بخشش سالانہ سی محروم رہیگا ؛

باب مرتد یعنے اُن لوگونکے بیانمین جو دین اسلام سی پھر جاوین - مرتد پر اسلام پیش کیا جاوی (یعنے اُسکو کہا جاوی کہ پھر مسلمان ہو جا) اور اوسکی مسلمانی پر کے اعتراض دور کئے جاوین اور تین دن قید کیا جاوی اگر اِس عرصہ مین مسلمان ہو جاوے تو بہتر ہی ورنہ قتل کر دیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہہ ہی کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سی ناراض اور بیزار ہو یا اُس دین سی نفرت کری جسکو اوسنی اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اسکو نہ کہین اور اُس سی پہلے ہی مار ڈالین تو یہہ امر مکروہ ہی اور اگر کوئی پیشتر ہی اسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا اور عورت اگر مرتد ہو جاوے تو اوسکو جان سے نمارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے اور مرتد ہونے سی مرتد کی ملک اوسکے مال پر سے جاتی رہتی ہی مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہی یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قایم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مرجاوی یا قتل کیا جاوے تو اسکا مسلمان وارث جو کچھہ مال اسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادای قرضہ حالت اسلام کے سبکا مالک ہوگا اور جو کچھہ اوسنی مرتد ہونے کی حالتمین کمایا ہوگا اسمین سی اُن دنونکا قرضہ دیکر جو کچھہ رہیگا وہ مال غنیمت متصور ہوگا - اور جب مرتد کے لیے دار الحرب مین جا ملنیکا حکم کیا جاویگا (یعنے قاضی حکم کریگا کہ مرتد دار الحرب مین جا ملا)

تو اُسکا مدبر اور ام ولد آزاد ہو جاوینگے اور اُسکا مال وارثون کو دیا جائیگا اور
قرض اُسکا حال ہو جاویگا (یعنے اُسکی مدت باقی نرہیگی) اور اُسکا بیچنا اور آزاد کرنا اور
ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہینگے پس اگر وہ ایمان لاوی تب تو تصرف جاری ہونگے
اور اگر مر جاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر مسلمان
ہوکر چلا آوی تو جو چیز وہ اپنے وارثونکے پاس پاوے اُسکو لے لیوی اور جو اُسکو نملے
اُسکو نہیں لے سکتا (یعنے اگر وارث کسی چیز مین تصرف کر ڈالین گے تو اونپر تاوان
لازم نہوگا) اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی ہو اوسکے مرتد ہونیکے شروع سے چھہ
مہینے کے اندر بچہ جنے اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی ہے تو وہ لونڈی اُسکی ام ولد
ہو جاویگی اور وہ بچہ اُسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اُسکا ترکہ نپاویگا اور اگر لونڈی
مسلمان تھی اور اُس سے بچہ ہوا تو یہہ بچہ اُسکا وارث ہوگا جسوقت مرتد اپنے کفر کی
حالتمین مرے یا دار الحرب کو چلا جاوی - اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب کو چلا
جاوی اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب
سے لوٹ کر دار الاسلام مین آوے اور اپنا مال لیجاوی پھر مسلمانونکو غلبہ مین وہ مال ہاتھ
لگے تو مال مذکور اُس مرتد کے اُس وارث کو ملیگا جو دار الاسلام مین ہو - پس اگر مرتد
دار الحرب مین جا ملے اور اُسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے (یعنی قاضی حکم کر دے
کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی) اور اوسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کرے پھر وہ مرتد
مسلمان ہوکر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی غلام کا ترکہ بشرط
مرجانیکے مورث کو پہنچیگا (یعنے اُسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہی) اور اگر مرتد کسیکو
براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملا یا مارا جاوے تو خونبہا مقتول کا مرتد کے

اُس مال مین سی ہوگا جو حالت مسلمانی مین کمایا ہو اور اگر زید کا ہاتہہ عمرو نے جان بوجہہ کر
کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہوگیا اور اوسی زخم مین مرگیا یا دارالحرب مین جا ملا اور
پہر وہان سی مسلمان ہوکر آیا اور اُس زخم مین مرگیا تو عمرو کے مال سی نصف خونبہا زید
کے وارثونکو دلائی جاویگی اور اگر دارالحرب مین نجاوی اور مسلمان ہوکر زخم کے سبب
سے مرجاوی تو اسصورت مین عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا — اور اگر کوئی غلام مکاتب کیا
ہوا مرتد ہوکر دارالحرب مین جا ملے پہر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض مالک کو ملیگا
اور جسقدر عوض کتابت سی زائد بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثون کو پہنچیگا اور اگر خاوند
بی بی دونو مرتد ہوکر دارالحرب مین جا ملین اور وہان اونکے بیٹا ہو اور اوس بیٹے
کے بیٹا پیدا ہو پہر مسلمانونکی فتح ہو اور یہہ سب پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا
مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لئی زبردستی کیجاویگی مگر پوتے پر نکیجاویگی
— اور جو لڑکا کہ عاقل ہو اُسکا مرتد ہونا صحیح ہی جیسی مسلمان ہونا درست ہی اور
اسطرحکے مرتد لڑکے پر مسلمان ہوجانیکو زبردستی کیجاویگی جان سی نمارا جاویگا

باب باغیونکے بیان مین (جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سی باہر ہوجاوین)

اگر ایک گروہ مسلمانون کا بادشاہ کے فرمان سی نکلکر کسی شہر پر غالب ہوجاوین تو
بادشاہ اُنکو اپنی اطاعت کے لئی کہی اور جو شبہہ اُنکو فرمانبرداری مین ہوگیا ہو اسکو
دور کری اور اُن سی لڑائی شروع کری (اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نکرین) اور اگر انکی جماعت
کوئی اور ایسی ہو کہ پہر یہ لوگ اونکے ساتہہ ملکر مضبوط ہوجاوینگے تب تو جو شخص ان
باغیون مین کا زخمی ہو اوسکو جان سی مارڈالے اور جو بہاگے اُسکا پیچہا کری اور
اگر ایسی جماعت اور نہو تب زخمی کو مارے نہ بہاگتے کا پیچہا کری — اور اُنکی اولاد کو

قید نکرے ہوا اور اُنکے مالونکو نظر بند کرے یہانتک کہ وے توبہ کریں اور اگر غازی کو باغیون
کے ہتھیارون اور گہوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوے (یعنے ضرورت کیوقت
اُنکا استعمال مین لانا درست ہی) اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پہر
انکی شکست ہو جاوے تو قاتل پر نہ قصاص لازم ہوگا نہ خونبہا۔ اور اگر باغی لوگ کسی
شہر پر غالب ہو جاوین اور کوئی شہر والا دوسرے شہری کو مار ڈالے پہر وہ شہر مفتوح
ہو تو شہری قاتل اُس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر کوئی عادل (یعنے
بادشاہ کی اطاعت والا) باغی کو مار ڈالے یا باغی اُسکو مار ڈالے اور باغی یہ کہے کہ
مین حق پر ہون (یعنے بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہ شخص جو بادشاہ کی
طرف تھا اوسکے مار ڈالنے مین حق میری طرف ہی) تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا (یعنے
اگر دونوں مین کوئی قرابت ورثہ پانے کی ہوگی تو اسطرحکے قتل ہی ترکہ سے محروم نہوگا
اور اگر باغی یہ کہے کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنے باطل پر ہونے کا رکہتا ہو
تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا۔ اور اہل فتنہ کے ہاتھ (مثلاً باغیون اور رہزنون
اور اہل حرب کے ہاتھ) ہتھیارونکا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ
مین سے ہی تو مکروہ نہین*

كتاب اللقيط

اسمین لقیط کا بیان ہی (یعنے اُس بچہ کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو)
ایسے بچہ کا اُٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہی اور اگر اوسکے تلف ہونیکا خوف ہو تو اوسوقت
اُٹھانا واجب ہی اور وہ بچہ آزاد رہیگا اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا اسیطرح انکی
میراث بیت المال مین ہی جاویگی اور اوسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال سے دینگے

اور اٹھانیوالے سے اسکو کوئی نہین لے سکتا اور اُسکا نسب ایک شخص اور دو شخص سے
ثابت ہوگا (یعنے جو کوئی دعوی کرے کہ یہہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو دو
دو ہون) اور اگر دونوں مین سے کوئی ایسی نشانی بتا دے جو اُس لڑکے مین موجود ہو
تو وہ شخص اس بچہ کا زیادہ تر مستحق ہوگا (نسب کے ثابت ہونے مین) اور اگر ذمی دعوی
کرے کہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی
کے مکان اور محلہ مین نہ ملا ہو (اور اگر ذمیون کے مکانین پایا ہوگا تو ذمی ہوگا) اور اگر
غلام اوسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اس صورت مین
کہ گواہون سے ثابت ہو جاوے (کہ یہہ لڑکا فلان غلام کا ہے تب البتہ غلام ہوگا) اور اگر
اُس بچہ کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچہ ہی کا ہے اور اٹھانیوالے کو اُس کا
نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہین (یعنے اُٹھانیوالے کو بچہ پر نکاح کر دینے
کی ولایت نہین نہ اسبات کا اختیار ہے کہ اوسکے مال کو فروخت کرے یا اسکو کرایہ دے)
ہان (یہہ ہو سکتا ہے کہ اُسکو کسی پیشہ مین سونپ دے (تاکہ وہ کام سیکھ جاوے) اور اگر
اوسکو کوئی چیز ہبہ کرے تو لے لیوے

کتاب اللقطہ

یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان مین پڑی ہوئی چیز حرم اور حِل کی امانت ہے
یعنی اگر وہ پانیوالے کے پاس سے جاتی رہے تو اوسپر اوسکا تاوان لازم نہ آویگا بشرطیکہ
پانیوالے نے اِس نیت سے اُٹھائی ہو کہ مالک کو سپرد کریگا اور اِس امر پر لوگون کو
گواہ کر دیا ہووے اور اُٹھانیوالا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے یہانتک کہ اُسکو
معلوم ہو کہ مالک اب بازپرس نکریگا پس اُس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک آجاوے

تو اُسکو اختیار ہی چاہے اُسکے خیرات کر دینے کو درست رکھی چاہی اُٹھانیوالے
سے قیمت لیلے۔ اور جس چارپایہ کا کوئی والی نہوا اُسکو پکڑ لینا درست ہی مگر
اوسکو کہلانا پلانا مفت پڑیگا جیسا کوئی پڑے ہوئی بچہ کو کہلا دی پلا دی اور اگر قاضی
کے حکم سی چارپایہ خواہ بچہ کو کہلا دیگا تو وہ البتہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا (اور
بچہ سے بعد بالغ ہونیکے بہر لیگا) اور اوٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو
کرایہ دی اور اوسی میں سے اُسکا خرچ کرے اور اگر اُس سے نفع نہو سکتا ہو تو بیچکر
اُسکی قیمت رکھہ چھوڑے۔ اور اوٹھانیوالیکو اختیار ہی کہ مالک سی جبتک اپنا خرچہ
وصول نکرلے تب تک اُس چیز کو روکے رکھے اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالیکے
حوالہ نکرے جبتک کہ مدعی گواہوں سے اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت
اُس چیز کی بیان کری کہ اُس سے اُٹھانیوالیکو ظن غالب ہو کہ یہی مالک ہی تو اوسکے حوالہ
کر دینا حلال ہی مگر جبر نہیں پہنچتا (یعنے باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالہ نکرے
تو اوسپر زبردستی درست نہیں) اور اگر اُٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع
لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دی اور اگر اوسکے ماں باپ اور بیٹے بیوی اور لڑکا محتاج
ہوں تو اُنپر صدقہ کر دے ؎

کتاب الآبق

یعنے بھاگے ہوئے غلام کے بیان میں۔ بہاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہی بشرطیکہ
اوسکے پکڑنے پر قادر ہو اور جو شخص بھاگے ہوئی غلام کو مدت سفر یعنے تین دن کے
فاصلہ سی ہٹاکر لا دی تو اوسکو ۴۰ درہم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درہم سی
کم ہو اور مدت سفر سی کم فاصلہ سی ہٹاکر لا دیگا تو اوسی حساب سے اجرت ملیگی (یعنے

ایک دن کے فاصلہ سے لاویگا تو ۳ درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلہ سے لانے مین دو تہائی کا) اور مدبر اور ام ولد مثل غلام کی ہین (یعنے اگر کوئی فاصلہ تین دن کی راہ سے پکڑ لاویگا تو اجرت ۴۰ درم لازم ہوگی) اور اگر پکڑ کر لانیوالے کے ہاتھہ سے غلام بہاگ جاوے تو اوسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی اور اگر پکڑنے والا لوگونکو گواہ کر دے کہ مین اس غلام کو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن اور اگر غلام رہن ہو اور بہاگ جاوے اور اسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمہ ہوگی اور بہاگے ہوئے غلام پر کچھہ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہے جیسے پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا (یعنی اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کریگا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمہ لازم نہوگا)

کتاب المفقود

اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا بیان ہے ۔ مفقود اُس شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہہ اور موت اور حیات معلوم نہو ۔ ایسے شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اُسکا حق (جو لوگونکے ذمہ پر ہے) وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور سرکاری کرے اور اُس مال مین سے غائب شخص کے اُن رشتہ دارون پر جو والا دیا زوجیت رکہتے ہون (یعنے اُسکے مان باپ اور اصول اور اوسکی اولاد اور اوسکی بیوی پر) خرچ کرے اور قاضی اُس مرد کی بیوی کو اُس سے جدا نکرے اور ۹۰ برس کے بعد اُسکی موت کا حکم کرے (یعنے جب اُس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہو جاوے تو حکم کر دے کہ وہ مرگیا اور اُسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اُسکا ترکہ اُسوقت تقسیم ہو اُس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا ورثہ نہین پاتا (واضح ہو کہ امام مالک کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی

جدائی چاہے تو قاضی چار برس کی مہلت دے پھر بعد اوسکے جدا کر دیوے اور دلیل امام اعظم
کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ عورت اسکی بیوی ہے جبتک کہ اوسکی
موت کا حال کھلے اور موت دو طرح کی ہے حقیقی اور حکمی تو ۹۰ برس کی عمر کے بعد موت
حکمی ہے کہ غالب یہی ہے کہ مر گیا ہوگا) پس اگر مفقود کے ساتھ ایسا وارث ہو کہ
مفقود کے ہوتے ہوے محجوب ہوتا ہو (یعنے اوسکو کچھ نہ ملتا ہو) تو اوس وارث کو کچھ
نہ دیا جاویگا (اسلیے کہ مفقود حکم میں مثل موجود کے ہے تو وہ ہمیشہ کو ورثہ پانے
سے مانع ہوگا) اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوے اوسکو کچھ ملتا ہے (یعنے
نہیں کہ محروم ہو جاوے) تو اوس وارث کو دو حصوں میں سے کمتر دیا جاویگا (یعنے ایک حصہ
اوس صورت میں کہ مفقود موجود ہو اور ایک حصہ اوس حال میں کہ وہ مر گیا ہو انمیں سے جو حصہ
کم ہوگا وہ وارث کو دیوینگے اور باقی کو ملتوی رکھ چھوڑینگے) جیسے حمل کے
حصہ کو ملتوی رکھ چھوڑتے ہیں (یعنے اگر کوئی شخص مر جاوے اور اوسکی بیوی حاملہ ہو
تو اوسکا ترکہ تقسیم کرتے میں حمل کا حصہ علیحدہ رکھ چھوڑتے ہیں الخ)

کتاب الشرکۃ

اسمیں شرکت کا بیان ہے۔ شرکت دو طرح ہے ایک شرکت ملک (اور وہ) یہ ہے
کہ دو شخص وراثت کی راہ سے یا خریداری سے یا باعث ایک چیز کے مالک ہوں اور اس
شرکت میں ہر ایک ان میں سے اجنبی ہوتا ہے دوسرے کے حصہ میں (یعنے بلا اجازت
دوسرے کے تصرف ناجائز ہے) اور (دوسری قسم) شرکت عقد (ہے) کہ ایک
کہے کہ میں نے تجھسے فلان چیز میں شرکت کی اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا
اور پھر اوسکی کئی قسمیں ہیں ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہیں اگر شامل ہو وکالت اور

کفالت کو (یعنے ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل دونو ہو) اور مال اور تصرف اور نفع
مین دونو برابر ہون اس سے یہہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور
بالغ مین اور مسلمان اور کافر مین درست نہین (اسلئے کہ تصرف مین اور دین مین برابری
نہین) اس قسم کی شرکت مین جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک دونو مین ہوگی مگر اپنے
گھر والونکی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ کہ انمین سے ایک پر تجارت
کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم
ہوگا اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہے (مثلا روپیہ اشرفی) ایک شریک
کو کسی نے ہبہ کیا یا ورثہ مین ملا تو اوسمین مفاوضہ باطل ہے الا دوسرے اسباب مین مثل
گھوڑے اور کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثہ مین ایک کو ملے تو شرکت باطل نہوگی اور یہہ شرکت
اور شرکت عنان (جسکا بیان آگے آتا ہے) بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے
کے ٹکڑون کے جنپر سکہ نہو اور پیسون کے جنکا رواج لین دین مین ہوتا ہو درست
نہین (یعنے شرکت مفاوضہ اور عنان مین یہہ ضرور ہے کہ دونو شخص برابر روپیہ خواہ
اشرفی خواہ بغیر سکہ کی ڈلیان جو مروّج ہون خواہ پیسے مروج ملا دین ورنہ درست نہوگی)
اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر واحد اپنا نصف اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلے
مین بیچ ڈالے (اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرلین تو درست ہے اور یہہ صورت شرکت
کے حیلہ کی ہے اس حالمین کہ چاندی سونا برابر نملا دین اور اپنے نصف اسباب کو دوسرے
کے نصف کی عوض بیچ ڈالین تو سب مین شریک ہو جاوینگے) شرکت معاملہ کی دوسری
قسم عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے (کفالت نہین ہوتی) اور یہہ اگر مال مین
برابری ہو اور نفع مین نہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہو یا یہہ کہ بعض مال مین شرکت ہو

اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا یہ
کہ ہر ایک اونمین سے اپنے آپکو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہے - اِس شرکت مین جو ن سا
شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اُسی مشتری سے کیا جاویگا (دوسرے
شریک سے نہوگا اِسلئے کہ اِس شرکت مین کفالت نہین) ہان مشتری جو دام چیز کے مالک
کو دے اونمین سے دوسرے شریک سے اُسکے حصے کے موافق بھر لے (یعنے جتنا اُسکی
طرف سے اُسنے دیا ہو وہ اُس سے بھر لے) اور شرکت عنان مین اگر دونو مال ہلاک
ہو جاوین یا مال مشترک خرید نے سے پیشتر ایک مال جاتا رہے دونو صورتون مین باطل ہو جاتی
ہے - اور اگر دونو شریکونمین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کوئی اسباب خرید ہو اور
دوسرے کا مال تلف ہو جاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہے وہ دونو مین مشترک ہوگا
اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کے حصے کے موافق اسباب کا دام اُس سے لے اور
اگر دو شریکو نمین سے ایک کے لیے چند روپیہ نفع مین سے مقرر کر دیے جاوین تو شرکت باطل
ہو جاتی ہے (اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ اُن روپیون کے سوا اور کچھ نفع نہو) اور شرکت
مفاوضہ اور عنان کے دونو شریکونمین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو
بطور بضاعت کسیکے حوالہ کرے یا ٹھیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا
کسیکو وکیل کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہے (یعنے
اگر مال تصرف سے جاتا رہیگا تو اوسکو تاوان دینا نہ پڑیگا اور) شرکت صنائع مین سے
تیسری قسم تقبل ہے اوسکی صورت یہہ ہے کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز
اِس شرط پر شریک ہون کہ دونو کام مشترک لیا کرین اور مزدوری جو کچھہ ملے اُسکو دونو
بانٹ لیا کرین اِس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیگا وہ دونو نکو کرنا لازم ہوگا

اور جو ایک کا دیگا وہ دونوں میں شریک رہیگا — چوتھی قسم شرکت معاملہ کی وجوہ ہے
اسکی یہہ صورت ہو کہ دو شخص بدون مال کے شریک ہوں اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال
خریدیں اور بیچیں (یعنے لوگوں سے جان پہچان ہونے کی جہت سے مال بطور قرض خریدیں
اور بیچیں اور نقد کچھہ نہ لگاویں) یہہ شرکت متضمن وکالت کو ہوتی ہے (کہ ہر ایک شخص اُنمیں
سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہے) پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدیں یا ایک تہائی
اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بھی اسیطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی (یعنے اگر
آپسمیں اقرار کریں کہ مال نصفا نصف خرید کرینگے تو نفع بھی آدھوں آدھ ہی ہوگا اگرچہ
اقرار میں نفع ایک کا زیادہ ٹھہرا لے) **فصل** لکڑیاں لانے اور شکار کرنے اور پانی
دینے میں بھی شرکت درست نہیں بلکہ جسنے کام کیا ہو کمائی اوسیکی ہوگی اور دوسرے کو
اسقدر مزدوری ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا (یعنے ایسے کام میں اگر دوسرا
شخص مددگار ہوا تو اوسکو اوسکے کام کے موافق حسب دستور مروجہ مزدوری ملیگی
اور اصل چیز اوسی کام کرنیوالے کی ہوگی) اور جس صورتمیں کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو
نفع مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کرلی گئی ہو اور معاملہ شرکت دونوں
شریکوں میں سے کسیکے مرجانے سے باطل ہوجاتا ہے اگرچہ مرجانا حکمی ہو (جیسا کہ مرتد ہوکر
دارالحرب کو چلا جاتا ہے وہ حکم کے اعتبار سے مرجاتا ہے) اور چاہیے کہ کوئی دونوں شریکوں
میں سے دوسرے کی مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسرے
کو اپنے مال کی زکوۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونوں نے ایک ساتھ ادا کی تو جس
قدر دوسرے کے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتھ نہ دی ہو
بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پہلے کو ہی اول شخص کے حصہ کی زکوۃ

زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا مفاوضت کے دو شریکوں مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت
کرنیکے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اسنے اُس اجازت کے بموجب
لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اُسکا دام دیا تو یہہ لونڈی اُس خریدنیوالیکی
ہوگی بدون عوض کے (یعنے نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے
کو نہ دینی پڑیگی)

کتاب الوقف

اسمین وقف کرنیکا بیان ہے - وقف اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی
ملک مین روکے رکھے اور اُسکا نفع خیرات کردے (جس چیز کو وقف کرے اوسکو
موقوف کہتے ہین اور وقف کرنیوالا واقف ہے) واقف کی ملک موقوف پرسے
قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے (یعنے اگر قاضی حکم کردے کہ اوسکی ملک
جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلئے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہے وہان قاضی
کا حکم بھی حال رکھتا ہے اور وقف مین بھی علما کو اختلاف ہے کہ واقف کی ملک اُسپر
سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچھ شک ملک کے جانیکا نہین
رہتا) لیکن واقف کی ملک جانیکے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہوجاتا - اور
وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اوسپر متولی قبضہ نکرلے اور واقف اسکو علیحدہ نکردے
(یعنے اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علیحدہ کردینا موقوف کو شرط ہے)
اور یہہ بھی ضرور ہے کہ وقف کیصورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہوجاوے بلکہ
جاری رہے (مثلاً اگر چند خاص لوگونپر وقف کرے جنکا کسی زمانہ مین نہونا بھی ممکن ہو تو یہہ
کہدے کہ ان لوگونکے نرہنیکے بعد وقف کے فقیرون یا علما کو اُسکا نفع پہونچے تاکہ ہمیشہ

وقف جاری رہی) اور اگر واقف زمین کو مع بیلون اور کہیتی کرنیوالونکے وقف
کر دی تو درست ہی اور نیز درست ہی وقف کرنا مشاع کا (یعنے ایک تہائی یا نصف
زمین کا) بشرطیکہ حکم اوسکے جائز ہونیکا ہوگیا ہو (یعنے اگر قاضی حکم کر دی کہ مشاع
کا وقف کرنا درست ہی تو درست ہوجاویگا اسلئے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی
ہے تو جس صورتمین قاضی اوسکے جواز کا فتوی دی تو درست ہوگا) اور درست ہی ایسے
اشیا کا وقف کرنا جنکو ادہر اودہر لیجا سکتے ہین اور انہین پہلے سی وقف ہوتا آیا ہو
(یعنے لوگونکا معمول ہو کہ ان چیزونکو وقف کیا کرتے ہون جیسی تبر اور پہاوڑا
اور بسولا اور تابوت اور قران مجید اور کتابین) اور موقوف ملک مین نہ لائی جاوی اور
نہ تقسیم کیجاوی اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو۔ اور وقف کی پیدا وار مین سے
اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوی گو واقف نے اسکی شرط نکی ہو اور
اگر موقوف کوئی مکان ہو تو اوسکی تعمیر اوسکے ذمہ ہی جو اوسمین رہتا ہو اور اگر وہ
تعمیر سے انکار کری یا عاجز ہو کہ نکر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کر دی اور لاگت اس مکان کے
کرایہ مین سی لگا دی اور اگر موقوف ٹوٹ جا دی تو اسکا ٹوٹا ملبہ اوسکی تعمیر مین لگا
جاوی اگر ضرورت ہو ورنہ اسکو رکہہ چہوڑنا چاہئی کہ دوسری وقت حاجت اصلی پڑی
مگر وقف کے مستحقونکو حاکم اسکا ملبہ تقسیم نکری۔ اور اگر واقف وقف کی پیداوار کو
اپنی ذات کیواسطے کرلے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کرلے کہ متولی خود رہی تو درست
ہی لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اسکے ہاتھ سی نکال لینا چاہئی جیسی وصی
(اگر خائن ہوتا ہی تو وصی بنا اسکا موقوف کر دیتے ہین اور اسکی جگہہ دوسرے کو مقرر
کرتے ہین) گو وقف کرنیوالے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میری ہاتھ سے نہ نکالین

فصل جو شخص مسجد بنا دے تو اوس سے اوسکی ملک نجاویگی جبتک کہ اوسکو اپنی ملک سے مع رستہ کے جدا نکر دے اور اوسمین نماز پڑہنے کی اجازت نہ دیدے بعد اجازت کے اگر اوسمین ایک شخص بھی نماز پڑھیگا مالک کی ملک جاتی رہیگی - اور جو شخص ایک مسجد بنا دے کہ اوسکے نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالا خانہ اور مسجد کا دروازہ رستہ کیطرف کرے اور اوسکو اپنی ملک سے جدا کردے یا اپنے گہر کے اندر ایک مسجد بنا دے اور لوگونکو اوسمین آنے کی اجازت دے تو اس شخص کو اسکا بیچنا درست ہوگا اور اُس سے ترکہ دوسرے وارثون کو پونہچیگا (یعنے وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی) اور جو شخص سقاوہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافر خانہ یا قافلہ کے اُترنے کا مکان یا قبرستان بنا دے تو اوسکی ملک ان چیزون پر سے نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم اوسکے جاتے رہنے کا نکرے (یعنے صرف واقف کے یہہ کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کردیا ملک نجاویگی) اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچہہ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کر دیجاوے تو درست ہے +

الحمد للہ والمنہ کہ ترجمۂ کنز الدقائق کی جلد اول بماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۹۰ ہجریہ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام بعد تصحیح کامل اور حرف بحرف مقابلہ کرنے ترجمہ کے ساتہہ اصل کتاب عربی کے اتمام کو پونہچی وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علے سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین +

کتاب البیوع

اِسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہو- آپسکی رضامندی سے ایک مال کو
دوسری سے بدل لینا بیع کہلاتا ہی اور بیع ایک کے ایجاب کرنے اور دوسری کی قبول
کرنیسے جبکہ دونو بصیغہ ماضی ہون لازم ہوجاتی ہے (مثلاً جب ایک نے کہاکہ مین
نے اتنے کو بیچی اور دوسری نے کہاکہ مین نے خرید کی تو بیع لازم ہوگئی اول شخص کے
قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسری کے قول کو قبول) اور اگر (زبان سے ایجاب و قبول
نکرین بلکہ) بائع (یعنے بیچنے والا) اپنی چیز حوالہ مشتری (یعنے خریدار کے) کردے
اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے تب بھی بیع لازم ہوجاتی ہے اور اگر کوئی ان
دونوں میں سے (تامل کرے اور) قبول کرنے سے پیشتر مجلس معاملہ سے اوٹھ جاوے تو ایجاب باطل
ہوجاویگا- اور دام اگر سامنے نہون تو انکی تعداد اور وصف بیان کرنے چاہیئن اور اگر
سامنے ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین (یعنے اگر دام موجود ہون اور
مشتری اشارہ کردے کہ انکے عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اسبات کی نہین کہ دام
کی مقدار اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہون اور اشارہ نکرے تب لازم
ہی کہ شمار اور وصف دونو بیان کرے مثلاً یون کہے کہ دس روپیہ فلانے سکہ کی عوض
لیتا ہون) اور درست ہی نقد دامون بیچنا اور اودھار پر بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا
وقت معلوم ہو- اور اگر بیع کرنے مین مول کے دام گول مول رکھے تو اوس سکہ کے
جاوینگے جو شہر مین اکثر چلتے ہون اور اگر بہت سے سکے چلتے ہون اور بیان نکرے
کہ کون سے سکہ کے عوض بیع ہوئی تو یہ معاملہ فاسد ہوگا اور کہانیکی چیزون مثلاً
گیہون جو وغیرہ کو ناپکر اور ڈھیری لگاکر اٹکل سے بیچنا اور ایک برتن خاص نامعین یا

سو ناپ تو لکر بیچنا درست ہی اگرچہ پیمانہ اُس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہو — اور اگر کوئی شخص اناج کا ڈہیر ہر صاع پیچھے ایک درم ٹھہرا کر بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی (ڈہیر کی نہوگی) اور اگر بکریوں کا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درم ٹھہرا کر بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی (یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی) ہان اگر ان صورتون مین بائع تعداد سب صاعون اور بکریون اور گزون کی کہدیگا تو سبکی بیع درست ہوگی — اگر (بائع نے صاعون کی تعداد بتاکر غلہ کا ڈہیر بیچا اور وہ مثلا) ایک پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہی حصہ رسد داموں سی لیلے یا (راضی نہو تو) واپس کر دے اور اگر (تعداد مسمی) زیادہ نکلے تو وہ بائع کا ہی (مشتری کا نہین) اور اگر (کپڑے کے تھان مین) ایک گز (مثلاً) کم نکلے تو مشتری چاہی پورے دام کو لیلے خواہ سارا تھان نہ لے اور اگر زیادہ نکلے تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہین (کہ چاہی بیچے چاہی نہ بیچے) اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے کہدیا کہ فی گز ایکدرم کو ہی (یعنی کل تعداد گزون کی بھی بتاکر دینے دام کہے اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایکدرم کو ہی) اور اس صورت مین تھان مذکور کم نکلا تو مشتری چاہی حصہ رسد داموں سی لیلے یا (توڑ نا چاہے) بیع فسخ کر دے (اور یہی حال ہی اگر تھان مذکور زیادہ نکلے یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اوسکے حساب سے لگاکر زیادہ دیکر لیلے نہین تو بیع توڑ دے) اور اگر گھر مین سی دس گز زمین بیچی جسکی جگہہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہی لیکن اگر مکان کے سو حصے ہون اور انہین سی دس کی بیع کیجاوے تو فاسد نہوگی (بلکہ جائز ہوگی) اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر لی کہ اسمین دس تھان ہین مگر اوسمین کم یا زیادہ نکلے تو دونوں صورتون مین بیع فاسد ہی اور ایسی صورتون مین اگر ہر تھان کا دام جداگانہ بتادیا تو جس صورت مین دس سی کم نکلے تو اُسی مقدار کی بیع

صحیح ہوگی (جتنی کٹھری مین ہونگی) اور مشتری کو اختیار دیا جاویگا (کہ چاہی حصہ رسد
دامون سے اتنے تھانونکو لیلے خواہ کل نہ لے) اور اگر تھان زیادہ نکلین گے (مثلا
گیارہ یا بارہ) تو بیع فاسد ہوگی (اسلئے کہ اسصورتمین یہہ معلوم نہین کہ کونسی جو زائد
ہوتی ہو وہ کونسی ہین) اور اگر تھان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہی فی گز ایک روپیہ کے
حساب سی اور وہ ساڑہی دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا
اور پھیر دینیکا اختیار نہوگا اور اگر ساڑھے نو گز نکلے گا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا (اس
اختیار کے ساتھ (کہ چاہی لیلے چاہے نہ لے) **فصل** گہر کی فروخت مین دیوار اور
نیوین اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون ذکر کئی آجاتے ہین لیکن زمین کی
بیع مین اسمین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اسکا پھل بدون ذکر کئی شامل نہین ہوتا
اور (اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کھیتی اور پھل کا نہ آوی تو) بائع کو کہا جاویگا
کہ اپنی کھیتی اور پھل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالہ کرا اور پھل کا بیچنا درخت پر
خواہ وہ کار آمد ہو گیا ہو (یعنے گدرا گیا ہو) یا نہوا ہو درست ہی اور مشتری اس
پھل کو اسیوقت توڑ لے اور اگر بیع مین شرط کر لیگا کہ پھلونکو درختون پر رہنے دونگا تو
بیع فاسد ہوگی (اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی پھلون کی بیع جو کار آمد نہوئی ہون
درست نہین اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلعم کا ہی کہ جو شخص نر کا شگوفہ ڈالنی
کے بعد خرما کا درخت خرید کری تو اسکا پھل بائع کو ملیگا مگر اس صورتمین کہ مشتری شرط
کرلے کہ پھل بھی مین لونگا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خرما کا پھل نر کا پھول ڈالنے کے
بعد بیع کرنا درست ہی حالانکہ اوسوقت وہ پھل کسی کام کا نہین ہوتا نہ گدرا ہوسی)
اور درخت پر لگے پھلون کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علحدہ رکھی (مثلا کہی کہ

چار سیر نہ بیچونگا) تو درست ہی۔ اسیطرح صحیح ہی بیچنا گیہون کا بالی مین اور لوبیے کا چھلکے کے اندر۔ اور مبیع (یعنی بکی ہوئی چیز) کے ناپنے کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور دام کے پرکھنے اور تولنے کی مشتری کے ذمہ اور جو شخص کچھ اسباب نقد کے عوض فروخت کرے تو اول اسباب مشتری کے حوالہ کرے اور اگر ایسا نہو (یعنے اسباب ہی کے عوض مین اسباب فروخت کرے) تو دونو ایک ساتھہ ایکدوسرے کو چیز حوالہ کرین (اسلئے کہ دونون اسباب قیمت بھی ہوسکتی ہین اور اسباب بھی تو ساتھہ ہی دینی چاہئین)۔

باب جاکر بیچنے کے بیان مین (یعنے بائع اور مشتری کو اختیار ہونا کہ چاہین بیع رکھین چاہین نرکھین) بائع اور مشتری دونو کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے کم کا اختیار درست ہی اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اس صورت مین بھی اگر تین دنکے اندر بیع کے معاملہ کو درست رکھین گے تو صحیح ہوگا۔ اگر اس شرط پر بیچا کہ تین دن تک اگر دام نہ دیگا تو بیع نہوگی تو یہہ شرط جائز ہی اور چار دنکی اگر قید لگا دیگا تو درست نہوگی لیکن (باوجود چار دنکی قید کے) اگر قیمت تین دن کے اندر ادا کردیگا تو بیع درست ہوجاویگی (اسلئے کہ اگرچہ چار دن کا نام زبان سے لیا تھا مگر دام تین ہی دن مین دیدئے تو گویا تین ہی دن کی شرط تھی) بائع کا اختیار مبیع کو اسکی ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہوگی تو اسکی قیمت دینی آویگی (جاننا چاہیئے کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع مین ٹھہرتا ہی اسکو ثمن کہتے ہین اور وہ چیز جتنی کی بازار مین ہو اوسکو قیمت کہتے ہین پس جس صورت مین بائع کا اختیار ہو اور مشتری چیز لیجاوے اور اوسکے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو ثمن دینا نہ آویگا بلکہ قیمت بازار کی دینی پڑیگی) اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلجانے

تا بائع نہین کہ مشتری بھی اسکا مالک نہین ہوتا اور اسصورتمین اگر مبیع جاتی رہی
تو مشتری کو ثمن دینا پڑیگا جیسے مبیع کے عیبدار ہونیکی صورتمین ہے (یعنے اگر مشتری
کا اختیار تہا اور وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اوسکے پاس اگر مبیع مین کچھہ عیب ہوگیا تو
اسصورتمین بھی اسکو پورا ثمن دینا پڑیگا بازاری قیمت نہ لیجاویگی) اگر ایکمرد کی منکوحہ لونڈی
تھی اوسنے اسکے مالک سے اسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابھی باقی رہیگا (اسواسطے کہ
لونڈی اختیار کے باعث ابھی اسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹجاوے) پس اگر وہ
اس سے صحبت کرے تو اسصورتمین بھی اوسکو اختیار واپس کردینیکا ہے (اسلیے کہ یہہ صحبت
پہلے نکاح کے سبب سے ہے نہ اس بیع کے پسند ہونیکے لیے) اور جس شخص کو اختیار ہو وہ
دوسرے کے پیٹھ پیچھے اگر معاملہ کو جائز کہے تو درست ہے اور اگر فسخ کریگا تو درست نہوگا
(یعنے بائع و مشتری مین سے جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملہ کے لیے دوسرے کا روبرو
ہونا چاہیے) اور اگر جس شخص کو اختیار تہا وہ مرجاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذرجاوین
تو عقد بیع کامل ہوجاتی ہے اور اگر مبیع بردہ ہو اور مشتری اسکو آزاد کردے یا آزادی کے
متعلق باتین اوسکے ساتھہ کرے (مثلاً اوسکو مکاتب یا مدبر کردے) یا مبیع کی ملکیت کی
جہت سے اوسکے پاس کی زمین شفعہ کی راہ سے لیوے تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار
لے رکہا تہا بیع پوری ہوجاویگی اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرلے (مثلاً
کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد ہوگی ورنہ نہوگی) تو درست ہے اور اسصورتمین مشتری
اور زید مین سے جونسا بیع کو جائز یا فسخ کردیگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز کہے اور
دوسرا فسخ کرے تو پہلے والے کی بات کا اعتبار ہوگا اور اگر دونو کی بات ایکساتھہ ہی
ساتھہ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی۔ اور اگر بائع دو غلامونکو اس شرط پر بیچے کہ ایک

مین مجکو اختیار ہی اور اوسکو علیحدہ اور معین کردی تو یہہ اختیار درست ہوگا ورنہ درست
نہوگا - اور معین کرنیکا اختیار چار سی کم مین درست ہی (یعنے اگر تین چیزون مین اختیار
لیگا کہ جونسی چاہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزون مین جائز نہوگا جیسی اختیار
تین دن کا درست ہی زیادہ کا نہین) اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز
مول لی اور ایک اونمین سی راضی ہوگیا تو دوسرا بھی واپس نہین کرسکتا (یعنے اسکا اختیار
بھی جاتا رہا) اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نانبائی یا کاتب ہی اور اوسکی خلاف
نکلا تو مشتری چاہی پوری دامون کو لیلے یا پھیر دی (اسلیے کہ یہہ امور وصف ہین انکے نہونے کا اعوض مین دام نہ گھٹے گا +)

باب دیکھنی کے اختیار کے بیان مین - جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو اوسکا
خرید لینا درست ہی مگر دیکھنے کی بعد اوسکو پھیر دینی کا اختیار ہی گو پہلے راضی ہوچکا ہو
اور اگر بائع اپنی چیزین دیکھے بیچدی تو اوسکو دیکھنی کے بعد کچھہ اختیار نہین کہ مشتری
سی واپس کرلے - اور دیکھنے کا اختیار اونہین باتون سی باطل ہوتا ہی جنسی شرط کا
اختیار جاتا رہتا تھا (یعنے اختیار والے کے مرجانے یا تین دن گذر جانے وغیرہ
سی دیکھنی کا اختیار جاتا رہتا ہی) اور غلہ کے ڈھیر اور غلام کے منہ کا دیکھنا اور جانور کے
منہ اور پیٹھہ کا دیکھنا اور لپٹی ہوئی کپڑے کی اوپر کی تہہ دیکھہ لینی اور گھر کو اندر سی دیکھنا
کافی ہے (یعنی انکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنی کیوجہ سی پھیر نہ سکیگا) اور (مبیع کے
لینے کیواسطے (اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو) وکیل کا دیکھنا مثل مشتری کے
دیکھنے کے ہی (اختیار کے دور ہوجانے مین) مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی نہین
(یعنے اگر مشتری نے کسیکے ہاتھہ پیام کہلا بھیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھہ لیگا تو اوسکی دیکھنی

مشتری کو اختیار رہیگا) اور اگر بیع کا معاملہ کر ہو اور کوئی چیز مول لے کو دیکھی
ہو اور جب وہ کسی چیز کو ٹٹول لے یا چیز کو کاٹ لے یا چکھ لے (یعنی ایسی چیز کو جسکا
حال ٹٹولنے خواہ سونگھنے خواہ چکھنے سے معلوم ہو جاتا ہو) یا زمین کا قبالہ اوسکے حوالہ
کر دیا جاوے ہو (کہ اسطرح کی بیع ہے) تو اوسکا اختیار دیکھنے کا جاتا رہتا ہے اگر دو تھان
جنمیں سے ایک کو (خریدنے کے پہلے) دیکھ لیا تھا اور دوسرے کو بعد خریدنے کے دیکھا تو
ہو سکتا ہے کہ وہ دونوں کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کر دے اور
دیکھنے کا اختیار اور شرط کا اختیار ورثہ میں نہیں آتا (یعنی اگر اختیار
والا مرجاتا ہو تو اوسکے وارث کو اختیار نہیں رہتا کہ مبیع کو واپس کر دے) مشتری
نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اسکا حال کچھ کا کچھ ہو گیا ہو تب تو مشتری کو
دیکھنے کا اختیار ہوگا اور اگر ویسی کی ویسی ہو تو اختیار نہوگا پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا
حال بدل گیا اور بائع کہے کہ نہیں بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکھنے میں دونو کا
اختلاف ہو تو مشتری کا قول معتبر ہے (مثلا مشتری کہے کہ میں نے بن دیکھے خریدا ہے
اور بائع کہے کہ دیکھکر خریدا ہے تو مشتری کی بات مانی جاویگی) اور اگر ایک گٹھری
تھانوں کی مول لی اور اوسمیں سے ایک تھان بیچ ڈالا یا کسیکو ہبہ کر کے اوسکے حوالہ
کر دیا تو اب عیب کے سبب تو پھیر سکتا ہے مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے
واپس نکر سکیگا (اسلئے کہ ایک تھان میں تصرف کرنا کل گٹھری کا اختیار جاتا رہا)
باب عیب کے سبب سے اختیار ہونے کا یعنی مشتری اگر مبیع میں کچھ نقصان
پاوے تو چاہے پوری قیمت کو لے لیوے (واپس کر دے) اور عیب اوس نقصان کو کہتے ہیں
جسکے سبب سے بیوپاریوں کے نزدیک اگر ... اسکی قیمت کم ہو جاوے (جیسے غلام

لونڈی مین بہاگنا اور بچھونے مین موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہی) اور جاحل
لونڈی مین مُنہ کی بدبو اور بغل کی بدبو اور زنا کار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہو (اور
یہہ چارون چیزین غلام مین عیب نہین) اور کافر ہونا دونو مین عیب ہی اور حیض کا نہونا
اور بیماری کا خون جاری رہنا اور پرانی کہانسی اور دوسرے کا قرضدار ہونا اور بال اور
پانی آنکہہ مین ہونا عیب ہی پس اگر مشتری کے پاس آکر مبیع مین ایک اور عیب پیدا ہوجاے
تو مشتری پہلے عیب کا دام بائع سے پہیر لے یا اگر بائع مبیع کے پہیر لینے پر راضی ہو
تو پہیر دیوے۔ اور اگر مشتری نے ایک تہان خرید کر قطع کیا پہر اسمین عیب معلوم ہوا تو
جسقدر عیب سے نقصان ہو وہ دام بائع سے پہیر لے اور اگر بائع قطع کیہی ہوے تہان کو
لینا منظور کرے تو اُسے اختیار ہی کہ پہیر لے اور اگر مشتری قطع کے بعد تہان کو بیچ ڈالے
تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہین لے سکتا۔ اگر کپڑا لیکر قطع کرکے سیا یا اُسکو
رنگ لیا یا ستو لیکر اُسمین گہی ملایا پہر کپڑے مین خواہ ستو مین عیب معلوم ہوا تو
نقصان کا عوض بائع سے پہیر لے جیسے ان صورتون کہ عیب دیکہکر مبیع کو بیچ ڈالے یا
مبیع جو غلام عیبدار تہا مرجاوے یا مشتری اُسکو مفت آزاد کردے (تو نقصان کا عوض
بائع سے لیویگا) اور اگر مشتری غلام عیبدار کو مال کے بدلے آزاد کردے یا اُسکو
جان سے مار ڈالے یا کہانا مول لیا تہا اُسکو کہالے یا اُسمین سے کسیقدر کہالے تو
نقصان کا عوض کچھہ نپاویگا۔ اور اگر کسی نے انڈے یا کہیرے یا اخروٹ مول لیے
اور توڑنے سے ایسی خراب نکلی کہ کچھہ کارآمد ہون تب تو مشتری نقصان کا عوض
بائع سے پاویگا اور اگر بالکل کارآمد نہون تو تمام دام بائع سے پہیر لیگا۔ اور اگر مبیع
کو مشتری نے بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث قاضی کے حکم سے مشتری کو پاس

واپس آئی تو مشتری نے جس سے اسکو مول لیا ہو اسکو پھیر دے اور اگر مشتری نے اس
چیز کو آپسکی رضامندی سے پھیر لیا ہو (قاضی کے حکم سے نہ پھیرا ہو) تو اب بائع اول کو
واپس نہیں کر سکتا۔ اگر مشتری نے مبیع کو قبضہ مین لا کر دعوی کیا کہ اسمین عیب ہی تو دام
ثمن کے دینے کے لیے جبر کیا جاویگا لیکن اسکو چاہیے کہ گواہ پیش کر کے عیب ثابت
کر دے یا بائع سے عیب نہونے کی قسم لے پھر اگر مشتری کہے کہ میرے گواہ شام مین
ہین (یعنے دور ہین آ نہین سکتے) تو ثمن بائع کے حوالہ کرے بشرطیکہ بائع قسم کہالے اگر
مشتری دعوی کرے کہ جو غلام مین نے لیا ہی وہ بھگوڑا ہی تو بائع سے قسم نلیجاوے جبتک
کہ مشتری اسبات کے گواہ نلاوے کہ یہ غلام میرے پاس سے بھاگا ہی اور جب وہ گواہ پیش
کر دے تو بائع سے یہ قسم لیجاوے کہ بخدا میرے پاس کبھی نہین بھاگا تھا (اسلیے کہ اول تو
یہ چاہیے کہ مشتری بھاگنے کا عیب غلام مین ثابت کر دے اس سے بھی ضرورت اسکے
گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہو چکا تو اب بائع اسبات کی قسم کہاوے کہ یہ عیب میرے
پاس نہ تھا اب نیا پیدا ہوا ہی اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پھیرنے کا نہین)
اور مقبوض چیز کی مقدار مین قول قابض کا (یعنے مشتری کا) معتبر ہی (مثلا مشتری نے
ایک تھان لیا اور عیب کے باعث اسکو پھیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ یہ بیس گز کا تھا اور
مشتری نے کہا کہ اٹھارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے) اگر دو غلام ایک عقد
مین مول لئے اور ایک پر قبضہ کیا اور دونو مین سے کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہے دونو
کو لیلے یا دونو کو پھیر دے (اسلیے کہ جب ایک عقد مین لئے ہین تو دونو کا حکم ایک چیز
کا ہے) اور اگر ایسی چیز مول لی جاوے جو ناپی یا تولی جا سکتی ہی اور اسمین سے کسیقدر مین
عیب پایا تو چاہے وہ ساری کو واپس کر دے چاہے اسکو لیلے (ایسا نہین ہو سکتا کہ اچھے کو

رہنے دے اور عیبدار کو واپس کرے) اور اگر مبیع مین سے کسیقدر دوسرے کی ملک نکل آوے تو مشتری کو اختیار نہوگا کہ باقی مبیع کو بائع کو پہیر دے ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ اسمین تہوڑا دوسرے کا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا (کہ باقی کو واپس کرے کیونکہ ایک کپڑے مین شرکت ہونے سے اوس سے نفع نہین لے سکیگا) اگر کپڑا مول لیکر عیب دیکہا اور اوسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنے کام کو سوار ہوا یا اوسکے مرض کا علاج کیا تو اس سے عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا بائع کے پاس لیجانے کو یا اوسکے لئے گہاس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اس سے رضا عیب کی نہ معلوم ہوگی اور اگر (مبیع غلام نے بائع کے یہان چوری کی تہی اور جب) مشتری نے اوسپر اپنا قبضہ کیا تو اس چوری کی علت مین اسکا ہاتہہ کاٹا گیا تو مشتری اس غلام کو پہیر دے اور بائع سے قیمت واپس لے۔ اور اگر بائع نے بیع کیوقت کہدیا مین مبیع کے سب عیبون سے بری ہون گو سبکا نام نلیا تو یہہ کہنا درست ہوگا اور پہر کسی عیب کی جہت سے پہیر نہ سکیگا (یعنے اگر اوسنے اول کہدیا کہ مبیع مین جو عیب ہو مجہے سروکار نہین نہ اسکا مواخذہ مجہسے چاہیئے تو اگرچہ وہ سب عیبون کا نام نلے تاہم کسی عیب کی جہت سے مشتری کو اختیار مبیع کے پہیرنیکا نہین رہتا ۞)

باب بیع فاسد کے بیان مین — بیع مردار کی اور خون اور سور اور شراب اور آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہے پس اگر یہہ چیزین مشتری کے پاس جاتی رہینگی تو انکی قیمت نہ دینی پڑیگی — اور مچہلی کو شکار کرنے سے پہلے بیچنا اور جو ہوا مین اوڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچہ کو اور اوس بچہ کے بچہ کو اور تہن کے اندر دودہ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹہہ پر اون کو اور چہت کے اندر

بیان بیع فاسد

کی ایک کڑی کرا اور تھان مین سے ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاری کا اسطرح بیچنا کہ جو
اسوقت میرے جال مین آوے اوسکو ابھی کو بیچتا ہون یہہ سب صورتین ناجائز ہین
(اسلئے کہ مبیع سب صورتون مین معلوم نہین اسلئے بیع فاسد ہی) اور بیع مزابنت درست
نہین (اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ درخت پر کے میوہ کو ٹوٹے ہوئے میوہ کے ساتھ
اٹکل سے بیچے) اور نہ ملامست درست ہی (کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین تمہارا
تیرے کپڑے کو ہاتھہ لگا دون تو بیع ہم مین اور تم مین ہو جاوے) اور کنکر مارنے سے
بھی بیع ناجائز ہے (اسطرح کہ بائع یا مشتری کہے کہ اگر مین اس سیلے پر یا تجھ پر کنکر
ماردون تو ہم مین بیع لازم ہو جاوے یہہ تینون عقد کا فرونکی معمول تھین کہ بدون ایجاب و قبول کے
ایکطرفکی لازم ہو جاتی تہین یہہ سب فاسد ہین) اور دو کپڑون مین ایک کو فروخت کرنا
(اسطرح کہ معین نکرے کہ کونسا فروخت کرتا ہون) اور چراگاہ کو بیچنا اور اوسکو ٹھیکہ
دینا اور شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جائز نہین اور ریشم کے کیڑے کو اور اوسکے انڈون
کو بیچنا درست ہی۔ اور بھاگے ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسے شخص کے
ہاتھہ بیچے جسکے پاس اوس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہی۔ عورت کے دودہ
کی بیع اور سور کے بالونکی درست نہین ہان بالونکو موزہ وغیرہ کے سینے مین استعمال
کرنا درست ہی۔ اور آدمی کے بالون کا بیچنا اور اونسے کوئی کام لینا درست نہین
۔ مردہ جانور کی کہال کو دباغت سے پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت کے
اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہی۔ اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹھے اور اون
اور سینگ اور بالون سے نفع لینا جائز ہی۔ بالاخانہ جو گر گیا ہو اوسکی بلند بنانے کے
حق کو بیچنا اور اوسکا ہبہ کرنا اور ایسی لونڈی کی بیع جو بیچنے کو غلام معلوم ہو

[illegible]

اور غلام کی بیع جو بیچے کو لونڈی معلوم ہو درست نہین (یعنے ایک بردہ اس شرط سے لیا کہ لونڈی ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام تھا یا اسکا اُلٹا ہوا کہ غلام جانکر لیا اور لونڈی نکلی تو بیع درست نہو گی) مبیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سے پیشتر درست نہین ہان اگر مبیع کے ساتھہ کوئی اور چیز ملی ہو تو اوسمین ایسا کرنا جائز ہے (اس مسئلے کی صورت یہہ ہے کہ بائع نے ایک گھوڑا سو کو بیچا اور ہنوز اُس سے دام نہین لیا کہ اوسی گھوڑے کو ۵۰ کے عوض اُس سے خرید لیا تو یہہ پچھلی بیع ناجائز ہوئی اسلیے کہ ۵۰ مشتری سے مفت لیتا ہے اور اگر اُس گھوڑے کے ساتھہ دوسرا گھوڑا مثلاً مشتری سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہو گی) تیل کو اسطرح بیچا کہ ہم برتن تول لینگے اور ہر برتن کے عوض پانچ دھڑی کم کر دینگے (برتن اُسقدر ہو یا نہو) درست نہین ہان اگر یہہ ٹھہرے کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہو گا اُسقدر تیل مین سے کم کرینگے تو درست ہے اگر بائع اور مشتری تیل کی مشک اسکے وزن مین اختلاف کرین (کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہے اور بائع ایک سیر بتاوے) تو مشتری کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہو گا۔ اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنے اور بیچنے کو کہدے تو درست ہے۔ لونڈی کو اس شرط پر بیچا کہ مشتری اوسکو آزاد کرے یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد بناوے درست نہین۔ لونڈی کو بیچا اور اوسکے پیٹ کے بچہ کو نہ بیچا یا اس شرط پر بیچا کہ ایک مہینا بائع اُس سے خدمت لیگا درست نہین۔ مکانکو اس شرط سے بیچا کہ بائع اسمین رہا کریگا یا مشتری کچھہ روپیہ بائع کو قرض دے یا اُسکو کچھہ تحفہ بھیجے یا اتنی مدت کے بعد حوالہ مشتری کے کریگا اور وقت تک اپنے تصرف مین رکھیگا یا کپڑے کو اس شرط سے بیچا کہ بائع اوسکو قطع کر کے

رہتہ بسیہ ہی درست نہین - جو لی کر اس شرط سے مول لینا کہ بائع آنکو کاٹ کر برابر کر دے
اور اسکو سین تسمہ لگا دے درست ہی - قیمت کے ادا کے لئے یہہ کہنا کہ نوروز اور مہرگان
اور نصاری کے روزون اور یہودیون کی عید تک دینگے درست نہین بشرطیکہ بائع
و مشتری کو یہہ دن معلوم نہون (جاننا چاہئے کہ جب گرمی سے پیشتر دن اور رات
برابر ہوتے ہین اُسدن کو نوروز کہتے ہین اور جاڑے سے پیشتر اگر برابر ہوتے ہین تو
اُسکو مہرگان کہتے ہین) اور جائز نہین یہہ کہنا کہ حاجیونکی آمد تک اور کھیت کٹنے
اور دائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دینگے اور اگر ان وقتون تک کسیکا ادھار
ہو تو درست ہی - اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہہ وقت نہین آئے
تھے کہ مدت کو ساقط کر دیا (یعنے دام پہلے دیدیئے) تو درست ہو جاویگا - اور
اگر بائع آزاد اور غلام کو ملاکر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھ
ملاکر کے بیع کرے تو دونونکی بیع باطل ہے - اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھ خواہ
کسی دوسرے غلام کے ساتھ ملاکر فروخت کرے یا اپنی ملک کو وقف کے ساتھ
ملاکر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہو گی (مدبر اور دوسرے غلام اور وقف کی
بیع نہوگی) **فصل** جن صورتون کہ بیع فاسد ہوا اور مشتری بائع کی اجازت سے مبیع
پر قبضہ کرے اور مبیع اور ثمن دونو مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہو جاتا ہے مگر
قیمت بازار دینی آتی ہے (ثمن جو آپس میں ٹھہرا تھا نہین دینا آتا) اور مشتری اور
بائع مین سے ہر ایک کو اس بیع کے فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن اگر مشتری مبیع
کو کسی اور کے ہاتھہ بیچدے خواہ ہبہ کر دے یا (مبیع غلام ہوا اوسکو) آزاد کر دے یا
(زمین مبیع پر) عمارت بنا لے تو (ان صورتون مین) فسخ نہین کر سکتا (بیع فاسد مین)

مشتری کو اختیار ہے کہ مبیع کو روک رکہے اور بائع کو نہ دے جب تک کہ بائع سے اپنا دیا ہوا
ثمن واپس نکر لے۔ بائع کو اگر ثمن سے کچہہ نفع ہوا ہو تجارت وغیرہ کرنے سے تو اسکو
حلال ہے اور مشتری کو اگر مبیع سے کچہہ فائدہ ہوا ہو تو درست نہیں۔ ایک شخص نے دوسرے
پر کچہہ روپیہ کا دعوی کیا اور اوسنے مدعی کے حوالہ کر دئے پہر دونو نے پر اگر (یعنے
اقرار کیا) کہ مدعی کا کچہہ مدعا علیہ کے ذمہ نہتہا (اور جو کچہہ اوس سے مدعی نے لیا تہا
وہ پہیر دیا) تو جو کچہہ (مدعی کو اون روپیوں سے) فائدہ ہوا ہو وہ مدعی کو حلال ہے
مال کی قیمت زیادہ کہنی اس غرض سے کہ دوسرے کو رغبت خریداری کی ہو جاوے
اور واقع میں اپنے آپ اسکو نہ لینا چاہتا ہو مکروہ ہے۔ اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید
کرتا ہو تو اسکو آپ خرید لینا مکروہ ہے (بشرطیکہ بائع دوسرے کے دینے پر راضی اور مایل
ہو) سوداگروں کے قافلہ سے آگے جاکر ملنا کہ چیز ارزان خرید کرے مکروہ ہے باہر کا شخص
اگر اسباب لاوے اور اوسکو کوئی شہری اوسکی طرف سے فروخت کرے اسطرح سے کہ دیر کرا دے گران
بیچوا کرے مکروہ ہے۔ جمعہ کی اذان کے وقت فروخت کرنا مکروہ ہے اسطرح چیز فروخت کرنا مکروہ
نہیں کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیوے (جیسے نیلام ہوتا ہے) جن دو بردہ نابالغوں میں
قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اونکو بیچنے میں جدا کرنا چاہیئے (مثلاً ماں بیٹے
کو یا بہن بہائی کو دو شخصوں کے ہاتہ نہ بیچے) بخلاف بڑی عمر والوں اور خاوند بیبی
کے (کہ انکو فروخت کرنے میں علیحدہ کر دینا کچہہ مضائقہ نہیں ❊

باب اقالہ (یعنے بیع کے واپس کرنے) کے بیان میں۔ اقالہ کرنا بائع اور مشتری
کے حق میں تو پہلی بیع کا فسخ ہے اور تیسرے شخص کے حق میں نئی بیع ہے (یہانتک
کہ اگر تیسرے شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دور کر دیا ہو اور اقالہ کے

مسئلہ بیع مکروہ

باب اقالہ یعنی بیع کے واپس کرنیکا بیان

سبب پہر دعوی کری تو درست ہوگا اور حق شفعہ اقالہ کی جہت سی ثابت ہوگا) اقالہ
وتنی ہی قیمت کو درست ہی جو اول مقرر ہوئی تہی اُس سی زیادہ یا کم ٹہرانا بدون کسی
زیادتی یا عیب کے مبیع مین لغو ہی (یعنے اگر اقالہ مین یہہ شرط کری کہ دام کم واپس کرینگی
یا زیادہ وینگے حالانکہ مبیع جون کی تون ہی اُسمین کمی بیشی نہین ہوئی تو بائع کو وہی
دام پہیرنے لازم ہونگے جو مشتری سے لئے ہین) اور ثمن کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع
نہین مگر مبیع کا ہلاک ہو جانا اقالہ کا مانع ہی اور اگر مبیع مین سی کسیقدر تلف ہو جاوے
تو اوسیقدر کا اقالہ نہو سکیگا باقی کا درست ہوگا ؀

باب تولیہ اور مرابحت کے بیان مین — اوتنے دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا
ہو تولیہ کہلاتا ہے اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچنا مرابحت کہلاتا ہی اور شرط ان دونو
کی (یعنے تولیہ اور مرابحت کی) یہہ ہی کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تہی مثلی ہو
(یعنے ایسی چیز ہو کہ اوسکے تلف سی ویسی ہی دینی آوی قیمت والی چیز نہین سی نہو
جسکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے) جو شخص تولیہ کرنا چاہے وہ اصل مال کو
دہوبی کی اجرت اور رنگائی اور ترنج بنانے اور پہندنے باندہنے اور بار برداری علیہ
اور ہنکائی بکریون کی زیادہ کرلے اور خریدار سی بیچنے کیوقت کہے کہ یہہ مال مجکو
اتنے مین پڑا ہی (یہہ نکہے کہ مین نے اتنے کو خریدا ہی اسلئے کہ جہوٹ ہوگا) اور گاے
بکری کے چرانیوالے کی مزدوری اور غلام کو قرآن اور حساب پڑہانیوالے کی اجرت
اور جس گہر مین مال کی حفاظت کی ہو اُسکا کرایہ اصل مال پر زیادہ نکرے پس اگر مشتری
اول مرابحت کیصورت مین دغا کرے (یعنے قیمت زیادہ بتلادے اور اوسپر نفع لینا
چاہے) تو (مشتری دوم کو اختیار ہی) چاہے کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہی چیز لیلے

باو اپس کر دے لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو توجسقدر مشتری اول نے دام زیادہ کہے ہون اوتنے کم کر کے حوالہ کرے ۔ اور جو شخص کہ کوئی تھان وغیرہ خریدے اور پہر اوسکو مرابحت یعنی نفع سے بیچے (مثلاً سّو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹھہرا کر ۱۲۰ کو بیچا) اور پہر اوسکو بعوض سو کے خود مول لے لیا اب اگر اوسکو کسیکے ہاتھہ نفع ٹھہرا کر بیچے تو چاہیئے کہ پہلی دفعہ کی فروخت مین جو نفع لیا ہے اسکو (اس دوبارہ کی قیمت مین سے) منہا کر دے (اور باقی کو اصل مال سمجھے مثلاً مثال مذکور مین اصل مال اسّی تصور کرے یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہی وہ اس سو مین سے منہا کر دے) اور اگر پہلے کا نفع ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نچاہیئے کہ اوسکو نفع ٹہرا کر بیچے (بلکہ از سر نو جتنے کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اول بار اسّی کو خرید کر ۱۲۰ کو بیچا پہر خرید کر ۱۵۰ کو اور پہر خرید کر ۱۳۰ کو تو تینون دفعہ کا نفع ملکر پوری سّو روپیہ ہو گئے جو اصل دام تہا تو اسصورت مین مرابحت نہین کرسکتا اسلئے کہ اصل مال اب کچہہ نہین رہتا) اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کے لئے ہے اور غلام مذکور قرضدار ہوا اور ایک کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنے آقا کے ہاتھہ پندرہ کو بیچے تو مالک اگر اس کپڑے کو مرابحت پر بیچنا چاہے تو اصل مال دس روپیہ قرار دے اور ایسا ہی اسکا عکس ہے (یعنے اگر مالک دس کو لیکر غلام کے ہاتھہ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام کے نفع پر بیچنا چاہے تو اصل قیمت دس بتاوے پندرہ نہ کہے) اور اگر خریدار مضارب ہو (جو دوسرے کے روپیہ سے نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی مضارب دس کو مول لے) اور مالک مال (کے ہاتھہ پندرہ کو بیچدے تو مال والے کو چاہیئے کہ اگر) اسکو مرابحت پر بیچے تو ساڑھے بارہ روپیہ اصل قیمت بتاوے (اسلئے کہ صورت اول مین گویا غلام

اور مالک ایک ہی ہین غلام کا خریدنا بعینہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے دس کو لیا
تھا تو آقا کو اوسی دس پر نفع لینا چاہیے اور دوسری صورتمین مضارب اور مال والا
دو شخص ہین اور پہلے عقد مین جو مضارب نے مال والے سی کیا ہی پانچ روپیہ نفع کے ہوئے
جنمین سی آدہا یعنی اڑہائی مالک مال کو حاصل ہوئے پس اگر اب یہہ مرابحت پر بیچے تو
نفع اول کو اصل سے منہا کردی یعنی پندرہ مین سی اڑہائی نکال ڈالے باقی ساڑھی
بارہ کو اصل بیان کرے اور صورت اول مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید اسلیے دی
کہ اسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ہاتھ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو جو کچھ اوسکی
ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی) اور اگر مبیع مین کچھ نقصان خود ہوگیا ہو یا
لونڈی مدخولہ تھی اوس سے صحبت کرلی تو مرابحت بدون ان باتون کے بیان کرنے
کے درست ہی (اور اگر مشتری نے خود اوسمین کوئی نقصان کردیا ہو یا لونڈی باکرہ تھی
اوس سے ہمبستر ہوا ہو تو ان صورتمین بیان کردینا چاہیے (تب نفع لے سکے) ایک چیز کو
ہزار روپیہ کو قرضا مول لیا اور سَو کے نفع پر اسکو فروخت کردیا اور یہہ کہا کہ مین نے
نقدا ہزار کو لی ہے تو مشتری ثانی کو اختیار ہی چاہے لے چاہے نہ لے (جب کہ
اسکو معلوم ہوجاوے کہ یہہ چیز ہزار کو قرضون لی ہے نہ نقدون) اور اگر مبیع کو مشتری
ثانی تلف کردے بعد اسکی خریدے مشتری اول کا حال معلوم ہو تو اوسکو گیارہ سو دینے
لازم آوینگے اور یہی حال تولیہ کا ہے (کہ اگر مبیع کے ہوتے ہوئے مشتری دوم
کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر مبیع کو تلف کرنیکے
بعد خیانت پر مطلع ہوگا تو دینے ہی دام دینے پڑینگے) اگر زید نے عمرو سی کہا کہ جتنے
کو یہہ چیز مجھکو پڑی ہی اوتنے کو تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ زید کا

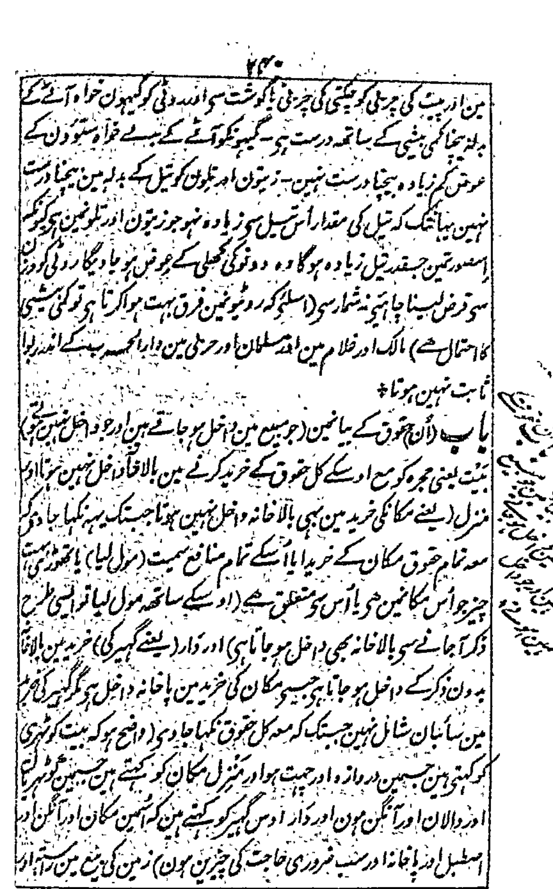
کتنا خرچ ہوا ہی تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس مین معلوم ہو جاوے کہ
اتنے کو پڑی ہے تو اوسکو اختیار ہوگا (چاہے لیتے ہی کو خرید لے یا جانے دیوے)

فصل واضح ہو کہ منقول اس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہہ سی دوسری جگہہ لیجا سکین
جیسے گھوڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہی کہ ایک ہی جگہہ
رہی جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ) پس غیر منقول کی بیع قبضہ مین لانے سی
پیشتر درست ہی (یعنی مشتری اوسکو خرید کر بدون قبضہ مین لانیکے بھی بیع کر سکتا
ہے) اور منقول کی بیع قبضہ سی پیشتر درست نہین — اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو
ناپ سے ناپی جاتی ہے تو مشتری کو اسکو بیچنا اور کہانا حرام ہی جبتک کہ اسکو ناپ نہ لی
اور ایسا ہی حال ہی اُن چیزون کا جو وزن کی رو سی یا شمار کے اعتبار سی خریدی
لیکن اگر گز کی ناپ سکے اعتبار سے خریدی ہی تو اسکا یہہ حال نہین (یعنی اگر وزنی چیز کو
وزن کے طور پر لے یا شمار کی چیز کو شمار کے اعتبار سی خرید کرے تو مشتری کو انکا استعمال کرنا نچاہیئے جبتک کہ
وزن اور شمار نکر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کے کہ بدون گز گت کئے
اُسکا استعمال درست ہی) ثمن مین قبضہ کرنے سے پیشتر تصرف کرنا (مثلاً اسکو بیچ ڈالنا
یا ہبہ کرنا) درست ہی ثمن مین زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہی (یعنی جتنا ٹھہرا تہا
اُس سی اگر مشتری زیادہ دیوی یا بائع کچہہ کم لیوے تو جائز ہے) اور جائز ہی مبیع
مین کچہہ بڑہا دینا (یعنے بائع اگر مبیع مین کچہہ اوپر اوپر بڑہا دی تو درست ہے) اور
استحقاق بائع) اور مشتری کا اس زیادتی مین متعلق ہو جاتا ہے (یعنے قیمت یا مبیع
مین زیادہ کر دینے سی بائع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہی کہ گویا اصل عقد اتنی ہی
چیز کا اتنی ہی دامون پر ہوا ہی) سواے قرض کے اور طرح کے دین کی مدت مقرر کرنی

درست ہو (یعنے قرض کے سوا اور طرحکا دین اگر کسیکا ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً کسی چیز
کی قیمت دینی ہو تو اسکے واسطے اگر مدت کر دیگا تو مدت لازم ہو جاویگی مدت کے اندر تقاضا
نہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اسکی مدت کریں یا نکریں قرضخواہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے)

باب ربوا (یعنی سود) کے بیان میں۔ ربوا مال کی اس زیادتی کو کہتے ہیں جو مال کو مال
سے بدلنے میں بدون عوض ہو ربوا کے پائے جانے کی وہ چیزیں ہیں جنمیں مقدار اور
جنس ایک ہو (مقدار کے ایک ہونے سے یہہ غرض ہے کہ دونو چیزیں ناپ سے ناپی جاویں
یا وزن سے تولیجاتی ہوں اور جنس کے ایک ہونے سے یہہ مراد ہے کہ دونو ایک ہی قسم کے
مال ہوں) پس جن چیزوں کی مقدار اور جنس ایک ہو انمیں زیادتی اور ادہار دونوں
حرام ہیں (جیسے گیہوں کو گیہوں کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز
ہونگے اور آج دے اور مدت کے بعد عوض کے گیہوں لیوے یہہ بھی حرام ہوگا ایساہی
حال ہے اگر جو کو جو کے عوض اور روپیہ کو روپیے کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض
بیع کریں کہ دونو طرف میں چیزیں مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہیں تو اگر انکی بیع میں
وزن کی کمی و بیشی ہوگی یا ادہار بیچی جاوینگی تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی)
اور اگر دونوں چیزیں ایسی ہونگی کہ صرف مقدار میں ایک ہوں اور جنس میں مختلف یا
جنس میں ایک ہوں اور مقدار میں مختلف تو انمیں ادہار حرام ہے زیادتی حرام نہیں (مثلاً
گیہوں جو کے عوض بیچی جاویں تو اسیوقت دے اور اسیوقت عوض لے ادہار کریگا تو
حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہوں مثلاً گیہوں سیر بھر ہوں اور جو دو سیر تو کچھ مضایقہ
نہیں اور اتحاد جنس کی مثال جیسے ہرات کا ایک کپڑا دوسرے کے بدلے بیچا تو اسمیں ہی
ادہار حرام ہوگا نہ زیادتی) اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ نہ مقدار میں ایک ہوں نہ جنس میں

ایک تو انہین زیادتی اور اُدہار دونو حلال ہین (مثلاً کپڑا روپیے کے بدلے یا غلہ اشرفی
روپیے کے بدلے بیچو تو زیادتی بھی درست ہی اور یہہ بھی ضرور نہین کہ اِس ہاتھہ دیو اِس ہاتھہ
لے بلکہ اودہار بیچنا بھی جائز ہے) اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون اور جو (وغیرہ
غلہ کے اقسام) اور نمک اور خرما اور جو چیزین تولی جاتی ہین جیسی چاندی سونا اور جو
رطل سے منسوب ہین اُن چیزونکو انہین کی جنس سی برابر برابر فروخت کرنا درست ہی کمی و
بیشی کے ساتہہ درست نہین اور کہرا کہوٹا اونمین ایک حکم رکہتا ہی (یعنے یہہ نہین
ہوسکتا کہ کہری چیز کم لیجاوے اور کہوٹی اوسکے عوض مین زیادہ لیجاوے۔ اور ان
چیزونمین معین ہونا معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ بائع اور مشتری مبیع اور ثمن پر قبضہ بہی
کرلین (یعنے اگر گیہون کے عوض گیہون بیچے جاوین تو دونو کو معین کردینا مجلس عقد
مین معتبر ہے یہہ ضرور نہین کہ اوسیوقت قبضہ بہی کرلین اور) یہہ صورت عقد صرف کے
سوا ہے (یعنے اگر مبیع اور ثمن دونو ثمن کی چیزین ہون مثلاً روپیہ اشرفی ہون یا
چاندی سونا تو اسصورتمین مجلس عقد مین بائع اور مشتری کا قبضہ کرنا شرط ہی) ایک
مٹہی غلہ کو اوسکی دومٹہی کی عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈہی یا اخروٹ
یا خرما یا پیسے کو انہین سی دو کے عوض بیچنا درست ہی (اسلئے کہ ان چیزونمین ناپ اور
تول جو ربوا کا سبب ہی پایا نہین جاتا) گوشت کو جانور کے عوض اور گہی کو دودہ کے
عوض بیچنا اور پختہ خرما کو نخستہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون
بیچنا درست ہی (کمی بیشی کے ساتہہ درست نہین) اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے
عوض بیچنا اور مختلف گوشتونکو ایکدوسرے کے عوض کمی بیشی سی بیچنا درست ہی گائے کے
دودہ کو بکری کے دودہ کے عوض اور خرما کے سرکہ کو انگوری سرکہ کے بدلہ



مین اور پیٹ کی چربی کو چکتی کی چربی یا گوشت سے ادلے بدلی کو گیہون خواہ آٹے کے
بدلے بیچنا کمی بیشی کے ساتھ درست ہی - گیہونکو آٹے کے بدلے خواہ ستوؤن کے
عوض کم زیادہ بیچنا درست نہین - زیتون اور تلون کو تیل کے بدلے مین بیچنا درست
نہین جبتک کہ تیل کی مقدار اُس تیل سے زیادہ نہو جو زیتون اور تلونمین ہی کیونکہ
اِسصورتمین جسقدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونوکی کھلی کے عوض ہو جاویگا روٹی کو وزن
سے قرض لینا چاہیے نہ شمار سے (اسلئے کہ روٹیونمین فرق بہت ہوا کرتا ہی تو کمی بیشی
کا احتمال ہے) مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حربی مین دار الحرب کے اندر ربوا
ثابت نہین ہوتا *

باب (اُن حقوق کے بیانمین (جو بیع مین داخل ہو جاتے ہین اور جو داخل نہین ہوتے)

بیت یعنی حجرہ کو مع اوسکے کل حقوق کے خرید کرنے مین بالاخانہ داخل نہین ہوتا اور
منزل (یعنے مکانکی خرید مین بھی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جبتک یہہ نکہا جاوے کہ
مع تمام حقوق مکان کے خریدا یا اُسکے تمام منافع سمیت (مول لیا) یا تھوڑی بہت
چیز جو اُس مکانمین ہی یا اُس سے متعلق ہے (اوسکے ساتھ مول لیا تو ایسی طرح
ذکر آجانے سے بالاخانہ بھی داخل ہو جاتا ہی) اور دار (یعنے گھیر کی) خرید مین بالاخانہ
بدون ذکر کے داخل ہو جاتا ہی جیسے مکان کی خرید مین پاخانہ داخل ہی مگر گھیر کی خرید
مین سائبان شامل نہین جبتک کہ مع کل حقوق نکہا جاوے (واضح ہو کہ بیت کوٹھری
کو کہتے ہین جسمین دروازہ اور چھت ہو اور منزل مکان کو کہتے ہین جسمین کوٹھریان
اور دالان اور آنگن ہون اور دار اوس گھیر کو کہتے ہین کہ اُسمین مکان اور آنگن اور
اصطبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون) زمین کی بیع مین درخت اور

پانی بہنے کی جگہہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جبتک کہ ایسی طرح نکھا جاوے کہ
کل حقوق کے ساتھہ بیع کیا بخلاف کرایہ کے (یعنے اگر زمین خواہ مکان کو بدون
ذکر کل حقوق کے کرایہ لے تو اشیا مذکورہ داخل کرایہ ہو جاتی ہین ۱۲)

باب مبیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو اوسکے بیان مین (اول
یہہ جاننا چاہیے کہ) گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگون پر قائم ہو سکتی ہین (یعنے ان کے
لوگون پر ہر طرحکا دعوی ثابت ہو جاتا ہے ۱۲) مگر اقرار ایسا نہین (وہ اقرار کرنیوالے
ہی پر کچھہ ثابت کرتا ہے دوسرے پر اُس سے کچھہ نہین ثابت ہوتا) ملک کے دعوے مین
تناقض اور خلاف پایا جانا ممنوع ہے لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا
ہونا کچھہ مضائقہ نہین (مثلا اگر ایک لونڈی خریدی اور پھر دعوی کیا کہ یہہ زید کی ملک
ہے تو یہہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول ہے اسلیے کہ خرید پر جرأت کرنی دلیل اسبات کی ہے کہ
اوسکے عندیہ مین لونڈی بائع کی ملک ہے نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہے تو ملک کے دعوے
مین خلاف ہوا اسی جہت سے مقبول نہین اور اگر لونڈی خرید کر اپنے قبضہ مین لایا اور
مدعی ہوا کہ یہہ زید کی آزاد کی ہوئی ہے تو آزادی کے باب مین اُسکا دعوی باوجود تناقض
کے مقبول ہے اسیطرح اگر کوئی عورت مال کے عوض شوہر سے خلع کرلے پھر دعوی کرے کہ شوہر
نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین دی ہین تو یہہ دعوی بھی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا
ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچکر مشتری کے حوالہ کرے بعد اسکے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا
ہے تو گو تناقض پایا جاتا ہے مگر دعوی نسب کا سُنا جاویگا) اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ جنے
پھر گواہون سے یہہ ثابت ہو کہ یہہ کسی دوسرے کی ہے (یعنے زید مثلا گواہون سے ثابت
کردے کہ یہہ میری لونڈی ہے بائع کی نہین تھی جو بیچڈالی) تو وہ لونڈی اور بچہ دونون

بیان مبیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور وہ مدعی ہو

زید کو ملینگے (اسلئے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین غیر پر تو لونڈی اور بچہ دونو کی ملکیت ہوگی) اور اگر مشتری خود اقرار کرے کہ یہہ لونڈی زید کی ہے تو (اسصورتمین) بچہ لونڈی کے ساتھہ نہوگا (اسلئے کہ اقرار ادہوری حجت ہی) اگر زید نے مشتری سے کہا کہ تو مجکو خریدلے کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خریدلیا پہر معلوم ہوا کہ وہ آزاد ہی پس اگر بائع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ کا پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر کچہہ دعوی نہین (بلکہ بائع پر دعوی ہوگا) اور اگر بائع کا ٹہکانہ معلوم نہو تو مشتری اپنے دام زید سے لے اور وہ بائع سے بہر لے بخلاف رہن کے (یعنے اگر کوئی شخص زید کو جو اقرار اپنی غلامی کا کرے گرو رکہلے بعد اسکے ازاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو یا نہو مرتہن زید سے کچہہ نے بلکہ راہن سے اپنے دام مانگے) زید نے ایک مکان مین کچہہ اپنا حق بیان کیا اور صاحب مکان نے اُس سے سو روپیہ دیکر صلح کرلی پہر وہ مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا زید سے کچہہ نہ پہیر لیگا لیکن اگر زید تمام مکان کا دعوی رکہتا تہا اور مالک نے سو دیکر اُسکو راضی کیا اور پہر کچہہ مکان عمرو کا نکلا تو مالک مکان زید سے اُسقدر دام حصہ رسد پہیر لے جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو (یعنے اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پہیر لے اور چوتھائی ہو تو پچیس)

فصل اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کر دے تو مالک کو اختیار ہے چاہے بیع توڑ دے یا جائز رکہے (اور قیمت خود لیلے اگر جائز رکہنا) اسصورتمین (ہے) کہ بائع اور مشتری اور مبیع اور خود مالک موجود ہون (اور اگر ان چار مین سے کوئی ہلاک ہو جاویگا تو بیع کا جائز ہونا نہو سکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑیگا) اور قائم رہنا ثمن کا (بہی) ہی بیع کے جائز رکہنے مین) اگر ثمن اسباب ہو۔ اگر بائع نے کسیکا غلام غصب کرکے

بیچڈالا اور مشتری نے اسکو آزاد کردیا پہر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست
رکہا تو مشتری کا آزاد کردینا بہی درست ہوا (وہ غلام آزاد رہیگا) لیکن (اگر
مشتری نے غلام مذکور کو پہر غاصب کے ہاتھہ بیچدیا اور مالک نے اول بیع کو جائز رکہا تو
مشتری کی (بیع ثانی) جائز نہوگی اور اگر غلام مذکور کا ہاتھہ مشتری کے پاس کسی نے
کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکہا تو تاوان ہاتھہ کاٹنے کا
مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سے زیادہ ہو تو اسکو
فقیرون پر خیرات کردے (اسلئے کہ اس مشتری کا حق وتنا ہی ہے جو غلام مذکور کی نصف
قیمت ہے زیادہ حق نہین) اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اسکی اجازت کے بکر کے
ہاتھہ بیچڈالا پہر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تہا کہ مالک نے مجکو اجازت
بیع کی نہین دی یا گواہوں سے مالک نے یہہ ثابت کیا کہ مین نے اجازت نہین دی اور
اس گواہی سے بکر اس غلام کو ہٹانا چاہے زید پر تو مقبول نہوگی (اسواسطے کہ ایسے
گواہی خرید کرنیکی پیشدستی کے خلاف ہے) اور اگر بائع خود قاضی کے یہان اقرار
کرے کہ مجکو مالک کی اجازت نہتی تو بیع ٹوٹجاویگی اگر مشتری توڑنیکی درخواست کرے
اگر بائع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اسکو اپنے مکان مین ملالیا تو
بائع کو اس مکانکی قیمت مالک کے حوالہ کرنی پڑیگی (یعنے جس صورت مین کہ بائع اقرار
کرے کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اسکو جہٹلاتا ہے) +

باب سلم یعنی بدہنی کے بیانمین (کہ قیمت اول دیجاوے اور مبیع کچہہ دنون کے
بعد آیندہ لیجاوے) جن چیزونکی صفت بیان کردینی اور انکی مقدار کا معلوم ہوجانا
ممکن ہو اونمین سلم درست ہے اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جاننا غیر ممکن ہے

اُنمین بہ بھی درست نہین اس سے یہ نکلا کہ ناپ کی چیزین اور تول کی چیزین جو ثمن ہون
(یعنے ثمن کی عوض بکتی ہون) اُنمین سلم درست ہی (اس قید سے روپیہ اشرفی نکل گئے
کیونکہ وہ خود ثمن ہین گو تول کی چیزین ہین) اور شمار کی چیزونمین جو قریب قریب یکسان
ہون مثلاً اخروٹ اور انڈے اور پیسے اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ اُنکا سانچا معلوم ہو
اور گز سے ناپی جاتی چیزونمین مثلاً کپڑے مین بشرطیکہ عرض و طول اور صفت اور بناوٹ معلوم
ہو سلم درست ہی (مترجم کہتا ہی کہ پیسونمین جو سلم مذکور ہی اُن سے مراد غیر مروج پیسے
ہین اور مروج پیسے امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین اُنکی بیع سلم درست
نہین) اور جانورون اور اونکے ہاتھہ پانون اور سرون مین اور چمڑے مین شمار کی رو
سے اور لکڑی مین گٹھی کے اعتبار سے اور ترکاریونمین گڈیون سے اور جواہر اور پوتون
مین سلم ناجائز ہی۔ جو چیز معاملہ کی وقت خواہ ادا کرنیکے وقت موجود نہو اُسمین سلم
درست نہین۔ تازی مچھلیونمین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگاکر اُسکو سکھا لیا ہو تو
وزن سے اُسمین سلم جائز ہی اور گوشت مین سلم درست نہین جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم
نہو اُس سے سلم درست نہین۔ کسی خاص گانو کے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کے
میوہ مین سلم درست نہین (اسلئے کہ ہو سکتا ہی کہ اُسمین کچھہ نہ پیدا ہو) سلم کی (درستی کے
لئے یہہ) شرطین ہین اول (جس چیز مین سلم کرنی ہے اُسکی) جنس کا بیان (کہ گیہون ہین یا
دوسری جنس) دوم اُسکی نوع کا بیان (کہ بارانی ہونگے یا چاہی) سوم اُسکی صفت
کا بیان (کہ موٹے ہونگے یا پتلے) چہارم مقدار (کہ ناپ مین یا تول مین کتنی ہونگی)
پنجم مدت (ادا کرنیکی کہ کب دئے جاوینگے اور کمتر مدت ایک مہینا ہی) ششم جو چیز پہلے
دیجاوے اُسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہیے کہ اتنے روپیہ

مثلاً دینے ہین ہفتم وہ جگہہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین
بار برداری چاہیے اور اگر باربرداری کی حاجت نہو تو جگہہ کے بیان کی حاجت
نہین جہان چاہے وہان حوالہ کرے آٹھوین اصل مال (جسکے) بدلہ مین سلم ٹھہری ہے
اوسکو ایکدوسری سے جدا ہونیکے پیشتر سے لیناہی پس اگر بلہ گیہون کے لئی بیس روپیہ
ٹھہرے اور دس نقد دیے اور دس ادھار رکہے تو ادھار کے دس کی سلم باطل ہو گئی
(اسلیے کہ آٹھوین شرط نپائی گئی) راس المال اور سلم والی چیز مین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف
کرنا درست نہین یعنی کسی دوسرے کو شریک کر لینا خواہ دوسرے کے ساتھہ تولیہ و مرابحہ کرنا
درست نہین — اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پہر اُسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنے راس
المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نلے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پہیر لے کہ
اسکا بدلنا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعی کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم کی قول
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ لیوے سوای سلم کے یا اپنے راس المال کے) زید نے
عمرو سے گیہون مین سلم کی اور عمرو نے ایک پیمانہ گیہون کا مول لیا اور زید سے کہا کہ اِس
پیمانہ کو قبضہ کر لو اپنے حق مین تو یہہ درست نہوگا لیکن یہہ صورت قرض مین درست
ہے (یعنے اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہو اور عمرو پیمانہ خریدکر زید سے کہدے کہ
اپنے قرض مین اسکو بائع سے جاکر لے تو درست ہوگا) یا جیسے کہ عمرو زید سے کہے کہ جس
مال مین سلم ہوئی ہوا وسکو میری طرف سے جاکر قبضہ کر لو اور پہر اپنی طرف سے قبضہ کر لینا
اور زید نے ایسا ہی کیا (تو یہہ قبضہ کرنا بھی درست ہے) اور اگر زید عمرو سے کہے
کہ سلم کا غلہ میری برتن سے ناپ دو اور عمرو اوسکے برتن سے ناپدے اور زید موجود نہو
تو یہہ قبضہ درست نہوگا بخلاف بیع کے (کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے

برتن سے ناپہ ہو اور وہ مشتری کے (بیچ) ورسکے برتن سے ناپیگا تو درست ہے
اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمرو سی گیہون کے بدمنی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ
کرلیا پہر دونو نے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالہ کے (عمرو کے پاس) وہ لونڈی مرگئی تو اقالہ درست
ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مرجاوی تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے اور عمرو کو قیمت دینی
پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمرو سے ہزار کو خرید کیا ہو زید (یعنی خرید
کیصورتمین اگر مرجاوی اور بائع اور مشتری اوسکی مرنے سی پہلے یا پیچھے اقالہ کرین
تو دونو صورتمین اقالہ باطل ہوجاتا ہی) اور (اگر بیع سلم مین ایک دعوی کری کہ خراب
چیز ٹھہری تہی اور دوسرا انکار کرے یا ایک کہی کہ ادا کیواسطی مدت ٹھہری تہی اور دوسرا منکر
ہو تو) قول اوسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کے ٹھہرنیکا ہو اور جو انکار
ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا (اسلئی کہ مدعیکا قول معاملہ سلم کے موافق ہے کہ سلم مین
بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہی اور منکر کا قول اوسکے خلاف ہی) اور موزی
طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسی چیزونمین درست ہی اور ایسی چیزونکو کاریگر سے
سائی پر بنوانا بھی جائز ہے مگر بنوانے والیکو دیکھنی پر اختیار ہے (چاہی لے
یا نہ لے) اور کاریگر کو اختیار ہی کہ بدون بنوانیوالیکے دیکھی اپنی چیز دوسری کے ہاتھ
فروخت کردے اور اگر ان چیزونکو بناکر دینی کا کوئی وقت معین کردیا جاوے تو اوسکا
حال بیع سلم کا سا ہوگا ✦
مسائل متفرقہ (یعنی بیع کے مختلف مسئلے) کتے اور چیتے اور درندہ جانورون
اور پرندون کی بیع درست ہی۔ ذمی سوا شراب اور سور کے اور بیعونمین مثل
مسلمانکی ہے (سور اور شراب کی بیع مسلمانکو درست نہین اور ذمی کو درست ہی)

مسائل متفرقہ

اگر عمرو نے بکر سے کہا کہ اپنا غلام زید کے ہاتھ ہزار کو بیچ ڈال اس شرط سے کہ
مین ہزار کے سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہون اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست
ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہے ہان اگر عمرو اتنا اور کہدے کہ قیمت سے (یعنے ہزار
کے سوا سو روپیہ کا قیمت سے ضامن ہون) تو اسصورت مین بکر کے ہزار تو زید پر ہونگے
اور سو عمرو پر ــ اگر لونڈی کا خاوند اپنی بیبی خریدے اور بعد خریدنے کے اوس سے صحبت
کرے تو یہہ صحبت کرنا حکم قبضہ کر نیکا رکہتا ہے (دوسرے قبضہ کی حاجت نہین) مگر صرف
عقد نکاح (بدون صحبت کئے) حکم قبضہ کا نہین رکہتا اگر زید نے غلام مول لیا اور
کہین چلا گیا اور بائع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھ بیچا ہے (اور دام
نہین پائے) اور زید کا ٹہکانا پتا معلوم ہے (کہ او سجگہہ ہے) تو (اسصورت مین) غلام
بائع کے قرضہ مین فروخت نہین کیا جائیگا اور اگر اوسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا
ہے تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنے کی بابت فروخت کر دیا جاویگا ــ اگر دو شخصون
نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہوگیا تو موجود کو اختیار ہے کہ بائع کو کل دام دیکر
مبیع پر قبضہ کرلے اور اوسکو اپنے پاس رہنے دے جبتک کہ اپنے شریک سے اوسکے
حصہ کے دام نہ بہرلے اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے چاندی کے
عوض فروخت کرے تو دونون نصف نصف ہونگے (یعنے پانسو سونے کے اور
پانسو چاندی کے) اور اگر کہرے دامون کے عوض مین کہوٹے بائع کے حوالہ کئے
اور وہ جاتے رہے تو دام ادا ہو گئے ــ اگر کسی شخص کی زمین مین پرندے بچے نکالین یا
انڈے دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اوسکے ہونگے جو اونکو پکڑ لے (خاص زمین
والیکے نہونگے) جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہو جاتی ہین اور شرط فاسد سے

انکو مشروط کرنا درست نہین وہ یہہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور بیع فضولی
کی اجازت اور رجعت اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سے بری کرنا اور وکیل
کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنی ذمہ پر لازم کرنا اور کہیتی بلکر آپسمین کرنی اور درختون
کو بلکر پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسیکو پنچ مقرر کرنا
(کہ ان سب مین اگر شرط فاسد ہوگی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگے تو عقد باطل ہوگا)
اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہین ہوتین وہ یہہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ
اور نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور گرو رکہنا اور وصیت کرنا اور کسی کو
اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضامن
ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور اسکو
تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعوی کرنا اور جو خون وابستہ ہوا ہو
اس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور مبیع کی
واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو معزول
کرنا (کہ ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے مشروط کریگا تو معاملہ درست ہوگا اور
مشروط کرنا باطل ہے)

باب بیع صرف (یعنے نقد کو نقد کے عوض بیچنے) کے بیان مین ـ صرف اُس
بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کریں (مثلا روپیونکو
اشرفی کے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیہ کے عوض (پس
اگر دونوں ایک جنس کے ثمن ہون (مثلا روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفی کو اشرفی کے
عوض فروخت کرنا چاہین) تو بیع کی درستی کے لئے شرط یہہ ہے کہ دونو تول مین برابر

ہون (کم زیادہ نہون اور بائع) اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہو جاوے اگرچہ
وہ دونو چیزین خوبی اور گرہٹ مین جدا ہون (مثلاً اگر چہرہ دار روپیہ کو لکھنؤ کے روپیہ
بدلین تو بیع اسوقت درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور اوسی مجلس مین
قبضہ کر لیا جاوے گو سکہ اور گرہٹ مین فرق ہو) اور اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہے
(مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور ہے) تو (اسمین شرط صرف یہہ ہے کہ بائع اور
مشتری مجلس عقد مین قبضہ کر لین (وزن کی برابری شرط نہین) اس سے یہہ نکلا کہ
اگر سونے کو چاندی کے عوض اٹکل سے بیچین اور اسی مجلس مین قبضہ کر لین تو یہہ بیع
درست ہوگی (اسلئے کہ دو جنسون کے ہونیکی جہت سے وزن برابری کا تو مضائقہ
نہین مگر مجلس مین قبضہ کرنا لازم تہا وہ ہو چکا) بیع صرف مین قبضہ کرنیسے پیشتر
ثمن مین تصرف کرنا درست نہین مثلاً ایک اشرفی کے روپیے بھنائے اور انکو دونون
قبضہ کرنے سے پیشتر مشتری نے انکے عوضمین ایک تہان خرید لیا تو اس تہان کی بیع فاسد ہوگی
(اسلئے کہ ثمن مین قبضہ سے پیشتر تصرف کیا) اگر بائع نے ایک لونڈی ہنسلی پہنی دو
ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہے اور مشتری نے ہزار روپیہ اسکو اوسوقت دئے
تو یہہ ہزار ہنسلی کے دام ہونگے (اسلئے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہے تو درستی
بیع کے لئے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹھہراوینگے) اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ ہزار نقد
اور ہزار اودہار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو۔ اگر بائع نے ایک تلوار سو
کو بیچی جسمین پچاس کا زیور ہے اور مشتری نے پچاس نقد دئے تو یہہ اوس زیور کا دام ہے
اگرچہ مشتری نہ کہے کہ یہہ زیور کا دام ہے یا یہہ کہدے کہ یہہ پچاس منجملہ دونو کے دام
کے ہے اور اگر بائع اور مشتری مول تول کر کے بدون لئے دئے علحدہ ہو جاوین تو اگر

زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر کے اس سے علیحدہ ہو سکتا ہی تب تو تلوار کی بیع
درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکے تو دونو
کی بیع باطل ہوگی — اور اگر بائع نے ایک چاندی کا برتن فروخت کیا اور مشتری کسیقدر
دام لے لیا اور دونو علیحدہ ہو گئے تو جسقدر کا دام لیا اسقدر کی بیع درست ہوگی اور
برتن بائع اور مشتری دونو مین مشترک رہیگا اور اگر اسمین سے تھوڑا سا کسی اور کا
نکل آوے تو (مشتری کو اختیار ہی) چاہی باقی برتن کو حصہ رسد دام دیکر لیلے خواہ بائع
کو واپس کر دے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بائع نے فروخت کیا اور اسمین سے کسیقدر دوسرے
کا نکلا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد دام کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہین
(اسلئے کہ برتن مین تو شرکت سے نقصان ہوتا ہی اسلئے پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی
کے ٹکڑے مین شرکت سے کچھ نقصان نہین اس لیئے پھیرنے کا اختیار
نہوگا) اور جن صورتون مین کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس کے ہو سکتی ہی انکی بیع کمی بیشی
کے ساتھہ درست ہی (مثلا) ایک اشرفی اور دو روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیہ کے
عوض بیچنا اور ایک ایک پلہ گیہون اور جو کو دو نو کے دو دو پلہ کے عوض اور گیارہ
روپیہ کو دس روپیہ اور ایک اشرفی کے عوض اور ایک کھرے اور دو کھوٹے روپیونکو
دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیہ کے عوض فروخت کرنا اور ایک اشرفی کو ایسے دس روپیہ
کے عوض بیچنا جو بائع کے ذمہ قرض ہین یا مطلق دس روپیہ کو بیچنا اور پہلی صورت مین
بائع اشرفی مشتری کے حوالہ کرے اور اسکے عوض کے دس روپیہ اپنے ذمہ کے قرض
مین مجرا دے (یعنے نہ بائع مشتری سے کچھ لے نہ مشتری بائع سے) اور وجہ ان معاملات کی
درستی کی یہہ ہی کہ دو روپے مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیان مقابل ایک روپیہ کے

ہو سکتے ہین اسیطرح دو پلہ گیہون کے جو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جو کے گیہون کے ایک کی عوض ہو سکتے ہین) اور جن چیزونمین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا چاندی ہی ہین (یعنے ملونی کے سکّون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اسکا حکم نری چاندی سونے کا ہے) یہانتک کہ اگر بے میل خالص چاندی سونے کو میلدار کے عوض فروخت کرین یا دونو طرف (مین) میلدار ہی ہون تو انکی بیع بدون وزن کے برابر ہونیکے درست نہوگی (مثلا ایک اچھے روپیہ کو کھوٹے کی عوض فروخت کرین تو بیع جب درست ہوگی کہ دونو وزنمین برابر ہون اور جس صورتمین کہ وزن مختلف ہو تو بیع ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والے کیطرف بٹہ لگا لیا جاوے تو بیع درست ہوگی) اور ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہے (شمار سے نہین) اور جن روپیون اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیون اور اشرفیون کے حکم مین نہین ایسے سکّون کو جنس کے ساتھ کمی بیشی سے بیچنا درست ہے اور انکا قرض لینا رواج کے موافق وزن یا شمار یا دونو طرح سے درست ہے اور اگر ایسے سکون کا رواج ہو تو ثمن مین انکو قرار دینے سے معین نہونگے (مثلا ایسے ذلیل سکون کی عوض کوئی چیز لی تو یہہ ضرور نہین کہ جو بائع نے دیکھے ہون وہی دیوے بلکہ اونکے سوا کوئی سے ذلیل ویسے ہی دیسکتا ہے) اور اگر رواج انکا نہو تو معین کرنے سے متعین ہو جاوینگے (اسلئے کہ اسصورتمین انکا حکم ثمن کا نرہیگا بلکہ اسباب کے حکم مین ہونگے) اور جن سکّون مین ملونی برابر ہو (یعنے جتنی چاندی ہو وتنی ہی اور چیز ملی ہو بس) انکا حال بیع اور قرض لینے مین (تو) ان سکون کا سا ہے جنمین چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف مین ان سکون کا سا ہے جنمین ملونی زیادہ ہو (یعنی کمی بیشی کے ساتھ بیع درست ہوگی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہوگا) اور اگر ان

سکّہ کی عوض جسمین طرفین کی زیادہ ہو یا رائج پیسون کے بدلے مین کسی چیز کو مول لیا اور پہر ان سکون یا پیسون کا چلن نرہا تو بیع باطل ہو جاویگی اور رائج پیسون کے عوض میں بیع درست ہی اگرچہ معین نکیے جاوین (اسلیے کہ رائج پیسے مثل روپیون کے ہین اور روپئے کیسو متعین ثمن ہوا کرتے ہین) اور نے چلن پیسون کی عوض مین بیع درست نہین جبتک انکو معین نکرے (اسلیے کہ نے رواج پیسے مثل اسباب کے ہین) اگر ایک شخص نے پیسے قرض لیے تھی بعد کو انکے چلن ہو گئی تو واجب ہی کہ ویسی ہی پیسے قرضخواہ کے حوالہ کرے (جیساکہ قرض کا حکم ہی ان پیسونکی قیمت ثانی واجب نہین) اور اگر کوئی پیسے نصف روپیہ کے پیسونکی عوض خرید کرے تو بیع درست ہوگی (اور نصف روپیہ کے پیسے دینے پڑینگے) اور اگر صراف کو ایک روپیہ دے اور یہ کہے کہ مجھکو ایک اٹھنی رتی کم کی اور آٹھ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہی (اسلیے کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹھنی رتی کم کے مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسون کے ہو جاویگا)

کتاب الکفالہ

اسمین (کفیلکے) ضامن ہونیکا بیان ہی دوسرے کے ذمہ کے ساتھ اپنا ذمہ ملا لینا اصطلاح مین ضمانت کہلاتا ہی (یعنے جو مواخذہ اور تقاضا دوسرے کے ذمہ ہی اسکو اپنے اوپر لے لینا کفالت اور ضامنی ہی) واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہی اسکو کفیل کہتے ہین اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہی اسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہی اسکو مکفول لہ کہتے ہین پہر ضمانت کی دو قسمین ہین اول قسم ضامنی ذات کی یعنی حاضر ضامنی (اور دوم) درست ہی کہ ایک شخص کے کئی ضامن ہون (کہ ہر شخص اسکا حاضر ضامن ہو جاوے) اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سے ہوتی ہی کہ کفیل یون کہی کہ مین اسکی ذات کا کفیل ہوا

یا ایسی جزو کا کفیل ہووے جس سے بدن مراد ہوتا ہے (مثلاً کہے کہ اوسکے منہ خواہ گردن
خواہ سر خواہ جسد کا کفیل ہوں) یا جزو غیر معین کا کفیل بناوے (مثلاً کہے کہ اوسکے آدھے
یا تہائی یا چوتھائی کا ضامن ہوں) یا یہہ کہے کہ میں اسکا ضامن ہوا یا یوں کہے کہ یہہ
شخص میرے ذمہ پر ہے یا میری طرف ہے یا میں اسکا ذمہ وار یا طرفدار ہوں (تو ان
سب الفاظ سے ضامن ہو جاتا ہے) لیکن اگر یوں کہیگا کہ میں اوسکے پہچاننے کا ضامن
ہوں تو (اس جملہ سے) ضامن نہوگا اگر ضامن کفالت میں شرط کر دے کہ مکفول عنہ کو فلان
وقت حاضر کر دونگا تو اسوقت میں اگر مکفول لہ درخواست کرے تو اسکو لازم ہے کہ
مکفول عنہ کو حاضر کر دے پھر اگر حاضر کر دے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کر دے اور اگر
مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اوسکے پاس جاوے اور
چلا آوے پس اگر اسقدر مدت بھی گذر جاوے اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے
اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اسکا پتا ٹھکانا معلوم نہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا
(ورنہ وہ قید ہوگا) اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ حاضر کر دیا کہ مکفول لہ وہان اوس
سے جھگڑ سکتا ہے مثلاً کسی شہر میں حاضر کر دیا تو ضامن ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی
کی کچہری میں حاضر کر دینا ٹھہرا تھا تو وہیں حاضر کرنا پڑیگا مکفول عنہ کے مرنے سے یا ضامن
کے مرجانے سے کفالت باطل ہو جاتی ہے مگر مکفول لہ کے مرنے سے باطل نہیں ہوتی۔ ضامن
حق ضمانت سے بری ہو جاتا ہے اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالہ کر دے اگرچہ کفالت کرنے
میں یہہ نہ لکھا ہو کہ اگر میں سپرد کر دونگا تو بری ہو جاؤنگا۔ اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر
ہو جاوے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہو جاویگا۔ اگر ضامن کے وکیل نے مکفول عنہ
کو ضامن کیطرف سے حاضر کر دیا یا ضامن کے قاصد نے اوسکو حاضر کر دیا تو بھی ضامن

بری ہو گیا۔ اگر ضامن کہے کہ جو کل کو میں حاضر نکر دوں تو میں ضامن ہوں اس مال کا
جو اوس پر ہے اور پہر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مر جاوے تو ضامن کو اسقدر مال بہرنا پڑیگا
۔ اگر ایک شخص دوسرے پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا شخص کہے کہ اگر میں کل
اسکو نہ لا دوں تو یہہ سو اشرفی مجھپر ہیں اور پہر کل کو اوسکو نہ پونہچا دے تو سو اشرفی
اسکو دینی پڑینگی ۔ ایک شخص کسی حد یا قصاص میں ماخوذ ہے تو اوس سے جبرا نہ چاہا جاوے
کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدے لیکن اگر وہ خوشی سے دے تو مضایقہ نہیں جبتک دو
گواہوں مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی علت
میں مدعا علیہ کو قید کرنا نچاہیئے دوسری (قسم ضمانت کی) بالضمانی ہے (اور وہ درست
ہے) گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کے ذمہ پر دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ
سے ہوتی ہے کہ ایک شخص یوں کہے کہ میں ہزار روپیہ کا اسکی طرف سے ضامن ہوں یا
جو تیرا اوس پر ہے اسکا یا جو تیرا النقصان ہوا اس بیع میں اسکا یا جو تو نے فلانے سے بیع کی
یا جو کچھہ تیرا اوسکے ذمہ ثابت ہو وہ میرے ذمہ ہے یا جو تجھسے فلان شخص چہین لے وہ
مجھپر ہے (ان سب صورتوں میں بالضمان ہو جاویگا) اب مدعی ضامن اور قرضدار دونوں سے
مواخذہ کر سکتا ہے لیکن اگر شرط ٹھہر جاوے کہ قرضدار بری ہو تو (البتہ صرف ضامن سے
تقاضا رہیگا اور اسکو تمیز کہ) کفالت حوالہ ہو جاتی ہے (یعنے قرض ضامن پر آ گیا
مسئلہ) اگر حوالہ میں حوالہ کرنیوالے کے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہو جاتی ہے
۔ اگر مدعی ضامن اور قرضدار میں سے کسی سے تقاضا کرے تو اوسکو دوسرے سے بھی
تقاضا درست ہے (یہہ نہیں ہو سکتا ہے کہ دوسرا بری الذمہ شمار ہے) کفالت کا معلق
کرنا اوس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہے اور شرطین طرح طرح عقد کفالت کے موافق

ہوا کرتی ہی یا تو یہ کہ مکفول عنہ کے ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اُسکی شرط ٹہرے مثلاً یہ
کہے کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط مذکور مکفول عنہ سے حق مدعی وصول
ہوسکنے کا ذریعہ ٹہرے مثلاً اگر زید مکفول عنہ ہوا اور کفالت اُسکی کوئی یون کرے کہ اگر زید
آویگا تو مین اُسکا ضامن ہون یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا دشوار ہوجانا اُسکی
شرط کفالت مین بیان کردیجاوے مثلاً یون کہے کہ اگر مدعا علیہ شہر سے غائب ہوجاوے تو مین
ضامن ہون (تو اسطرح کی شرطین درست ہین) مگر (شرط نامناسب درست نہین مثلاً)
یون کہنا صحیح نہین کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون (کیونکہ ہوا کا چلنا کفالت کے مناسب
نہین) پس اگر اسطرح کی شرط ناجائز کی تو کفالت صحیح ہی اور مال فوراً دینا واجب ہوگا
(اُس شرط کے پائے جانے پر موقوف نہوگا) ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا حق
نکلے مین اُسکا ضامن ہون اور مدعی گواہ لایا کہ میرے اوسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار دینے
ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لاوے تو جتنا ضامن قسم کہاکر بتاوے اسقدر کا ضامن ہوگا اور
مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری نہوگا (یعنے جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان کریگا اوسقدر
کفیل کو نہین دینا پڑیگا) اور ضمانت مکفول عنہ کی اجازت سے اور بدون اجازت دونون
طرح درست ہی پس اگر مکفول عنہ کے کہنے سے ضامن ہوا ہی تو جسقدر اُسکو مکفول عنہ کیطرف
سے ادا کرنا پڑے وہ اُس سے لے اور اگر اوسکے حکم سے ضامن نہین ہوا ہی تو مکفول عنہ سے
کچھہ نہین لے سکتا کفیل مکفول عنہ سے تقاضا کرے جبتک کہ مکفول لہ کو اُسکی طرف سے ادا نہ کرے
اور اگر مکفول لہ کفیل کے ساتھہ ساتھہ رہے تو کفیل بھی اصیل یعنے مکفول عنہ کے ساتھہ ساتھہ
پھرے۔ کفیل بری ہوجاتا ہی اصیل کے ادا کردینے سے۔ اگر مدعی اصیل کو بری کردے یا اُس
سے تقاضے کو ٹالدے تو کفیل بھی بری ہوجائیگا اور تقاضا بھی اُسپر سے ٹلجائیگا اسکی برعکس

نسبت بعد ہے (یعنے اگر کفیل کو مدعی بری کردے یا اوسپر سے تقاضے کو ٹالدے تو اصیل بری نہ
نہوگا نہ اوسپر سے تقاضا ٹلیگا) اصیل یا کفیل مین سے کسی نے صاحب مال سے جسکے مدعا
آتے تھے پانسو پر صلح کرلی تو باقی سے دونو بری ہوگئے - اگر صاحب مال کفیل سے کہے کہ جس
مال کا تو کفیل ہے وہ مین نے تجھسے بھر پایا تو کفیل اصیل سے وہ مال لے (گویا اصیل کیطرف
سے کفیل نے مال ادا کیا ہے اسلئے کہ صاحب مال کو اسکا اقرار ہے) اور جب صاحب مال
یون کہے کہ تو بری ہوا یا مین نے تجھکو بری کیا تو کفیل اصیل سے کچھ نہین لے سکتا ہے
(کیونکہ اس صورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے کچھ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھ لینے کا
اقرار ہے - اگر یون کہے کہ اگر ایسا ہو تو ضامن بری ہے یعنے) بری ہونیکی (کوئی شرط ٹھہرا
کرے تو یہہ) شرط باطل ہے (یعنے کفیل بری نہوگا) ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمہ
مین اور مبیع اور گرو چیز اور امانت کی ضامنی باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب
چیز کی اور اس شے کی جو مشتری خرید کرنیکے قصد سے لے آیا ہو اور ہم ناسد کی بیع کی درست
ہے باطل ہے کفالت لادنے کی کسی خاص کرایہ کے چارپایہ پر اور خدمت کرنے کی غلام
معین کی جو خدمت کیواسطے اجورہ وار مقرر ہو - اسیطرح باطل ہے کفالت بدون طالب
کفالت کے قبول کرنیکے اوسی مجلس مین (یعنے حاضر ضامنی اور مالضامنی تب ہی درست
ہے کہ مکفول لہٗ مجلس عقد مین مان لے) اگر مریض کا وارث کفیل ہوا مریض کا تو اسمین
بغیر قبول کرنے طالب کے کفالت جائز ہے اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول
طالب کے صحیح ہے وکیل کو موکل کیواسطے اوس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا وہ وکیل
ہے باطل ہے اسیطرح مضارب کو رب المال کے لئے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت
کرنی یا دو شریکون مین سے ایک کو ضامن دوسرے کا ہونا شے مشترک کی قیمت کی بابت

(مثلاً اگر غلام مشترک دو نو کا ایک ہی عقد مین بیچے تو ایک کو دوسری کی ضمانت کرنی
باطل ہے اور اگر دو عقد مین آدھا آدھا بیچے اور پھر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہے)
عہدہ کے لفظ کے ساتھہ کفالت باطل ہے (اسواسطے کہ عہدہ کے کئی معنی ہین کاغذ
وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط ضمان درک پس بسبب جہالت مراد کے کفالت
صحیح نہوگی) اسیطرح باطل ہے کفالت چھڑانے کی (کیونکہ چھڑانے کے معنی یہہ ہین کہ بیچ
اوسکے مستحق سے چھوڑا کر مشتری کو دیدے اور اسپر کفیل کو قدرت نہین ہے) اور باطل ہے
کفالت مال کتابت کی (مکاتب کیطرف سے) **فصل** اگر مدعا علیہ کفیل کو قرض مطلوب ہونیکے پہلے
سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اُس سے نہ پھیرے (کیونکہ کفیل نے کو ابھی مدعی کو نہیں
دیا ہے مگر آگے کو تو دیگا) اِس مال کی تجارت سے اگر کفیل کچھہ پیدا کرے مدعی کو دینے سے
پہلے تو یہہ نفع کفیل کا ہے مگر مدعا علیہ کو پھیر دینا اِس نفع کا اُسوقت مستحب ہے کہ مال مذکور
شے معین ہو (نہ نقد) اگر مدعا علیہ اپنے کفیل سے کہے کہ مجھپر بیع عینہ کرلے یعنی مثلاً
اطلس قرض خرید دے اور پھر اوسکو بیچکر مکفول لہ کو میریطرف سے دیدے اور کفیل ایسا
کرے تو یہہ خرید کفیل کیواسطے ہے اور جو نفع کہ اُس اطلس کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ
ہے (نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ بیع عینہ اُسکو کہتے ہین کہ سو روپیہ اودھار کو کسی
کچھہ خرید کر ٩٠ روپیہ نقد کو اور کے ہاتھہ بیچ ڈالے پس صورت مذکورہ مین کفیل مکفول عنہ
کے کہنے سے اسکا وکیل نہین ہو جائیگا کہ نفع نقصان اوسکے موکل کے ذمہ ہو بلکہ
اور جو اسمین نقصان پاوے کفیل کے ذمہ ہے کیونکہ جب ایک چیز قرض مول لی اور نقد
بیچی تو کچھہ نقصان ضرور ہوگا اور اُس شے کے بائع کو نفع رہیگا) جو شخص کفیل ہو اُس مال
کا جو مدعیکا مدعا علیہ کے ذمہ نکلے یا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سے دلا دے اور مدعا علیہ

غائب ہوجاوے اور پھر مدعی کفیل پر گواہ دلادے اس مضمون کے کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار
روپیہ آتے تھے یہہ گواہ اوسکے مقبول نہونگے (یعنے کفیل سے ہزار نہ دلوائے جاوینگے
جبتک مدعا علیہ حاضر نہووے) اور اگر مدعی اس مضمون کے گواہ دلاوے کہ میرا مدعا علیہ پر
اسقدر روپیہ یا مال ہے اور یہہ شخص اسکا کفیل ہے اوسکے حکم سے تو اوس مال کے
دلانیکا کفیل اور مدعا علیہ غائب دونون سے حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر
حکم مدعا علیہ کے کفیل ہونا ثابت ہو تو فقط کفیل ہی سے وہ مال دلایا جاویگا۔ اگر ایک
شخص کفیل ہوا اسکا کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلیگی تو ثمن میرے ذمہ ہے تو یہہ کفالت
گویا اس بیع کا مان لینا اور اقبال ہے (یعنے اگر پھر یہہ کفیل کہے کہ یہہ شی مین نے مول
لی ہے تو نہ سنا جائیگا) بیعنامہ پر گواہی یا مہر کر دینی اوس بیع کا مان لینا نہین ہے
(یہانتک کہ اگر یہہ گواہ دعوی کرے کہ مبیع مین نے خریدی ہے تو سنا جائیگا کیونکہ
گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہے کہ عقد ہوئی خواہ کیسی ہی ہو فاسد یا باطل یا صحیح)
اگر ایک شخص ضامن ہوا دوسرے کیطرف سے اوسکے زمین کے خراج کا یا خراج کے بدلے
مین کوئی شی گرو رکھی یا آفات وحوادث کا ضامن ہوا (یعنے کہا کہ اگر حادثہ پڑیگا تو
مجھپر ہے) یا کسی چیز کو شریکون مین بانٹنے کا ضامن ہوا تو یہہ ضمانت اور رہن وغیرہ
سب جائز ہین کفیل اگر مکفول لہ سے کہے کہ مین فلان شخص کیطرف سے تیرے لئے اون سو روپیون
کا ضامن ہون جو ایک مہینے مین اسکو دینے تھے اور وہ کہے مہینہ کا وعدہ نہین ہے بلکہ حال
مین میرے اوسپر چاہتے ہین تو اسصورت مین ضامن کا قول معتبر ہے زید نے ایک لونڈی بیچی
اور عمرو ضامن ہوا کہ اگر لونڈی کسی اور کی نکلیگی تو اسکے دام کا مین ضامن ہون اور لونڈی
کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سے مواخذہ نکرے جبتک کہ قاضی بائع پر حکم لونڈی کی

قیمت واپس کر دینی کا ذکر ہے ⁂

باب دو شخصونکے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونے اور غلام کیطرف سے ضامن ہونیکے بیان مین — دو شخص قرضدار ہین اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہوا قرضخواہ کے واسطے تو جو کچھہ ایک ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا اگر ایک آدہے قرض سے زیادہ ادا کرے تو اوس زیادتی کو دوسرے سے لے سکتا ہے — اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوے تمام مال کے اور پہر بعد دونو آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہو گئے تو جو کچھہ ایک ادا کرے اُسکا آدہا دوسرے سے لے یا جو کچھہ ادا کیا ہے سب اصیل سے لے (اگر اوسکے حکم سے کفالت ہوتی ہے) اگر مدعی ان دونو کفیلونمین سے ایک کو بری کر دے تو دوسرے سے سب مال لے سکتا ہے — دو شخصونمین شرکت مفاوضہ ہے اور دونو مقروض ہین اور شرکت مذکوران دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کر سکتا ہے اور ہر ایک جبتک نصف سے زیادہ قرض ادا کرے دوسرے سے کچھہ نہین لے سکتا — اگر ایک شخص اپنے دو غلامونکو ایک ہی بار مکاتب کرے اور پہر دونو غلام آپسمین ایکدوسرے کے کفیل ہو جائین تو جو کچھہ ایک ادا کرے اوسکا آدہا دوسرے سے وصول کرے — اسی صورت مین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونو مین سے ایک کو آزاد کر دیا تو جسکو نہین آزاد کیا اُسکا زر کتابت جس سے چاہے لے سکتا ہے (خواہ اُس آزاد سے خواہ مکاتب سے یعنی مصنف نے) اگر آزاد سے مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھہ نہین لے سکتا — جو شخص غلام کا ضامن ہوا اوس مال کا جو آزادی کے اوسپر واجب الادا ہو (یعنے اگر کوئی ضامن نہوتا تو بعد آزادی کے اوسپر تقاضا ہو سکتا) اسصورت مین وہ مال فی الحال واجب ہوگا آزادی پر موقوف نہین گو

شرکت مفاوضہ اوسکو کہتے ہین کہ دو شخص مال برابر ملا کر تجارت کرین اور ہر ایک اپنے شریک کا وکیل اور کفیل ہو

غدم نے اسکو معین کیا ہو (کہ مجھپر اتنا چاہیے) ایک شخص نے دوسرے کے پاس غلام کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور ایک شخص ضامن ہوگیا کہ تمہارا ہوگا تو مین دونگا پھر غلام مرگیا اور مدعی گواہ لایا کہ یہ غلام میرا تھا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی۔ اگر ایک شخص کسی غلام پر مال کا دعویٰ کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کردینے کا کفیل ہوجاوے اور غلام مرجاوے تو حاضر ضامن والا بری ہوجاویگا ضمانت سے۔ اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اسکے حکم سے اور مالک نے غلام کو آزاد کردیا اور غلام نے آزادی کے بعد وہ مال مدعی کو ادا کردیا یا مالک غلام کا ضامن اسکی اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کیطرف سے ادا کیا تو ان صورتوں مین غلام اور مالک ایکدوسرے سے مطالبہ نہین کرسکتے (کیونکہ آزادی سے پہلے اگر ایک دوسرے کیطرف سے ادا کردیتا تو دوسرے سے کچھہ نہین لے سکتا تھا اسیطرح بعد آزادی کے ہوگا واللہ اعلم)

کتاب الحوالة

اسمین حوالہ کردینے کا بیان ہے۔ حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک کے ذمہ سے دوسرے پر اتار دینا قرض مین حوالہ درست ہے مگر عین مین یعنی معین چیزون مین درست نہین اگر محتال یعنی قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اتارا اور محتال علیہ جسپر اتارا راضی ہون (تو حوالہ صحیح ہوگا) بعد حوالہ کے محیل یعنی قرضدار جسنے اپنے ذمہ سے اوتار دیا اُس قرض سے بری ہوجائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا۔ محتال محیل کے اوپر پھر تقاضا نکرے لیکن اگر اسکا حق ہلاک ہوجاوے اسطرح کہ محتال علیہ انکار کرے اور اس انکار پر قسم کھالے اور اوسپر کوئی گواہ بھی حوالہ کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہوکے مرجاوے تو اسصورت مین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کرسکتا ہے (کیونکہ جسپر قرض اُتارا

تھا اُس سے وصول نہوا) اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اوسپر اوتارا تھا اور محیل کہے
کہ (مین نے مفت حوالہ نہین کیا تھا بلکہ) میرا جو تجھپر آتا تھا اوسکے بدلہ مین مین نے اپنا قرض
تجھپر اوتار دیا تھا تو (یہہ کہنا محیل کا معتبر نہوگا) وہ بقدر دین اُسکو دینا پڑیگا اور محتال علیہ
کے ذمہ پر اسکا قرض ثابت نہوگا اور قول محتال علیہ کا ہی معتبر ہوگا) اگر محیل محتال سے کہے کہ
مین نے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور محتال کہے کہ
تو نے میرے قرض کو اوسپر اوتارا تھا جو میرا تجھپر آتا تھا تو اسصورت مین محیل کا قول معتبر ہے
(یعنے فقط حوالہ کرنے سے محیل پر قرض ثابت نہوگا) اگر محیل محتال علیہ سے کہے کہ زید کے پاس
میری امانت ہے (اسکو لیکر محتال کا قرض جو مجھپر ہے ادا کر دے) تو یہہ حوالہ صحیح ہے پس اگر
ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر
تھا اور امانت ضائع ہوگئی تو اُسکو اپنے پاس سے مال دینا نہین پڑیگا) مکروہ ہے سفاتج (اور
سفاتج جمع ہے سُفتجہ کی جو معرّب ہے سفتہ کا یعنی قرض دینا اسطرحپر کہ خطرہ راہ دُور
کا رہے جسطرح ہنڈوی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ بھیجتے ہین سفتجہ کی اصل یہہ ہے کہ
ایک لاٹھی کو خالی کرکے اسمین مال رکہکر اپنے ہمراہ لیجاتے تھے تاکہ کسیکو خبر نہو اور
راہ کے خطرہ سے محفوظ رہے*

کتاب القضاء

اسمین قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے۔ جو شخص گواہی کے قابل ہے وہی قاضی بھی ہوسکتا
ہے۔ فاسق قاضی ہوسکتا ہے جیسے گواہی دیسکتا ہے مگر مناسب نہین ہے کہ فاسق کو قاضی کیا
جاوے۔ اگر قاضی عادل ہو اور پھر بسبب رشوت لینے کے فاسق ہوجاوے تو عہدۂ قضا سے
معزول نہین ہوجائیگا لیکن لائق معزول کرنیکے ہوجائیگا اگر رشوت دیکر کوئی عہدہ قضا

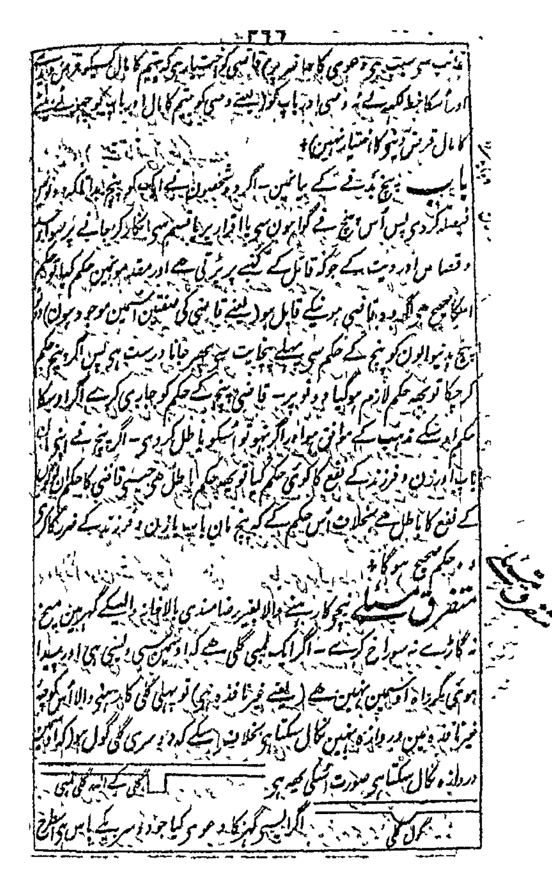
ایسے ہو تو قاضی ہو گا فاسق فتوی دینے کے قابل ہے (یعنے حکم شرعی مسائل فقہیہ مین بیان
بیان کر دے) اور ایک روایت مین فاسق قابل فتوی نہین چاہیے کہ قاضی بدمزاج
اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو - قاضی ایسا شخص ہونا چاہیے جسکی پرہیزگاری
اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث دانی اور صحابہ کے قول اور شریعت کی راہون کے
عالم ہونے پر اعتماد ہو مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہے (ایسا نہین کہ بدون اوسکے
عہدۂ قضا درست نہو) مفتی کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے (جیسا قاضی ہو) ایسے شخص کو عہدۂ
قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہے جسکو اپنے ظلم کرنیکا خوف ہو اور جو ظلم کرنیکے خوف سے مامون
ہو تو اوسکے حق مین عہدۂ قضا مکروہ نہین مگر قاضی ہو جانے کی خواہش نہین چاہیے
عہدۂ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیونکے یہان سے جو عادل بادشاہ کے ملک پر
غالب ہو گئے ہون لینا جائز ہے جو شخص قاضی کیا جاوے اوسکو چاہیے کہ پہلے قاضی کا
دفتر طلب کرے دفتر سے مراد وہ نوشتے ہین کہ جنمین دستخطی نوشتے اور محضر وغیرہ ہون -
اور چاہیے کہ قیدیونکو دیکھے جو قیدی اقرار کرے کسیکے حق کا یا اوسپر گواہ قائم ہون تو
وہ حق اوسپر لازم کر دے اور نہین تو منادی پھروائے کہ جسکا اس قیدی پر دعوی ہو
وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اوس قیدی کو چھوڑ دے) اور قاضی فرمانون مین اور
وقف کی پیداوار مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول کے کہنے پر عمل نکرے
لیکن اگر کوئی قابض و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھے بطور امانت یا وقف کا غلہ قاضی معزول نے
دیا ہے تو اسصورتمین قاضی معزول کا قول قبول کرے - مسجد مین بیٹھکر یا اپنے گھر پر قاضی
کچہری کرے - جو کوئی ہدیہ بھیجے قاضی کو اوسے پھیر دے - مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار
یا جو قاضی ہونے سے پہلے بھیجا کرتا تھا بھیجے تو وہ قبول کرلے - دعوت بھی قاضی کسیکی

قبول نکرے خصوصاً وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت ہو۔ نمازِ جنازہ اور عیادتِ مریض
کے لئے قاضی کو جانا چاہیئے۔ مدعی مدعا علیہ دونوکو برابر بٹھاوے اور دونوکیطرف
برابر توجہ کرے اور ایک سے کان میں بات نکرے اور نہ اشارہ سے اور نہ ان میں سے کسی سے
کچھ کہے اور نہ کسیکو ان میں سے حجت سکھاوے اور نہ کسیکی دعوت کرے اور نہ ہنسی کرے
اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھاوے **فصل** جب مدعیکا حق مدعا علیہ پر ثابت
ہوجاوے تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھ تجھپر ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر۔ اگر وہ دینے
سے انکار کرے تو اوسکو قید کرے اس حق کے بدلہ میں بشرطیکہ یہ حق کسی شی کی قیمت ہو
(جو مدعی نے بیچی تھی) یا قرض ہو یا مہر معجل ہو یا ضمانت سے کچھ مال لازم ہوا ہو۔ اسکے سوا
اور حقوں میں اگر مدعا علیہ اپنی مفلسی کا دعوی کرے تو قید نکرے پس اگر مدعی اوسکی امیری
ثابت کر دے تو قید کرے جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیوں سے پوچھے اگر اوسکا
کوئی مال ظاہر نہو تو اوسکو چھوڑ دے مگر قرضخواہونکو اوس سے مواخذہ کرنے سے مانع
نہو (یعنے قرضخواہونکو اختیار ہے کہ باوجود اوسکے پاس مال نہ نکلنے کے اُس سے مواخذہ
کریں) اگر قید سے پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوے تو اونکو قاضی نہ سنے اگر دونوں قسم
کے گواہ قائم ہوں (یعنے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لاوے اور مدعی غیر مفلسی کے) تو غیر
مفلسی کے بہتر ہونگے۔ جو تونگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعیکے حق کے دینے سے
انکار کرے اُسکو ہمیشہ قید رکھنا صحیح ہے (جبتک ادا کرے) خاوند اپنی بیبی کے نفقہ کی بابت
قید کیا جاوے نہ باپ بیٹے کے قرض کے سبب سے (مگر اُس وقت کہ باپ اُسکی روٹی کپڑے
وغیرہ دینے سے انکار کرے)

باب بیان میں قاضی کے خط لکھنے کے دوسرے قاضی (یا اور کسی کو) ایک قاضی دوسرے

قاضی کو سوای حد و قصاص کے اور حقوق کے باب مین لکہہ سکتا ہی اگر اُس قاضی کے پاس گواہون نے گواہی دی کسی حاضر شخص پر تو یہہ قاضی دوسرے کو لکہی کہ مین نے گواہون کی گواہی سے اُس پر یہہ حکم کیا ہی ایسی خط کو سجل کہتے ہین۔ اور اگر اوسکے پاس گواہی موجود شخص پر نہین بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسری قاضی کے علاقہ مین ہو تو اُسکو حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکہہ بہیجے کہ گواہ یون بیان کرتے ہین تاکہ دوسرا قاضی بموجب اوسکے حکم کری اسطرح کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین۔ مکتوب حکمی حقیقت مین گواہی کا ایک جگہہ سی دوسری جگہہ نقل کرنا ہی۔ یہہ قاضی خط کو گواہون کے روبرو پڑہے اور اوسپر اونکے سامنی مہر کرکے اونکو دیدی۔ پہر جب یہہ خط دوسرے قاضی کے پاس پونہچے تو اس مہر کو دیکہی اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہون کے اوسکو قبول نکری پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہہ خط فلان قاضی کا ہی اُسنی اپنی کچہری مین ہماری سپرد کیا ہی اور ہماری روبرو پڑہا ہی اور اوسپر مہر کی ہے تو اُسکو کہولے اور مدعا علیہ کے روبرو پڑہی اور جو خط مین ہو وہ اوسپر لازم کری۔ خط جس قاضی کا ہی اوسکے مرنے خواہ معزول ہونے سی یا جسکو لکہا ہی اُسکے مرنے سے باطل ہوجائیگا ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہہ لکہا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون مین جسکے پاس یہہ خط پونہچے وہ اوسکی تعمیل کری تو مکتوب الیہ کے مرنے سی باطل نہوگا جسکے باب مین خط لکہا گیا ہی اوسکے مرنیسے یہہ خط باطل نہوگا۔ سوای حد و قصاص کے اور حکمونکی قضا عورت کرسکتی ہی۔ قاضی اپنا نائب کسیکو نکری لیکن اگر اوسکو نائب کرنے کا اختیار دیا گیا ہو تو نائب کرسکتا ہی بخلاف اُس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہی (کہ اُسکو نائب کرنیکا اختیار ہی گو اُس سے نکہا گیا ہو) اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا

حکم آوے تو اوسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع
امت کے نہو۔ اگر جھوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کر دیا تو صحیح ہے عقدو نمین اور فسخو نمین
ظاہر مین بھی (یعنے قاضی اگر حکم کرے جھوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق وغیرہ
مین تو یہہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونو مین یعنی اوس چیز سے نفع لینا حلال ہوجاےگا
نہ املاک مرسلہ مین (یعنے ان ملکو نکے دعوے مین کہ مدعی سبب ملک کا دعوی نکرے صرف ظاہر
مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہوگا۔ مثلا زید نے دعوی کیا ایکعورت پر نکاح کا اور وہ
دوسرے کے نکاح مین ہے اور یہہ بیان نکیا کہ شوہر نے اوسکو چھوڑ دیا ہے اور قاضی نے جھوٹی
گواہی سے مدعیکو وہ عورت دلادی تو اوسکی صحبت اوسکو صحیح نہین اسلئے کہ اپنا نکاح مطلق
بیان کیا تھا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تھی بیان نہین کیا تھا اور اس مسئلہ مین امام
شافعی کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظم رح کی یہہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے
ایک شخص نے ایکعورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جھوٹے گواہ قائم کیے حضرت علی رض نے وہ
عورت اوسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المومنین میرا نکاح اس سے کر دیجیے آپ نے فرمایا
ان دونو گواہون نے نکاح کر دیا یعنی پہلا حکم جاری ہوگیا ظاہر اور باطن مین اور قاضی
کا حکم ایک نیا عقد پیدا کر دیتا ہے جس جگہہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہہ نیا عقد نہوسکتا ہو
وہان البتہ حکم قاضی سے نیا عقد نہوگا مثلا عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا عدہ کسیکی
ذی رحم محرم ہو تو قاضی کے حکم سے نکاح نہوگا واللہ اعلم) غائب پر قاضی حکم نکرے
جبتک اوسکا قائم مقام حاضر نہو جیسے وکیل یا وصی یا وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا
ہے سبب ہو اوس چیز کا جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہے مثلا دعوی کرے ایک چیز معین کا جو ایک
حاضر کے قبضہ مین ہے یون کہکر کہ یہہ مین نے فلان غائب سے خریدی ہے کیونکہ خریدنا



مذہب سے سبب ہیر دوسری کا جا نسرے پڑے تو قاضی کو اختیار ہی کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیدے اور اسکا خط لکھ لے نہ وصی اور باپ کو (یعنے وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے لڑکے کا مال قرض دینے کا اختیار نہیں ہے)

باب پنچ بدنے کے بیان میں

اگر دو شخصون نے ایک کو پنچ بدا لیکر وہ اونکا فیصلہ کر دے پس اس پنچ نے گواہون سے یا اقرار سے یا قسم سے انکار کر جانے پر سوا حد و قصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی ہے اور مقدمہ مین حکم کیا تو حکم اسکا صحیح ہے اگر وہ قاضی ہونے کے قابل ہو (یعنے قاضی کی صفتین اسمین موجود ہون) اور پنچ بدنیوالون کو پنچ کے حکم سے پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہی پس اگر پنچ حکم کر چکا تو پھر حکم لازم ہوگیا دونو پر - قاضی پنچ کے حکم کو جاری کرے اگر اوسکا حکم اوسکے مذہب کے موافق ہوا اور اگر نہو تو اسکو باطل کر دے - اگر پنچ نے اپنے ماں باپ اور زن و فرزند کے نفع کا کوئی حکم کیا تو پھر حکم باطل ہی جیسے قاضی کا حکم ان لوگوں کے نفع کا باطل ہے بخلاف اس حکم کے کہ پنچ ماں باپ یا زن و فرزند کے ضرر کا کرے وہ حکم صحیح ہوگا

متفرق مسئلے

بیچ کا رہنے والا بغیر رضامندی یا اجازت اہل کے گلی میں میخ نہ گاڑے نہ سوراخ کرے - اگر ایک لمبی گلی ہے کہ اوسمین سے دوسری گلی نکلی ہی اور پیدا ہوئی مگر راہ اوسمین نہیں ہے (یعنے غیر نافذہ ہی) تو پہلی گلی کا رہنے والا اوس گلی غیر نافذہ میں دروازہ نہیں نکال سکتا ہی بخلاف اسکے کہ دوسری گلی گول ہو (کہ اوسمین دروازہ نکال سکتا ہی صورت اسکی یہہ ہی

اگر ایسے گھر کا دعوی کیا جو دوسرے کے پاس ہی اسطرح

کہ اوسنے مجکو ایکوقت مین یہہ گہر ہبہ کردیا تہا پہر اُس سے گواہ مانگے گئی تو کہا کہ مدعا علیہ
نے گہر کے ہبہ کرنے سے انکار کیا تہا تو مین نے یہہ گہر اُس سے خرید لیا تہا اور خرید
کے گواہ لاوے تو جس وقت زید لنی کا دعوی کیا تہا اُس سے پہلے اگر خرید نیکے گواہ
ہین تو قبول نہونگے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہونگے۔ زید کے پاس ایک لونڈی ہے اُسنے
عمرو سے کہا کہ تو نے مجہہ سے یہہ لونڈی خریدی تہی اور عمرو نے خریدنے سے انکار کیا (تو
بائع یعنے زید کو اُس سے صحبت کرنی درست ہے بشرطیکہ عمرو نے جہگڑا چہوڑ دیا)۔ ایک شخص
اقرار کرے کہ مین نے فلانے سے دس روپیہ لئے تہے پہر کہے کہ کہوٹے تہے تو قسم کہانیکے
بعد اُسکا اعتبار کیا جاویگا۔ جو کہے دوسرے سے کہ مجہپر تیرے ہزار روپے آتے ہین اور
دوسرا اوسکے کہنے کو رد کرے اور پہر مان لے تو اب اقرار کرنیوالے پر کچھہ لازم نہوویگا
(کیونکہ دوسرے نے پہلی بار تو اوسکے اقرار کو نمانا تو اب ماننے سے اوسپر کچھہ ثابت نہوگا)
جو شخص دوسرے پر مال کا دعوی کرے اور مدعا علیہ کہے کہ میرے اوپر تیرا کبہی کچھہ نہین تہا اگر
مدعی گواہ لاوے ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاوے اُن ہزار کے ادا کر دینے کے یا بخشدینے
کے تو گواہ مدعا علیہ کے قبول کئے جاوینگے اور اگر مدعا علیہ یہہ بہی کہتا کہ مین تجکو پہچانتا
ہی نہین تو یہہ گواہ نہ قبول کئے جاتے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تو نے اپنی لونڈی
میرے ہاتہہ بیچی ہے اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتہہ نہین بیچی پس زید گواہ لاتیا بیچنے
خریدنے کے اور قاضی نے وہ لونڈی زید کو دلوادی اور اوسمین اوسنے کوئی عیب پایا
پس عمرو نے گواہ گذرانے کہ زید لونڈی کے ہر عیب سے مجکو بری الذمہ کر چکا تہا تو یہہ
عمرو کے گواہ مقبول نہونگے۔ جس اقرارنامہ یا وعدہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہوگا
وہ باطل ہے۔ ایک ذمی مرا اور اوسکی بیبی نے کہا کہ مین اوسکے مرنے سے پیچہے مسلمان ہوگئی

اور ان خاوند کی میراث مجکو ملنی چاہیے اور ذمی بیکے وارثون نے کہا کہ عورت ابھی
مسلمان ہوگئی تھی تو وارثون کا قول معتبر ہوگا (اور جورو تمکو میراث ملیگی) زید کے پاس
عمرو کی کچھ امانت تھی اور عمرو مرگیا زید نے خالد کو کہا کہ یہہ عمرو کا بیٹا ہی اور عمرو کا
اسکے سوا اور کوئی وارث نہیں ہے تو وہ امانت خالد کو دیدیگا اور اگر خالد کے دینے کے بعد
زید بکر کو بتاوے کہ یہہ بھی عمرو کا بیٹا ہے اور خالد کہے کہ تو جھوٹا ہے تو وہ مال امانت
(بکر کو نہیں مل سکتا) خالد ہی کو ملیگا۔ اگر کسیکی میراث اوسکے وارثون یا قرضخواہون پر
بانٹی جاوے تو اون (وارثون) سے اوسکی ضمانت نہ لیجاوے (کہ اگر کوئی اور وارث یا قرضخواہ پیدا
ہوگا تو اوسکا حصہ دینا ہوگا) زید نے ایک گھر کا اسطرح دعوی کیا کہ یہہ میرے باپ کا
تھا اور وہ مرگیا میں اور میرا بھائی جو یہان نہیں ہے اسکے وارث ہین اور اس امر کے
گواہ گذرانے تو زید کو فقط آدھا گھر ملیگا (دوسرے بھائی کا حصہ جو غائب ہے نہیں ملیگا) ایک شخص نے کہا کہ
میرا مال یا جسکا میں مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہی یہہ کہنا اوسکا اوس مالمین جاری ہوگا جسمین زکوۃ
واجب ہوتی ہو (یعنی حاجت سے زائد اور بڑھنے والی چیزون پر حکم صدقہ کا کیا جاویگا
خواہ تھوڑی ہون یا بہت اور انکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے گھوڑے اور
اسباب ضروری) ایک شخص کو کوئی وصیت کر جاوے اور وصی یہہ نہیں جانتا کہ کس بات
مین وصیت کی تھی اوسکا وصی ہونا صحیح ہی بخلاف وکیل کے (کہ اگر وکیل یہہ نہین جانتا
کہ کس چیز کا وکیل کیا تو وکالت صحیح نہیں) اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے تو اوسکو
تصرف کرنا موکل کے مال مین صحیح ہی (خبر دینے والا آزاد ہو یا غلام سچا ہو یا جھوٹا عادل
ہو یا مستور) معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینے دو مرد عادل یا ایک مرد مستور الحال کے
ثابت نہیں ہوتا جیسے مالک کو غلام کے تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر

دیتی اور کنواری لڑکی کو اوسکے نکاح کی خبر دیتی اور اوس مسلمان کو جو دار الحرب سے دار الاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دیتی (کہ ان سب مین ایکمرد عادل یا دو مستور الحال کا خبر دینا شرط ہے یعنی اگر ایکمرد اسیطرحکا خبر دیگا تو اوسکا ماننا ضرور نہوگا اگر عادل کی خبر خواہ دو مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلا مالک کو اگر عادل نے یہ کہا کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اوس قصور کا تاوان آویگا اسیطرح اور مسائل کو سمجھنا چاہئے) قاضی یا قاضی کا امین اگر کسی کے غلام کو اوسکے قرضخواہوں کے لئے بیچکر مشتری سے قیمت لیلے اور وہ قیمت تلف ہوجاوے اور غلام کسی اور کا نکلے تو قاضی یا امین قیمت کے ضامن نہین مشتری قرضخواہوں سے غلام کی قیمت لیگا جنکے واسطے بیچا تہا۔ اگر قاضی کسیکے وصی کو حکم کرے کہ اوسکے غلام کو قرضخواہوں کے لئے بیچڈال اور غلام کسی اور کا نکلا یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مرگیا اور قیمت ضائع ہوگئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور وصی قرضخواہوں سے (جنکے واسطے بیچا تھا) اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص پر مین نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا یا ہاتھ کاٹنے کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کردے تو قاضی کے حکم کی تعمیل اس شخص کو جائز ہے۔ اگر معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے جو تجھسے ہزار روپیہ لئے ہین تو فلان مقدمہ مین جو زید کے روپیہ مین نے تجھپر ثابت کئے تھے اوسکو دیدیے اور وہ کہے کہ تو نے مجھسے ہزار براہ ظلم لئے ہین تو قاضی کا قول معتبر ہوگا (اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار نہوگا) اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے حق پر تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تہا (یعنے بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ میرے ہاتھ تو نے ظلم سے کاٹے ہین تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہہ دو نو صورتین اسحال ہین (ہین کہ ہاتھ

کیا ہو شخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونے کی حالت میں
کہا اسنے یا مال لیا ہو تو نہ قبول کیجائے گی بات

کتاب الشہادۃ

اسمین گواہی کا بیان ہے گواہی کہتے ہیں کسی حال کی خبر دینے کو انکھوں سے
نہ فقط اٹکل اور گمان سے اگر مدعی کسیکو گواہی کے لیے طلب کرے تو گواہی
لازم ہے حدود کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے چوری کی گواہی میں یہ کہے
شخص نے مال لیا یوں نہ کہے کہ چرایا تاکہ مال ثابت ہو جاوے اور ہاتھ کاٹنا لازم
زنا کے ثبوت کیواسطے چار مردوں کی گواہی ضرور ہے اور باقی حدوں اور قصاص میں
دو مردوں کی کافی ہے اور گواہی ولادت اور بکارت اور عورتوں کے ان عیبوں کے
جنپر مرد مطلع نہیں ہوتے ہیں ایک عورت کی گواہی کافی ہے اسکے سوا امین دو مرد
اور دو عورتوں کی گواہی چاہیے اور سب میں گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ
کہنا شرط ہے خواہ گواہ مرد ہوں خواہ عورت اور قاضی گواہوں سے اگر شبہ ہو تو ظاہر
گواہوں کا حال جملہ حقوق کے مقدمات میں تحقیق کرے کہ گواہی اسکے قابل ہیں
(صاحبین کے نزدیک یہی) مفتی بہ ہے اگر مدعی کے گواہ کو مدعا علیہ نہ بتاوے تو اسکا امر
نہیں ہے گواہوں کی عدالت کے تحقیق کرنے کو اور قاضی اور ترجمہ کرنیکے
(یعنی دوسرے شخص کی زبان سمجھانے کے لیے) ایک شخص کافی ہے (یعنے اگر قاضی
ہی شخص سے گواہ کا حال تحقیق کرنے کو ایک آدمی کو مقرر کرے یا کسی
کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کر دے تو جائز ہے دو کی ضرورت نہیں) درست ہے
کو گواہی دینی سنی ہو یا اور دیکھی ہو کسی چیز کی جیسے بیع یا اقرار یا حاکم کا حکم

چھین لینا یا مار ڈالنا ہی گواہ بنکو کسی نے گواہ نکیا ہو مگر دوسرے کی گواہی نیچر گواہی ندے جبتک کہ اوسکو اوس گواہی پر گواہ نکیا جاوے قاضی اور گواہ اور راوی کسی نوشتہ پر عمل نکرین جبتک کہ وہ مقدمہ یاد نہو - ایسی چیز کی گواہی ندے جسکو نہ دیکھا ہو سوا ان چیزون کے نسب موت نکاح صحبت کرنا عورت سے حکومت قاضی کا اصل وقف کرنا کسی چیز کا کہ ان چیزون مین کسی معتبر سے سنکر گواہی دیسکتا ہی (مگر وقف کرنیوالے نے جو وقف مین شرطین کی ہون اونکو غیر سے سنکر گواہی نہ دینی چاہیئے) جسکے ہاتھہ مین کوئی چیز سوا غلام لونڈی کے دیکھی اوسکی گواہی دیسکتا ہی کہ یہہ اوسکی ہے - ان مسئلون مین اگر قاضی سے صاف صاف کہہ دے کہ مین سنکر گواہی دیتا ہون یا قبضہ دیکھکر تو قبول نہو گی - اگر کوئی گواہی دے کہ مین فلانے کے دفن مین یا نماز جنازہ مین حاضر تھا تو یہہ موت کے دیکھنے کی برابر ہے یہانتک کہ ایسی گواہی اگر قاضی کے سامنے بیان کرے تو قاضی اسکو قبول کرے (واللہ اعلم)

باب
ان شخصون کے بیانمین جنکی گواہی مقبول ہی اور جنکی غیر مقبول -

اندھے اور غلام اور نابالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی یا نابالغی مین گواہ ہوئے اور آزادی اور بلوغ کیوقت مین گواہی دین تو مقبول ہوگی - جسکو حد ماری گئی ہو گالی دینے پر گو اوسنے توبہ کرلی ہو اوسکی گواہی مقبول نہین لیکن اگر کفر کی حالتمین اوسپر یہہ حد لگی اور پھر وہ مسلمان ہوگیا ہو تو مقبول ہی لڑکے کو اپنے مان باپ دادی دادا نانی نانا کی گواہی درست نہین ہی اور اوسکے برعکس بھی نہین درست ہی (یعنے مان باپ وغیرہما کی گواہی بیٹے پوتے نواسے کیواسطے بھی نہین صحیح ہی) جورو خاوند ایکدوسرے کے گواہ نہین ہوسکتے مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ

نہین ہوسکتا ہی — ایک شریک دوسری شریک کا شرکت کے بابت نہین گواہ نہین ہوسکتا
مخنث اور نوحہ کرنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہین — دشمن جسکی دشمنی اگر یہ
دنیا ہی کیواسطی ہو اور دائم الخمر جو (واکیواسطی شراب نہ پیتا ہو بلکہ) کہیل کے لیے پیتا
ہو ان دونو کی گواہی نمانی جاویگی اور جانورون سی کہیلنے والے (مثلاً کبوتر باز و بلبل
وغیرہ) اور لوگونکے سنانیکو گانیوالے اور ایسی گناہ کرنیوالے جسپر حد جاری ہوتی
ہے یا ننگے حمام مین نہانے والے یا سود کہانیوالے یا جوئے اور شطرنج بدکر کہیلنیوالے
یا ان دونو کے سبب سی نماز کہو دینے والے یا آدمیونکی راہ مین پیشاب کرنیوالے یا
راہ مین کہانیوالے یا اگلے لوگونکو علانیہ برا کہنیوالے (جیسے اصحاب رسول اللہ صلعم
وغیرہم کو انمین سی کسی) کی گواہی مقبول نہین — مقبول ہوگی گواہی ایک شخص کی اپنی
بھائی یا چچا یا دودھ کی مان یا باپ کے لیے یا اپنی ساس یا بیبی کے بیٹے یا دادا یا بہن
یا باپ کی بیبی کیواسطی — صحیح ہے گواہی اہل ہوا یعنی بدمذہب کی مگر فرقہ خطابیہ کی
(کہ کٹر رافضی ہوتے ہین) جایز نہین (اسلیے کہ انکے نزدیک مدعی کی قسم کے لحاظ
سی جہوٹی گواہی درست ہی) ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی حربی پر جایز ہی مگر حربی
کی ذمی پر درست نہین صحیح ہی گواہی گناہ صغیرہ کرنیوالیکی اگر کبیرہ سی بچے اور ختنہ نکیے
ہونے کی اور ناختہ یعنی خصی اور حرامی اور خنثی کی (جسکے مرد و عورت دونو کی علامت
ہو) اور بادشاہی عاملونکی (جو ظالم نہون) اور ازاد کیے ہوئی کی گواہی ازاد کرنی
والے کیواسطے درست ہی — اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے باپنے وصی
کیا تہا اور وہ بہی اقرار کری وصی ہونیکا تو یہہ گواہی درست ہوگی (اور وہ شخص وصی
ہوگا) اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اس شخص کو

اپنا قرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کرے یا انکار کرے گواہی مقبول نہوگی۔ قاضی گواہوں پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو نہ سنے (جیسے کہیں کہ گواہ گواہی کے قابل نہیں ہیں مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا حق العباد ہو سنے) جو شخص گواہی دے اور کچہری سے جانیکے پہلے کہے کہ میں نے بعض گواہی میں وہم کیا ہے تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہو ٭

باب

دو گواہوں کی گواہی کے اختلاف کے بیان میں۔ گواہی اگر دعوے کے موافق ہو تو قبول ہوگی ورنہ نہیں۔ مدعی نے ایک گہر کا دعوے بسبب وراثت کے یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہوں نے گواہی دی کہ یہہ گہر کا مالک ہے سبب نہ بیان کیا تو یہہ گواہی بیکار ہے اور برعکس اسکے صحیح ہے (یعنے مدعی نے فقط ایک گہر کے مالک ہونیکا دعوے کیا اور گواہوں نے کہا کہ ورثہ کے سبب سے یا خرید کے سبب سے مالک ہوا ہے تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی) دونو گواہوں کا اظہار متفق چاہیئے لفظاً اور معنی میں پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو مقبول نہوگی اسیطرح تین اگر دوسرے نے ڈیڑہ ہزار کی گواہی دی اور دعوے تھا ڈیڑہ ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی۔ دونو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہہ بھی کہا کہ پانسو مدعا علیہ نے ادا کر دئیے ہیں تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی نسبت جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اوسکے ساتھہ پانسو ادا ہونے کی گواہی دے تو مانی جاویگی مگر چاہیئے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہے گواہی میں بیان نکرے جبتک کہ مدعی وصول کا اقبال نکرے۔ دو شخص گواہی دیں کہ مدعیکے ہزار قرض ہیں اور ایک ان میں سے یہہ کہے کہ وہ ادا بھی ہوگئے ہیں تو یہہ گواہی قرض دینے پر جائز ہوگی (مگر

یعنے والیکو اسسے ادا کرنا لازم نہوگا کیونکہ احتمال ادا کا ہی) اگر دو آدمی گواہی دین
کہ فلانے نے عید اضحی کے روز مکہ مین زید کو مار ڈالا اور دوسرا کہی کہ عید اضحی کے
دن مصر مین مار ڈالا تو دونو کی مقبول نہوگی - ایسی صورتمین اگر ایک گواہی پر حکم ہوگیا
ہو پہر دوسری سنی پہلے تو دوسری باطل ہے - دو شخصون نے گواہی دی ایک گائے
کی چوری پر اور گاہی کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتہہ کاٹا جاویگا بخلاف اسکی
کہ نر یا مادہ ہونے مین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو پہین لینے کے مقدمہ مین
چوری کے کہ ان دونو صورتمین گواہی مقبول نہوگی اور ہاتہہ نہ کٹیگا - ایک شخص
نے دوسرے شخص کے لئے گواہی دی کہ اسنے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہی اور
دوسرے گواہ نے کہا کہ ڈیڑہ ہزار کو خریدا ہی تو گواہی باطل ہے اسیطرح کتابت
اور خلع مین روپیہ کی تعداد کے اختلاف سے گواہی نمانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر
کے اختلاف کیصورتمین ہزار پر ثابت ہوجاویگا - جو مورث کا مال ہی اوسکے وارث کو
نہ دلایا جاویگا جبتک یہہ ثابت نہو کہ وارث کی ملک مین آگیا (یعنے اگر گواہ گواہی
دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تہا تو قاضی حکم نہ دیوی کہ اس شی کو اوسکی وارثونکو
دیدین جبتک یہہ کہین کہ مورث مرگیا اور اس چیز کو وارث کی میراث چہوڑ گیا) لیکن
اگر گواہی دین کہ میت مرنے کیوقت اسکا مالک یا متصرف تہا یا موت کیوقت لیتی
ادر نے اس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تہا (کہ یہہ بہی حقیقت مین میت کا تصرف
ہی تو مرنے کیوقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہونے سے بہی قاضی وارثونکو
دلا سکتا ہی) اگر گواہی دین کہ یہہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے یا
ایک برس سے ہی تو یہہ گواہی مقبول نہوگی (یعنے اوسکی ملک ثابت نہوگی مثلاً زید

نے عمرو کی سے زید عمرو کیا کہ میری شاہد ہو اور گواہوں نے زید کی گواہی دی کہ ہم شیٔ ایک مشینی سے شئی زید کے پاس دیکھی ہو تو اس سے وہ شئی زید کو دلائی جاویگی کیونکہ احتمال ہو کہ زید کے پاس منگنی یہ ہو اور اگر مدعا علیہ اقرار کرے کہ یہ مال مدعی کے پاس ایک مشینی سے ہو یا مدعا علیہ کے اس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی اسکو مدعی کو دلوا دیگا ۞

باب گواہی پر گواہی دینے کے بیان مین — ایسے معاملون مین جو شبہہ سے ساقط نہین ہوتے ہین (یعنے سوا حد اور قصاص کے) گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور اسمین بھی یہ شرط ہو کہ اصلی دو گواہون مین سے ہر ایک کی گواہی پر دو مرد گواہی دین اور ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد کی گواہی مقبول نہوگی۔ گواہ فرعی (یعنے گواہی پر گواہ) پکڑنیکا طریقہ یہہ ہو کہ اصل گواہ (فرعی سے یون) کہے کہ گواہ رہ میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانی نے میرے سامنے اقرار کیا ہے اور (ایسی گواہی کے ادا کا یہہ طریقہ ہو کہ) فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی دیتا ہون کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ پکڑا ہی اپنی اس گواہی کا کہ فلان شخص نے فلان امر کا اقرار اصیل کے سامنے کیا اور اصیل نے مجھ سے کہدیا ہی کہ تو میری گواہی کا گواہ رہنا فرعی گواہ کی گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ اصل نہ مری یا بیمار نہو یا سفر نکرے — اگر فرع کے گواہ اصل گواہونکا عدل ہونا بھی بیان کرین تو انکی عدالت ثابت ہو جاویگی ورنہ قاضی اورون سے انکا حال پوچھے — اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے — اگر زید اور عمرو نے گواہی دی کہ ہم سے بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کے فلان عورت پر جو فلانے کی بیٹی ہو اور فلانے

اُلٹہرانے کی ضرورت آتے ہین اور ہم یعنی بکر اور خالد اوسکو پہچانتے ہین تو اِس صورت مین اگر مدعی ایک عورت کو لاوے اور زید و عمرو کہین کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ہین کہ یہہ وہی مدعا علیہا ہے یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاویگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہہ عورت وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہے اِسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کیطرف جاوے اگر خط لیجانیوالے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا قاضی مدعی سے کہیگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہی میرا مدعا علیہ ہے) اگر ان صورتون مین گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم سے ہے (یعنی اوپر کا قبیلہ بتلاوین) تو کافی نہوگا جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلہ کو ذکر نکرین (اسلیے کہ اوپر کی قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان نہوگی جبتک کہ اُسکے باپ دادے کا خاص لقب جو چند پشت سے ہو جایا کرتا ہے بیان نکیا جاوے) اگر ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مین نے جھوٹی گواہی دی تھی تو اوسکو شہر و بازار مین تشہیر کیا جاوے پھر تعزیر نکیا جاوے*

باب گواہی سے پھر جانیکے بیانمین - گواہ کو گواہی سے پھرنا درست نہین مگر قاضی کے روبرو - اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونو گواہ پھر گئے تو قاضی اُنکی گواہی کے بموجب حکم ندے حکم کے بعد پھر جانے سے حکم نہ ٹوٹیگا - اِس صورتمین اگر مدعی نے مدعا علیہ سے کچھہ لیلیا ہے دَین ہو یا عَین تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا ہو وہ دونو گواہ سے پھر لے (یعنے قاضی اُن سے دلادے) اگر ایک پھر گیا تو مدعا علیہ کے آدہے مال کا ضامن ہوگا جتنے گواہ گواہی سے نہ پھرین شمار اُنکی معتبر ہے پھرنیوالونکی گنتی معتبر نہین مثلاً اگر تین گواہ ہون اُنمین سے ایک پھر گیا تو اُسکو کچھہ دینا نا آویگا (اسلیے کہ دو گواہ

[illegible]

نہین پہیرے مال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے بھی ثابت ہی) اور اگر دوسرا
اور پھر جاوے تو اِن دونو پہرنے والونکو آدہا مال دینا پڑیگا (کیونکہ جو نہین پھرا ہی
وہ ایک ہی اُس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف اِن دونوسے لیا جاویگا) اگر دو
عورتون اور ایکمرد نے گواہی دی اور ایکعورت پہر گئی تو یہہ چہارم مال کی ضامن
ہوگی اور دونو پہر گئین تو آدہے مال کی دونو ضامن ہونگے - اگر ایکمرد اور دش
عورتین گواہ ہین اور آٹھ پہر گئین تو اونپر کچھہ نہین ہے اور نو پہرین تو اونپر چہارم
ہے اور اگر سب عورتین مع مرد پہر گئین تو نقصان کے چھہ حصے برابر ہوکر (ایک
حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتون پر پڑینگے (کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد کے
برابر ہین تو گویا دش عورتین بجای پانچ مردون کے ہوئین اور ایکمرد گواہ تہا تو کل
گویا چھہ مرد ہوی) اگر گواہی دین دو مرد ایکمرد پر یا ایکعورت پر اِسمضمونکی کہ مہرمثل
پر نکاح کیا ہی اور پہر اس گواہی سے پہر جاوین تو کسی چیز کے ضامن نہونگے لیکن
اگر مہرمثل سے زیادہ کی گواہی دی تہی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دینگے - اور
(اگر بیع (کے باب) مین (قیمت مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پہر جانے پر)
کچھہ نہ دینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہے تو جسقدر مبیع کی قیمت سے کم ہوگی اوسقدر
بائع کے لئے ضامن ہونگے صحبت سے پہلے طلاق کے دونو گواہ اگر پہر جاوین تو نصف
مہر کے ضامن ہونگے اور اگر طلاق کے بعد صحبت کے گواہ پہر جاوینگے تو انکو کچھہ
ضمان نہ دینا ہوگا اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پہر جاوین تو اوسکی قیمت دینی
پڑیگی - اگر خون کی گواہی سے پہر جاوین تو خونبہا مقتول کا اُن سے بھر لیا جاویگا
مگر قصاص مین مارے نجاوینگے - اگر فرع کے گواہ جنہون نے اورون کے گواہ

ہونے کی گواہی دی ہو پہر جاوینگے تو وہی ضامن ہونگے بشرطیکہ اصل کے
گواہ یون کہین کہ ہمنے انکو اپنی گواہی پر گواہ نکیا تہا یا یون کہین کہ ہمنے انکو گواہ
نے شک کیا تہا مگر ہمسے غلطی ہوتی تھی - اگر اصل و فرع دونو کے گواہ پہر جاوین
تو ضامن فقط فرع کے گواہ ہونگے اور اونکے اس کہنے پر التفات نکیا جاویگا کہ
ہم سے اصل کے گواہون نے جہوٹ کہا تہا یا غلطی کی تہی جس شخص نے گواہون
کی عدالت کی تحقیقات کی پہر اوس سے پہر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا - ایسی
قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہوا اور زنا کے گواہ ضامن ہونگے لیکن زانی کے
محصن ہونیکے گواہ اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچہہ تاوان ندینگے (یعنے اگر چار
گواہون نے کسیکے زنا کی گواہی دی اور دو دیگر دو گواہون نے اوسکے محصن ہونیکی
گواہی دی جس سے سنگساری لازم ہوئی اور پہر یہہ سب گواہی سے پہر گئے تو سنگسار
کئی ہوئی شخص کا خونبہا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا نہ محصن ہونیکی دو گواہون
پر اور شرط کے واقع ہونے کی صورت یہہ ہی کہ دو گواہون نے کہا کہ زید نے اپنے
غلام سے کہا تہا کہ اگر تو گہر مین جائے تو آزاد ہے اور دو گواہون نے گواہی دی
کہ وہ غلام گہر مین گیا پہر چارون گواہ پہر گئے تو پہلے دو گواہ غلام کی قیمت
کے ضامن ہونگے نہ دوسرے)

کتاب الوکالۃ

اسمین وکیل کرنیکا بیان ہی - وکیل کرنا صحیح ہی اور معنی اوسکے یہہ ہین کہ دوسرے
کو اپنی ذات کے قائم مقام کردینا ایسی تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار
ہو خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکے لئی مالک کا حکم نہین بشرطیکہ

وکیل معاملات کی حقیقت سمجھتا ہو۔ جو معاملات موکل خود کرسکتا ہی اونمین وکیل
کو اپنی قائم مقام کرسکتا ہی اور (وکیل کرنا اپنے) جواب و سوال کیواسطی حقوق مین
طرفثانی کی رضامندی سی (درست ہی) لیکن اگر موکل بیمار ہو یا غائب ہو تین منزل
کے عرصہ سی یا اُسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو تو (ان صور تونمین
طرفثانی کی) رضامندی ضرور نہین اور (اسیطرح صحیح ہی وکیل کرنا) کوئی حق دینی یا لینی
کیواسطی سوا حد اور قصاص کے اگر موکل غائب ہو (اور اگر اس مجلس مین حاضر ہو تو
وکیل کرنا حد اور قصاص لینی کیواسطی بھی صحیح ہی کیونکہ موکل کے ہوتے ہوئی وکیل کا
کچھہ اعتبار نہین تو گویا یہہ امور موکل ہی نے کئی) جس عقد کو وکیل اپنی طرف نسبت
کرے مثلا بیچنا یا ٹھیکہ دینا یا اقرار سی صلح کرنا تو اس عقد کے حقوق وکیل سی متعلق
ہو جائینگے اگر وکیل وہ غلام نہو جسکو معاملہ کرنیکے لئی مالک کا حکم نہین۔ اور
حقوق یہہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اوسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بائع
سے قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا (یہہ سب معاملات وکیل سی متعلق
ہوتے ہین) اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہی معاملہ کے شروع ہی سی یہانتک کہ
اگر وکیل اپنی رشتہ دار کو خریدی تو وہ آزاد نہوگا اور جن معاملونکو وکیل موکل
کیطرف نسبت کری جیسی نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خون سی یا انکار سی صلح کرنا تو انکی
حقوق متعلق موکل ہی ہونگے (نہ وکیل سے) تو اب وکیل شوہر سی نکاح مین مہر کا
مواخذہ نہین ہوسکتا اور عورت کے وکیل سے عورت کے حوالہ کرنیکا مواخذہ
نہین کیا جاویگا۔ خریدنیوالے کو اختیار ہی کہ موکل کو قیمت نہ دی (وکیل ہی کو دے
کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہی) اور اگر موکل کو دیدی تو بھی صحیح ہی پھر وکیل اُس

مواخذہ نکری (کیونکہ حق حقدار کو پہنچگیا)

باب خرید و فروخت کیواسطی وکیل کرنیکے بیان مین - اگر وکیل سے کہی کہ مثلاً لونڈی
کی سوسی یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہے خواہ قیمت مقرر کری یا نکری - اگر یون کہی کہ
غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بتا دیگا تو درست ہی ورنہ جائز نہوگا - اگر کپڑا خریدنے
کو بغیر قید لونڈی وغیرہ کے کہی یا کہی کہ چارپایہ خرید گھوڑی خچر وغیرہ کا نام نلے
تو صحیح نہین ہے گو قیمت بتا دی - اگر مطلق طعام خریدنے کو کہی تو گیہون یا آٹا مراد
ہوگا - وکیل کو مبیع کا پہیر دینا بسبب عیب کے صحیح ہی جب مبیع اوسکے پاس ہو اور
جب موکل کو دیدی تو بے حکم اوسکی پہیر نہین سکتا - اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنے
پاس سے دیدی ہو تو مبیع کو روک سکتا ہی جبتک موکل قیمت اوسکی نہ دی - اگر مبیع وکیل
کے پاس جاتی رہی تو اگر روکنے سے پہلے گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ سے اوسکی
دام ساقط نہونگے اور اگر بعد روکنے کے گئی تو اوسکا حکم (اوس) مبیع کا سا ہی (جو
بائع کے پاس مشتری کے دینے سے پہلے ہلاک ہو یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل نہ دیگا)
- بیع صرف اور سلم جنمین عاقدین کی جدائی سے پیشتر قبضہ ضرور ہی اوسمین وکیل کی
جدائی کا اعتبار ہی نہ موکل کی (یعنے وکیل کو سمجہنا چاہیئے کہ بیع صرف اور سلم مین بدون
قبضہ بدل کے علحدہ ہو اور موکل علحدہ ہو تو مضائقہ نہین) ایک شخص کو وکیل کیا
روپیہ کا آٹھہ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھہ سیر بکتا ہی روپیہ
کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھہ آنے کا آٹھہ سیر خرید کرلینا ضرور ہی - اگر کسی خاص
چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنے واسطے اوس چیز کو نہین لے سکتا - اگر ایسی
چیز کو وکیل (روپیہ پیسہ یعنی) نقد کے عوض نہ لے یا جو موکل نے اوسکی قیمت بتا دی

تھی اوسکے خلاف ہے تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی - اگر وکیل کری کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا تو وہ خرید بھی وکیل کی ہے لیکن وکیل نے اگر نیت کرلی کہ موکل کیواسطے خریدتا ہون یا موکل کے مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی اگر وکیل کہے کہ اس چیز کو مین نے موکل کیواسطے خریدا ہے اور موکل کہے کہ تونے اپنے واسطے خریدا ہے تو موکل کا قول معتبر ہے اگر اسی صورت مین موکل نے پہلے سے قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمر سے کہا کہ خالد کیواسطے یہہ چیز میرے ہاتھ بیچ ڈالو اور عمر و نے بیچ ڈالی اور پہر زید وکالت سے انکار کرے کہ مین نے خالد کیواسطے نہین خریدی ہے تو خالد اوس شے کو لے سکتا ہے لیکن اگر خالد کہے کہ مین نے زید کو وکیل نہین کیا تھا (کہ میرے واسطے خرید) تو خالد اوسکو نہین لے سکتا ہان اگر زید اوسکو وہ چیز دیچکا ہو (تو البتہ خالد لے سکتا ہے پہر زید کو نملیگی) - اگر وکیل سے کہے کہ فلانے دو غلام میرے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کریں پس وکیل ایک غلام اوسکے واسطے خریدے تو صحیح ہے - اگر اُن دونوکو ہزار روپیہ مین خریدنے کو کہا اور دونون کی قیمت برابر ہو پہر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدے تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے زیادہ کو خریدے تو نہین صحیح ہے ہان اگر موکل کے جھگڑنے سے پیشتر دوسرے غلام کو پانسو سے اوتنے کم کو خریدے جتنا پہلے مین زیادہ دیا ہے تو صحیح ہے (کہ دونو ہزار مین ہوگئے) اگر کوئی اپنے قرضدار کو وکیل کرے کہ فلان چیز میرے قرض کے بدلہ مین جو تجھپر آتا ہے خرید دے اور وہ خرید دے تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شے کو اسطرح کہے تو وہ خرید وکیل کی ہوگی - اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہے کہ اتنے کو میرے واسطے لونڈی خرید اور اوسنے خریدی پہر موکل نے کہا کہ یہہ تو پانسو کی ہے اس صورت مین خریدنیوالے (یعنے وکیل کا) قول معتبر ہوگا (کیونکہ موکل اُس سے لینا چاہتا ہے اور وہ انکار کرتا ہے

اور منکر کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوتا ہی) اور اگر پہلے سے ہزار نہین دئے ہین تو
اِسصورتمین موکل کا قول معتبر ہوگا (کیونکہ وکیل اُس سے پانسو زیادہ لیا چاہتا ہی
اور وہ منکر ہو) اگر ایک معین شی کے خریدنے کو وکیل کیا اور پھر اختلاف ہوا وکیل
کہتا ہی کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہے کہ پانسو کو اور اس شی کا بائع وکیل
کیطرف ہی کہتا ہے تو وکیل موکل آپسمین قسم کہائین اگر دونو نے قسم کہائی تو وہ شی
وکیل کی ٹھہریگی نہ موکل کی) ایک غلام زید سے کہی کہ تو مجھکو میرے مالک سے میرے لئے
ہزار روپیہ کو خرید دی اور غلام نے ہزار روپیہ دئے اور زید نے مالک سے کہا کہ مین تیرے
فلانے غلام کو خاص اوسکی لئے خریدتا ہون اور مالک اسی شرط پر بیچڈالے تو غلام
آزاد ہو جاویگا اور ولاء اوسکی مالک کو ملیگی اور اگر زید کہے کہ اِس غلام کو مین اپنے واسطے
خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اوسکے ذمہ ہزار روپیہ اور لازم ہونگے
(اسلئے کہ غلام والے ہزار روپیہ تو مالک ہی کے ہین کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ
مالک کا ہے اب زید ہزار اور قیمت کے دے) اگر کہے کوئی غلام کسی سے کہ تو میرے
واسطے اپنے آپکو اپنے مالک سے خرید لے اور غلام مالک سے کہے کہ مجھکو فلان شخص کے
واسطے بیچ اور وہ بیچڈالے تو حکم کرنیوالیکا غلام ٹھہریگا اور اگر یون نکہے کہ فلانے کیواسطے
بیچ تو آزاد ہو جائیگا فصل وکیل خرید و فروخت کا ایسے شخص سے معاملہ نکرے کہ
جسکے واسطے گواہی نہ دیسکے (مثلاً اپنے مان باپ لڑکا لڑکی بیبی خاوند شریک وغیرہ
سے معاملے خرید و فروخت کے نکرے کہ خوف ہی تہمت کا) اور صحیح ہے کہ
وکیل بیع کا کم زیادہ قیمت کے عوض مین خواہ اسباب کے بدلے مین خواہ
کسیوقت تک قرض پر چیز کو بیچدے اور (اگر خریدنے کے لئے وکیل ہو تو) اُسکی

فصل

خرید مین یہہ شرط ہے کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑہا دے کہ ویسا نقصان رائج ہو یعنی قیمت لگانیوالے بڑے سے بڑہکر اتنا دام لگائین (ایسا نہو کہ کوئی اوسکی قیمت اتنی نہ لگائے) اگر غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور اوسنے آدہا غلام بیچا تو صحیح ہے اور اگر غلام خریدنے کا وکیل کیا اور آدہا خریدا تو یہہ خرید موقوف ہوگی باقی آدہے کے خریدنے پر (اگر وہ بھی خرید لیا تو موکل کو لینا پڑیگا) اگر مشتری عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے ثابت ہو یا وکیل کے قسم کہانے سے ثابت ہو مبیع وکیل کو پہیر دے تو وہ موکل کو پہیر دے اسیطرح اگر وکیل نے مبیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو (جیسے ایک زائد انگلی یا دانت زائد کا مثلا) اور اس عیب سے وہ چیز وکیل کے پاس پہر آوے تب بھی موکل کو پہیرے (اور اگر ایسے عیب کا اقرار نہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ موکل کو نہ پہیریگا) اور اگر وکیل کچہہ ادہار پر بیچڈالے اور موکل کہے کہ مین نے نقد بیچنے کو کہا تہا اور وکیل کہے کہ مطلق بیچنے کو کہا تھا (نقد اور ادہار کی قید نہین لگائی تھی) تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت مین یہہ صورت واقع ہو تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ بیع کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کرے اور وہ وکیل کے پاس ضائع ہوجاے یا مشتری سے کوئی ضامن لیلے (اور ضامن مثلا مفلس ہوکر مرجاوے) اور قیمت ہاتھہ نہ لگے تو وکیل ضامن نہوگا (قیمت کا)۔ اگر کسیکے دو وکیل ہون تو انمین سے فقط ایک کسی معاملہ مین تصرف نکرے مگر جہگڑا کرنے مین کسی سے اور طلاق دینے مین بغیر بدل کے اور آزاد کرنے مین بغیر عوض کے اور سونپی ہوئی امانت کو پہیر دینے مین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین (کہ اگر

(اِن امور مین دو وکیل ہون تو ہر ایک اُنمین سے بغیر دوسرے کے اِن معاملات کو کرسکتا ہی اور معاملو نمین دونو اتفاق سے کام کرین) وکیل اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل نکرے مگر موکل کے کہنے سے یا اُن صورتون مین کہ موکل نے اُس سے کہہ رکہا ہو کہ جیسا تیری عقل مین آوے ویسا کر (اِن دونو صورتو نمین وکیل اپنی طرف سے وکیل کرسکتا ہے) اگر وکیل نے بے حکم موکل کے کسیکو وکیل کرلیا پس اِس وکیل کے وکیل نے اصل وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کیطرف سے کیا اور اِس عقد کو اصل وکیل نے جائز رکہا تو صحیح ہی (یعنے اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے خواہ پیچھے عقد کرے اور وکیل اُسکو جائز رکہے تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی کسیکا وکیل نہو) اگر نکاح کردے غلام یا مکاتب یا کافر اپنی چہوٹی لڑکی کا جو آزاد اور مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھہ اوسکے لئے خریدے یا بیع کرے تو یہ صورتین صحیح نہونگی (کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہین ہوسکتا)*

باب جہگڑا کرنے یا مال لینے کے لئے وکیل کرنیکے بیان مین — جو شخص جہگڑنے یا تقاضا کرنے کا وکیل ہی وہ قرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار نہین رکہتا ہی اور جو قرض کے وصول کرنیکا وکیل ہی وہ جہگڑنے کا مختار ہی اور جو کسی خاص چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہی وہ جہگڑنے کا مختار نہین ہی اگر اِس صورت مین چیز مذکور کے قابض نے وکیل کے روبرو گواہ قائم کئے کہ اِس چیز کو تیرے موکل زید نے میرے ہاتہہ بیچڈالا ہے تو حکم موقوف رہیگا جبتک کہ زید غائب حاضر نہو (جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جاویگا زید کے سامنے گواہ قائم کرنیکا) اِسیطرح طلاق اور آزادی کا حال ہی (یعنے ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بیبی یا

سے کہ غلام کو لے آ اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ زید نے مجکو طلاق دیدی ہے یا غلام نے گواہ قائم کیے کہ زید نے مجھکو آزاد کر دیا ہی تو بغیر زید کے حاضر ہونیکے حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اوسکے سامنے سُنے جاوینگے) جو شخص جھگڑا کرنیکا وکیل ہے وہ اپنے موکل کے ذمہ پر علاوہ حدود قصاص کے کسی حق کا اقرار اگر قاضی کے سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا اور اگر قاضی کے سامنے نہین کیا تو معتبر نہین ہے الضامن کو اوسی مال کے وصول کرنیکا وکیل کرنا صحیح نہین (کیونکہ جس مال کا وہ کفیل ہے اوسکے وصول کرنیکا وکیل نہین ہوسکتا) اگر زید دعوی کرے کہ مین فلان غائب کا وکیل ہون اوسکے قرض وصول کرنے کا اور قرضدار اوسکے کہنے کو درست بتاوے تو اوسکو حکم کیا جاویگا کہ اس وکیل کو قرض ادا کردے پس اگر وہ غائب آیا اور اوسنے وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ قرض ادا کرنا پڑیگا اور اگر وکیل کے پاس اُسکا مال موجود ہی تو پھیر لے اور اگر جاتا رہا ہو تو کچھ نپاویگا البتہ اگر وکیل قرض وصول کرتے وقت ضامن ہوگیا تھا (کہ اگر موکل کو یہ مال نہ پہنچے تو مین ذمہ دار ہون) یا قرضدار نے اُسکی وکالت کو درست نکہا ہو فقط دعوی وکالت پر اوسکو وہ مال دیا ہو (ان دونو صورتون مین اگر وکیل کے پاس مال تلف بھی ہوگیا ہو تو وصول کرلے) اور اگر ایک شخص کہے کہ مین امانت لینے کیواسطے وکیل ہون اور جسکے پاس امانت سپرد ہی وہ اُسکو سچا بتاوے تو بھی اوس سے وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی اسیطرح اگر کوئی یون کہے کہ جسکی یہ امانت ہی اُس سے مین نے مول لیلی ہی اور امانتدار اسبات کو سچا کہے (تو بھی امانتدار سے وہ امانت نہ دلائی جائیگی) اور اگر کوئی یون کہے کہ مالک اس امانت کا مر گیا اور

یہہ امانت میرے لئے میراث چھوڑ مرا ہے اور جسکے پاس امانت ہے وہ اس شخص کو سچا
کہے تو وہ امانت اس وارث کو دلائی جائیگی - اگر قرضخواہ کسیکو وکیل کرے اپنے مال
لینے کیواسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا (تو اس کہنے سے
مالک کا لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہے) تو وکیل کو وہ مال
حوالہ کرے اور (اسکو حکم ہوگا کہ اگر مالک (کو) مال (ادا کر دیا ہے تو) اس سے مواخذہ کرے
اور (اگر مالک مال لینے سے انکار کریگا تو قرضدار) اوسکو قسم دلائے اگر ایک شخص کو وکیل
کیا (کہ) بائع سے اوس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی میں نکلا ہے (جواب سوال
کرا اور اوسنے بائع سے حجت کی) اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہوگیا تھا تو وکیل
لونڈی کو نہیں پھیر سکتا جبتک مشتری قسم نکھائے (کہ میں راضی نہوا تھا اگر قسم کھالے
تو پھیر دینے کا حکم ہوگا) زید نے عمرو کو دس روپیہ دئے کہ انکو میرے گھر والوں پر
خرچ کر دے اور عمرو نے اپنے پاس سے دس اونپر خرچ کر دئے تو یہہ دس مقابل ہوگئے
زید والے دس کے (یعنے زید عمرو سے اپنے روپے نہیں لے سکتا یوں کہکر کہ تو نے
تو اپنے پاس سے خرچ کئے)

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیان میں - اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا
اور وکیل کو اسکی خبر بھی ہو گئی تو وکالت باطل ہوگئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مرگیا
یا مجنون ہوگیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہو کر دار الحرب کو چلا گیا یا جن دو شریکوں نے
شرکت میں وکیل کیا تھا وہ شریک آپس میں نرہے یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اسکو
لازم تھی جیسے مفاوضہ یا موکل مکاتب تھا اور وہ ادای زر کتابت سے عاجز ہوگیا یا
موکل غلام ماذون تھا پھر اوسکو تصرف سے مالک نے منع کر دیا (ان سب صورتوں

مین وکالت باطل ہوجائیگی) جس کام کے لئے وکیل کیا ہی اگر موکل اُسکو بذات خود کرنے لگے تو وکالت جاتی رہتی ہے ✦

کتاب الدعوے

اِسمین دعوی کابیان ہے - دعوی کہتے ہین جھگڑے مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنے کو (یعنے یون کہنے کو کہ یہہ میری چیز ہے) مدعی اوسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے اور جو جھگڑا چھوڑ بیٹھے تو اُس سے موٗاخذہ نہو - مدعا علیہ مدعی کے خلاف ہی (یعنے جسپر دعوے کیا جاوے اور وہ اگر جوابدہی سے چپ ہورہے تو زبردستی اُس سی جواب طلب ہو) دعوی صحیح نہین جبتک وہ شی جسپر دعوی ہی بیان نکردیجاوے اور اُسکا اندازہ اور جنس بیان ہو پس اگر وہ شی معین مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو اوسکے حاضر کرنیکی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوے مین اوسکی طرف اشارہ کرے - یہی حال ہے گواہون کی گواہی دینے اور مدعا علیہ کی قسم دلانے مین (یعنے چیز کا حاضر کرنا چاہیئے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اُسکی طرف اشارہ کرین) اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کردے - اگر دعوی غیر منقول شی کا ہو (مثل زمین یا گھر کے) تو اوسکی حدین بیان کردے - تین حدون کا بیان کردینا کافی ہے (کیونکہ چوتھی حد اِسی سے معلوم ہوسکتی ہی) ان حدون کے مالکون کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہو اوسکی دادا تک کا نام بتانا ضرور ہے - یہہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی ہے وہ بعینہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے - غیر منقول شے مین قبض و تصرف فقط مدعی عا علیہ کے ایکدوسرے کو سچا کہنے سے ثابت نہوگا جبتک گواہون سے یا قاضی کے جاننے سے ثابت نہو بخلاف

منقول کے (کہ اسمین قبض ولقبض طرفین کے اقرار سی بھی ثابت ہوجائیگا) معین چیز کے دعوی مین ضرور ہے کہ مدعی ذکر کرد ہو کہ عین شئے مدعابھا کو مدعا علیہ سی طلب کرتا ہون اگر وہ شئے دین ہو تو اوسکا وصف بیان کرے اور یہہ کہ اوسکو مدعا علیہ سے چاہتا ہون جب دعوی صحیح ہوجاوی تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے پس اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعوی کا تو اوسکے دلانیکا حکم کردے اور انکار کری تو مدعی اپنے گواہ لاوے اور گواہونکے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے (یعنے شئے مدعابھا مدعی کو دلادے) اور اگر گواہ مدعیکے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے (کیونکہ قسم خاص ہے واسطے مدعا علیہ کے) ملک کے دعوی مین شخص متصرف کے گواہ مقبول نہوینگے اگر مطلق ملک بیان کرین (اور سبب ملک کا ذکر نکرین جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہے۔ اگر دو شخص قابض اور بیشدخل گواہ گذارین تو جو شخص متصرف نہین ہے اوسکے گواہونکی سماعت (نسبت گواہون متصرف کے) بہتر ہے۔ اگر (مدعا علیہ سی قسم کہانے کو) ایکبار (کہا گیا اور اوسنے) انکار کیا یا چپ ہورہا تو بدون قسم دلانیکے اوسپر حکم ہوجائیگا (کہ مدعیکا مدعا حوالہ کر) مستحب ہی مدعا علیہ سی تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر سی قاضی ان چیز ونمین قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت ایلاء کے بعد چہارم لونڈی کو ام ولد کرنے مین پنجم غلام ہونے مین ششم ثبوت نسب مین ہفتم حق دِلا مین اور حدود اور لعان مین بہی قسم نہ دلائی جاوے اور قاضی امام فخرالدین نے فرمایا ہی کہ فتوی اسپر ہی کہ مدعا علیہ منکر سی قسم لیجاوے چہون اشیاء مذکورہ مین (یعنے نکاح سی ولاتک۔ فائدہ جاننا چاہیئے کہ نکاح

سو ولاتک ساقط نہی ہین اونکو جیسے اسواسطی قرار دیا کہ اُمّ ولد بنانا اور اثبات نسب لازم
اور ملزوم ہین گویا وہ دونوا ایک قسم ہین) چور کو قسم دلائی جاوی پس اگر انکار کرے
قسم سی تو چوری کے مال کا ضامن ہو جائیگا مگر ہاتھہ نہین کٹیگا اگر بیبی خاوند پر دعوی
کری کہ مجکو صحبت سی پہلے طلاق دی ہی تو خاوند کو قسم دلائی جاویگی اگر انکار کیا قسم کو
تو آدہی مہر کا ذمہ دار ہو گیا - جو شخص انکار کری قصاص کے مقدمہ مین تو اوسکو بھی قسم
دلائی جاوی پس اگر جان کی قصاص مین قسم سی انکار کری تو قید کیا جاوی یہانتک کہ اقرار
خون کا کری یا قسم کہاوی اور جان کے سوا اور چیزون کے قصاص مین مثل رجم وغیرہ
کے بمجرد انکار کے قصاص لیا جاوی - اگر مدعی کہی کہ میرے گواہ حاضر ہین اور میرے
مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کری تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعا علیہ سی کہا جاویگا
کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینی سی انکار
کری تو مدعی اوسکے ہمراہ رہی جہان جاوی لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اوسکی کچہری
ضرورت قاضی کے محکمہ مین کری (اسلئے کہ اس سی زیادہ مسافر کے ساتھہ رہنی یا اوس
سی ضامن لینی مین مسافر کا کمال نقصان ہی) اور قسم جو مدعا علیہ کہاوی تو معتبر خدا کی
قسم ہے (یعنی یون کہنا کہ خدا کی قسم مدعی کا حق مجہپر نہین) طلاق اور آزادی کی قسم
نکہاوی (یعنے یہہ نہ کہی کہ اگر مدعی کا حق مجہپر ہو تو میری بیبی کو طلاق یا غلام آزاد ہو) البتہ
اگر مدعی اصرار کری (کہ اسکو طلاق یا عتاق آزادی کے ساتھہ قسم دلائی جاوی تو ایسی قسم کا
بھی اعتبار ہی) قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سے کرنا چاہیئے (کہ عالم الغیب
ہی اور گناہگارونکو عذاب دینی والا ہی اور جہوٹہہ پر سزا دینی والا ہی) وقت اور جگہہ
سی تاکید قسم ضرور نہین (یعنے مدعی یہہ درخواست نکری کہ مثلاً مدعا علیہ عصر کیوقت

یا جمعہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کہا دے۔ یہودی کو قسم یون دلائی جاویگی
کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اُتاری اور نصرانی کو اسطرح
کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور مجوسی آتش پرست
کو اسطرح کہ قسم اُس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیجاوے
(بغیر ملانے کسی اور لفظ کے) ان سبکو اونکے عبادت خانون مین قسم نہ دلائی جاوے
قسم دلائی جاوے حاصل دعوے پر مثلا بیع کے دعوے مین یون کہا جاوے کہ خدا کی
قسم ہم دونو مین اسوقت بیع قائم نہین ہے اور نکاح کے دعوے مین یون کہ قسم خدا
کی ہم دونو مین نکاح اسوقت مین قائم نہین اور غصب کے دعوے مین یون کہ باللہ اسوقت
مجکو ایسی چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق کے دعوے مین یون کہ اللہ کی قسم یہ
عورت اسوقت مجہسے بائن نہین ہے۔ اگر مدعی پڑوس کے سبب حق شفعہ کا دعوے کرے
یا بائن طلاق دی ہوئی عورت کے نفقہ کا دعوے کرے اور (مدعا علیہ یعنی) مشتری یا
خاوند معتقد انکا نہو (مثلا شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعی کے یہان حق شفعہ اور
نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین ہے) تو (ایسی صورتین) قسم دلائی جاویگی سبب دعوے پر
(مثلا مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نے مدعی کے پڑوس کا گھر نہین خریدا ہے یا اس
عورت کو طلاق بائن نہین دی ہے) اور غلام کے وارث ہونے مین قسم جاننے پر دیجاویگی
(مثلا زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمرو نے دعوے کیا کہ یہہ غلام میرا ہے تو زید سے
یون قسم لیجاویگی کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون کہ یہہ غلام عمرو کا ہے) اور اگر زید اس
غلام کا ہبہ سے یا خریدنے سے مالک ہوا ہے تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی یعنی (ایسے
زید کو یون کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہہ غلام عمرو کا نہین ہے) منکر قسم اگر عوض دیدے

قسم کا یا مدعی سے صلح کر لے قسم سے تو یہ صحیح ہے عوض یا صلح کے بعد پھر اوسکو
قسم نہ دلائی جاویگی (عوض دینا یا صلح کرنی یون ہو کہ منکر کہے کہ مجھپر قسم لازم ہی اوسکے
بدلے مین تجھکو یہ چیز دیتا ہون یا اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون یہ
دونو صحیح ہین)

باب آپسمین قسم کہانیکے بیان مین - اگر بائع اور مشتری اختلاف کرین
مقدار مبیع یا مقدار قیمت مین (مثلا بائع ثمن دوسو بتاوے اور مشتری پونے دوسو یا
بائع مبیع بیس من غلہ بتاوے اور مشتری پچیس من) تو جو گواہ لاوے اوسکی خاطر خواہ حکم
ہوگا اور اگر دونو گواہ لاوین تو جسکے گواہون سے زیادہ ثابت ہو اوسکے موافق حکم
ہوگا اگر دونو گواہ نہ لاسکین اور آپسمین راضی بھی نہون تو دونو قسم کہاوین اور پہلے
مشتری کو قسم دلائی جاویگی اور اگر دونو مین ایک بھی فسخ بیع چاہے تو قاضی بیع کو
فسخ کر دے اور جو قسم سے انکار کریگا دوسرے کا دعوی اوسپر ثابت ہو جاویگا - اگر
دونو مین اختلاف ہو وقت ادا ثمن مین (کہ بائع کہے کہ مین نے نقد بیچا ہے
اور مشتری کہے کہ ادہار) یا شرط خیار مین اختلاف کرین (ایک کہے کہ بیع مین خیار
تھا دوسرا کہے کہ نہ تھا) یا کسیقدر قیمت کے لینے مین (اختلاف ہو) یا مبیع کے
سب یا تھوڑے جاتے رہنے کے بعد (مقدار قیمت مین اختلاف ہو) یا (مکاتب اور
مالک) زر کتابت کی مقدار مختلف بتاوین (مالک زیادہ کہے اور مکاتب کم) یا بیع
سلم کے فسخ کے بعد (سلم کرنیوالا اور جس سے سلم کی ہے وہ شخص) راس المال کی
مقدار مین (اختلاف کرین) تو (ان سب صورتون مین) دونو کو قسم نہ دلائی جاویگی بلکہ منکر
کا قول اوسکی قسم کیساتھ معتبر ہوگا اگر بیع کے اقالہ کے بعد بائع و مشتری مقدار مین اختلاف کرین تو دونو پر

قسم آویگی اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین تو جو گواہ لایگا وہی جیتیگا اگر دونو گواہ لاوین تو
عورت جیتیگی اگر دونو گواہ نہ لاسکین تو دونو قسم کہائین اور نکاح فسخ کیا جاوے
بلکہ دونو کی قسم کہانے کے بعد مہر مثل کو دیکہا جاویگا اگر مہر مثل خاوند کے قول کے مطابق
یا اُس سے کم ہے تو اوسکے قول کے موافق حکم ہوگا اور اگر عورت کے قول کے مطابق
یا اُس سے زیادہ ہوگا تو حکم اوسکے قول کے بموجب ہوگا اور جو دونو کے قول کے
درمیان ہوگا تو مہر مثل ہی دیا جاویگا۔ اگر (ٹہیکہ دینے والا اور مستاجر یعنی ٹہیکہ
لینے والا) اختلاف کرین ٹہیکہ مین (یعنے اسکی اُجرت خواہ منافع مین نفع لینے سے پہلے
تو باہم قسم کہائین اور نفع لینے کے بعد دونو قسم نکہائین بلکہ (اسوقت مین) قول
مستاجر کا قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین اختلاف ہونے
کا ایک حکم ہے (یعنی تہوڑا نفع لینے کے بعد اگر اوسکی اُجرت کی مقدار مین اختلاف
کرینگے تو دونو کو قسم نہ دیجاویگی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کے
لئے اور باقی ایام کیواسطہ فسخ کر دیا جاویگا) اگر عورت اور خاوند گہر کے اسباب مین اختلاف
کرین تو اسباب جسکے لائق ہو اُسکو دلایا جاویگا اور جو دونو کے کام کا ہے وہ خاوند کو دلایا جاویگا (یعنی اگر
خاوند بیوی ہر ایک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ جو عورتونکے کار آمد ہے وہ عورت کو ملیگا
اور ہتہیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونو کے کار آمد ہوتی ہین جیسے برتن وغیرہ
تو وہ بہی خاوند کو ملین گے) پس اگر دونو مین سے ایک مر جاوے (اور اُسکا وارث اُسکی
جگہہ دعوی کرے) تو (دونو کی کار آمدنی چیز) زندہ کو ملیگی۔ اور اگر دونو مین سے
کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہنچیگا بشرطیکہ دونو زندہ ہون اور اگر ایک مرگیا
ہو تو زندہ کو ملیگا **فصل** اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ (اس چیز پر جو تو دعوی کرتا ہے

یعنی مجھکو فلانے غائب نے امانت دی ہی یا کرایہ کو دی ہی یا منگنی دی ہی یا گرو رکھی ہے میرے پاس یا مین نے اُس سے چھین لی ہی اور اس قول کے گواہ گذرانے تو مدعیکا جھگڑا اُس سے دفع کیا جاویگا (یعنے مدعیکو اوسپر دعوی نہین پونہچتا بلکہ اُسی غائب پر رجوع کرے) اور اگر مدعا علیہ کہے کہ مین نے یہہ شئے مدعابہا اُس غائب سے خرید کی ہی یا مدعی کہے کہ میرے پاس سے یہہ شے چوری گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجھکو فلان شخص نے امانت دی ہی اور امانت ہونے کو گواہون سے ثابت کردے تو مدعیکا جھگڑا اُس سے دفع نہین کیا جاویگا اور اگر مدعی کہے کہ یہہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی ہی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجکو یہہ چیز اُسی فلان شخص نے امانت دی ہی تب بھی خصومت مدعیکی مدعا علیہ سے ساقط ہوجاویگی (کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعوی نہین کرتا ہے پس مدعیکو خریدنے کا ثبوت دینا چاہیئے ۔)

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیانمین - اگر دو شخص ایک چیز کا دعوی کرین جو تیسرے کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک گواہون سے ثابت کردے (کہ یہہ چیز میری ہی) تو وہ چیز دونوکو نصفا نصف دیدیجاویگی - اگر ایک عورت پر دو شخص اپنے اپنے منکوحہ ہونیکے گواہ قائم کرین تو دونو کے گواہ نامعتبر ہونگے اور عورت اوسکو ملیگی جسکی بات کو وہ سچا کہے یا جسکے گواہ پیشتر گذر چکے ہون - اگر دونو مدعی گواہ لاوین کہ یہہ چیز کسی تیسرے سے مول لی ہی تو ہر ایک کو نصف شی مدعابہا ملیگی نصف قیمت کے عوض مین چاہی تو لیلے اور اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونومین سے ایک نے آدھے کے لینے سے انکار کیا تو دوسرے کو سب ملیگی اور اگر تاریخ خرید کی دو مدعیون نے بیان کی تو اسکو دلائی جاویگی جو پہلا خریدار ہی اور اگر تاریخ بیان نکی تو

قابض کو ملیگی - خریدنے کا دعوی اور اوسکے گواہ بنسبت ہبہ کے دعوی اور گواہون
کے زیادہ مقبول ہین (مثلاً زید نے کہا کہ یہہ چیز مین نے بکر سی مول لی ہی اور عمرو نے
دعوی کیا کہ بکر نے مجکو ہبہ کر کے قابض کرا دیا اور دونو نے اپنے دعوی پر گواہ گذرانے
تو زید کے گواہون کا قبول کرنا بہتر ہے) خریدنیکا دعوی اور مہر مین لینے کا دعوی برابر
برابر ہین - گرو رکہنی کا دعوی بنسبت ہبہ کے مقبول تر ہی - اگر دو شخص خارج یعنی غیر قابض
گواہ لائین کسی شی کی ملکیت کے مع تاریخ کے یا خریدنے کے ایک ہی شخص سی پس پہلے تاریخ
والا اُس چیز کا زیادہ مستحق ہے - اور اگر گواہ لائین دونو مدعی جدا جدا شخصون سی چیز
مذکور کے خریدنیکے اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو یہہ گواہ دونو کے آپسمین برابر ہین
خواہ تاریخ ایک ہو یا آگے پیچھے ہو (یعنے وہ چیز دونو کو نصفا نصف پہونچیگی) اگر گواہ
لاوے خارج (جو قابض نہین ہے) اپنی ملکیت کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید
کی تاریخ اس سی پہلے گواہون سی ثابت کری یا خارج اور قابض گواہ لاوین اسکے کہ یہہ
بچہ میرے جانور کا ہی اور میری ملک مین پیدا ہوا ہی یا دونو گواہ لائین ملک کے ایسے سبب
پر جو مکرر نہین ہوتا جیسی کہین کہ یہہ کپڑا مین نے بنا ہی یا پیڑ میری لگائی ہین) یا خارج
گواہ لائی مالک ہونیکے اور قابض اپنی خرید پر خارج سی گواہ پیش کرے تو ان سب صورتون
مین گواہ قابض کے معتبر ہونگے) اگر خارج شخص اور قابض دونو ایکدوسری سی [illegible] تیسرے
شخص سی خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنی دعوی پر گواہ پیش کرین اور تاریخ خریدنکا
نہو تو دونو کے گواہ ساقط ہین اور جس گہر کا دعوی ہی قابض ہی کے پاس رہیگا
- گواہونکی گنتی زیادہ ہونے سی دعوی کو ترجیح نہین ہوتی ہے (مثلاً ایک مدعی دو
گواہ اور دوسرا چار گواہ لائی تو دونو برابر ہین) ایک گہر زید کے پاس ہی اور عمرو نے

اسکے آدہے کا دعوی کیا اور خالد نے سبکا اور دونو مدعی دو گواہ لائے قابض
تو عمرو کو چوتھائی گہر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گہر انہین مدعیون
(یعنے خالد اور عمرو) کے پاس تہا تو خالد کو جو کل کا دعویدار ہی وہ سب گہر ملیگا - اگر دو
شخص گواہ لائین ایک چارپایہ کے جنے پر اپنی اپنی ملک مین اور دونو تاریخ بھی بیان
کرین تو وہ اوسکو دلایا جاویگا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہہ بات
نہ پہچانی جاوے تو دونو مدعیونکو شرکت مین دلایا جاوے - دو خارج شخصون مین سے ایک
گواہ لایا کہ بھسے قابض نے یہہ شی چہین لی ہی اور دوسرا گواہ لایا کہ مین نے قابض کو یہہ شی امانت دی
ہی تو یہہ دونو گواہ برابر ہین (یعنی کسی کو شی مدعا بہا نہ دلائی جاویگی) جو شخص سوار ہی سواری پر یا کوئی
کپڑا پہنے ہوے ہے تو وہ ملک کے ثابت ہونے مین بنسبت لگام یا آستین پکڑنیوالے کے زیادہ مستحق ہی
مثلا زید ایک گہوڑے پر سوار ہی اور عمرو اوسکی لگام پکڑے ہے اگر اوس گہوڑے کی ملکیت
مین دونو جہگڑا کرین تو زید ہی کو دلانا بہتر ہے) اگر لدے ہوئے اونٹ مین جہگڑا ہو
یا ایسی دیوار مین جسپر چہت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کے گہر سے ملی ہو
تو ملک اوسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجہہ کا یا کڑیون کا مالک ہی یا جسکے
گہر سے دیوار ملی ہوئی ہی - ایک شخص کے ہاتہہ مین کپڑا ہی اور دوسرے کے ہاتہہ مین اوسکا
کنارہ ہی اور دونو اوسکا دعوی کرتے ہین تو آدہا آدہا بانٹ دیا جاویگا - ایک شخص کے
پاس ایک لڑکا ہی جو اپنا حال کہہ سکتا ہی (یعنے عاقل ہے) اور وہ لڑکا کہے کہ مین آزاد ہون
تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا - اور اگر کہے کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا کچہہ اپنا حال ہی
بیان نکرے تو قابض ہی کا غلام ٹہریگا (بشرطیکہ وہ مدعی ہو) ایک مکان مین اگر دس کوٹہریان
ایک کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹہری دوسرے کے قبضہ مین تو صحن اوس مکان کا جہگڑے

کے وقت اُن دونوں کو آدھا آدھا ملیگا۔ زید و عمرو نے دعوی کیا ایک زمین کا اور ایک نے پہلے اُسمین اینٹین بنائین یا تعمیر یا کچھ مکان بنایا تھا یا گڑھا کھودا تھا تو وہ زمین زید کی ٹھہریگی (یعنی جیسے گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہی اسیطرح یہہ امور بھی قبض کے شاہد ہین)

باب رشتہ کے ثابت ہونے کے بیانمین ہے۔ زید نے ایک لونڈی بیچی اور مشتری کے یہان چھہ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہہ بچہ مجھسے ہی تو زید ہی کا ٹھہریگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید بیع کو فسخ کرکے مشتری کے دام پھیر دیے (کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہین) اگرچہ مشتری بھی بائع کے دعوے کے ساتھہ یا اوسکے دعوی کے پیچھے کہے کہ یہہ بچہ مجھسے ہی اسیطرح اگر زید اُس لونڈی کے مرنیکے بعد اُس بچہ کا دعوی کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے (کہ اگر اُسوقت مین دعوی کریگا تو بچہ اوسکا نہین ٹھہریگا) مشتری اگر لونڈی مذکور کو یا اوسکے بچہ کو آزاد کردے تو اُسکا آزاد ہو جانا ثبوت نسب مین مرنیکے حکم مین ہے اگر یہہ لونڈی چھہ مہینے سے زیادہ مین جنی تو زید کا دعوی رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعوی رد نہین کیا جائیگا۔ جو شخص دو لڑکون توأم مین سے ایک کا دعوی کرے کہ یہہ میرا ہے تو وہ دونو اوسیکے ٹھہرینگے پس اگر مدعی دوسرے کو بیع کردے اور مشتری اوسکو آزاد کردے تو مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا (کیونکہ ایک کے دعوے سے دوسرے کا نسب بھی مدعی سے ثابت ہو گیا پس اُسکی بیع باطل ٹھہری اسلیے آزاد کرنا باطل ہوا) زید کے پاس ایک لڑکا ہے اور زید نے کہا کہ یہہ عمرو کا لڑکا ہے اور پھر کہا کہ میرا ہے تو زید کا نہ ٹھہریگا گو کہ عمرو اوسکو اپنا لڑکا نہ بتادے۔ ایک لڑکا ایک مسلمان اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہے کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور مسلمان کہے کہ یہہ میرا غلام

ہے تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا- ایک لڑکا ہی جو رو خاوند کے پاس جو رو کہتی ہے
کہ یہہ میرا لڑکا ہے دوسری خاوند سے اور خاوند کہتا ہو کہ یہہ تیرا لڑکا ہے دوسری
بی بی سے تو دونونکا ٹھہریگا- مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور او سکے اولاد ہوئی
پھر وہ کسی اور کی نکلی (اور مالک کو دیگئی) تو مشتری لڑکے کی قیمت مالک کو دیوے
اور لڑکا آزاد ہے اگر یہہ بچہ مرجاوے تو باپ (یعنے مشتری) اوسکی قیمت کا تاوان ندے
اگرچہ وہ لڑکا کچھ مال چھوڑے (جو باپکو وارث پونہچے) اور اگر باپ اپنے آپ اوسکو مار
ڈالے تو البتہ اوسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بائع سے لیوے
مگر اُجرت صحبت کی نہ لیوے (یعنے غیر کی لونڈی سے جو صحبت کی اوسکی اجرت بھی اگر مشتری سے
مالک لیلے تب بھی مشتری بائع سے نہ لیوے)

کتاب الاقرار

اسمین اقرار کا بیان ہے- اقرار کہتے ہین اس بات کے خبر دینے کو کہ غیر کا حق میرے
اوپر ثابت ہی (جو شخص اقرار کرتا ہی اوسکو مقر کہتے ہین اور جسکا حق اپنے اوپر بتاتا ہی
اوسکو مقر لہ بولتے ہین) جبکہ اقرار کرے آزاد عاقل بالغ کسی حق کا تو یہہ اقرار صحیح ہی
گو مجہول ہو جیسے (یون کہے کہ مجھپر فلان شخص کا) کچھہ ہے یا کوئی حق ہے پھر وہ بیان حق
اُس سے بیان کرایا جاوے اور قیمت والی چیز کو بیان کرے کہ فلان چیز ہی (یعنے
مجہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بجبر اُس سے پوچھے کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ
حق اور چیز کی کچھہ قیمت ہو) اور (اسبابمین) اگر (مقر اور مقر لہ مین اختلاف ہو یعنی مقر کم
بتاوے (اور) مقر لہ زیادہ تو مقر کا قول قسم کیساتھہ معتبر ہوگا (اول) ایک شخص نے
اقرار کیا کہ فلان کا میری ذمہ مال ہی اور جب بیان کیا تو ایکدرم سے کم کہا تو اوسکا یہہ کہنا

دانا بنا ہوگا (اسلئے کہ درہم سے کم کو عادت مین مال نہین کہتے) اگر بڑے مال یا بہت مال کا اقرار کرے تو مقدار نصاب لازم ہوگا اور بہت سے مالون کا کہے تو تین نصاب اور بہت روپئے کہے تو دس روپیہ ہونگے اور اگر کہے کہ تو روپئے ہین تعداد کچھہ نکہے تو تین کا اقرار ہوگا اگر کذا درہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا و کذا (واو عطف کے ساتھہ) اکیس کا اور تین بار کذا دو واو عطف سے ایک سو اکیس کا (اور چار بار تین واو عطف سے) ایکہزار ایکسو اکیس کا (غرضکہ ایک کذا اسے صرف ایک لیا ہے اور دوسرے کذا کو اسکے ساتھہ بدون عطف ملادین تو اُس سے دس مراد ہونگے اور مع عطف ملادین تو بیس اور تیسرے کو اگر مع عطف ملادین اُس سے سو اور چوتھے سے ہزار مراد ہونگے) اگر کہے کہ مجھپر یا میری طرف فلانے کا اسقدر ہے تو قرض کا اقرار ہے اور اگر کہے کہ میرے پاس یا میرے ساتھہ یا میرے گھر مین یا میرے صندوق مین یا میری تھیلی مین اوسکا ہے تو اس کہنے سے امانت کا اقرار ثابت ہوگا۔ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے اوپر میرے ہزار روپیہ ہین اور عمرو نے کہا کہ اونکو تول لے یا پرکھ لے یا مجھے اونکے ادا کرنے کی مہلت دے یا مین نے تجھکو دے دئے یا ادا کر دئے یا دوسرے پر تجھکو اتروا دئے ان سب کلمات سے ہزار پر عمرو کا اقرار ثابت ہوگا اور بغیر ضمیر کے اقرار نہوگا (مثلا کہے کہ تول لے یا پرکھ لے اور اونکو نہ کہے تو اقرار ثابت نہوگا) اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اتنے روز دینا ہے اور مقر لہ کہے کہ بالفعل تجھکو دینا ہے تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل مگر مقر لہ سے جو منکر ہے میعاد کا ہے وعدہ نہونے کی قسم لیجاویگی۔ ایک شخص کہے کہ مجھپر سو اور ایک روپیہ ہے تو تنسو سے بھی روپئے مراد ہونگے (یعنے ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا) اور اگر کہے کہ

سو درہم
کو دینار ...

سو کے اجمالی لفظ میں
کہے یا کہے کہ میرے
معاوضہ یا بدلہ
...

ستو اور ایک تھان ہی تو پوچھا جاویگا کہ سو سی کیا مراد ہی اسیطرح سو اور دو تھانون
کے اقرار مین البتہ سو اور تین تھانون کے اقرار مین سب تھان مراد ہونگے —
ایک نے اقرار کیا کہ مجھے فلانے کے خشک چھوہارے ٹوکرے مین دینے
ہین تو ٹوکرے اور چھوہارے دونو کا اقرار ہوا (اور دونو دینے ہونگے) اور اگر یون
کہے کہ اوسنے مجھکو گھوڑا طویلے مین دیا تھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا (نہ طویلہ) اور انگوٹھی
کے اقرار مین چھلہ اور نگینہ (دونو لازم ہونگے) اور تلوار کے اقرار مین اسکا پھل اور میان
اور پرتلہ داخل ہے اور چھپرکھٹ کے اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردہ اور پوشش
وغیرہ داخل ہین — اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینے ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ مجھپر
تھان ہی کپڑے مین تو دونو کا اقرار ہوا (یعنے کپڑے اور گٹھری پہلی صورتمین اور تھان
اور کپڑا دوسری صورتمین لازم ہونگے) — اور دس مین ایک کپڑے کے اقرار سی ایک
کپڑا لازم ہوگا — اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین (اوسکے مراد اوپر مین) اگر
(ہین سے پانچ کے پانچ مین) ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر
پانچ کے ساتھہ پانچ مراد ہین تو دس دینے ہونگے — اگر یون کہے کہ اوسکے مجھپر ایک
روپیہ سے دس تک ہین یا کہے کہ ایک روپیہ سی دس تک کے درمیان ہین تو نو
دینے ہونگے — اگر کہے کہ اوسکی زمین میرے گھر مین اِس دیوار سی اُس دیوار تک کے
درمیان ہی تو دیوارین دونو داخل نہونگی — صحیح ہی اقرار حمل کا (مثلا یون کہے کہ میری
لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہی) اور صحیح ہی اقرار واسطے حمل کے (مثلا
کہے کہ فلان حمل کے لئی مجھپر ستو روپئے ہین) اسمین یہہ شرط ہی کہ کوئی ایسا سبب بیان
کردے جس سی وہ مال حمل کا ہوسکے (مثلا کسی نے وصیت کی ہو یا میراث کی راہ سی

حمل کو پونہچا ہو اور اگر سبب بیان کریگا تو حمل کے لئے اقرار صحیح نہوگا - اگر اقرار کری کسی
چیز کا اس شرط پر کہ مجھکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہی تو وہ شی اوسپر لازم ہوجاویگی
اور اختیار اقرار مین باطل ہوگا +

باب اقرار کی چیز مین سے کچھ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل شرط لگانے
وغیرہ کے بیان مین - جس چیز کا اقرار کیا ہو اوسمین سی کسیقدر کو استثنا کرنا یعنی خارج
از اقرار کر ڈالنا صحیح ہی بشرطیکہ اقرار کے ساتھہ ہی خارج بہی کرے (مثلاً کہے کہ زید
کے مجھپر دس روپیہ ہین دو کم تو دو کم کو ساتھہ ہی اگر کہیگا تو اقرار درست ہوگا) اور
اسصورت مین استثنا سی جسقدر بچے اوسقدر کا دینا لازم ہوگا (مثلاً مثال مذکور مین آٹھہ
روپئے دینے ہونگے) سبکا سب مین سی نکالنا نہین صحیح ہی (مثلاً کہے کہ ہزار میرے اوپر
ہین ہزار کم تو صحیح نہوگا) جو چیزین نپتی ہین یا تُلتی ہین انکو روپیون سی استثنا کرنا
درست ہی اونکے سوا اور چیزون کو نکالنا درست نہین (مثلاً کہے کہ مجھپر ہزار درہم
ہین دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یون کہے کہ دس
بکریان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین) اگر اقرار مین انشاء اللہ ملا دیگا تو اقرار
باطل ہوگا(- اگر مکان کے) اقرار مین سی عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہین ہی یعنے
دونو مقرلہ کے ہونگے البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہی اور صحن تیرا ہی تو جیسا
کہیگا ویسا ہی ہوگا - اور اگر کہے کہ اوسکے میرے اوپر ہزار روپئے ہین بابت قیمت
غلام کے جو مین نے ابہی نہین لیا ہی پس اگر معین کردیا غلام کو اور مقرلہ نے وہ
غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہونگے اور اگر غلام ندیا تو کچھہ نہین دینا ہوگا اور
اگر مقر نے غلام مقرر نکیا ہو تو مقر پر ہزار واجب ہوگئے جسطرح اگر یون کہے مین

کہ شراب یا سُوٴر کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہین (تو ہزار دینے ہونگے اور مقر لہ
کو شراب یا سُوٴر دینا نہوتا) اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب
کے یا کہے کہ مجکو اوسنے ہزار قرض دئے تہے مگر وہ کہوٹے یا غیر مروج تہے تو اوسکو کہرے
ہزار دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ مین نے اُس سے کہوٹے یا غیر مروج ہزار
چہین لئے تہے یا اوسنے مجکو امانتاً دئے تہے (کہ اِسصورت مین ویسے ہی دینے ہونگے) اور اگر
کہے کہ مجہپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت یا بطور غصب کے (اور) ساتہہ ہی
کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر استثنا ٹہہر کر کیا تو معتبر
نہوگا۔ جو شخص اقرار کرے کپڑے کے چہین لینے کا پہر عیبدار کپڑا لائے اور کہے
کہ یہہ چہینا تہا تو اوسکا قول معتبر ہوگا۔ اگر کہے کہ مین نے تجہسے ہزار امانتاً لئے تہے
اور وہ جاتے رہے اور مقر لہ کہے کہ تو نے چہین لئے تہے تو مقر کے ذمہ پر ہزار ہوجائینگے
اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجکو امانتاً دئے تہے اور وہ کہے کہ چہین لئے تہے تو اِسصورت مین
ہزار مقر کے ذمہ عائد نہونگے (کیونکہ اِسصورت مین مقر لہ کا دینا اوسکے اقرار سے ثابت
ہے اور پہلی صورت مین مقر کا لینا ثابت ہے اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل ہے نہ امانت
کی اِسلئے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہے اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہے) اگر زید
کہے عمرو سے کہ یہہ چیز میری تیرے پاس امانت تہی سو مین نے لیلی اور عمرو کہے کہ
امانت نہین تہی بلکہ میری ہی تہی تو عمرو اُس شے کو زید سے لیلے (کیونکہ زید کے کہنے
سے عمرو کا قبضہ ثابت ہے تو قابض کے حوالہ کردینی پڑیگی پہر اگر زید کو دعوی ہو تو ثابت
کرے) اگر زید کہے کہ مین نے اپنا اونٹ یا کپڑا اوسکو کرایہ دیا تہا پس یہہ سوار ہوا
یا پہنا اور مجہکو پہیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہہ میرا ہی تہا کرایہ پر نہین تہا تو زید کا

قول معتبر ہوگا۔ اگر کہی کہ یہہ ہزار امانت زید کی ہے نہین بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے
اسپر ثابت ہوگئی اور اسیقدر یعنی ہزار عمرو کے اسکے اوپر لازم ہوئے ✤

باب مریض کے اقرار کے بیان مین۔ اگر بیمار مرض الموت مین کسیکے دَین کا اقرار کری
تو اول اوسکے ترکہ مین سی صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اوسپر بیماری مین ار
اور خورد و نوش معمولی کے سبب ہوا ہو ادا کیا جاویگا اور بعد اسکے وہ ادا کیا
ہوگا جسکا اقرار کیا ہے بیماری کی حالتمین مگر دونو میراث سی پہلے ادا کئی جاینگی (یعنے
ترکہ وارثونین اوسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سب طرحکے دین ادا ہو چکین) بیمار اپنے وارث کے
واسطے اگر اقرار کرے تو یہہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اس اقرار کو سچا بیان کرین
تو صحیح ہی اور غیر کے واسطے اقرار ہر حالتمین صحیح ہے گو مریض کا سب مال اسمین آجاوی
۔ اگر اقرار کیا بیگانہ کے قرض کا پھر اقرار کیا کہ وہ بیگانہ میرا لڑکا ہی تو لڑکا ہونا ثابت
ہو جائیگا اور اقرار قرض باطل ہوگا۔ اگر بیگانی عورت کیواسطے اقرار کیا پھر اُس سے
نکاح کرلیا تو اقرار اور نکاح دونو صحیح ہین بخلاف ہبہ اور وصیت کے (کہ اگر بیمار
بیگانی عورت کے لئی ہبہ یا وصیت کریگا اور پھر اُس سی نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور
ہبہ یا وصیت باطل) اگر بیمار اقرار کری قرض کا اُس عورت کے لئے جسکو اپنی بیماری مین
تین طلاقین دیچکا ہی تو عورت کو میراث اور اقرار مین سی جو کم ہوگا دیا جاویگا۔ اگر مقر
نے ایک لڑکے پر اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین اور
اور اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسی شخص سی پیدا بھی ہو سکتا ہی اور لڑکا مقر کے کہنے کو
بتا دی تو بیٹا ہونا اوسکا ثابت ہو جائیگا اگرچہ مقر بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثون کا
میراث مین شریک ہوگا۔ مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا مان یا بیبی یا آزاد کرنیوالا

یعنی موالی بتاوے تو درست ہی اسطرح عورت اگر کسیکا اپنا باپ یا ماں ہونا بتاوے یا خاوند ہونا بتاوے تو درست ہی لیکن
اگر کسیکا اپنا بیٹا بتاوے تو اسمین شرط ہو کہ دائی گواہی دے کہ اس عورت سے پیدا ہوا ہی یا خاوند اس عورت کو سچی کہے اور
ان صورتون سب مین یہہ شرط ہی کہ مقر لہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنیکے بعد مقر لہ
اوسکو سچا بتاوے تب بھی درست ہی مگر تصدیق کرنا شوہر کا زوجیت کو بعد موت زوجہ
کے صحیح نہین ہی۔ اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہوگا پس اگر
مقر کا کوئی وارث ہی مقر لہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تب تو مقر لہ وارث ہوگا
اور اگر کوئی اور وارث ہی تو یہہ وارث نہوگا۔ جسکا باپ مرگیا ہی وہ اگر اقرار کرے
کسیکے واسطے اپنے بھائی ہونیکا تو مقر لہ اوسکا وراثت مین شریک اور بھائی ٹھہر جاویگا
مگر اوسکے باپ سے اوسکا رشتہ ثابت نہوگا۔ زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور زید کے
ایک پر سو روپیہ آتے تھے اب انمین سے ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید نے اس سے
پچاس روپیہ لیلئے تھے تو اس لڑکے کو اون سو مین کچھہ نہین ملیگا اور دوسری کو پچاس
دلوائے جاوینگے*

کتاب الصلح

اسمین صلح کا بیان ہی۔ صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہی جو دو شخصون مین جھگڑا دور کردے
ہر حالمین خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر۔ اگر
مدعی کو مال کا دعوی ہو اور مدعا علیہ دعوی کا مقر اور اسصورت مین مال پر مدعا کچھہ مال
اور مال پر صلح کرلے تو یہہ صلح بیع کے حکم مین ہی اسمین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار
عیب اور رویت اور شرط وسکے احکام جاری ہونگے (مثلا اگر زید عمرو کے مکان پر
دعوی رکہتا ہی اور عمرو اوسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوی سے باز رہی تو

اسکے یہہ معنی ہین کہ عمرو نے دو مکان سو روپیہ کو زید سے خریدا) صلح مین اگر
بدل صلح (یعنے جس مال پر صلح ہوتی وہ) معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس
چیز کے دعوی سے صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہوگی (جیسے دعوی کیا کسی حق یا کسی
قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو
درم معلوم ہین گو جس سے صلح کی یعنی قرض وغیرہ مجہول ہی) جس شے کے دعوے
سے صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی نکلیگی تو جسقدر حصہ رسد اوسکی مقابل
بدل صلح پڑیگا اوتنا مدعا علیہ مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حقدار نکلیگا
تو مدعا علیہ نے جو کچھہ مدعیکو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل
صلح کا اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوی تھا
لیلے صلح مین اگر مال کی جگہہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعیکو دیوی (مثلاً کسی
دعوی کے عوض کوئی مکان اوسکے رہنے کو دیدے) تو یہہ صلح اجارہ کا حکم
رکھتی ہے اِسلئے اسمین شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی
یہہ صلح دونومین سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے ۔ جو صلح کہ
چپ رہنے یا انکار سے ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق مین (کیونکہ قسم
جو اوسپر لازم آتی ہے تو گویا اوسکا عوض دیتا ہے) اور مدعیکے حق مین معاوضہ
ہے پس اگر صلح کرے دعوی سے سکوت یا انکار کیصورت مین تو شفعہ ثابت
نہوگا اور اگر اوسی صورت مین گھر پر صلح کرے (یعنے صلح کا بدل گھر ہو) تو شفعہ
ثابت ہوگا اسلئے کہ یہہ گھر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے
ہے) جس اسباب مین جھگڑا تھا وہ اگر کسی اور کا نکلے اسصورتمین (یعنی صلح سکوت

یا انکار مین تو مدعی) اُس مستحق سی جہگڑ سکتا ہی اور مدعا علیہ اول سی جو بدل صلح لیچکا ہے
پہیر دی اور اگر تھوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اوسیقدر کی خصومت اُس سی کر سکتا ہی اور
اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تہوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سی کل کیصورتمین کل
دعوی پیش کری اور بعض کی صورتمین بعض ۔ بدل صلح کا جاتا رہنا مدعی کے سونپنے
سی پہلے دوسری کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہی دونو صورتونمین (یعنی اگر مدعا علیہ
مقر ہو اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہی اُسکا حکم ہی اور
جس طرح سکوت اور انکار کیصورتمین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اوسکے جاتا رہنے
کا ہی) فصل مال کے دعوی اور نفع کے دعوی اور جنایت کے دعوی سی صلح درست
ہی خواہ جنایت جان بوجہکر ہو خواہ بہولکر لیکن حدود مین صلح درست نہین (اسلئے کہ
حد اللہ تعالی کا حق ہی) نکاح کے دعوی اور دوسری کو اپنا غلام بتانے کے دعوی
سے بہی صلح درست ہی اور ان دونو صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہی اور دوسری بمنزلہ
آزادی کے ہی مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہوا اپنی مالک کیطرف
سی ایک شخص کو جانکر مار ڈالے تو اُسکا صلح کرنا اپنی طرف سی کسی شی پر نہین صحیح ہی
(کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اوسکے مالک کو چاہیئے کہ صلح کرے) اور ایسی
غلام کا غلام اگر کسیکو جانکر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنی غلام کیطرف سی
صلح کر سکتا ہی (کیونکہ اُسکا غلام تو مال تجارت سی ہی جسکی اوسکو اجازت ہی) چہینی
ہوئی چیز اگر غاصب کے پاس سی ضائع ہوا اور اوس سی مالک اُسکی قیمت سی زیادہ پر یا
کسی اسباب پر صلح کری تو صحیح ہی اگر دو شریکونمین سی تو اگر شریک شرکت کے غلام
کو آزاد کر دی پہر دوسرا شریک نصف قیمت سی زیادہ پر صلح کری تو نہین صحیح ہی (کیونکہ

شریک کا حق نصف سے زیادہ مین نہین تھا اگر کسیکو صلح کرنیکے لیئے اپنی طرف سے وکیل
کرے اور وکیل صلح کرے تو وکیل پر بدل صلح جسپر اسنے صلح کی لازم نہوگا بلکہ اسکے
موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن ہوگیا ہو تو اسکے ذمہ پر لازم ہوگا۔ اگر
وکیل موکل کیطرف سے بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہے بشرطیکہ ضامن ہو بدل
صلح کا یا نسبت کرے صلح کی اپنے مال کیطرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہے کہ
مین نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعیکو دیدے اگر یہ شرطین نہونگی تو صلح موقوف
رہیگی موکل کی اجازت پر اگر اجازت دے تو لازم ہوجائیگی مدعا علیہ موکل پر اور اگر
نہین تو باطل ؛

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنیکے بیان مین۔ اُس چیز سے صلح کرنا جو عقد
قرض مین لازم ہوتی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہے نہ بمنزلہ معاوضہ
کے۔ اگر صلح کرے ہزار سے پانسو پر یا ہزار پر یا کچھ وعدہ کے ساتھہ تو صلح صحیح ہو
ہے۔ اور اگر ہزار درہم قرض سے اشرفیون پر یا کچھ وعدہ کے ساتھہ صلح کی یا وصف
والے درمون یا سیاہ رنگ کے درمون سے صلح کی آدھے درمون پر اوسپر قیمت
ہین یا سفید رنگ کے درمون پر تو صحیح نہین (کیونکہ سفید رنگ والے اسکا حق نہتے جو
بعض لینا اور باقی چھوڑ دیتا) جسکے کسی پر ہزار روپیہ ہون ادھار وہ یون سے کہے کہ
اگر تو کل کو آدھے ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ
ہوجائیگا اور اگر کل ادا نکرے تو بری الذمہ نہوگا۔ زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال
کا اقرار قاضی کے سامنے نہین کرونگا جبتک تو کچھ نہین چھوڑیگا یا مہلت نہ دیگا تو
اوسپر صلح صحیح ہے پس جب اقرار کردے عمرو تو زید اُسکو مہلت دے یا کچھ حصہ قرض

چھوڑی ہو شرط کے موافق (فصل) اگر قرض دو کی شرکت کا ہے اور انمین سے ایک نے
اپنے حصہ سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہی کہ اپنا نصف قرضدار سے
خواہ نصف کپڑا شریک سے لیلے ہان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا
تو بمنزلہ ادا ہی کپڑے دینے کے ہوگیا۔ ان دونون سے اگر ایک اپنا حصہ قرضدار
سے وصول کری تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب وہ قرضدار سے باقی کا مطالبہ
کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار سے کچھ خرید لے تو یہ مشتری دوسرے
شریک کیواسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ دار ہوگا۔ باطل ہی صلح دو بیع سَلم والون
مین سے ایک کی اپنے حصہ کے مال سے اوس پر جو اوسنے رأس المال دیا ہو (صورت
اوسکی یہہ ہی کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پھر زید نے خالد سے
صلح کی کہ جو مین نے تجکو دیا تھا اوسکو پھیر دے مین سَلَم کی چیز اپنے حصہ سے درگذرا تو
یہہ صلح صحیح نہین) کسیکے وارث اگر آپسمین سے ایک وارث کو کچھ اسباب عوض مال منقول
یا غیر منقول کے دیکر ورثہ سے علحدہ کر دین یا سونے کے بدلے مین چاندی دیکر یا
اسکے برعکس پر تو یہہ صلح صحیح ہی خواہ عوض بہت ہوا اوسکے حق سے خواہ تھوڑا
۔ اگر ترکہ متوفے کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونو ہوا اور وارث مذکور کو صرف
چاندی یا روپیہ یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج از میراث کرین تو درست نہوگا
جبتک کہ بدل صلح اُس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس مین سے حصہ
پونہچے کہ اسصورت مین یہہ زیادتی دوسری جنس کے حصہ کا عوض ہو جاویگی جس سے صلح کی ہے
(اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربوا لازم آویگا کہ بہت سا سونا یا چاندی تھوڑے کے
مقابل ہو جاویگی) زید مرا اور لوگون پر اپنا قرض چھوڑ گیا اب زید کے وارثون نے

ایک کو کچھ دیکر علیحدہ کردیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہی تو یہ باطل ہی (اسلئی کہ یہ
صورت مدیون کے سوا اور لوگون کو دین کے مالک کرنے کی ہے جو درست نہین
اور اگر وارث مذکور سی یہہ شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدار ونکو اپنا حصہ معاف
کر دی تو درست ہی (اسلئی کہ اس صورت مین دین کا مالک اونہین کو کریگا جنکے ذمہ پر
قرض ہے اور یہہ صورت جائز ہے)

کتاب المضاربۃ

اسمین عقد مُضَارَبَت کا بیان ہے۔ مضاربت وہ شرکت تجارت کی ہی جسمین مال ایک
کا ہو اور محنت دوسرے کی (اول کو رَبُّ المال یعنے مالک مال کہتے ہین اور دوسرے کو
مُضَارِبْ یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنیوالا) مضارب یعنی محنت والا اصل مال پر
تصرف سی پہلے امین کے حکم مین ہی (یعنے اگر مال جاتا رہیگا تو اسکو دینا نہ پڑیگا)
اور بعد تصرف کے وکیل کے حکم مین ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک ہی نفع کا
اور عقد مضاربت فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور در صورت نافرمانی
(صاحب مال کے) غاصب کا حکم رکھتا ہی اور در صورت شرط کرنے سب نفع کے
اپنے واسطے قرض لینے والیکے حکم مین ہی اور در صورت شرط ہونے تمام نفع کے
رب المال کے لئے سرمایہ لینے والیکے حکم مین ہی۔ صحیح نہین ہے مضاربت مگر اوس
مال مین جسمین شرکت صحیح ہی (جیسے درہم اور دینار مین) اسیطرح اگر نفع کی شرکت حصہ
سے نہوگی (یعنے آدھوں آدہ یا تہائی یا چوتہائی وغیرہ تب بھی مضاربت درست
نہوگی) پس اگر ایک کیواسطے شرط کی گئی حصہ سے دس درہم زیادہ تو مضارب کو اسکی
محنت کی مزدوری ملیگی اور وہ مزدوری مشروط سی زیادہ نہ دیجائیگی (نفع کل

رب المال کا ہوگا) جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو فاسد
کر دیتی ہی (جیسے یہہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گہر رہیگا کہ اسمین مضارب
نے آدہی نفع کو اپنی محنت اور گہر کے کرایہ کی عوض کر دیا ہے معلوم نہوا کہ کام کے عوض
کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا) اور جو شرط ایسی نہو تو وہ عقد کو فاسد نہین کرتی
بلکہ خود وہ شرط باطل ہی جیسی یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہی (نہ رب المال کے)
رب المال مال مضارب کو دیدے پہر مضارب کو اختیار ہی کہ اس مال سے خرید و فروخت
کرے نقدون اور قرضون اور اصالتہ اور وکالتہ اور وطن مین یا در سفر مین اور دوسرے
کو سرمایہ دیدے تجارت کیواسطے اور کسیکو امانت سونپ دے (یہہ سب امور اوسکو جائز ہین)
نکاح نکرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سے اور نہ اپنا کسیکو مضارب
بنائے مگر رب المال کے حکم سے یا اوسکے یون کہدینے سے کہ اپنی عقل سے کام کر اور
اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین
بتا دیا ہو تو اُس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنے سے دوسرا تجاوز نکرے
اور نہ خریدے اُس غلام لونڈی کو جو رب المال کے مالک ہونے سے ازاد ہو جائے (یعنے
رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نخریدے) اسیطرح جو خود اسکے
مالک ہونے سے آزاد ہو جاے اوسکو بھی نخریدے بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم
ہوتی ہو (اسلیے کہ اوسوقت اگر خریدیگا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد
ہو جاویگا) بلکہ اگر خریدیگا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید
صحیح ہی (کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہی اور نفع ابھی معلوم نہین ہوا ہی تو مضارب اُس
غلام کا مالک ہی نہین ہی جو وہ آزاد ہو جاے) پس اگر ایسے غلام کے خریدنیکے بعد

لیکن جاہر ہو تو بچہ غلام آدہا یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو ضمان دینا نہو گا (کیونکہ اپنے اختیار سے اوسنے آزاد نہین کیا) اب بچہ غلام اپنی آدہی قیمت جو رب المال کا حصہ ہی اوسکو کما دہی۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دئیے آدہوان آدہ نفع پر اور اوسنے اوسی قیمت کی ایک لونڈی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ برابر ہزار روپیہ کے تہا اب مضاربنے اپنے تونگر ہونے کی حالتمین دعویٰ کیا کہ بچہ لڑکا میرا ہی اور لڑکے کی قیمت ڈیڑہ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہو گئی تو وہ لڑکا رب المال کیواسطے سوا ہزار کما دی یا رب المال چاہی تو اوسکو آزاد کریے پس اگر رب المال نے ہزار روپیہ لڑکے سے لیلیئے تو مضارب رب المال کو آدہی قیمت لونڈی کے پانسو روپیہ اوردی کیونکہ بچہ لڑکا نفع مین تہا لیکن اصل مال سے مشتبہ تہا جب قیمت اوسکی پانسو زیادہ ہو گئی تو اوسکے نفع ہونیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب ہزار روپیہ اوس لڑکے سے لیلیئے تو اوسکے اصل مال ہونیکی جانب کو ترجیح ہو گئی کیونکہ مضاربت کے معاملہ مین پہلے رأس المال لیتے ہین اب لونڈی بالکل نفع مین رہی (الٰی) دعویٰ نسب یعنی مضارب ضامن ہو گا نصف قیمت لونڈی کا (اور ڈہائی سو بابت قیمت لڑکے کے بھی ادا کرے کہ اوسکی قیمت جو پانسو زیادہ ہو گئی تہے وہ بھی نفع مین شمار ہونگے **فائدہ** جاننا چاہیے کہ اس مسئلے مین مضاربکے تونگر ہونے کی جو قید ہی اوسکا یہہ نفع ہے کہ اگر مفلس ہو گا تو بطریق اولے قیمت لڑکے کا ضامن نہو گا اور شرکت کے غلام کے آزاد کرنے مین آزاد کرنیوالا اگر تونگر ہو تو ہو سکتا ہی کہ دوسرا شریک اوس سے آدہی حصہ کا دام بہر لے لیکن بصورت مضاربت مین سوای لڑکے سے اپنا حصہ کمانے یا اوسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہین یعنی مضارب سے اوسکا تاوان لینا جائز نہین ہی

کیونکہ مالک ہو جانا مضارب کا اُس لڑکے کو بسبب جوہر نسب کے ایک امر لابدی سے
کچھہ مضاربت کرنے سے نہین ہوا تاکہ اُسکو قیمت دینی پڑے بخلاف نصف قیمت لونڈی
کے کہ یہہ ضمان تصرف کے سبب سے ہی اور تصرف مضاربت کرنے پر منحصر ہے)

باب مضارب کے مضارب کرنیکے بیان مین – اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو
بے اذن رب المال کے مضارب کرے تو راس المال کا ضامن نہوگا جبتک کہ دوسرا
مضارب عمل نکرے (اور جب دوسرا مضارب عمل بیع و شرا کا کرے تو مضارب اول
مال کا ضامن ہو جائیگا) اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو تہائی نفع پر
مضارب کیا اور زید سے رب المال نے کہا کہ جو کچھہ خدا نفع دے وہ ہم تم مین آدہون
آدہ ہی پس جو نفع ہوگا اسمین سے آدہا رب المال کا اور چہٹا حصہ زید مضارب اول کا
اور تہائی عمرو مضارب ثانی کا ہوگا اور اگر یون کہا تہا کہ جو کچھہ اللہ تعالی تجہکو نفع دے
وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہی تو عمرو کو تہائی اور باقی دو تہائی اُن دونو مین (یعنے
رب المال اور مضارب اول مین) آدہون آدہ بٹجائینگی – اور اگر رب المال نے زید سے
یون کہا کہ جو تو نفع پاوے وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہوگا اور مضارب اول مضارب
ثانی کو نصف نفع پر مال دے تو آدہا نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدہا رب المال اور
مضارب اول مین نصفا نصف بٹجاویگا (یعنے ہر ایک کو چوتہائی ملیگا) اور اگر رب المال
نے مضارب اول سے کہا کہ جو اللہ نفع دے اوسمین سے مین آدہا لونگا اور مضارب اول
دوسرے کو نصف نفع پر دے تو اِسصورت مین نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب
دوم کو اور مضارب اول کو کچھہ نملیگا – اور اگر پہلا مضارب دوسرے مضارب کے لیے
دو تہائی نفع شرط کرلے اور رب المال کا آدہا نفع بدستور ہو تو پہلا مضارب دوسرے

اسکے واسطے چھٹے حصہ کا ضامن ہوگا (کیونکہ رب المال جب آدہا لے لیگا تو دوسرے
مضارب کو دو تہائی سے چھٹا حصہ کم پہنچیگا یعنے بقدر مضارب اول کو اپنی پاس
سے دینی ہوگی) اگر مضارب نفع مین تہائی۔ رب المال کی اور تہائی اوسکے غلام کی اگر
شرط ہو کہ غلام بھی اوسکے ساتھ کام کریگا اور تہائی اپنی واسطے ٹھہراوے تو درست
ہے۔ رب المال یا مضارب کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دارالحرب
کو چلے جانے سے مضاربت باطل ہو جاتی ہے۔ مالک کے برطرف کرنیسے مضارب
معزول ہو جاتا ہے اگر اوسکو برطرف کرنا معلوم ہو جاوے پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اس
حالمین کہ مال مضاربت اسباب تہا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف
نہکرے۔ اگر رب المال اور مضارب دونو عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت
لوگونپر قرض ہوا اور نفع بھی ہو تو حاکم مضارب سے بزور قرضدارونپر تقاضا کراوے اور
اگر نفع اوس تجارت مین نہو تو تقاضا کا جبر اوسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سے
تقاضا کرنے کا رب المال کو وکیل کردے۔ دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر
اور مبیع کی قیمت مشتری سے لینے پر۔ جو مال مضاربت سے جاتا رہے وہ نفع سے
لیا جاویگا اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو دینا نہوگا۔ اگر نفع
تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو
دونونے بانٹ لیا ہے پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرے اسکے جو
بچے اوسے دونو پھر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نکرے یعنی اصل
مال کم رہے تو مضارب پر دینا نہ آویگا۔ اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ
کردیا بعد اسکے از سر نو عقد مضاربت کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا

نفع آمین نہین لگایا جاویگا (کیونکہ یہہ تو نیا عقد ہے)

فصل عقد مضاربت مالک کو بضاعت کے طور پر مال دینے سے نہین ٹوٹتا ہی (یعنے اگر مضارب مال مالک کو دیدے یہہ کہکر کہ اِسمین جو نفع ہو سب مجکو دینا تو مضاربت بجا رہیگی) اگر مضارب سفر کو جائے تو اُسکا کہانا پینا پہننا سواری سب مال مضاربت کے صرف سے ہوگی۔ اور اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہہ سب خرچ اپنے مال مین سے اوٹھائے جیسے خرچ بیماری دوا وغیرہ (شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سے کرے) اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سے مضارب کے صرف مین آیا پھر جو نفع رہے اوسے بانٹ لے (کیونکہ اصل مال مقدم ہی) اگر مضارب کوئی چیز خرید پر نفع سے بیچے تو جو کچھہ اوسپر صرف ہوا ہی جیسے دُہلائی رنگائی ڈہلائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہے کہ اتنے کی خرید ہی اور یہہ صرف ہوا ہی اور یہہ نفع لونگا اور جو کچھہ اپنی ذات پر صرف کیا ہی اوسکا اسمین حساب لگائے۔ اگر دُہلائی یا ڈہلائی مضارب اپنے پاس سے دے اور اُس سے مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا (مالک کے ذمہ یہہ خرچ نہ ٹھہریگا) اگر تھان کو مضارب سُرخ رنگائے تو جس قدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑہجاویگی اوسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کے واسطے سفید تہان کی قیمت کا ذمہ دار نہوگا۔ اگر مضارب نے ہزار روپیہ مالک سے آدہون آدہ نفع پر لئے پہر اُن سے کپڑا خریدکر دو ہزار کو بیچا اور اُن دو ہزار سے غلام خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے دونو ہزار جاتے رہے تو بائع کو مضارب اور مالک دونو ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک ایکہزار اور دے (کیونکہ ہزار نفع کے دونو کی شرکت مین تھے اور ہزار صرف مالک کے تھے غرضکہ مالک پندرہ سو دے اور مضارب پانسو) اب غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہوا اور باقی تین حصے مال مضاربت کا

رہیگا اور اصل مال ڈھائی ہزار ہوا (کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈھائی ہزار صرف ہوئے یعنی
پندرہ سو ثمن دیا اور ایکہزار پہلے دئے تھے) اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت پر بیچے
تو نفع دو ہزار پر لے (کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے) اگر مضارب نے رب المال
سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے کے وقت یہ نہ
کہے کہ پانسو کو پڑا ہے (اسپر نفع لیتا ہوں) اگر مضارب کے پاس ہزار ہیں آدھوں آدھ
نفع پر اور ان ہزار سے ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور اس غلام نے ہزار
خطا یعنی نادانستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خونبہا تین چوتھائی مالک کے ذمہ ہوگا اور ایک
چوتھائی مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور مضارب کی ایک روز
(کیونکہ اسی حساب سے عوض دیا ہے اور اسی حساب سے دونوں کی ملک میں ہے) مضارب کے پاس
ہزار ہیں اور ان سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار تلف ہوگئے تو مالک کو
دینے ہونگے اور اگر پھر جاتے رہیں تو اور دینے ہونگے اور اصل مال ٹھہریگا جسقدر
دئے ہیں۔ اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہوں اور رب المال سے کہے کہ تونے مجھکو ایک ہزار
دئے ہیں اور ایکہزار نفع کے ہیں اور رب المال کہے کہ میں نے تجھکو دو ہزار دئے ہیں تو
مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ ایک کے پاس ہزار ہیں اور کہتا ہے کہ یہ مضاربت کے ہیں
آدھوں آدھ نفع پر اور ان سے ہزار نفع کے ملے ہیں اور مالک کہے کہ یہ سرمایہ تجارت کے
ہیں (یعنے نفع میں تجھکو کچھ شرکت نہیں ہے) تو مالک ہی کا قول معتبر ہے

کتاب الودیعۃ

اسمیں امانت سپرد کرنے کا بیان ہے۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہے کہ دوسرے کو اپنے
مال پر قبضہ کرا دے تاکہ وہ مال کو بچائے رکھے (اور اس شخص کو امین کہتے ہیں) اور جو

مال اوسکے پاس چھوڑ جاتے ہین وہ ودیعت کہلاتا ہی اور وہ اوسکے پاس امانت رہتا ہی
کہ اوسکے جاتے رہنی سی وہ تاوان ندیگا امین کو اختیار ہی کہ امانت کی محافظت خود کرے
یا اپنے گہر والونکے پاس رکھدے پس اگر اسکے سوا کسی اور کو سونپیگا تو در صورت تلف ہوجانے
امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا ڈوبنے کے
خوف سے دوسری کشتی والیکو سونپ دیگا تو بروقت تلف ضامن نہوگا - اگر مالک نے
امانت طلب کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے نہ دی یا اپنے مال مین ملالی کہ اسکی
پہچان نرہی تو امین اوسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود ملگئی نہ اسکے ملانے سے تو
اُس امانت مین دونو شریک ہوجائینگے - اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنے خرچ
مین لادے اور اوسکی جگہہ ویسی ہی اور ملادی تو سب کا ضامن ہوگا (اسلئے کہ اسنے
اپنے مال کو مال امانت مین خلط کردیا) اگر امانت مین ایسی تعدی کرے کہ ضمان دینا
آوے پہر وہ تعدی دور ہوجاے تو ضمان بہی موقوف ہوجائیگا (جیسے کسی اجنبی کو
امانت سونپ دی پہر اُس سے لیلے) بخلاف عاریت لینے والے اور ٹہیکہ لینے والیکے
(کہ یہہ دونو اگر اس قسم کی تعدی کرین تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان
اونکو دینا ہوگا) اور بخلاف اقرار کرنیکے بعد انکار کے (یعنے مالک کی طلب پر اگر
انکار امانت کا کیا پہر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کیصورت مین ضمان دینا ہوگا) - امین کو
جائز ہے سفر کرنا ساتھہ امانت کے اگر مالک نے منع نکیا ہو اور خوف جاتے رہنے
کا بہی نہو - اگر دو شخص ملکر امانت سونپین تو امین انمین سے ایک کو اوسکا حصہ نہ دے
جبتک کہ دوسرا حاضر نہو - اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت سونپی جو تقسیم
ہوسکتی ہے تو دونو کو چاہیے کہ آدہی آدہی تقسیم کرکے ہر ایک اپنے اپنے حصہ کی

محافظت کرے اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اوسکا ضامن ہوگا بخلاف اُس امانت کے جو بٹ نہین سکتی (کہ اوسمین ضامن نہوگا) اگر سونپنے والا امین سے کہے کہ اسکو اپنی گہنے والونکو ندینا یا اسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکہنا اور امین نے ایسے شخص کو سپرد کی جسکے دئے بدون چارہ نہین (جیسی بی بی یا نوکر) یا اُس مکان کی کسی اور کوٹھری مین اوسکی محافظت کی اور امانت ضایع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر بلے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان مین حفاظت کی تو ضامن ہوگا۔ فا صب کا امین درصورت تلف امانت کے ضامن ہوگا نہ امین کا امین (یعنے اگر کسی نے کسکی چیز چہین کر امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی آویگی اور اگر عمرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف ضامن نہوگا)۔ زید کے پاس ہزار ہین عمرو کہتا ہے کہ یہہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہے کہ میر اور زید کہتا ہے کہ دونو کے نہین ہین اور قسم نہین کہاتا تو یہہ ہزار بکر اور عمرو کے ٹھہرینگے اور ایک ہزار زید کو اور دینے ہونگے اور بکر اور عمرو انکو بہی آدہون آدہ لیوین (کیونکہ ہرایک نے ایک ایکہزار کا دعوی کیا تہا اور دونونکے دعوی کے انکار پر اوسنے قسم نکہائی)

کتاب العاریۃ

اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہے۔ عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے نفع کے مالک کر دینے کو بغیر عوض کے (یعنے کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا اور اُس سے کچہہ عوض نہ لینا) ان الفاظ سے عاریت صحیح ہو جاتی ہے یہہ چیز مین نے تجہکو عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجہکو دیا یا اپنا کپڑا پہننے کو تجہکو دیا یا اپنی

ستر العاریۃ

سواری سوار ہونے کو تجھکو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیری
رہنے کو ہی یا میرا گھر عمر بھر تیرے رہنے کو ہی - عاریت دینے والا جب چاہی اپنی
چیز پھیر لے - اگر ہلاک ہو جائی بغیر تعدی کے تو مانگنے والا ضامن نہوگا - منگنی
کی چیز کو کرایہ دینا اور گروی رکھنا صحیح نہین ہے مثل امانت کی - اگر کرایہ دے
اور جاتی رہے تو ضمان دینا ہوگا - جسکے پاس منگنی ہو وہ دوسریکو منگنی دیسکتا
ہے ایسی چیزین جو استعمال کرنیوالیکے بدلنے سے مختلف نہون (جیسے گھر کا رہنا یا
غلام کی خدمت اور جو چیز مستعمل کے اختلاف سے مختلف ہو جاوے جیسے گھوڑے کی
سواری اوسکا دوسریکو عاریت دینا نہین صحیح ہے) اگر مالک عاریت کسی وقت
خاص یا نفع خاص سے مقید کر دے (مثلا کہدے کہ فلانے دن اس سے نفع لینا
یا فلان کام مین لانا) یا دونوکی قید کر دے تو مانگنے والا اوس قید سے تجاوز نکرے
اور اگر کوئی قید نہین ہے تو ہر نفع ہر وقت لیسکتا ہی - روپیہ اشرفی اور کیل
کی چیز (جیسے گیہون وغیرہ) اور تول کی (جیسے شہد روغن وغیرہ) اور شمار
کی (جیسے انڈے اخروٹ وغیرہ) کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہی (کہ اوسکو
خرچ کرکے اور دیدینا صحیح ہی اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا مین سے نہو تو بعینہ
اوسیکو واپس کرنا چاہیئے مثلا اگر کپڑے یا ہتھیار ہون اونہین کا پھیر دینا ضرور
ہوگا) مکان بنانے یا درخت لگانیکے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہی اور مالک کو پھیر لینے کا اختیار ہی اور
مانگنے والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کرو اور اگر عاریت کا وقت
مقرر نکیا تو تاوان کچھہ نہ دے لیکن اگر کسیوقت تک عاریت دی تھی اور اوس سے
پہلے پھیر لینا چاہتے تو جو کچھہ مکان وغیرہ اوکھڑنے سے مانگنے والیکا نقصان

ہوگا اُنکو دیا پڑیگا - اگر کہیتی کرنیکے لئے زمین عاریت دی تو جبتک کہیتی کا وقت نہ آوے نہین پھیر سکتا خواہ وقت معین کیا ہو خواہ نکیا ہو چیز کے واپس کرنے مین خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنے والے کے ذمہ ہے اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ مین ٹھیکہ دینے والیکے ذمہ اور غصب مین چھیننے والیکے ذمہ اور گرو مین گرو رکہنے والیکے ذمہ - اگر مستعیر یعنی عاریت لینے والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ مین پونہچا دیا یا غلام کو مالک کے گہر پونہچا دیا تو مستعیر بری الذمہ ہوا بخلاف غاصب اور امین کے (کہ غصب اور امانت کی چیز کو مالک کے سپرد کر دینا ضرور ہے) اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنے نوکر ور ماہوار کے ہاتھہ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھہ بہیجدیا تو بری الذمہ ہو جائیگا بخلاف اجنبی کے ہاتھہ بہیجنے کے (کہ اسصورت مین اگر ضائع ہو گی تو نقصان دینا ہوگا) جسکو زمین عاریت دیگئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے اطمینان مالک کے لکہے کہ تو نے اپنی زمین مجھکو عاریت دی ہے

کتاب الہبۃ

اسمین ہبہ کا بیان ہے - ہبہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز کسیکو مفت بلاعوض مالک کر دے (جو چیز دیتا ہے اسکو واہب کہتے ہین اور جسکو اوسکا مالک کرتا ہے اوسکو موہوب لہ کہتے ہین اور جس چیز کو ہبہ کرتا ہے وہ موہوب کہلاتی ہے) ہبہ اوسوقت درست ہے کہ واہب کیطرف سے ایجاب ہو (اور موہوب لہ اوسکو قبول کرکے قبضہ کرلے) ہبہ کے ایجاب کے یہہ الفاظ ہین کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دیڈالا یا مین نے یہہ کہانا کہانے کے لئے تجہی دیا یا اوسکو تیرا ہی کر دیا یا یہہ چیز عمر بہر کو تجھے دی یا ہبہ کی نیت سے یہہ کہا کہ یہہ سواری ہونے سوار ہونے کو تجھے دی یا یہہ کپڑا تجھی پہنادیا یا میرا گہر

تیری لئے ہبہ ہے اوسمین رہیوا وراگر یون کہیگا کہ میرا گہر رہنے کو ہبہ ہی یا ہبہ کا
رہنا ہی تو ان دونو لفظون سی ایجاب نہوگا (ایجاب کے بعد) درستی ہبہ کے لئے
موہوب لہ کا قبول کرنا چاہئیے – اور قبضہ اوسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہی اور بعد
مجلس ہبہ کے حکم اوسکا ضرور ہی – ہبہ کرنا ایسی چیز کا درست ہی جو واہب سکے قبضہ مین
تقسیم ہو کر آگئی ہو اور (اگر) مشترک چیز جو تقسیم نہین ہو سکتی (جیسے کنوان اور چھوٹا
حمام وغیرہ) مین کوئی حصہ ہبہ کرے تو درست ہی اور جو تقسیم ہو سکتی ہو اوسمین سے
کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کرکے موہوب لہ کے حوالہ
کریگا تو درست ہو جاویگا (مثلاً ایک مکان کئی شخصون مین مشترک ہی اور اونمین سی ایک
شخص نے اپنا حصہ بلا تقسیم ہبہ کر دیا تو درست نہوگا ہان اگر شریک سی تقسیم کرکے
اپنا حصہ علیحدہ کر لیا اور ہبہ کیا تو درست ہوگا) اگر گیہون سکے اندر آٹا ہبہ کیا تو
صحیح نہین گو اونکو پیسکر حوالہ کر دی – اسیطرح تلون سکے اندر کا تیل اور دودہ کے
اندر کا گہی ہبہ کرنا صحیح نہین – جو چیز ہبہ کی ہے اگر وہ شی موہوب لہ ہی سکے پاس
تو بغیر قبضہ کے مالک ہو جائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین – اگر باپ اپنے بچہ کو ہبہ کرے
تو فقط ایجاب ہی سے پورا ہو جائیگا (یعنے باپ ہی کا قبضہ بچہ کیطرفسے کافی ہے) –
اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھہ دے تو اوسکے ولی یا مان سکے قبضہ کرنے سی یا اجنبی سکے
جسکی گود مین وہ بچہ ہی ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کرنا جانتا ہو تو اوسکے قبض کر
تمام ہو جائیگا – اگر دو آدمی ایک گہر کسی شخص کو ہبہ کر دین تو صحیح ہی نہ برخلاف اسکا
(یعنے ایک آدمی دو کو ایک گہر دے بلا تفصیل حصص سکے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک
کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہین ہی – دس روپیہ کو دو فقیرون پر تصدق کرنا

اور ہبہ کرنا صحیح ہی دو تونگر پر صحیح نہین کیونکہ دو فقیر و نکو دینا ایسا ہی جیسا خدا کو
سب دیا کہ نیت خدا کیواسطی کی ہوتی ہی بخلاف تونگر دون کے کہ اونسمین نیت اونہین کے
دینے کی ہے اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلا تعیین درست نہین ہے ❊

باب ہبہ کے پھیر لینے کے بیان مین ۔ صحیح ہی دیکر پھیر لینا لیکن پھیرنے سی سات امر
منع کرتے ہین (جو) دمع خزقہ (سی سمجھے جاتے ہین) د سے تو وہ زیادتی مراد
ہی جو موہوب چیز سی جدا نہو سکتی ہو جیسے زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنوانا
یا جانور موہوب کا موٹا ہوجانا (کہ اسصورتمین ہبہ نہ پھریگا) اور م سی مراد ہی مرنا ایک کا
واہب اور موہوب لہ مین سے (کہ اگر کوئی مرجاویگا تو ہبہ واپس نہوگا) اور ع کی
عوض مراد ہی (جو ہبہ کے عوض مین واہبنے موہوب لہ سے لیا ہی) اگر موہوب لہ واہب
سے کہے کہ تو اپنے ہبہ کا عوض یا بدل یا اوسکے مقابلہ مین یہ چیز مجھہ سی لیلے
اور وہ لیلے تو اختیار موہوب کے پھیر لینی کا واہب کو نرہیگا اور اگر کوئی اجنبی جو
موہوب لہ نہین ہے ہبہ کا بدلہ دیدیوے تو جائز ہے اور واہب کو اب بھی اختیار نرہیگا
۔ اگر عوض دینے کے بعد تمین آدہا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدہا عوض پھیر لے ۔ اور
اگر عوض مین آدہا کسی اور کا نکلا تو واہب آدہا موہوب واپس نہین لے سکتا جبتک
کہ موہوب لہ دوسرا نصف بھی واپس کرے ۔ اگر آدہے موہوب کا بدلہ پہنچ گیا تو باقی
آدہی کا پھیر لینا صحیح ہی اور خ سے مراد ہی موہوب کا خارج ہوجانا موہوب لہ
کی ملک سی (کہ یہ بھی مانع واپسی ہے) اگر موہوب لہ نے آدہا موہوب بیچ ڈالا تو
واہب آدہا باقی پھیر لیسکتا ہی جس طرح کہ اگر بالکل نہ بیچا ہو تو پھیر سکتا ہی اور ز سی
مراد زوجیت ہی (جیسے موہوب لہ کا خاوند یا جورو ہونا مانع ہبہ کے پھیر نیکا ہی)

پس اگر ایک اجنبی عورت کو کچھہ ہبہ کیا پھر اوس سے نکاح کیا تو ہبہ پھیر سکتا ہے نہ اسکے
عکس مین (یعنے پہلے نکاح کرے اور پھر اوسکو کچھہ دے تو نہین پہیر سکتا اور) ق
سے مراد قرابت ہے۔ پس اگر اپنے ذی رحم محرم کو کچھہ دے تو نہین پہیر سکتا اور ہ
سے ہلاک مراد ہے (یعنے موہوبہا کا موہوب لہ کے پاس سے جاتا رہنا کہ اس سے
بھی ہبہ واپس نہوگا) اگر موہوب لہ دعوی کرے کہ موہوبہ جاتا رہا تو اسکا کہنا معتبر
ہوگا۔ پہیر لینا جب ہی صحیح ہے جب دونو واہب اور موہوب لہ راضی ہون یا حاکم
حکم کرے (کیونکہ دیکر پہیر لینا مسئلہ مختلف فیہ ہے پس ان دو امرون سے ایک کا
ہونا ضرور چاہیئے تاکہ جائز ہونے کی جانب قوت پکڑے۔ پس اگر عین موہوبہ تلف
ہوگیا اور پھر اسکا کوئی مستحق پیدا ہوا اور موہوب لہ نے مستحق کو موہوب کے بدلہ
مین تاوان دیا تو یہہ تاوان واہب سے وصول نہین کرسکتا۔ ہبہ کرنا عوض لینے
کی شرط پر ابتدا مین تو ہبہ کا حکم رکھتا ہے یعنی شرط ہے کہ واہب و موہوب لہ دونو
عوضون پر قابض ہو جاوین اور اگر موہوب مشترک بنے تقسیم ہوگا تو یہہ معاملہ
باطل ہوگا (جیسا ہبہ کا حال ہے) اور انتہا مین یہہ عقد بیع کا حکم رکھتی ہے پس
پھر سکتا ہے بسبب عیب اور خیار رویت کے اور (اگر موہوبہ گھر یا زمین ہوگی تو پڑوسی
کو) حق شفعہ پونہچ سکتا ہے (جیسے بیع مین پونہچ سکتا ہے ۱۲)

فصل حاملہ لونڈی کو ہبہ کیا اور اسکا حمل ہبہ نکیا یا اس شرط پر لونڈی کو ہبہ
کیا کہ مجھکو پھر دیدینا یا اوسکو آزاد کردینا یا ام ولد کر لینا یا گھر ہبہ کیا اس شرط پر
کہ تھوڑا اسمین سے مجھکو پھیر دینا یا تھوڑے کا عوض دینا تو (ہبہ) صحیح ہے اور استثناء حمل
اور دوسری شرطین باطل ہین۔ اگر قرضخواہ قرضدار سے کہے کہ جب کل ہو تو وہ قرض

تو ایسے ہبہ یا تو اسمین سے بری الذمہ ہو یا کہے کہ مجھکو آیندہ پر ضرر ہو اگر ایسے دے تو باقی
آدھا تیرا ہے یا تو اسمین سے بری الذمہ ہی تو یہہ قول باطل ہے (اسلیے کہ دونون
صورتون مین قرض کے ہبہ کرنے کو شرط پر مشروط کیا ہے اور وہ درست نہین)
صحیح ہے ہبہ عمری معمر لہ کیواسطے اوسکی زندگی تک اور اوسکے مرنیکے بعد اوسکے
وارثون کیواسطے - عمری اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنا گہر کسیکو اوسکی زندگی تک
دیدے اور جب وہ مر جاوے تو مالک کو پہیر دیا جاوے - یون کہکر ہبہ صحیح نہین کہ
اگر مین تجہہ سے پہلے مر جاؤن تو یہہ چیز تیری ہے اور اسکو فقہا کی اصطلاح مین رقبیٰ
کہتے ہین - صدقہ کا حکم ہبہ کا سا ہے کہ صحیح نہین ہوتا بغیر قبضہ کے اور بہی نہین صحیح ہوتا
ایسی شی مشترک مین جو تقسیم کے قابل ہے مگر صدقہ کو مثل ہبہ کی پہیر لینا صحیح نہین ہے
(کیونکہ صدقہ تو خدا کیواسطے دیا ہے نہ ہبہ)

کتاب الاجارۃ

کتاب الاجارات

اسمین ٹہیکہ اور کرایہ وغیرہ کا بیان ہے - اجارہ کہتے ہین ایک نفع معلوم کو بیچنا
چیز معلوم کے بدلے مین اور جو چیز قیمت ہو سکتی ہے وہ اجرت اجارہ کی بہی ہو سکتی
ہے - ٹہیکہ کی مدت بیان کرنیسے نفع معلوم ہو جاتا ہی جیسے گہر مین رہنی یا زمین
کی کہیتی کرنے مین (ایکسال یا دو سال مقرر کر دیوے تو گہر کا یا زمین کا نفع مجہول نرہا
بلکہ معلوم ہو گیا) تہوڑی یا چہوٹی مدت وقف کی مقرر کرنا صحیح ہی مگر وقفون کے اجارہ مین
تین برس سے زیادہ مدت مقرر نکیجاویگی - اجارہ کی چیزون کا نام لینیسے کبہی نفع معلوم
ہو جاتا ہی جیسے رنگائی یا سلائی کپڑے کے لئے اجارہ کرنا اور بوجہ لادنا وغیرہ مین اشارہ
کرنے سے نفع معلوم ہو جاتا ہی مثلا یون کہنا کہ اس غلہ کو یہان سے فلانے مکان تک لیجاوے

— اجیر یا مزدور فقط عقد یا اجارہ سے اجرت کا مستحق اور مالک نہیں ہوتا بلکہ اجارہ چار طور ہونے سے
ہو سکتا ہی یا اجرت بلا شرط پہلے دیدیجاوے یا پیشگی اجرت کی شرط ہو جاوے یا کام تمام کر چکے
یا اپنا اجارہ کی چیز پر قادر ہو جاوے (مثلاً اگر گھر رہنے کو کرایہ دیا اور کرایہ دار نے اپنے
قبضہ مین کر لیا گو ابھی نہ رہے مگر مالک مستحق کرایہ کا ہوگا) اگر کپڑے وغیرہ کے لیے
مزدور کیا اور اسکو اس سے کسی نے چھین لیا تو اوسکی مزدوری ساقط ہو جاویگی — گھر کا
یا زمین کا مالک کرایہ دار سے کرایہ روز روز وصول کر سکتا ہی اور اونٹ والا بھی اونٹ کا کرایہ
ہر منزل پر پہونچکر لے سکتا ہی اور دہوبی درزی اپنے کام سے فراغت ہو کر اور نان بائی
روٹی تنور سے نکالکر پس اگر روٹی تنور سے نکالے اور وہ جل جاوے تو مزدوری اوسکی باقی
ہوگی اور روٹی کا تاوان اوسکے ذمہ نہین ہی اور باورچی شوربا پکا لینے پر اور خشت ساز
بعد تیار کر لینے اور کھڑا کر دینے اینٹ کے لے سکتی ہین — جسکے کام کا اثر معین شئے مین
قائم ہو جیسے رنگریز اور دھوبی (کہ اوسکے رنگنے اور دھونے کا اثر یعنی رنگ اور سفید
ہونا کپڑے مین موجود ہوتا ہی) تو وہ اپنی مزدوری کے بدلہ مین اوس شے مصنوع کو روک
سکتا ہی پس اگر بعد روکنے کے وہ شے تلف ہو گئی تو اوسکی قیمت دینی نہ آویگی اور مزدوری اوسکا
بھی نہ ملیگی — اور جسکے کام کا اثر قائم نہو اوسکو اوس شئے کا روکنا مزدوری کیواسطے نہین
صحیح ہے (جیسے پلہ دار اور ملاح وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لئے چیز کو روکنے کا
اختیار نہین) اگر مزدوری ٹھہر گیا ہو کہ کام وہ خود کرے تو وہ دوسرے شخص کو بھی اپنی
جگہہ مزدور نہین بھیج سکتا اور اگر یہ شرط نہین ہی تو درست ہی اگر ایک کو مزدور کیا
اپنے گھر والون کے لانیکے واسطے اور بعض اونمین مر گئے اور مزدور باقیون کو لیکر
آیا تو اوسکو مزدوری حصہ رسد ملیگی (یعنے مردون کا حصہ کم ہو جاویگا) زید کو

فرو درگیا عمرو کے پاس خط لیجاکر جواب لانے پر یا کہانا لیجانے پر اور عمرو کے مر جانے کے سبب سے زید خط یا کہانا لوٹا لایا تو زید کو فرو دری نہین ملیگی +

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنمین خلاف ہو اونکے بیان مین

- صحیح ہے گہرون اور دوکانون کا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اس کام کے جو انمین کیا جاویگا اور کرایہ دار کو اختیار ہے کہ جو کام چاہے انمین کرے مگر یہ کہ لوہار یا دہوبی یا آٹا پیسنے والے کو انمین نہ رکہے (کہ انکے رکہنے سے عمارت کو نقصان پہونچتا ہے) - کہیتی کیواسطے زمین کا کرایہ لینا صحیح ہے بشرطیکہ اوسمین جو شی بووے اوسے بیان کردے یا یون کہدے کہ جو چاہونگا بوونگا - زمین کا ٹہیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانے کیواسطے بہی صحیح ہے پس جب ٹہیکہ کی مدت گذر جاے تو ٹہیکہ دار درخت اور عمارت کو اوکہیڑلے اور زمین کو خالی کردیدے لیکن اگر مالک زمین اوس عمارت یا درخت کی وہ قیمت ادا کردے جو اوکہڑنیکے بعد سے اور آپ اوسکا مالک ہونا چاہے (تو اسصورت مین انکا اکہیڑنا ضرور نہین) یا عمارت و درخت کے رہنے دینے پر راضی ہوجاوے تو اب درخت اور عمارت ہمیشہ تا جر یعنی ٹہیکہ لینے والیکے ہونگے اور زمین مؤجر یعنی ٹہیکہ دینے والے کی اور رطبہ کا حکم درخت کا سا ہے - اگر کہیتی تیار نہین ہوئی ہو اور مدت ٹہیکہ کی پوری ہوگئی تو ٹہیکہ کے برخم پر کہیتی تک زمین مین رہنے دیجاویگی - چارپایہ کا ٹہیکہ واسطے سوار ہونیکے اور لادنے کے درست ہے اور کپڑے کا واسطے پہننے کے پس اگر ٹہیکہ مین سوار یا پہننے والیکا نام نہین لیا ہے تو وہ غیر کو بہی سوار کرسکتا ہے اور اگر سوار یا پہننے والیکو معین کردیا ہے دوسریکو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر ضمان دینا آویگا - اسیطرح حال ہے ہر چیز کا جو استعمال کرنیوالیکے اختلاف سے

مختلف ہو جاتی ہے — جو چیز ایسی نہین ہے اوسمین قید لگانا باطل ہے جیسے قید کرے کہ گہر
مین فلان شخص ہی رہے تو اوسکا کچہ اعتبار نہین کرایہ دار مستاجر جسکو چاہے رکہے — جانور کے
ٹھیکہ مین اگر بوجہہ کی قسم مقرر کردی جیسے گیہون کی گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا اوسیا
سی ہلکی اور چیز کے لادنے کا اختیار ہے نہ زیادہ نقصان کرنیوالی چیز کا جیسے نمک (کہ
کچہ گیہون سے بہاری ہے) — اگر سواری دوسریکو پیچہے بٹہالنے سے مرگئی تو مستاجر کو
نصف قیمت دینی ہوگی — اور اگر مقرر بوجہہ سے زیادہ کرنیکے سبب مرگئی تو جسقدر
زیادہ کیا اوسیکے موافق قیمت اداکرنی ہوگی — اگر بارہنے یا لگام کہینچنے یا زین اوتار
لینے یا پالان باندہنے یا ایسے زین باندہنے سے کہ اوس جیسے جانور پر نہ باندہتے ہون
یا جو راہ ٹہہر گیا تہا اوسکو چہوڑکر دوسرا اختیار کرنے سے بشرطیکہ دونو راہون مین
فرق ہو (یعنے دوسرا زیادہ یا سخت ہو) یا جنگل کیطرف سیلکر ایسی ہوئی جانور کو دریا
مین لادنے سے ہلاک ہوجائے تو سب قیمت دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو پہونچا دیا
تو جو کرایہ ٹہہرا تہا وہی دینا ہوگا — اگر گیہونکی کہیتی ٹہہری تہی اور رطبہ بویا تو رطبہ
بونے سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہوگی — اگر کسی درزی نے کپڑے
کو کہا تہا اور قبا سیدی تو کپڑے کی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا کی سلائی جو ٹہہری
کے موافق دیکر قبا ہی لے لے تب بہی صحیح ہے

باب اجارہ فاسد ہونیکے بیان مین — اجارہ فاسد ہوجاتا ہے ان شرطون سے جو عقد
کے خلاف ہون اور ایسیصورتمین اگر مزدور کام کریگا تو جیسا کام کریگا ویسی ہی مزدوری
ملیگی مگر جو پہلے ٹہہری تہی اوس سے زیادہ نہ دیگی — اگر مکان کرایہ لیا ہر مہینے
تو فقط ایک مہینے کے لئے صحیح ہے مگر جبکہ بیان کردے سب مہینون کو جتنے مہینے کی

ایکساعت بھی رہیگا تو اُس مہینے کا کرایہ صحیح ہو جائیگا۔ اگر مکان ایک سال کیواسطے
کرایہ لیا تو صحیح ہے گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے۔ شروع مدت ٹھیکے کی عقد کیوقت
سے ہے پس اگر جسوقت چاند دیکھا اُسوقت عقد کیا تب تو مہینوں مہینوں کا حساب رہیگا
اور جو نہیں تو دنون کا حساب رہیگا۔ پچھنے لگانے اور حمام مین نہلانے کی اجرت
لینی درست ہے مگر مادہ پر نر کے ڈالنے کی مزدوری لینی درست نہیں۔ اسیطرح اذان
کہنے کی مزدوری اور حج کرنے کی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم
فقہ کے سکہلانے کی مزدوری ناجائز ہے مگر اس زمانہ مین فتوی اسپر ہے کہ قرآن سکہانے کی
مزدوری صحیح ہے اسلئے کہ لوگونکو مفت سکہانے کی توفیق نہیں ہے اور گانے اور نوحہ
کرنے اور ستار و دف وغیرہ بجانے پر مزدوری لینی درست نہیں۔ زمین مشاع کا اجارہ
فاسد ہے (جتنے آدہی یا تہائی غیر معین کو اجارہ دیو تو فاسد ہے) لیکن اگر شریک کو دے
جسکے پاس باقی ہے تو درست ہے۔ دایہ کا نوکر رکہنا اجرت معلوم پر صحیح ہے اور کہانے
پینے پر رکہنا بھی صحیح ہے۔ دایہ کے خاوند کو اوسکی صحبت کرنے سے نہ منع کرے
پس اگر دایہ حاملہ ہو جاوے یا بیمار ہو جاوے تو عقد اجارہ فسخ ہو جاویگا اور دایہ
کو لڑکے کی خوراک کا درست کرنا لازم ہے پس اگر لڑکے کو بکری کا دودہ پلائیگی تو مزدوری
نہ لیگی۔ اگر سوت دیا کہ آدہی کا کپڑا بُن دے یا آدہا بناہی تمہین ملیگا یا مزدور کیا کہ میرا
اناج فلان جگہہ پونہچادے اور اوسمین سے سیر بھر لے لینا یا مجھکو کلا...دے تم نے ...
آج ایکدرم ...کے بدلے مین بنکادے تم یہہ سب جائز نہین۔ اگر زمین ٹھیکہ مین لی اس شرط
پر کہ اوسمین ہل جوتونگا اور کہیتی کرونگا یا اوسکو پانی دونگا اور کہیتی کرونگا تو صحیح ہے
پس اگر شرط کر لی کہ زمین پہیرتے وقت پہر ہل جوتونگا یا کہ ...ہل جوتونگا اوسمین ...

[illegible] یہ سمجھو یا کہا [illegible] کے [illegible] عوض
میں اپنی زمین تجکو زراعت کے لئے [illegible] جیسا ہوا ہو گیہوں
بونے سے [illegible] عوض کرایہ [illegible] اگر [illegible] تو [illegible] نہیں اگر فرد
کہا [illegible] اسکے [illegible] مزدوری [illegible]
[illegible] جیسے [illegible] گا [illegible] اپنا گہر
پاس [illegible] کہا [illegible] کرایہ کو لیا [illegible]
اگر [illegible] کہ [illegible] گا کو نسی چیز [illegible]
[illegible] کہتی [illegible] اور [illegible] ہو گی
اگر سواری کو [illegible] مثلاً [illegible] کرایہ کیا [illegible] گا [illegible] جیسا لوگ
لادتے ہیں موافق دستور کے [illegible] اور سواری ہلاک ہو گئی تو قیمت کا ضامن
نہو گا اور اگر اوسنے مکہ شریف تک پہنچا دیا تو [illegible] ہو گا اگر موجر
اور دیتا جس جگہ [illegible] بوجھ کے لادنے سے پہلے یوں کہ
دیتا کہ کسی چیز کو بونا یا لادنا چاہے [illegible] جو [illegible] لادے [illegible]
قاضی کے پاس جہگڑا لیجائیں تو قاضی عقد اجارہ کو توڑ دے تاکہ فساد [illegible]
باب [illegible] اجیر کے ضامن ہونے کے بیان میں [illegible] جو کسی خاص شخص
کا کام نکرے (بلکہ جو چاہے اسکا کام کرے) اور مستحق مزدوری کا نہیں ہوتا جب تک
کام کر نہ دے جیسے رنگریز یا دہوبی [illegible] اوسکے پاس [illegible]
ہونے پر تاوان دیگا) جو چیز اجیر کے کام سے تلف ہو جاے (جیسے کپڑا دہوبی کے کوٹنے
سے پہٹ جاوے یا مزدور کے پہسلنے سے جو [illegible] جس رسی سے [illegible] باندہا ہوا [illegible]

سی اسباب ٹوٹجاوی یا ملاح کشتی کو کہینچ لے اور اسلیے کشتی ڈوبجاوی تو جتنا
مال کا نقصان ہوگا اوسکا تاوان ان صورتون مین لیا جاویگا مگر جو آدمی کہ اُس کشتی
کے ڈوبنے سے ضائع ہوگئے ہون اُنکا تاوان نہین لیا جاویگا پس اگر مزدور جیسی
مٹکا جسکے اوٹھانے کیواسطے مزدور ہوا تہا راہ مین ٹوٹجاوی تو مزدور اوسکی قیمت
مالک کو وہان دیوی جہان سے مٹکا اُٹھایا تہا اور اسصورت مین مزدوری اوسکو ملیگی یا
وہان دی جہان ٹوٹا ہی اور مزدوری اوسقدر ملیگی جتنی راہ طے کر چکا تہا۔ پچہنے
لگانے والا اور فصد کہولنے والا جانورون خواہ انسانون کا اگر پچہنے لگانے خواہ
نشتر مارنے مین معمولی جگہہ سی فرق نکرین تو تاوان نہ دینگے۔ خاص مزدور اپنی
مزدوری کا مستحق ہوجاتا ہی جب سی کہ مدت اجارہ مین کام پر مستعد ہوجاوے
خواہ اُس سے کام لیا جاوی یا نلیا جاوی جیسی کسیکو خدمتگاری کیواسطے یا
بکریان چرانیکے واسطی نوکر رکہا اور یہہ مزدور تاوان نہین اُس چیز کا جو اوسکے ہاتہ
سے تلف ہوجاوی یا اوسکے کام کرنے سی جاتی رہی۔ مسئلہ صحیح ہے دوسری مزدوری
مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسری وقت کے اعتبار سے یعنی شرط
مین (یعنے یہہ اجارہ دو مزدوری کا دو طرحکے کامون اور دو وقتونکے کامون
پر درست ہی مگر جبتک موافق شرط اول کے دینی آتی ہے مثلاً اگر درزی سی کہی
کہ اگر اس کپڑی کی قبا سی فارسی سیئیگا تو ایک روپیا اور اگر رومی قبا سیئیگا تو
آٹھہ آنے دونگا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سیئی تو ایک روپیہ مزدوری
دی اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سیئی تو جو اوسکی مزدوری کا دستور
ہو وہ دینا ہوگا آٹھہ آنے دینی ہونگی اسیطرح اگر درزی سی کہا کہ اگر آج سیئیگا تو ایک روپیہ

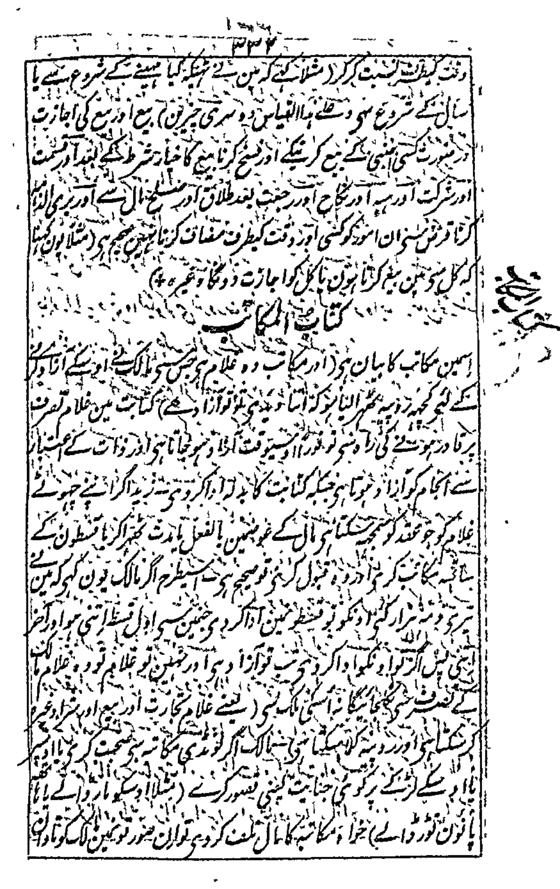
اور کل پہنیگا تو آٹھ آنے تو اوسدن سیئیگا تو ایکروپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز
سیئیگا تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے) ایساہی حال ہی دوکان
اور حجرہ مین (مثلاً کہی کہ اگر دوکان مین درزی کو بٹہائیگا تو اسکا کرایہ ایکروپیہ ہی اور
اگر لوہار کو بٹہائیگا تو دو روپئے پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹہائیگا تو ایک
روپیہ کرایہ کا ہوگا اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹہائیگا تو کرایہ مثل یعنی دستور
کے موافق لازم آویگا نہ دو روپیہ) اسیطرح چارپایہ مین دوسری اجرت باعتبار
مسافت کے یا بوجہ کے مقرر کرنی درست ہی (جیسے کہی کہ اگر مکہ تک لیجاوے یا دو من
لادے تو ایکروپیہ اور اگر طایف تک لیجاوے یا پانچ من لادے تو آٹھ آنے تو اگر پہلی
شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہرے ہوئے کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے
موافق کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا جو ٹھہرا تھا) جس غلام کو خدمت کیواسطے
حالت اقامت مین اجیر مقرر کیا اوسکو سفر مین ساتھ لیجانا صحیح نہین ہی بغیر بیاہے
سے شرط کرنیکے (اگر سفر کی شرط بھی کر لی تو لیجانا درست ہی) مستاجر غلام ممنوع العمل
کو اوسکی کار خدمت کے عوض مین جو اجرت دیہو وہ اوس سے واپس لے (صورت
اوسکی یہہ ہی کہ زید نے ایک غلام کو جسکو مالک نے کام سے منع کر دیا ہی اجیر کیا اور
کام لیا اور مزدوری دیدی پہر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل تھا مالک کیطرف سے
تو اب زید مزدوری پہیر نہین سکتا) زید نے ایک غلام عمرو سے چہین لیا پہر اوس
سے مزدوری کرائی اگر اوسکی کمائی کہا گیا تو واپس کرنا اوس اجرت کا زید پر نہ آویگا
اگر غلام ممنوع کا مالک مزدوری جو اوسکی اوس غلام کے ہاتھ مین موجود پاوے
تو لے سکتا ہی صحیح ہی غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا لے لینا (یعنے مستاجر اگر

غلام کے حوالہ کر دی اور وہ قبضہ کر لے تو بری الذمہ ہو جائیگا) اگر غلام کو دو مہینے
کیواسطے اسطرح نوکر رکھا کہ ایک مہینا چار روپیہ پر اور ایک مہینا پانچ پر تو صحیح ہے
پہلے مہینے مین چار اور دوسرے مین پانچ لازم ہونگے (پہلے مین پانچ دوسرے مین
چار نہین ہوسکتے) اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپسمین اختلاف کرین مستاجر
کہے کہ تونے جو غلام ٹھیکہ مین دیا تہا وہ بہاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجر کہے کہ ایسا
نہین ہوا تو دیکھا جاویگا کہ اگر جہگڑے کیوقت واقع مین بہاگا ہوا ہی یا بیمار ہی تو مستاجر
کا قول معتبر ہوگا اور جو نہین تو قول موجر کا کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا کرتے
یا قبا کے سینے مین اور سرخ یا زرد رنگنے مین اور مزدوری لازم ہونے یا نہونے مین
(صورت اخیرہ یہہ ہے کہ مستاجر کہے کہ یہہ کام تونے اس کپڑے مین مفت کیا ہی اور اجیر
کہے کہ اجرت کے عوض مین یہہ مین نے کیا ہی تو مالک کا قول معتبر ہوگا +

باب ٹھیکہ توڑنیکے بیان مین - ایسے عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہو اور کرایہ
کے مکان کے خراب ہو جانے سے اور کہیتی کی زمین اور پنچکی کے پانی بند ہونے سے اجارہ
فسخ ہو جاتا ہی - اگر عاقدین مین سے ایک کوئی مرجاوے درصورتیکہ اجارہ اپنی ذات
کیواسطے کیا ہی تو اجارہ فسخ ہو جاویگا اور اگر غیر کیواسطے عقد کیا تہا جیسے وکیل اور
وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہی تو فسخ نہوگا - ٹوٹجاتا ہی اجارہ خیار شرط
اور خیار رویت سے (مثلاً کہے کہ مجہکو تین روز تک اختیار ہی چاہون رہنے دون چاہون
توڑ ڈالون یا یہہ کہے کہ جب دیکہون تو مجہکو اجارہ توڑ ڈالنے کا اختیار ہی) اور اجارہ
عذر سے بھی فسخ ہو جاتا ہی اور عذر اسکو کہتے ہین کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون
برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اوسپر ضرر نہین عاجز ہو مثلاً

کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑھ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور کیا پھر درد جاتا رہا یا ولیمہ کا کھانا پکانے کیواسطے مقرر کیا پھر عورت نے اُس سے خلع کر لیا یا دوکان تجارت کیواسطے کرایہ لی پھر مفلس ہوگیا یا دوکان کرایہ پر دی پھر اوسکے ذمہ قرض لازم ہوگیا ظاہر مین یا اوسکے بیان سے یا اوسکے اقرار سے اور سوای اُس دوکان کے اور کچھہ مال اُسکا نہین یا جانور سفر کے لئے کرایہ کیا پھر ایسی کوئی بات نکل آئی کہ سفر اُسکو نکرنا مصلحت ہوا اِن سب صور تون مین فسخ اجارہ کر سکتا ہے۔ اگر جانور کرایہ دینے والیکو کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین توڑ سکتا (کیونکہ دوسریکو اپنی جگہہ جانور کے ساتھہ بھیج سکتا ہے)

مسائل متفرقہ اگر منگنی کی زمین یا ٹھیکہ مین لی ہوئی زمین کی کہیتی جلاوی اور اوسکے سبب سے دوسریکی زمین کی کہیتی بھی جلگئی تو اوسپر تاوان نہین آویگا (اگر ہوا نہوگی اور اگر جلانے کیوقت ہوا تھی تو تاوان دینا ہوگا) اگر درزی یا رنگریز اپنی دوکان مین کسیکو بٹھالے تاکہ کام کردے اور نصف اجرت لے تو صحیح ہے۔ اگر اونٹ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اوسپر کجاوہ رکھے اور دو سواریان بٹھلا دے تو صحیح ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ ایسا کجاوہ رکھلے جو مروج ہو مگر اُس کجاوہ کا دیکھہ لینا بہتر ہے تاکہ پھر بکھیڑا نہو چھوٹے بڑے ہین اور اگر توشہ کے لادنیکے لئے کرایہ کیا اور مقدار توشہ کی معیّن کردی تو اگر اوسمین سے کچھہ کہا لے تو وہ اتنا ہی اور اوسکے عوض رکھہ سکتا ہے۔ صحیح ہے اجارہ کرنا اور اوسکا فسخ کرنا اور کھیتی کرنا اور سینچنے کا معاملہ کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی



وقت کیطرف نسبت کرکر (مثلاً کہے کہ مین نے ٹھیکہ کیا مہینے کے شروع سے یا
سال کے شروع سے وعلیٰ ہذا القیاس دوسری چیزین) بیع اور بیع کی اجازت
اور صورت کسی اجنبی کے بیع کرنیکے اور فسخ کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت
اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ
کرنا قرض سے ان امور کو کسی اور وقت کیطرف مضاف کرنا نہین صحیح ہی (مثلاً یون کہنا
کہ کل سے مین بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دونگا وغیرہ)

کتاب المکاتب

اسمین مکاتب کا بیان ہی (اور مکاتب وہ غلام ہی جس سے مالک نے اوسکے آزاد کرنے
کے لیے کچھہ روپیہ ٹھہرالیا ہو کہ اتنا تو دیدے تو تو آزاد ہے) کتابت مین غلام تصرف
پر قادر ہونے کی راہ سے تو فوراً اور اسیوقت آزاد ہوجاتا ہی اور ذات کے اعتبار
سے انجام کو آزاد ہوتا ہی جبکہ کتابت کا بدلہ ادا کردے پس زید اگر اپنے چھوٹے
غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہی مال کے عوض مین بالفعل یا مدت ٹھہرا کر یا قسطون کے
ساتھہ مکاتب کرے اور وہ قبول کرلے تو صحیح ہی اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ مین
نے تیرے ذمہ ہزار کیے او نکو تو قسطون مین ادا کردے جنمین سے اول قسط اتنی ہو اور آخر
اتنی پس اگر تو او نکو ادا کردیگا تب تو آزاد ہی اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک
کے تصرف سے نکل جائیگا نہ اوسکی ملک سے (یعنے غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ
کرسکتا ہی اور روپیہ کما سکتا ہی) مالک اگر لونڈی مکاتبہ سے صحبت کرے یا اوسے
یا اوسکے لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے (مثلاً اوسکو مار ڈالے یا ہاتھ
پانون توڑ ڈالے) خواہ مکاتبہ کا مال تلف کردے تو ان صورتون مین مالک کو تاوان

دینا آویگا۔ اگر زید اپنے مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سور یا قیمت اُس مملوک کے
یا بدلے مین ایسی شے کے جو اُس مملوک کی ملک نہو یا عوض سو روپیہ کے اِس شرط پر
کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دے اِن سب صورتون
مین کتابت باطل ہو جائیگی پس اگر ادا کر دی غلام وہ شراب تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی
قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس (اگر قیمت غلام کی) شرط سے کم (ہوگی تو کم)
نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاویگی — اگر ایک جانور کے بدلے مین
مکاتب کیا (اور اوسکی قسم مثلاً اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کر دی) تو (کتابت
صحیح ہے گو وصف اُس جانور کا نہ بیان کیا جاوے — صحیح ہے مالک کافر کا غلام
کافر کو مکاتب کرنا شراب کے بدلے مین اور اونمین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو
مالک کو قیمت شراب کی پونہچیگی اور شراب کے لینے سے بھی آزاد ہو جائیگا ٭

باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہے اور جنکا درست نہین اونکے بیان مین
— مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہے گو مالک نے شرط کر دی ہو کہ شہر سے نکلنا
اور اپنی لونڈی کا نکاح کر دینا اور اپنے غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب
نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو اوسکی ولا مالک
کو پونہچیگی اور نہین تو مکاتب اول کو — مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے
اور ہبہ کرنا اور تھوڑے چیز کے سوا تصدق کرنا اور کسیکا ضامن ہونا اور قرض دینا
اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کے عوض مین ہو اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کر دینا
اپنے غلام کا درست نہین — باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق مین حکم
مکاتب کا رکھتے ہین (یعنے جو امور مذکورہ سابق مکاتب نہین کر سکتا ہے وہ باپ اپنے

بچہ جسکے مملوک ہو اور وہی اپنے موصی کی اولاد صغیر کے مملوک ہو بھی نہین کرسکتا
مثل باپ اور شریک کو امور مذکورہ مین سے کسیکا اختیار نہین ہے - اگر زید مکاتب اپنے
باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہوجائینگے (یعنی کتابت اول مین داخل ہونگے
اور مکاتب کے ساتھہ آزاد ہوجائینگے) اور اگر بھائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے
تو مکاتب نہونگے - اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدے جو اوسکی بیبی تھی غیر شخص کی مملوک
اور ساوس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈی کو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب
ہوجائیگا اور لونڈی کو بیچنا صحیح نہوگا اور بغیر لڑکے کے خریدے ہو تو اوسکا بیچنا صحیح ہے
- اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنے تو لڑکا مکاتب ہوجائیگا اور جو کمائی اسکی
ہوگی وہ باپ کو ملیگی - اگر مکاتب اپنی لونڈی کا اپنے غلام سے نکاح کردے پھر دونو
کو مکاتب کردے اور اون سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا ماں کی کتابت مین داخل ہوکر مکاتب
ہوجائیگا اور اوسکی کمائی ماں کو ملیگی - اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی
اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی نسبت مین اپنے آپکو آزاد جانتی ہے نکاح
کیا اور اوسکے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ کسیکی لونڈی ہے تو وہ لڑکا اوسیکا غلام
ٹھہریگا جسکی لونڈی ہے - اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خریدکر اوس سے صحبت کرے
پھر وہ کسی اور کی نکلی یا خرید فاسد سے خریدی تہی اور صحبت کرنیکے بعد وہ واپس
ہوگئی تو صحبت کی اُجرت دونو مسئلہ مین مالک کے ذمہ محسوب ہوگی اور بے اجازت
مالک کے نکاح کرکر صحبت کی ہوگی تو اوسمین جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب
کی آزادی کے بعد اوس سے وصول کیا جائیگا **فصل** اگر مکاتب لونڈی کے مالک
سے اولاد ہوئی تو مکاتب ہی رہیگی (یعنے بدل کتابت ادا کرکر آزاد ہوسکتی ہے)

اور اگر بدل کتابت ادا ہو تو ام ولد ٹھہریگی ۔ اگر کوئی شخص اپنی مدبرہ یا ام ولد کو مکاتب کرے
تو صحیح ہی اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا عوض آزاد ہو جاویگی مگر مدبرہ دو ثلث
اپنی قیمت کے وارثوں کو ادا کریگا اور اگر مالک فقیر ہو کر مرگیا ہو تو تمام بدل کتابت اسکو
ادا دینا ہوگا ۔ اگر کوئی اپنی مکاتب کو مدبر کردے تو یہہ بھی صحیح ہے پس اگر یہہ بدل کتابت
ادا کریگا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مدبر رہیگا اور اگر مالک اسکا فقیر مرے تو دو ثلث اپنی
قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے ادا دے ۔ اگر مکاتب کو مالک آزاد کر دیگا تو
آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اوسکے ذمہ سے اوتر جائیگا اور اگر ہزار روپیہ پر کسی
وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اوس سے صلح کرلی فی الحال پانسو
دینے پر تب بھی صحیح ہے ۔ اگر کوئی بیمار جسنے اپنے غلام کو دو ہزار کے عوض ایک
برس تک کی مدت میں ادا کر دینے پر مکاتب کیا تھا مرجاوے اور غلام کی قیمت ایک
ہزار ہے اور وارثوں نے بدل کتابت کو دیر میں دینا روا نرکھا تو غلام مذکور دو
تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر میں دیتا رہے یا
اگر عاجز ہو بدل کتابت سے تو غلامی میں رہے ۔ اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر
مکاتب کیا تھا اور قیمت اوسکی دو ہزار ہے اور وارثوں نے سال بھر کی دیر روا
نرکھی تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کر دے یا غلامی میں رہے ۔ اگر ایک آزاد
نے کسی غلام کو اوسکے مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کر دیا
تو وہ غلام آزاد ہو گیا پھر اگر غلام نے بعد اطلاع اپنی مکاتب ہونے کو جائز کہا
تو وہ مکاتب ہوگا (یعنے جو مال آزاد شخص نے اسکے مالک کو دیا ہے وہ اوسکے ذمہ
پر لازم ہوگا) اگر ایک شخص دو غلاموں کو مکاتب کرے جسمیں ایک موجود اور ایک غائب

ہو اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کرلے تو صحیح ہے اب ان دونوں میں سے جو
مال کتابت ادا کردیگا دونوں آزاد ہو جائینگے اور جو ادا کرتی ہے وہ دوسرے سے
اسکا حصہ نہیں لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھ نہیں ہوگا بلکہ
مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کریگا اور غائب کا بعقد قبول کرنا لغو ہے (یعنی اسکے
قبول سے بدل کتابت اوسکے ذمہ لازم نہوگا) اگر ایک لونڈی اپنی اور اپنے دو
بچوں کیطرف سے جو چھوٹے ہوں عقد کتابت کرے تو صحیح ہے اب تینوں میں سے جو مال ادا
کریگا دوسرے سے نہیں لے سکتا ۔

باب مشترک غلام کے مکاتب کرنیکے بیان میں ۔ زید و عمرو ایک غلام میں شریک
ہیں اور ان میں سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کی
عوض میں مکاتب کرکے مال کتابت قبول کرلینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھ بدل
کتابت وصول کیا پھر وہ غلام اوس سے عاجز ہوگیا تو جو لیا ہے وہ عمرو کا [illegible]
زید کا ۔ زید و عمرو کی شرکت میں ایک لونڈی ہے اور دونوں نے اوسکو مکاتب
کیا پھر زید نے اوس سے صحبت کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ بچہ میرا ہے پھر عمرو
نے صحبت کی اور دوسرا بچہ ہوا اور عمرو نے کہا کہ میرا ہی ہے پھر لونڈی ادائی بدل
کتابت سے عاجز ہوگئی تو لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو آدھی قیمت لونڈی
کی اور آدھا تاوان صحبت کا ادا کریگا اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے
لڑکے کی قیمت ادا کریگا اور یہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور زید و عمرو میں سے جو
کوئی صحبت کا تاوان اوس لونڈی مکاتب کو دیدیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک [illegible]
[illegible] نہیں کرسکتا مگر یہ حکم اوسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہے اور [illegible]

عاجز ہونیکے تاوان صحبت زید کو دینگا اور لونڈی لیوے اور اگر زید نے اس لونڈی مشترک کو زید کی صحبت کے اور لڑکے کے دعویٰ کر نیکے پہلے مدبر کر دیا اور عمرو نے صحبت نہیں کی ہے پہر لونڈی ادا ہو بدل سے عاجز ہو گئی تو زید کا مدبر کرنا باطل ہے اور زید کی یہہ لونڈی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور نصف تاوان صحبت کا دے اور لڑکا زید کا ہوگا۔ اور اگر زید و عمرو میں سے کوئی اس لونڈی مکاتب کو آزاد کر دے اور وہ مالدار ہے پہر لونڈی ادای زر کتابت سے عاجز ہو تو آزاد کرنے والا دوسرے شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دے اور یہہ نصف اوس لونڈی سے وصول کرے (اگر دوسرا شریک بھی آزاد کر دے یا اس لونڈی سے نصف قیمت کمواے تو پہلے آزاد کرنیوالے سے کچہہ نہیں لے سکتا) اگر زید و عمرو میں ایک غلام مشترک ہے اور پہر زید نے اوسکو مدبر کر دیا اور عمرو نے اپنا حصہ حالت توانگری میں آزاد کر دیا تو زید عمرو سے نصف قیمت لے سکتا ہے اور اگر عمرو کے آزاد کرنیکے بعد زید مدبر کرے تو کچہہ نہیں لے سکتا (ہاں غلام سے چاہے تو نصف قیمت کمواے چاہے آزاد کر دے)

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سے عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے مرنیکے بیان میں۔ مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنے سے عاجز ہو جاوے اور کہیں سے اسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اوسکے عاجز ہونیکا حکم نکرے اور اگر کوئی مال اوسکا نہیں ہے تو حاکم اوسکو عاجز ٹھہرا کر عقد کتابت فسخ کر دے یا مالک اوسکی رضامندی سے فسخ کر دے اور اب اسپر غلامی کے سب احکام لوٹ آوینگے اور جو مال اسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہو جاویگا۔ اگر مکاتب کچہہ

مال چھوڑکر مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدل کتابت اوسکے مال سے ادا کیا جاویگا اور زندگی کے آخر دم مین اوسپر حکم آزادی کا کیا جائیگا (یعنے موت آزادی کے بعد متصور ہوگی) - اگر مکاتب نے لڑکا چھوڑا جو ایام کتابت مین پیدا ہوا ہے اور کوئی مال بدل کتابت کے ادا کرنیکے لئے نہو تو یہہ لڑکا باپ کیطرح بدل کتابت کی قسطون کے ادا کرنے مین کوشش کرے پس اگر بدل ادا کردیگا تو یہہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اوسکا باپ بہی موت سے پہلے آزاد ٹھہریگا - اگر مکاتب نے اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خریدا تہا تو اس لڑکے کو بدل کتابت بالفعل اکٹھا دینا ہوگا نہ قسطون سے پس اگر ادا کردیا تو آزاد رہا ورنہین تو غلام ہوجائیگا - اور اگر مکاتب نے اپنے بیٹے کو خریدا اور مرگیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت کو کافی ہو تو یہہ لڑکا اوسکا وارث ہوگا (کیونکہ جب لڑکے نے زر کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور یہہ لڑکا بھی اُسکا تابع ہوا آزاد ہونے مین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا) جسطرح کہ اگر باپ بیٹے دونو کو ساتھہ ہی مکاتب کیا ہوتا (اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اُسکا ہوتا) اگر مکاتب آزاد عورت سے ایک بیٹا چھوڑے اور اسقدر قرض اپنا اوروں پر چھوڑے جو بدل کتابت کو کافی ہوا اور اس لڑکے نے کوئی تقصیر کی جسکے تاوان کا قاضی نے اوسکی مان کے کنبے پر حکم کیا تو اُس حکم سے یہہ ثابت نہوگا کہ قاضی مکاتب کو ادائی بدل کتابت سے عاجز ٹھہرایا (کیونکہ مقتضائے کتابت یہی تہا کہ لڑکے کو مان کے کنبے مین ملادین تاکہ باپ کیطرف سے بدل کتابت کے ادا ہونے پر باپ سے لاحق ہوجائے) اور اگر بچہ کے مان باپ کے آزاد کرنیوالے اوسکی ولا مین جھگڑین اور قاضی مان کے آزاد کرنیوالے کو ولا بچہ کی دلوادے تو اس حکم

سے مکاتب کا عاجز ہونا ثابت ہوگا (اسلئے کہ مال سے آزاد کرنیوالیکو ولا کا دلانا اس
بات کی دلیل ہے کہ اُسکا باپ قابلیت اسکی نہین رکہتا کہ اپنے لڑکے کی ولا اپنے آزاد
کرنیوالے کو پہنچا دے اور یہہ قابلیت نرکہنا آزاد نہونیکے سبب سے ہوتا ہے اور آزاد نہونا
بغیر بدل کتابت سے عاجز ہونیکے نہین ہو سکتا اسلئے اسکا حکم ہے اوسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا)
اگر مکاتب نے زکوۃ و صدقہ وغیرہ کا مال لوگون سے لیکر مالک کو بدل کتابت مین دیا اور
پہر عاجز ہوگیا تو یہہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ و صدقہ مالک کو خود لینا درست
نہو (اُسکی وجہ یہہ ہے کہ سبب ملک کا بدلگیا یعنی مکاتب تو اُس مال کا بطور صدقہ اور
خیرات کے مالک ہوا تہا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکے عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو
نہوئی) غلام اگر تقصیر کرے پہر اوسکو اوسکا مالک مکاتب کر دے اور اوسکے تقصیر کرنے
کی مالک کو اطلاع نہو پہر یہہ مکاتب ادا ے زر کتابت سے عاجز ہو تو مالک اُس غلام کو
اُس شخص کے حوالہ کرے جسکا اوسنے نقصان کیا ہے یا اوسکے قصور کا تاوان دے
اسیطرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابہی تاوان دینے کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہو جاوے
ادا ے بدل کتابت سے تو اسصورت مین بہی نقصان والہ کو یا غلام دیا جاویگا یا تاوان
پس اگر مکاتب پر حکم تاوان دینے کا کیا جاوے پہر اوسکے بعد بدل کتابت سے عاجز ہو تو یہہ
تاوان اوسکی ذمہ بمنزلہ قرض کے ہوگا کہ اسمین غلام مذکور بیچا جا دیگا (اگر مالک مرجاوے
تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب کے وارثونکو بدل کتابت اپنی قسطون سے ادا کرے
اور اگر وارث اوسکو آزاد کردین تو آزاد ہو سکتا ہے نہ بدلے کے اور اگر بعض وارث آزاد
کر دین تو انکا آزاد کرنا جاری نہوگا)

كتاب الولاء

اسمین ولا کا بیان ہے (آزاد کیا ہوا مملوک اگر مر جاوے اور کوئی وارث نچھوڑے تو اسکا ترکہ آزاد کرنیوالے کو پہونچتا ہی اور اس ترکہ کو ولا کہتے ہین) ولا اسکو ملیگی جسنے آزاد کیا ہو گو مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے مالک ہونے سے آزاد ہوا ہو (مثلاً زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بسبب قرابت کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہو گیا تو اسکی ولا زید کو پہونچیگی) اور شرط ولا کے نہ پہونچنے کی لغو ہے (یعنی اگر بوقت آزاد کرنیکے یہ شرط کیجاوے کہ ولا آزاد کرنیوالے کو نملے تو یہ شرط لغو ٹھہریگی سائبہ جو عبارت کنز مین ہی اسکے معنی آنے جانیوالے کے ہین یعنی جو کسیکی قید مین نہو) اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنے خاوند سے کہ وہ بھی غلام ہی حمل رکھتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی ولا زید سے کبھی تجاوز نکریگی (یعنے اسکی ماں کے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اگرچہ آزادی کے بعد چھہ مہینے سے کم مین جنی) اور اگر چھہ مہینے سے زیادہ مین جنی تب بھی بچہ کی ولا اسکی ماں کے مولیکو ملیگی (اگر اس بچہ کا باپ آزاد نہو جاوے) اور اگر وہ آزاد ہو گیا ہو تو اپنے آزاد کرنیوالے کیطرف ولا کو کھینچ لیگا (خلاصہ یہ کہ آزادی سے چھہ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنے تو بہر صورت بچہ کی ولا اسکی ماں کے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اور اگر چھہ مہینے سے زائد مین جنی اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونے کیوقت لونڈی کو حمل تہا یا نتہا تب بھی ولا ماں کو پہونچیگی لیکن اگر اس بچہ کا باپ آزاد ہو جاوے تو وہ ولا مذکور اپنے آزاد کرنے والیکی طرف کھینچ لیگا اسلئے کہ باپ کی جانب قوی تر ہی) اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی ہوئی عورت سے پہر وہ جنی تو اس لڑکے کی ولا اسکی ماں کے آزاد کرنیوالیکو ملیگی گو اس عجمی نے کسی سے عقد موالات کیا ہو (کیونکہ ترکہ پانے مین مولی عتاقہ مقدم ہی مولے

موالات پر اور عقد موالات یہہ ہی کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتہہ پر اسلام لاوے
اور یہہ قرار کرے کہ میرے بعد میری میراث تجھکو پہنچیگی اور تجہی کی دیت اسواسطے ہے کہ اگر
باپ عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کیطرف نہ ماں کے آزاد کرنیوالیکی
طرف ع آزاد کرنیوالا میراث لینے مین مقدم ہی ذوی الارحام پر اور موخر ہی عصبہ
نسبی سی پس اگر آزاد کرنیوالا اول مرجاوے پہر اوسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوے تو اس
آزاد کی ہوئی کی میراث آزاد کرنیوالیکے اس عصبہ کو پہنچیگی جو سب سی نزدیک ہی (یعنی
اوسکے سب وارثونکو نہین ملیگی) عورتونکو ولاء عتاقہ نہین ملتی مگر اوسکی جسکو انہون
نے خود آزاد کیا ہو یا انکے آزاد کئے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور انکے مکاتب کی اور
مکاتب کے مکاتب کی (یعنی عورتین اپنے مورث کے ترکہ مین سی ولا کا حصہ نہین
لے سکتین مثلا اگر کوئی شخص مرے اور کچہہ ترکہ چہوڑے اور اوسکے ترکہ مین سی ولا کا
مال بہی ہو اور وارث مرد اور عورتین ہون تو عورتونکو ولا مین سی حصہ نملیگا اوسکے
مالک فقط مرد ہونگے ہان جسکو خود انہون نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اوس
یعنی عصبہ قریب
آزاد اور مکاتب نے کسی کو آزاد اور مکاتب کیا ہو اوسکی ولا عورتونکو ملیگی بخلاف
مردونکے کہ وہ مورث کی ولا مین سی بہی وارث ہوتے ہین ۱۲)

فصل

فصل ایک شخص ایک کے ہاتہہ پر اسلام لایا (یعنے اوسکی رہنموئی سی مسلمان
ہوا) اس شرط پر کہ نومسلم کے مرنیکے بعد اوسکے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہو اور
اگر وہ نومسلم کسیکا کچہہ نقصان کرے تو اوس نقصان کا تاوان بہی وہی ہادی دیوے یا
ہادی کے سوا کسی غیر سی یہہ معاملہ کرلے تو درست ہی (غرض جس سے اسلام کا عہد
کریگا اوسکو مولی الموالات کہتے ہین بعد اس عقد کے) اگر نومسلم جنایت کریگا تو تاوان

مولے کو دینا ہوگا (اور اگر مر جاویگا) اور اُسکا کوئی وارث نہوگا تو میراث بھی اُسکو
ملیگی اور مولے الموالات میراث لینے مین ذوی الارحام کے بعد ہی (یعنے میت کی
ذوی الارحام مین سے بھی اگر کوئی نہوگا تب اوسکو ترکہ پہونچیگا) جائز ہی اُس نو مسلم کو
کہ ایک مولی الموالات سے اوسکے سامنے عقد موالات فسخ کرکر دوسرے سے منعقد کرے
جبتک کہ اس پہلے نے اوسکے بدلے تاوان قصور نہ دیا ہو (اور اگر اوسکے عوض مین کچھ
ڈنڈ بھر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہوگا) آزاد کئی ہوئی غلام کو درست نہین
ہے کہ کسی سے عقد موالات کرے (کیونکہ مولے اُسکا وہی آزاد کرنیوالا ہوگا نہ دوسرا)
اگر عورت کسی سے عقد موالات کرے اور پھر جنے تو اوسکا لڑکا بھی ماں کے تابع ہوگا اُس
عقد مین (یعنے لڑکے کا مولی موالات بھی وہی ہوگا جو اُسکی ماں کا ہو واللہ اعلم)

کتاب الاکراہ

اسمین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہے - اکراہ اُس کام کو کہتے ہین جس کو
آدمی دوسرے کے سبب سے کرے تو ظاہر ہے کہ وہ خود اوس کام پر راضی نہین اور
زبردستی مین دو شرطین ہین اول یہہ کہ زبردستی کرنیوالا (مثلاً بادشاہ ہو یا چور
جس چیز سے کہ ڈراتا ہو اوسکے کرنے پر قادر ہو (مثلاً مار ڈالنے سے اگر ڈراتا ہو تو یہہ شرط
ہی کہ مار ڈالنا اوسکے قابو مین ہو) دوسری شرط یہہ ہی کہ جسپر زبردستی ہو وہ اُس
شے کے واقع ہونے سے ڈرے (اب اسکے احکام بیان کئے جاتے ہین) اگر کسیکو
دوسرے نے ڈرایا کہ تو یہہ چیز بیچڈال یا مول لے یا آزاد کرے یا اجارہ دیدے ورنہ
مین تجھکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا مہینا دونون قید کر دونگا اور اوسنے ڈر کر
اختیار کر لیا تو بعد اسکے اوسکو اختیار ہی چاہے اُس بیع کو رکھے چاہے توڑ دے اور اُس

بیع سے ملک اُسوقت ثابت ہوگی جسوقت مبیع پر قبضہ ہو جائیگا (قبضہ سے پہلے ملک نہوگی کیونکہ زبردستی کیوجہ سے بیع میں فساد آگیا ہے) قیمت اپنی خوشی سے لیلینا بیع کی اجازت ہے جسطرح مبیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہے (یعنے اسصورت میں حکم زبردستی کا نکیا جائیگا) اگر مشتری نے اپنی رغبت سے کچھ قیمت پر مول لی اگر بائع نے کسیکی زبردستی سے وہ فروخت کی اور وہ شے مشتری کے پاس جاتی رہی تو مشتری کو اُسکا دام نرخ بازار بائع کے حوالہ کرنا چاہیئے اور بائع کو یہہ بھی اختیار ہے کہ جسنے اوسپر زبردستی کی ہو اوس سے چیز کا تاوان لے (مشتری سے دام لے) اگر سُور کا گوشت یا مردار کھانے یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے یا باندھنے یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈرا دے تو ان چیزوں کا کھانا پینا حلال نہوگا اور اگر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈرا دے تو انکا کھانا پینا حلال ہو جائیگا بلکہ اگر نکھا دیگا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر صبر کریگا تو گنہگار ہوگا۔ اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرنے یا عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈرا دے تو ان کاموں کے کرنے کی رخصت ہے اور اگر صبر کرے اور یہہ کام نکرے تو ثواب دیا جائیگا اور سوا خوف قتل اور عضو کٹنے کے اور باتوں سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہیں ہے اور جسکا مال تلف ہو وہ اوس سے لے سکتا ہے جسنے اوسپر زبردستی کی ہو۔ اگر زید نے عمرو کو ڈرایا کہ بکر کو مار ڈال ورنہ میں تجھکو جان سے مار دیتا ہوں تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنے کی اجازت نہیں اگر مار ڈالیگا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہیں لیا جاویگا بلکہ فقط زید سے لیا جاویگا۔ اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی کے

آزاد کر دینا یا بیبی کے طلاق دینے پر اور اوسنے ایسا کیا تو آزاد ہو گی اور طلاق
واقع ہو گی پھر باپ نے زید اپنی زبردستی کرنیوالے سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر
بیبی کا لے اگر بغیر صحبت کئے طلاق دی ہے اور اگر اکراہ کیا جاویگا مرتد ہونے پر
تو بیبی اوسکی بائن نہو گی*

کتاب الحجر

اسمین تصرف سے روکنے کا بیان ہے - حجر اسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام
ہونے یا دیوانہ پن کے باعث قول کے تصرف سے شرعًا روکدیا جاوے اور فعل
مین روک نہو (یعنے اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہے تب توڑا جاتا
ہو جیسے معاملات ہین اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سے متعلق ہے تو وہ ممنوع
نہو مثلًا کسیکا نقصان کر دے تو اُسکا تاوان دینا پڑیگا) صحیح نہین ہے تصرف
بچہ اور غلام کا بدون اذن ولی یا مالک کے اور نہ تصرف مجنون کا کسی حال مین
(نہ اذن سے نہ بغیر اذن کے) اگر عقد کرے انمین سے کوئی اور اُسکو عقد کی
سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہے چاہے عقد کو رہنے دے چاہے فسخ کرے اور اگر
تلف کر دینگے کوئی شے تو اوسکے ضامن ہونگے - اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ
کا معتبر نہین اور غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہے نہ مالک کے حق مین
یعنی اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پر اقرار کرے تو اُس مال کا ادا کرنا اوسکے ذمہ
پر بعد آزادی کے لازم ہو جاویگا کیونکہ اسوقت اُسکا مال ملک مالک ہے بعد
آزادی کے اُسکا خود کا ہو گا) اور اگر اقرار کریگا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر
تو اوسیوقت جاری کیجاویگی بیوقوفی تصرف کی مانع نہین - پس اگر بالغ ہو

سو قوت اسکو اسکا مال نہ دیا جاوے جبتک کہ ۲۵ برس کا نہو لیے اور جو کچھ تصرف
اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب ۲۵ برس کو پہنچ جاوے تب مال حوالہ کر دیا جاوے
گو حضرت کے نزدیک وہ بیوقوف کار ہی اور کاروبار سے غفلت کرنی بھی مانع تصرف نہین ہے اگر
قرضخواہ ایسے شخص سے اپنا قرض مانگین تو قید کیا جاوے تاکہ اپنا مال قرض مین
بیچے پس اگر اوسپر قرض بھی روپیہ ہو اور اسکا مال بھی روپیے ہون تو قرض بدون
اسکی اجازت کے اول روپیون سے ادا کر دیا جاوے اور اگر اوسکی ذمہ قرض
اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیے ہین اور مال اشرفیان ہون تو ان
روپیون اشرفیونکو بیچکر قرض ادا کر دیا جاوے اور اسباب اور زمین وغیرہ اوسکی
بے اجازت قرض کیواسطے نہ بیچے جاوین (لیکن قید کیا جاویگا تاکہ خود بیچے)
مفلسی بھی مانع تصرف نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بیچنے والا قیمت
کے لینے مین اور قرضخواہون کی برابر ہی (یعنے وہ چیز بیچکر سبکو حصہ رسد دلایا جاویگا
یہ نہین کہ فقط بائع ہی کو وہ شے ملجاوے **فصل** بالغ ہونا لڑکے کا ان
امور سے ثابت ہوتا ہی یا احتلام سے یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے
پس اگر یہ کوئی بات نہین ہی تو پوری اٹھارہ برس کی عمر مین بالغ ٹھہریگا۔ اور عورت
کا بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہی یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال
سے اور اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برس کی ہوجاوے اور لڑکا لڑکی دونو
کے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر مین فتوی دیا جاتا ہی۔ کم سے کم عمر بالغ ہونیکی
صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ
ہوگئے صغیر اور صغیرہ اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئے تو انکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم انکا

بالعون کا سا ہو جائیگا +

کتاب الماذون

اسمین اذن دیے ہوئے کا بیان ہے - اذن روک کے دور کرنے اور اپنے
منع کے حق کو ساقط کرنیکو کہتے ہین اور اذن کسیوقت معین اور خاص مین منحصر نہین
رہتا (گو مالک نے خاص کسی تجارت کا اذن دیا ہو) مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت
کرتے دیکھکر چپ ہو رہے تو اذن ثابت ہو جاتا ہے پس اگر مالک اسکو اذن عام دیدے یا کسی
خاص چیز کے مول لینے کا تو غلام کو درست ہے خریدنا بیچنا - خرید و فروخت کیواسطے
وکیل کرنا گرو رکھدینا گرو رکھ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ
مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا یا اپنے غلام لونڈی کا ور مکاتب
کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہوگا اور ماذون کو درست ہے کہ تھوڑا سا
کھانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اسکو کھلادے اور اسکی دعوت کردے یا عیب کے
سبب چیز کا دام کم کردے - ماذون کے ذمہ پر اگر قرض ہو جاوے تو وہ اوسکی ذات
سے متعلق ہوگا یعنی اگر مالک اوسکی طرف سے نہ دے تو قرض کے عوض مین فروخت ہوگا اور
سب قرضخواہونکو حصہ رسد بٹا دیگا اور اگر کچھ باقی رہیگا تو آزاد ہونیکے بعد اسکا
مطالبہ اوس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے سے رکجائیگا بشرطیکہ اکثر
بازار والے اوسکے روکنے سے مطلع ہو جاوین اور اگر مالک مرجاوے یا دیوانہ ہو جاوے
یا دین سے پھر کر دار الحرب مین چلا جاوے یا خود غلام ماذون بھاگ جاوے تب بھی تصرف
سے رکجاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو ام ولد بنالے تو تصرف سے رکجاویگی لیکن
اگر مالک غلام ماذون کو مدبر کردے تو اذن مین نقصان نہوگا اور ام ولد بنانے اور

مدبر کرنے سے مالک کو اُنکی قیمت قرضخواہونکو دینی ہوگی (اسلئے کہ ان دونونکی بیع ناجائز
ہے تو قرضخواہ اپنے قرضہ مین اونکو بیچ نسکینگے اسلئے مالک کے ذمہ اُنکی قیمت
دینی آویگی) اگر غلام ماذون بعد روکدینے کے اقرار کرے کہ میرے پاس جو کچھہ ہے وہ
دوسرے شخص کا ہے تو یہہ اقرار درست ہے۔ اگر ماذون کے پاس کا مال مع اُسکی قیمت کے
اُسکے ذمہ کے قرض کو کافی نہو تو مالک اوسکے پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے
یہہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہوا اور مالک اوسکو آزاد کریگا تو یہہ
آزاد کرنا درست نہوگا ہان اگر قرض اوسکی قیمت اور مال سے کم ہوگا تو آزاد کر دینا اُسکے
غلام کا درست ہوگا۔ غلام ماذون جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتھہ کچھہ بیچے
تو بیع جب ہی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل سے (یعنے کم دام پر نہ بیچے) اسیطرح مالک
اگر اوسکے ہاتھہ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام پر بیچے تو درست ہے (زیادہ پر بیچنا
درست نہین اسلئے کہ قرضخواہونکی حق تلفی ہوگی) اگر مالک غلام ماذون قرضدار کے
ہاتھہ کچھہ بیع کرے اور قیمت لینے سے پیشتر مبیع کو اوسکے حوالہ کر دے تو اب قیمت اُسکی
جاتی رہی (اسلئے کہ جب مبیع اپنے غلام کو دیدی تو ثمن اوسکے ذمہ قرض ہوگیا اور
غلام مالک کا قرضدار ہو یہہ ہو نہین سکتا) ہان مبیع کو اگر مالک ثمن لینے کے لئے
روک رکھے تو درست ہے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کر دے تو درست ہے
مگر اسصورت مین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بھی
قرضخواہونکو دیدے اور پھر بھی قرض باقی رہے تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے آزادی
کے بعد ہوگا۔ اگر ماذون قرضدار کو مالک فروخت کر دے اور مشتری اُسکو قرضخواہون
سے چھپا دے (اونکے حوالہ نکرے) تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے پھر لینگے پھر اگر غلام

مذکور مالک کے پاس عیب کے باعث پھر آوے تو مالک نے جو کچھ قرضخواہوں کو
دیا ہو اُن سے پھیر لے اور دوسرا قرض غلام مذکور سے متعلق رہیگا غلام کو اُسکے
حوالہ کرے کہ اگر قرضخواہ چاہیں تو مشتری سے غلام کی قیمت پھر لیں جسقدر اُسکو
چھپا دیا تھا یا اسی بیع کو جائز رکھیں اور اُسکا دام مشتری مذکور سے لے لیں۔ اگر
مالک غلام مذکور کو فروخت کر دیوے اور مشتری سے مالک کہدے کہ اسکے ذمہ
قرض ہے تو قرضخواہ مالک کو اختیار ہے کہ اس بیع کو رد کر لیں اور اگر بیع کے بعد
پھر جاوے تو مشتری قرضخواہوں کا مدعا علیہ نہ ہوگا (یعنے قرضخواہ اس سے مواخذہ
نکر سکیں بلکہ بائع کو جب پاویں مواخذہ کریں) اگر ایک غلام نے کسی شہر میں آکر کہا
کہ میں زید کا غلام ہوں اور خرید و فروخت کی تو اوسپر تجارت میں کل کام کاج کا
مواخذہ لازم ہو جاویگا اور جو غلام ملک ہو اگر وہ دین کے قرض میں فروخت نہو گا
جبتک کہ اسکا مالک نہ آوے اور اسکے اذن دینے کا اقرار کرے
پس اگر زید اقرار اوسکو تجارت کی اجازت دینے کا مقر ہوگا تب وہ قرض میں
فروخت ہوگا ورنہ نہوگا ۔ اگر لڑکے یا کم سمجھ شخص کو جو خرید و فروخت کو
سمجھتے ہوں اونکا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدے تو اونکا حکم خرید و
فروخت میں غلام ماذون کا سا ہے ۔

کتاب الغصب

اس میں (غصب یعنی) کسی چیز کو چھین لینے کا بیان ہے ۔ غصب اسکو کہتے ہیں
کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف بحق طور پر رکھتا ہو اوسکو دوسرا شخص اپنی تصرف
ناحق سے دور کرے جیسے مثلا کسی کا غلام چھین کر اُس سے اپنی خدمت کراوے یا جانور

چھین کر اوسپر اپنا بوجھہ لادہی تو یہہ غصب مین داخل ہی اور اگر مالک فرش پر بیٹھا ہو اور اوسپر کوئی جا بیٹھے تو یہہ غصب نہین (اسلئے کہ اسمین مالک کے تصرف کو دور نہین کیا۔ جس چیز کو غصب سے لیلیا ہو اوسکے احکام چھہ ہین) اگر وہ چیز بعینہٖ غاصب چھیننے والیکے پاس موجود ہو تو واجب ہی کہ اوسکو جس جگہہ مین چھینا ہو اوسی جگہہ مالک کو سپرد دیوے اور اگر چھینی ہوئی چیز غاصب کے پاس سی جاتی رہی ہو تو اوسکی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ وہ چیز مثلی تھی تو اوس جیسی اور چیز دیدیوے اور اگر اوس چیز کا مثل اوسوقت نہ پایا جاتا ہو تو اوسکا دام جھگڑنے کے دن جو کچھہ ہو وہ مدعی کے حوالہ کرے دوسرے یہہ کہ چیز قیمت کی چیز و نمین سے ہو تو اسصورتمین اوسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھیننے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب نے دعوی کیا کہ وہ چیز جاتی رہی تو حاکم اوسکو اتنے دنون کو قید کرے کہ یقینا جان لے کہ اگر اوسکے پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پہر اوسپر حکم کر دے کہ اوس شے کا عوض حوالہ کرے اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہی پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ غاصب کے پاس سی جاتی رہی (مثلا دریا برد ہوگئی) تو اسکا تاوان نہ دیگا ہان اگر مکان مغصوب اسکے رہنے کے باعث یا زمین اسکے زراعت کرنے سی ناقص ہو جاویگی تو جسقدر نقصان ہوگا وہ غاصب کے ذمہ پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال ہو کہ اگر غاصب کے استعمال کرنے سی اسمین کچھہ نقصان آجاویگا تو وہ غاصب کو دینا پڑیگا اگر زمین مغصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اوسکو خیرات کر دے اور یہی حال ہی اوس نفع کا جو غاصب نے شے مغصوب مین تصرف کرنے سی پیدا کر لیا اپنے مال و بیعت سی تجارت وغیرہ کرکے نفع حاصل کرے (تو یہہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیے)

مغصوب چیز کو اگر غاصب اپنے تصرف سے کچھ کا کچھ کر دے تو وہ چیز اوسکی ملک ہو جاتی
ہے مگر اوس سے تاوان دینے کے پیشتر نفع لینا حلال نہیں مثلاً بکری چھین کر اوسکو ذبح
کر ڈالے یا گیہوں مغصوب کو پیسے یا بو دے یا لوہا چھین کر تلوار بنائے خواہ سونے چاندی
کے سوا اور چیز تانبا وغیرہ چھین کر برتن بنا دے یا ساکھو کی لکڑی چھین کر اوسپر عمارت
قائم کرے (تو ان اعمال سے ان چیزوں کا مالک تو ہو جاویگا مگر ان سے نفع جب حلال
ہوگا کہ اونکی قیمت مالک کو حوالہ کرے اور اگر چاندی سونا چھین کر برتن بنا لیگا تو اونکا
مالک بھی ہوگا) اگر غاصب نے بکری چھین کر ذبح کی یا کپڑا چھین کر بہت سا پھاڑ ڈالا تو
مالک کو اختیار ہے کہ خواہ قیمت اونکی غاصب سے لیوے اور وہ چیزیں اوسکو حوالہ کرے
یا چیزیں آپ رکھے اور غاصب سے اونکا نقصان بھر لیوے اور اگر تھوڑا سا پھاڑ ڈالا ہو تو اس
صورت میں مالک کپڑا آپ رکھے اور غاصب سے نقصان لیوے اگر غاصب نے کسی کی زمین میں
عمارت بنائی یا درخت لگا دیے تو عمارت و درخت اکھاڑ کر زمین مالک کو دیجاویگی اور
اگر اونکے اوکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک انکو رہنے دیگا اور اکھڑنے
کے بعد جو دام اونکے ہوتے وہ غاصب کے حوالہ کرنے پڑینگے - اگر غاصب نے کپڑا لیکر
اوسکو رنگ لیا یا ستو چھین کر اوسمیں گھی ملا دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے سفید کپڑے
اور ستو کے دام غاصب سے بھر لے چاہے یہ چیزیں آپ لیلے اور جسقدر رنگ یا
گھی سے اونکا دام بڑھا ہو وہ غاصب کو دیدے **فصل** اگر غاصب نے مغصوب چیز کو
چھپا دیا اور اوسکی قیمت مالک کو دیدی تو اوس چیز کا مالک ہو جاویگا - قیمت
کے باب میں قول غاصب کا مع قسم معتبر ہے اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
کرے تو اوسکے گواہ معتبر ہونگے اگر غاصب نے مغصوب کو چھپا کر اوسکی قیمت جو مالک نے

کہی یا اوسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تھی اوسنے قسم سے انکار کیا اسجہت سے وہ قیمت مالک کو پہر دی اور پہر وہ چیز ظاہر ہوئی تو معلوم ہوا کہ قیمت مذکور سے زیادہ کی ہے تو اسصورت مین وہ چیز غاصب ہی کی رہیگی مالک کو اختیار نہوگا (کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کرکے اس چیز کو خود لیلے) ہان اگر غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہوا اور پہر زیادہ کی نکلی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لیلے اور قیمت مذکور غاصب کو پہیر دے۔ اگر غاصب غلام مغصوب کو بیچڈالے پہر غلام کا مالک غاصب سے اسکا تاوان لے تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلام مذکور کو آزاد کر دے اوسکے بعد مالک اس ہی غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا۔ مغصوب چیز مین جو چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی (مثلاً مغصوب لونڈی کے بچہ ہو یا باغ مغصوب مین پہل لگے تو بچہ اور میوہ دونو غاصب کے پاس امانت رہینگے یعنی اگر آپ سے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور) اگر زیادتی کرکے اونکو ہلاک و برباد کر دیگا یا مالک کے مانگنے پر اونکو اوسکے حوالہ نکریگا اور جاتے رہینگے تو قیمت دینی آویگی۔ مغصوب لونڈی بچہ جننے سے جسقدر کم ہو جاویگی اسکا تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اسی سے نقصان پورا کیا جاویگا (یعنے لونڈی کے نقصان کی عوض مین وہ بچہ بھی مالک کو ملیگا) اگر غاصب نے مغصوب لونڈی سے زنا کیا پہر مالک کو پہیر دی اور بچہ پیدا ہونے سے وہ مرگئی تو غاصب سے اس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سے بزور زنا کیا اور وہ بچہ جننے مین مرگئی تو اسکا خونبہا زانی غاصب کو دینا ہوگا۔ مغصوب چیز کے

غاصب پر کا تاوان غاصب کے ذمہ نہ ہوگا (مثلا اگر کسی شخص کا گھوڑا چھین لیا اور اسپر سوار ہوا
اگرچہ چھین کر اسکو بیچ ڈالا تو سواری کا بدلہ اور سواری کی اجرت اسپر لازم نہ ہوگی اگر غاصب
نے کسی مسلمان کی شراب یا سور چھین کر ضائع کر دیا تو اسکا تاوان نہ دیگا لیکن اگر
شراب یا سور ذمی کے ہونگے اور تلف کر دیگا تو قیمت دینی ہوگی اگر غاصب نے
کسی مسلمان سے شراب چھین کر سرکہ بنا لیا یا مردار کی کھال چھین کر اسکو دباغت دی تو
مالک کو اختیار ہے کہ یہ چیزیں غاصب سے لے لے اور جسقدر کہ دباغت سے دام بڑھے ہوں
وہ غاصب کو دیدے اور اگر غاصب نے ان چیزوں کو تلف کر دیا تو تاوان سرکہ کا
دینا ہوگا (اور دباغت کی قیمت نہ دینی پڑیگی) اور جو شخص گانے بجانے کے آلات توڑ ڈالے
یا چھوڑ دے ... شراب یا سکر یا مسکرات گرا دے تو اسکو انکی قیمت دینی ہوگی اور ان چیزوں
کی بیچنا درست ہے (اور مسکرات وہ ہیں کہ انگور کے شیرہ کو جوش کر کے نیا تک
کہ مسکر نہ ہو جاوے ... تا کہ شراب بنجاوے) اگر کوئی شخص کسی کی ام ولد یا
مدبر لونڈی کو چھین لے اور وہ غاصب کے یہاں مر جاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی
ہوگی ام ولد کی نہیں ہوگی

کتاب الشفعة

اسمیں شفعہ کا بیان ہے شفعہ اسکو کہتے ہیں کہ جب کوئی زمین مشتری کو بڑی
قیمت کے عوض مبادلہ ... ضامن ہی کے ذریعہ شخص زمین کا مالک ہو جاوے
اسمیں ... زمین لینے سے شفعہ اول خلیط کو پہنچتا ہے یعنی ایسے شریک کو جو مبیع
کی ذات میں شریک ہو پھر اسکو جو مبیع کے حقوق میں شریک ہو مثلا گھاٹ اور راستہ
میں اگر ... تو حق خاص ہوں (اور اگر سب لوگوں کے ہونگے تو انہیں حق شفعہ

سپیکا نہین) پہر اُسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہی جو متصل مبیع کے ہو (اور امام
شافعیؒ کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پہونچتا اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلعم
کا قول ہی کہ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ یعنے مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہے
اُسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی) اور جسکی چہت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کڑی
مین شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکہی ہو تو وہ اُس مکان کا ہمسایہ ہی (شریک
نہین ہے یعنی اگر کوئی شریک نہو گا تو اوسکو شفعہ پہونچیگا) شفعہ شفیعون کی گنتی
کے موافق ہوتا ہی (یعنے جتنے شفیع ہونگے اوتنے حصے برابر اوس زمین کے کرکے
ہر ایک کو ایک ایک پہونچیگا یہہ نہو گا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہی اوسکو زیادہ
اور کم سہام والے شریک کو کم ملے) شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہی اور طلب
شفعہ پر گواہ کر دینے سے مقرر ہو جاتا ہی اور زمین مبیع ملک مین شفیع کے مشتری
کی رضامندی سے آتی ہی یا قاضی کے حکم سے۔)

باب شفعہ کے طلب کرنیکے بیان مین

جب شفیع کو زمین کے فروخت
کرنیکی خبر ہو تو اوسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہ کر دے پہر بائع پر گواہ کرے اگر اوسنے
زمین مذکور مشتری کے حوالہ نکی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے (یعنے
اول گواہ کرے اپنی طلب پر پہر گواہ کرے بائع پر کہ یہہ بیچتا ہی یا مشتری پر کہ
وہ خریدتا ہی یا زمین پر کہ یہہ بکی ہے اور مین اوسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ
مین اوسکو چاہتا ہون جب اسطرح گواہ کر چکے گا) تو اب طلب مین تاخیر کرنیسے
حق شفعہ کا جاتا نرہیگا (جب چاہے لیوے) جب شفیع قاضی کے یہان شفعہ
طلب کرے تو قاضی مدعا علیہ (یعنے مشتری سے) سوال کرے کہ جس زمین کی ملکیت

ست شفیع حق شفعہ کا طالب ہو وہ اُسکی ملک ہی یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ جس
زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہی وہ شفیع کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
ہوئی اور وہ قسم سے انکار کر گیا یا شفیع نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کردئے (توان
صورتون مین دعوے شفیع کا مسموع ہوگا) پھر قاضی مشتری سے زمین مستنازعہ کے خریدنے
کا حال پوچھے کہ تو نے مول لی ہی یا نہین اگر وہ اقرار خریدنے کا کرے یا قسم کہانے
سے انکار کرے یا شفیع گواہون سے اوسکی خرید ثابت کردے تو قاضی حکم کردے کہ یہہ
زمین شفیع کو پونہچتی ہی اور مشتری سے اُسکو دلادے - اور شفیع پر لازم نہین کہ دعوی شفعہ
کیوقت ثمن بھی لادے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود کرنا زمین کے لینے کے لئے
ضرور ہی - اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اُسی پر نالش زمین کے دلاپانے
کی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سُنے جبتک کہ مشتری حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو
اوسکے سامنے بیع کو توڑدے (اور زمین شفیع کو دلادے) اور زمین کی قیمت کا ضمان
بائع پر ہے (یعنے زمین اگر دوسرے کی نکلے تو ثمن کا ضمان بائع دیگا مشتری سے سروکار
نہین) اور جو شخص خریدنے کے لئے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہوسکتا ہے جبتک کہ
زمین مبیع کو اپنے موکل کے سپرد نکردے (یعنے قاضی کے یہان شفیع اوس پر نالش طلب
شفعہ کی کرسکتا ہی) اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کردے تو اُسوقت وکیل سے کچہہ
سروکار نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا - شفیع کو دیکھنے کے بعد اور عیب نکلنے پر مبیع
کو پھیر دینے کا اختیار ہی گو مشتری نے بائع سے کہہ لیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پھیرونگا
- اگر شفیع اور مشتری قیمت مبیع کی مختلف بتادین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر
دونو گواہ پیش کرین تو شفیع کے گواہ مقبول ہونگے - اگر مشتری کچہہ قیمت کہے اور

بائع اُس سے کم کہا اور ابھی بائع نے قیمت وصول نکی ہو تو شفیع اُسقدر قیمت دیوے
جو بائع کہتا ہے اور اگر بائع قیمت مشتری سے لیچکا ہو تو شفیع اوسقدر کو لے جو مشتری
بیان کرتا ہے - ثمن مین سے کچھہ کم کر دینا شفیع کے حق مین ظاہر ہوگا (یعنے اگر مشتری
کے لئے بائع نے کچھہ ثمن کم کر دیا ہو تو شفیع بہی اوسیقدر کم کر لیگا) لیکن اگر بائع نے
مشتری کو بالکل معاف کر دیا ہو یا مشتری نے کچھہ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہہ دونو
شفیع کے لئے لازم نہو نگے - اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین
دی ہو تو شفیع کو مشتری کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آویگی اور اگر اسباب مثلی
چیز و نمین سے ہوگا تو اُس جیسا دینا آویگا - اگر مشتری نے ثمن کے دینے کی کوئی مدت ٹھہرائی
ہو تو شفیع کو اختیار ہے چاہے اوسوقت دام دیکر زمین لیلیے خواہ صبر کرے یہانتک کہ مدت
گذر جاے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے - اگر ذمی نے شراب یا سُور کے بدلہ مین زمین خریدی
ہو تو شفیع بہی اگر ذمی ہو تو شراب اور سُور دیکر اُسکو لیلے اور اگر شفیع مسلمان ہو تو اُن
دونو نکی قیمت دیکر لیوے - اگر مشتری نے زمین مبیع مین عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے
ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینی منظور ہون تو ثمن زمین کے ساتھہ اونکی
قیمت جسقدر لوگ دیوین مشتری کے حوالہ کرے ورنہ مشتری سے بزور اونکو اکھڑوا ڈالے
اور ثمن دیکر زمین لیلیے - اگر زمین مشفوعہ مین عمارت و درخت شفیع نے قائم کئے پھر وہ زمین
دوسرے کی نکلی اور اوسنے لیلی تو شفیع بائع سے صرف زمین کا ثمن پھیرے (عمارت اور
درخت کے دام اُس سے نہین پھیر سکتا) اگر زمین مبیع مین کوئی مکان تہا کہ وہ مشتری
کے قبضہ مین آکر گر گیا یا درخت تہا کہ سوکہہ گیا تو شفیع کو زمین کا کل ثمن دینا ہوویگا
(اس نقصان کا اعتبار نکیا جاویگا) اگر مشتری زمین مبیع کے مکانکو توڑ ڈالے تو

شفیع بقدر حصہ ان کی قیمت دیکر زمین لیلے باقی مشتری کا رہیگا (اور اسکے دام نہ پڑے) اگر مشتری
نے زمین اور اوسکے اندر کے درخت مع پہل مول لئے یا درختون پر پہل مشتری کے پاس
آکر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پہلون کے لیگا اور اگر پہل پہلے سے لگے ہوئے
تھے مشتری نے اونکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین سے اونکا دام کم کر دے ۞

باب اُن چیزون کے بیان مین جنمین شفعہ ہوتا ہے اور جنمین نہین ہوتا۔ شفعہ اوسی چیز
مین متحقق ہوتا ہی جو مال کے بدلہ مین ملک مین آوے اور جس صورت مین کہ عوض مال نہوگا اوسمین
شفعہ بھی نہوگا (مثلاً کوئی مکان مہر مین لیا جاوے تو اوسمین شفعہ نہوگا) اسباب منقول
مین اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے فروخت ہون حق شفعہ
نہین ہوتا۔ مکان جو مہر ٹھہرا دیا ہو یا اجرت کے عوض مین کسیکو دیا ہو یا عورت
نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین کسی مکان پر صلح ہوئی
ہو یا غلام کے آزاد کرنیکے عوض مین کسیکی ملک مین آیا ہو یا کوئی مکان کسی نے دوسرے کو
ہبہ کر ڈالا ہو اور موہوب لہ سے اسکا عوض کچھ ٹھہرایا ہو تو ان صورتون مین حق شفعہ شفیع
کو نہین پہونچتا اگر مکان یا زمین اسطرح بیع ہوئی کہ بائع کو اوسکے پھیر لینے کا اختیار دیا
تو جبتک بائع کو اختیار رہیگا تب تک اوسمین شفعہ ثابت نہوگا۔ اگر بیع فاسد سے کوئی زمین
بکی تو جب تک اِس بیع کے فسخ کرنے کا حق مشتری کو رہیگا تب تک اوسمین شفعہ نہوگا
ہان اگر مشتری اوس زمین مین مکان یا درخت تیار کرے اور حق فسخ جاتا رہے اوس
مین البتہ شفعہ ثابت ہوگا۔ اگر شرکت کی زمین شریکون نے باہم تقسیم کی تو
اوسمین شفعہ نہوگا۔ اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو دیدیا پھر زمین مبیع مشتری نے
بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم کے حکم سے پھیر دی

ہے تب اُسمیں حق شفعہ ثابت نہوگا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کے واپس کی یا بائع
مشتری نے بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو شفعہ ثابت ہوگا ۞

بیان اُن چیزوں کا جو شفعہ کو باطل کرنیوالی ہیں (جاننا چاہیئے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور
ہیں اول طلب مواثبت (کہ بمجرد سننے خبر بیع کے اُٹھہ کھڑا ہو) اور اپنے شفعہ کے
طلب کرنے پر گواہ کرے دوسرے طلب تقریر کہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر
گواہ طلب شفعہ کی کرے پس ان دونوں کے نکرنے سے شفعہ باطل ہوجاتا ہے (یعنے اگر
بیع کی خبر سنتے ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نکیے یا بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جاکر
گواہ نکیے تو پھر اگر شفعہ طلب کریگا تو دعوی سنا نجاویگا) اگر شفیع مشتری سے کچھہ لیکر
شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہے اور شفیع پر اُس عوض کا مشتری کو پھیر دینا
واجب ہے شفیع اگر مر جاویگا تو شفعہ باطل ہوگا اگر مشتری کے مرنے سے شفعہ باطل نہوگا
اگر شفیع نے کسی زمین کی بابت سے دعوی شفعہ کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعہ کے
ملنے کا نہیں کیا تہا کہ شفیع نے وہ زمین بیچڈالی تو اُسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا —
اور شفعہ نہیں ہے اُس شخص کو جو کسیکے لیے وکالةً فروخت کرے یا خود اوسکے لیے
فروخت ہوئی ہو (اول مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا
زید کو وکیل کیا اور اُسنے مکان کو فروخت کیا مگر اُسکا شفیع بھی زید ہے تو اب زید کا شفعہ
بیع کا وکیل ہونے سے جاتا رہا اور دوسری کیصورت یہہ ہے کہ مکان کا بائع زید کا مضارب
ہے کہ اوسکے لیے مال فروخت کرتا ہے اگر مضارب نے اوس مال مضاربت میں سے کسی مکان کو
بیچیگا تو زید کو اوسمیں شفعہ نہ پہنچیگا) اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری
سے ضمان درک کیا (یعنے یہہ کہا کہ اگر کسی کا نکلیگا تو میں ضامن ہوں تو) اُس ضمانت

سے عمرو کا شفیع جاتا رہیگا۔ اور جو شخص کسیکے لیے وکالتاً خریدے یا خود اوس کے
لیے خرید واقع ہو تو اوسکو شفعہ پونہچیگا (یعنے خریدنے کا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہوا
مناسب کسی مکان کو بالمشارکت سے خرید ہو اور رب المال دعوی شفعہ کرے تو دعوی
مسموع ہوگا) اگر شفیع نے لوگون سے سنا کہ مکان ہزار روپیہ کو بکا تو اوسنے شفعہ طلب
نکیا لیکن پہر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہے یا گیہون خواہ جو کے عوض مین بکا ہے جنکی
قیمت ہزار یا زیادہ ہے تو اس صورت مین شفعہ کا دعوی کرسکتا ہے اور اگر یہ معلوم ہوا کہ [illegible]
کے عوض مین فروخت ہوا ہے جنکی قیمت ایک ہزار ہے تو شفعہ نہ پہونچیگا۔ اگر شفیع نے
سنا کہ مشتری زید ہے اور وہ شفعہ سے دستبردار ہوا پہر معلوم ہوا کہ مشتری عمرو ہے
تو اسکو شفعہ پونہچ سکتا ہے۔ اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع کی زمین کے
ملی تھی اوسمین سے ایک گز کم کرکے بیچا تھا (یعنے شفیع کیطرف کی گز بہر زمین فروخت نکی)
تو شفیع کو شفعہ نہ پونہچیگا (اسلیے کہ شفعہ کی زمین زمین مبیعہ سے ملی ہوئی نرہی اور یہ امر
شفعہ کے ساقط کرنے کا ایک حیلہ ہے) اگر مکانمین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا چوتہائی
کسی ثمن کے عوض مشتری نے خریدا بعد اسکے باقی سہامونکو خرید لیا تو ہمسایہ کا
حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصونمین نہوگا (اسلیے کہ مشتری جب اول
خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اوس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک
ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہے اور یہ صورت بھی شفعہ کے ساقط کرنیکی تدبیر ہے کہ اول ایک
سہام کو بہت سے دام دیکر لیلیا بعد اوسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامونکو خرید لیا تاکہ ہمسایہ
باقی سہامونکو تو اسوجہ سے نلے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہوگیا ہے اور
اول سہام کو بسبب گرانی قیمت اور کارآمد نہونیکے نخریدے) اگر زمین کو ثمن کے عوض

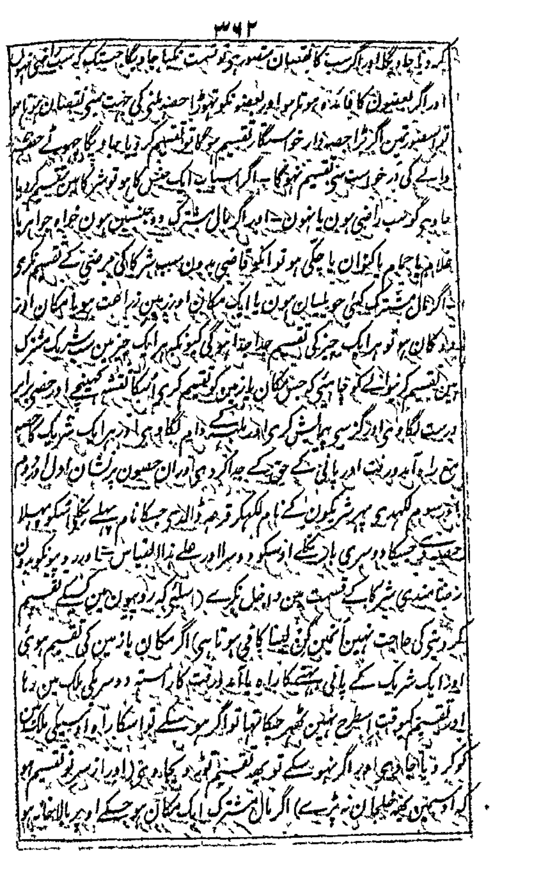
خرید کرا وسکے بدلمین کپڑا بائع کو دی تو شفیع کو شفعہ وہی ثمن دینا ہوگا نہ کپڑا ۔
اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے نہ واجب ہونیکے لئے حیلہ کرنا مکروہ نہین
(لیکن علما کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر سے بچنے کے لئے ہو تو اوسکا
کچھہ مضائقہ نہین جائز ہے اور اگر ایسا نہین ہو مکروہ ہی باقی رہا زکوۃ کے ساقط کرنے
کی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہی چنانچہ دیندار پر یہہ امر مخفی نہین) اگر بائع ایک
ہو اور کئی مشتریونکے ہاتھہ اپنی زمین فروخت کری تو شفیع کو اختیار ہی کہ کچھہ مشتریونکا
حصہ لیلے اور بعض کا ترک کری اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھہ
بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لیلے اور بعض کا چھوڑ دی ۔ اگر مشتری
نے آدہا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لیسکتا ہے جو بائع
تقسیم کر دی ۔ اگر مالک کوئی مکان بیچی اور غلام ماذون قرضدار اوسکو شفعہ مین
لیلے تو درست ہی اسیطرح اسکا عکس بھی جائز ہی (یعنے مالک کو بھی حق شفعہ غلام
مدیون ماذون کے فروخت مین پونچتا ہی) اگر کمسن لڑکے کا باپ یا وصی حق
شفعہ سے دست بردار ہون تو درست ہی اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئے موکل کیطرف
حق شفعہ سے درگذر ہو تب بھی درست ہے ۞

کتاب القسمۃ

اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے ۔ جو حصہ سب چیز میں پھیلا ہوا ہی
اوسکو اکیجا کر دینے کا نام قسمت ہی (مثلاً نصف زمین کا حصہ جو متعین نہین کہ کونسا
ہے قطعہ خاص مین اوسکو علحدہ اور متعین کر دین تو یہہ قسمت ہوگی) پھر قسمت مین
دو باتین ہوتی ہین ایک حصہ کا جدا کرنا دوسری ایک حق سے دوسرے حق کا بدلجانا

(اسلیے کہ حصہ دونوں شریکون کا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہو تو بانٹنے مین
مبادلہ ضرور ہوگا) اور مثلی چیزون (یعنے کیل اور موزون وغیرہ کے بانٹنے)
مین جدا کرنے کو غلبہ ہے اسلیے ایک شریک اپنا حصہ دوسرے شریک کے غائب
ہونے کیصورت مین مثلی چیزون مین لے سکتا ہی (کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنے
مین حاجت دوسرے کے آنے کی نہین) اور جو چیزین غیر مثلی مین انکی تقسیم مین
مبادلہ کو غلبہ ہے اسوجہ سے ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین
لے سکتا (کیونکہ ایک مال کو دوسرے مال سے بدلنے مین دونو بدلنے والون کی رضا
ہوتی ہے) اگر مال ایک جنس کا ہے جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوئی شریک درخواست
اسکی تقسیم کی ایک شریک بھی درخواست کرے تو شریک منکر پر تقسیم کرنیکے لیے جبر کیا
جاویگا (اور شریکون کو اختیار ہوگا) لیکن اگر مال مختلف جنسون کا مشترک ہوگا تو حاکم
زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لئے نہوگا (اسلئے کہ ایک جنس ہونے مین تو
جدا کرنے کو غلبہ ہی پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کر سکتا ہے اور مختلف جنسون مین
مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لئے جبر نہین کر سکتا) مستحب ہی کہ قاضی ایک بانٹنے
والا مقرر کرے جو شرکا مین مال کو تقسیم کر دیا کرے اور اسکو اپنی اجرت نلے بلکہ
اسکا روزینہ بیت المال مین سے ملے۔ اگر بیت المال مین گنجایش نہو تو بانٹنے
والیکو اجرت شرکا سے بحسب شمار شریکون کے ملنی چاہیئے (یعنے اجرت سہام پر
موقوف نہو بلکہ شرکا کی شمار پر ہو مثلا اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون ایک
تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا امین دونون مین اسکو تقسیم کرے تو
اوسکی اجرت دونون سے آدھون آدھ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہوگی)۔

بانٹنے والیکا عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضرور ہے قسمت
کرنیکو ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیے کہ اوسکے سوا دوسرا تقسیم نکرسکے - ایک اسباب
کی تقسیم مین چند قسمت کرنیوالے شریک ہونے پاوین - اگر وارث کسی زمین کو میراث
مین ملنے کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجاوے جبتک
وارث اپنے مورث کے مرنیکے اور وارثون کی شمار کے گواہ نگذارین - اور اگر چند شرکا
منقول چیز کی تقسیم کے خواستگار ہون یا یہہ کہین کہ یہہ زمین ہمنے خریدی ہے اسکی
تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوی کرین کہ ہماری ملک مین ہے (سبب ذکر نکرین کہ
کسوجہ سے ملک مین آئی) توان صورتونمین تقسیم کر دینا درست ہے - اور اگر دو شریک
دعوی کرین کہ یہہ زمین ہماری تصرف مین ہے اسکو تقسیم کر دو تو تقسیم نکیجاوے جبتک
کہ وہ تو اپنی ملکیت کے گواہ پیش نکرین - اگر دو وارثون نے گواہ گذرانے کہ ہمارا
مورث مرگیا اور اوسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین اور مکان موروثی
اونکے قبضہ مین ہے اور اونکے ساتھ ایک وارث ہے جو اسوقت موجود نہین یا صغیر
ہے اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اسمکان کو تقسیم کر دے اور غائب کیطرف
سے وکیل خواہ بچہ کیطرف سے وصی مقرر کر دے کہ وہ اپنے موکل خواہ بچہ کا حصہ اپنے قبضہ
مین رکھے - اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ سب خریدار ہون اور ایک
مشتری اونمین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ مین غائب وارث کے یا
صغیر کے قبضہ مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثونمین سے ایک ہی ہو اور باقی غائب
ہون توان سب صورتونمین مکان تقسیم نکیا جاویگا - اگر مال مشترک کی تقسیم کا
ایک شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہے تو تقسیم



کر دیا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہو تو قسمت نکیا جاویگا جبتک کہ سب راضی نہون
اور اگر بعضون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضو نکو تھوڑا حصہ ملنی کی جہت میں نقصان ہوتا ہو
تو اسمین بھی اگر بڑا حصہ دار خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کر دیا جاویگا چھوٹے حصے
والے کی درخواست سے تقسیم نہوگا۔ اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا مین تقسیم کر دیا
جاویگا گو سب راضی ہون یا نہون۔ اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ جواہر یا
غلام ہا یا حمام یا کنوان یا چکی ہو تو انکو قاضی بدون سب شرکا کی مرضی کے تقسیم نکرے
اگر مال مشترک کئی حویلیان ہون یا ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دوکان ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
ہین تقسیم کرنیوالے کو چاہیئے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اسکا نقشہ کھینچے اور حصے برابر
درست لگاوے اور گز سے پیمایش کرے اور عمارت کے دام لگاوے اور ہر ایک شریک کا حصہ
مع راہ آمد و رفت اور پانی کے حق کے جدا کر دے اور ان حصون پر نشان اول اور دوم
اور سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالے جسکا نام پہلے نکلے اسکو پہلا
حصہ دے جسکا دوسری بار نکلے اسکو دوسرا اور علی ہذا القیاس تا دور و سیوم کیونکہ بدون
رضامندی شرکا کے قسمت مین داخل نکرے (اسلئے کہ روپیون مین کسکے تقسیم
کرنے کی حاجت نہین گن کر لینا کافی ہوتا ہی) اگر مکان یا زمین کی تقسیم ہوئی
اور ایک شریک کے پانی بہنے کا راہ یا آمد ورفت کا رستہ دوسرے کی ملک مین رہا
اور تقسیم کیوقت اسطرح نہین ٹھہر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اسکا راہ اوسیکی ملک مین
کو کر دیا جاویگا اور اگر نہو سکے تو پھر تقسیم توڑ دیجاویگی (اور از سر نو تقسیم ہو
کہ اوسمین کچھ خلجان نہ پڑے) اگر مال مشترک ایک مکان ہو جسکے اوپر بالاخانہ ہو

اور ایک مکان بدون بالاخانہ کے ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو اُن کی
تقسیم اسطرح ہوگی کہ ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کر دئے
جاوینگے - اگر شرکا مین سے کوئی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دو بانٹنے والے
گواہی حق پا لینے کی دیوین تو انکی گواہی مقبول ہوگی - اگر اول ایک شریک نے
اقرار کیا کہ مین اپنا حصہ پا چکا پھر دعوی کیا کہ میرا اسقدر حصہ فلان شریک کے قبضہ
مین ہے تو بدون گواہی کے اُسکا قول معتبر نہوگا (اور) اگر دوسرے شریک سے کہے کہ مین اپنا
حق سارا پا چکا تھا مگر بعد کو تو نے کچھہ دبا لیا تو مدعا علیہ یعنی دوسرے شریک کا قول
قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنے حصے کے پہر پانے کا اقرار نکیا ہو اور
دعوی کرے کہ فلان جگہہ تک میرا حصہ ہے مدعا علیہ نے مجھے نہین دیا اور مدعا علیہ نے
اُسکو جھوٹا بتایا تو دونو کو قسم کہانی پڑیگی اور قسم کے بعد قسمت توڑ دیجا دیگی
- اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے - اگر شرکا مین مکان
تقسیم ہو گیا اور ایک شریک کے حصہ مین سے کچھہ سہام کا حقدار کوئی اور نکلا جسنے
اپنا حق اُس شریک سے لیلیا تو یہہ شریک دوسرے شریکون سے بقدر حقدار کے حصہ
کے دلا پاویگا اور تقسیم کو فسخ نکرینگے - اگر دو شریک ایک مکان یا دو مکانون
مین رہنے کی باری مقرر کر لین یا ایک غلام خواہ دو غلامون سے خدمت لینے کی نوبت
مقرر کر لین یا ایک احاطہ یا دو احاطے کے کرایہ کی باری ٹھہرالین (مثلاً یون ٹھہرالین
کہ اس گھر میں ایک مہینا ایک رہے اور ایک مہینا دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ
ایک لے ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا دوسرا)
تو درست ہے - اگر ایک غلام کی یا دو غلامون کی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون

کے کرایہ مین یا اُنکی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودھ مین
ٹھہرا دین تو درست نہین ؀

شرائط مزارعت

کتاب المزارعۃ

اسمین زراعت کا بیان ہے — زراعت اُس معاملہ کو کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین
سے کسیقدر کے عوض مین اوسکو کاشت کرایا جاوے اور اس معاملہ کی درستی کے لئے آٹھ
شرطین ہین اول زمین کا قابل زراعت ہونا دوم زمیندار وکسان کا عاقل بالغ ہونا
سوم مدت زراعت کا بیان کر دینا چہارم بیج کے مالک کا بیان کر دینا (کہ زمیندار کا
ہوگا یا کسان کا) پنجم اوسکی جنس بیان کرنی (کہ گیہون ہونگے یا جو) ششم کسان کے
حصہ کا ذکر ہو جانا (کہ کل پیداوار مین سے کسقدر ہوگا) ہفتم زمین کو خالی کرکے کسان
کے حوالہ کرنا ہشتم زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا شریک رہنا نہم زمین
اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ اور دوسرے کے ہونے یا ایک کی
فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون (ان شرائط سے اگر کاشت کرائی
جاویگی تو درست ہوگی) اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور محنت دوسرے کی
یا بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کے یا بیج اور بیل ایک کے ہون اور باقی
دوسرے کے یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کے لئے چند پیمانے معین کر دئے (سب کو
مشترک نہ رکھا) یا یون ٹھہرایا کہ جو کچھ پانی کی نالیون اور گولون کے قریب اگے
وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہ کہ بیج والا صرف اپنا بیج لیلے باقی دونو کے
بیاجھے مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار مین سے مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان
سب صورتون مین مزارعت فاسد ہو جاویگی ہان اگر خراج معین پیمانے نہو بلکہ

پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلاً تہائی یا چوتھائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی
پچھلی صورت مین) مزارعت فاسد مین پیداوار سب بیج والے کی ہوگی اور دوسرے کو جسقدر
اوسنے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور (یہہ صورت اوسوقت ہے
کہ زمین دوسرے کی نہو اور اگر زمین بھی اوسیکی ہو تو) زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر یہہ
مزدوری اور کرایہ اوسقدر سے زیادہ نہ دیا جاویگا جو آپسمین دونوکے ٹھہر چکا تھا۔
اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھہ درست ہو تو پیداوار اوسیطرح پر تقسیم ہوگی جو انہون
نے آپسمین شرط کرلی ہو اور اگر زمین مین کچھہ پیدا نہو تو محنت کرنیوالیکو کچھہ نہ ملیگا۔
بعد معاملہ زراعت کے اگر دونو مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے
تو اوس سے بزور کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اوسپر زبردستی نکیجاویگی
۔ اگر دونو عقد کرنیوالون سے کوئی مر جاوے تو مزارعت باطل ہو جاویگی۔ اگر مدت
جو زراعت کے لئے معین کی تھی گذر جاوے اور کھیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی
اُجرت اسجگہہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جبتک کہ کھیتی تیار ہو (یعنے زائد دنون
کا کرایہ مثل اُسکے ذمہ ہوگا) کھیتی مین جو خرچ پڑے (مثلاً کاٹنے اور اُٹھانے اور
داین چلانے اور سُلانے مین) وہ دونو کے ذمہ حقوق کے موافق پڑیگا اور اگر شرط
کرلین کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہے تو عقد فاسد ہو جاویگا ۞

کتاب المساقاۃ

اسمین درختونکو پانی دینے کے معاملہ کرنیکا بیان ہے۔ مساقات اُس عقد کو
کہتے ہین کہ اپنے درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے یہہ ٹھہرا کر دے کہ انمین جو پھل لگیگا
وہ ہم دونو مین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتون مین مثل مزارعت کے ہے۔

بیچ ہونے کے درختوں اور انگوروں اور رطبہ سبزہ اور بیگنوں کی جڑ و بیج میں
معاملہ کرنا درست ہے اگر پھل لگے ہوں درخت پر درش کو دے اور پھل پکتے ہوں
کر بالی ہونے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر انکا بڑھنا
پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست نہوگی جیسے مزارعت اگر کھیتی تیار ہونے کے بعد
درست نہیں ہوتی ہے اور عقد مساقات جب فاسد ہو جاوے تو پھل سب
درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملیگی ہے یہ عقد
دونوں عقد والوں میں سے ایک کے مرجانے سے باطل ہو جاتا ہے اور عذر کے
سبب سے فسخ ہو جاتا ہے جیسے مزارعت عذر کے سبب ٹوٹ جاتی ہے اور عذر کی جہت کہ
مثلا کارکن چور جانا ہے یا بیمار ہو کہ کام نہ کر سکے

کتاب الذبائح

ابھی ذبح کئی ہوئے جانوروں کا بیان ہے ذبائح جمع ذبیحہ کی ہے اور ذبیحہ
اس جانور کو کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے اور ذبح کرنے کی رگیں کاٹنے کو کہتے ہیں
مسلمان اور اہل کتاب (یعنی یہودی اور نصرانی کا) اور لڑکے اور عورت اور
گونگے اور ختنہ کیے ہوئے شخص کا ذبیحہ (یعنی حلال کیا ہوا جانور) حلال ہے اور
آتش پرست اور بت پرست اور مرتد اور احرام باندھے ہوئے شخص کا اور ذبح
کے وقت جانکر بسم اللہ کے چھوڑنے والے کا ذبیحہ درست نہیں لیکن اگر بھول کر
بسم اللہ کہنا چھوڑا تو حلال ہے (اور امام شافعی کے نزدیک اگر جانکر بھی
بسم اللہ نہ کہے تو اسکا ذبیحہ حلال ہے) اور دلیل امام اعظم کی قول اللہ تعالیٰ کا ہے
ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی مت کھاؤ ان جانوروں میں

سی کہ جسکے ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر نکیا گیا ہو اور اگر بھولکر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال ہوگا اسلئی کہ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہی کہ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنے میری امت سی بھول چوک معاف ہی) اور ذبح کیوقت خدا تعالی کے نام کے ساتھ اور کسیکا نام لینا یا یون کہنا کہ الٰہی اسکو فلانے کیطرف سی قبول کر ذبیحہ کو مکروہ کر دیتا ہے اور یہ الفاظ اگر بسم اللہ سی اور جانور کے لٹانے سی پیشتر کہیگا تو مکروہ نہین اور ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچ مین ہے اور ذبح مین نرخرا یعنی سانس کی رگ اور کہانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اوسکے آس پاس کی کاٹنی چاہئین اور ان چار رگون مین سی اگر تین بھی کٹجاوینگے تو کافی ہوگا اگرچہ ناخن سی یا دانت سی کہ بدن مین نہ لگے ہون علیحدہ ہون یا سینگ سی یا ہڈی سی یا نرکل کے پوست یا تیز پتھر سی یا ایسی چیز سے جو خون جاری کر دی ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدن مین لگے ہون تو اُنسے ذبح درست نہوگا۔ ذبح کیواسطے چھری کا تیز کر لینا مستحب ہی۔ ذبح مین اتنا کاٹنا کہ گلے کی ہڈی کے گودے تک چھری پہونچ جاوے یا سر علیحدہ ہوجاوے مکروہ ہے (اور) گُدی کیطرف سی بھی ذبح کرنا مکروہ ہی۔ اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہوا اُسکو ذبح کرنا چاہئیے اور جو چوپایہ پلاؤ کہ وحشی ہوکر بھاگجاوے یا کنوئین مین گر پڑے اور اُسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اُسکو زخم لگا دینا چاہئیے (کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی۔ اونٹ کے لئی نحر مسنون ہی (یعنے اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن کے نیچے نیزہ مارین) اور گای بکری کا ذبح کرنا مسنون ہی اور اُسکا اُلٹا کرنا (کہ گای بکری کو نحر کرین اور اونٹ کو ذبح) مکروہ ہی (ایسا نکرنا چاہئیے) اور اگر ایسا کرین تو جانور حلال ہوجاویگا۔ مان کے ذبح ہونے سی اوسکے پیٹ کا بچہ ذبح

نہین ہوتا (جیسے اگر کسی گای بکری کو ذبح کیا اور اوسکے پیٹ کے اندر سے مرا ہوا
بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا تو اوسکو ذبح
کرنا چاہیے ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک مان کے ذبح سے بچہ بھی
ذبح ہو جاتا ہے اور اسکا کہانا حلال ہے چنانچہ بعضی حدیثون سے ایسا ہی معلوم ہوتا
ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے منخنقہ کو حرام فرمایا ہے (یعنے
اُس جانور کو جو سانس رُک کر مرجاوی اور یہہ بچہ بھی ایسا ہی ہی کہ سانس گُہٹ کے
مرجاتا ہی یا اسمین شبہہ ہی کہ مان کے ذبح سے مرجاتا ہی یا سانس رُکنے سے اور جس چیز
مین شبہہ حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہے اسمین حرام ہونیکی طرف کو غلبہ ہوتا ہی اسلئے حرام ہی)

فصل اُن جانورون کے بیانمین جنکا کہانا درست ہی اور جنکا نا درست - درندون
مین سے کچلیون والے جانور یعنی بڑے دانت کے اور پرندون مین سے جو پنجہ سے
شکار کرین حرام ہین - جو کوا کہیتی کہاتا ہی (اور ناپاکی نہین کہاتا) حلال ہی مگر جو
کوا ابلق کہ مردار کہاتا ہی حرام ہی (اور جو ابلق سے بہی ویسی کوا ہے کہ اُسکی گردن
کا رنگ بہ نسبت پرون کے سفید ہوتا ہی کہانا حرام ہے) کفتار اور گوہ اور بجو اور
کچہوا اور زمین مین رہنی والے جانور (جیسے چوہا اور سانپ اور بچہو) اور بستی کا گدہا
اور خچر اور گہوڑا حلال نہین (اور بستی کا گدہا اسلئی کہا کہ وحشی گدہا یعنی گورخر حلال
ہے) اور خرگوش حلال ہی - جس جانور کا کہانا درست نہین ذبح کرنے سے اُسکا گوشت
اور پوست پاک ہو جاتا ہی (اگرچہ کہانا حرام ہی لیکن آدمی اور سُور کو اگر ذبح بہی کرے
مُردار اور گوشت پاک نہوگا) پانی کے جانورون مین سے مچہلی کے سوا اور کوئی حلال نہین
اور اوسمین بھی یہہ شرط ہی کہ خود مرکر پانی پر نہ تیر آئی ہو (کہ اُسکا کہانا حرام ہے)

اور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہی جیسی ٹڈی (مثلے ذبح کئی ہوئے حلال ہے اور
اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک سب جانور دریا کی پیدائش کے حلال ہین
اور دلیل امام اعظمؒ کی اللہ تعالی کا ارشاد ہی وَیُحَرِّمُ عَلَیْہِمُ الْخَبَائِثَ یعنی حرام کرتا
ہے اونپر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریائی جانور لطیف طبع ہونیکے نزدیک سب
خبیث ہین اور یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ یعنی تمکو
دریا کا شکار حلال ہے اِس سی مراد مچھلی ہی ہے کہ عرف مین اُسکے سوا اور چیز کا شکار
نہین کرتے اور آنحضرت صلعم نے جس دوا مین مینڈک ہو اوسکے کہانیسے منع فرمایا اور
کیکڑے کی بیع سی منع فرمایا) اگر ذبح کرنیوالیکو بکری خواہ دوسری جانور کی ثبوت حیات
کا حال معلوم ہو اور ذبح کرنیسے وہ حرکت کری یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر اُن
دونون مین سی کچہہ نہو تو حرام ہی اور اگر اوسکو ذبح کے وقت اُسکا جینا معلوم ہو تو
حلال ہی اگرچہ حرکت نکری اور خون نہ نکلے *

کتاب الاضحیۃ

اِسمین قربانی کا بیان ہے — قربانی کرنا اُس مسلمان پر واجب ہی جو آزاد اور مقیم اور
تونگر ہو قربانی اپنی طرف سی چاہیئے مالدار لڑکے کیطرف سی اوسپر واجب نہین اور
قربانی کم سی کم ایک بکری کی یا ساتوان حصہ بدنہ کا یعنی گائی اور اونٹ کا ہی عید اضحے
کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اُسکا وقت ہی — شہر کا رہنی والا نماز عید
سے پہلے قربانی ذبح نکری گا گنوار والے کو اختیار ہی کہ نماز سے پہلے قربانی کر دے
— قربانی کا جانور اگر نہ سینگ کا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ اُسکی قربانی درست ہی لیکن اندہا
یا کانا اور اِتنا دبلا کہ ہڈیون کو د نہو اور لنگڑا اور کان اور دم اور آنکھہ اور چکی ری

مین سے زیادہ حصہ کسکا ہو تو درست نہین - اونٹ کی اور گائے کی اور بھیڑ بکری ہی کی
قربانی درست ہے نر ہون یا مادہ اونٹ کی عمر پانچ برس سے کم نہو اور گائے کی دو برس سے
کم نہو اور بکری سال بھر سے کم نہو اور بھیڑ مین سے وہ بھی درست ہے جسکی عمر چھہ مہینے سے
زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بھیڑون مین ملجاوے یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو اگر سات شریکون
نے ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی چاہی اور ایک اُنمین سے مرگیا اور اُسکے وارثون
نے کہا کہ اُسکی نیت کیطرف سے اور اپنی طرف سے ذبح کرو تو یہہ قربانی کرنی درست ہے - اگر
چھہ آدمی قربانی کرنی چاہتے ہین اور ساتوان شریک نصرانی یا مرتد ہے یا مسلمان ہے
کہ اوسکی نیت قربانی کرنے کی نہین بلکہ گوشت کا شریک ہے تو یہہ قربانی کسیکی طرف سے
درست نہوگی - قربانی کے گوشت مین سے آپ کھانا اور مفلس اور توانگر کو کھلانا اور رکھ
چھوڑنا درست ہے اور مستحب ہے کہ مفلسونکو تہائی سے کم خیرات نکرے - قربانی کے چمڑے
کو خیرات کر دینا چاہیے یا اُسکا کوئی تھیلا یا چلنی بنا لے کہ لوگونکے کام آوے - اگر
ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہہ ہے کہ اپنے ہاتھہ سے ذبح کرے - یہودی اور نصرانی سے
ذبح کرانا مکروہ ہے - اگر دو شخص غلطی سے ایک دوسرے کی قربانی کو ذبح کر دین تو دونو
کیطرف سے قربانی ہو گئی اور کسیکو دونو مین سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نپڑیگی ؎

کتاب الکراہیۃ

اسمین ممنوع چیزون کا بیان ہے - مکروہ چیز حرام کے قریب ہے اور امام محمد صاحب
نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے

فصل کھانے پینے کی چیزون کے بیان مین

- مکروہ ہے گدھی کا دودھ پینا اور سونے اور چاندی کے برتن مین کھانا
اور پینا اور تیل اور خوشبو لگانا مردون عورتون سبکو مگر انگشت اور کانچ اور بلور اور

فصل

عقیق کے برتن مین کہانا پینا وغیرہ مکروہ نہین ۔ جس برتن پر چاندی لگی ہو یا زین پر
یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اُسکا استعمال حلال ہی مگر اسطرح استعمال کرے کہ چاندی کی جگہہ
بچی رہی مثلاً برتن کے کنارے پر نہو کہ مُنہہ اوسپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہہ خالی
ہو) اور کافر کا قول حلال اور حرام ہونے مین مقبول ہوگا (مثلاً کسی مسلمان کا خادم آتش پرست
ہو اور وہ گوشت لاوے اور کہے کہ یہہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہی تو اُس مسلمان کو اوسکا
کہانا درست ہوگا) غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب مین مقبول ہی (مثلاً
غلام یا لڑکا کہے کہ یہہ کہانا تمکو ہدیہ بھیجا ہی یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ اندر
بلاتا ہی تو اُسکا کہا مان لیا جاویگا) بدکار شخص کا قول معاملات مین مقبول ہی اور دین
کی باتون مین معتبر نہین (مثلاً اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت مین بدکار
کچھہ کہیگا تو مان لینگے اور اگر پانی کی نجاست وغیرہ امور دینی مین کچھہ کہیگا تو نمانینگے)
اور جس شخص کی کوئی ضیافت ولیمہ مین کرے اور وہان راگ رنگ ہو تو یہہ شخص بیٹہکر
کہانا کہالے **مترجم** کہتا ہی کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہہ ہے کہ اگر شخص مذکور اُن
لوگو نمین سے ہو جنکے افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کر سکتا
ہو تو وہ بکھیڑا موقوف کرادے اور کہانا کہاوے اور اگر منع نہین کر سکتا تو شریک نہو اور عوت
نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اُسکا حکم وہی ہی جو کتاب مین ہے اور یہہ سب
اُس وقت ہی کہ پہلے علم نہو اور اگر پہلے سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہی تو جانا ہی نچاہیے
کذا فی العینی **فصل** پہننے کے احکام کے بیان مین ۔ مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے
(یعنے جسکا تانا بانا دونو ریشم ہون) مردونکو (حرام ہے) عورتونکو حرام نہین اور
ریشمی کپڑے کی گوٹ بمقدار چار انگل کے مردون کو بھی حلال ہے ۔ ریشمی کپڑے کا تکیہ

یا بچھونا مردونکو درست ہی — جس کپڑیکا تانا ریشم کاہو اور بانا روئی یا اون کا اس
کا پہننا مردکو حلال ہے اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اسکا پہننا
مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہے — مردونکو سونے چاندی کا زیور نہ پہننے کہ حرام ہی
ہان اگر چاندی کی انگوٹھی اور پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضائقہ نہین — اور سواے
بادشاہ اور قاضی کے اور لوگونکے حق مین افضل یہہ ہے کہ انگوٹھی نہ پہنین — اور تانبہ
اور لوہے اور پیتل اور سونے کی انگوٹھی پہننی حرام ہی نگینہ کے سوراخ مین سونے
کی کیل لگانی اور دانتونکو چاندی کے تار سے باندھنا درست ہی سونے کی تار
سے درست نہین — لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہی — وضو کا پانی خشک
کرنیکو رومال رکھنا یا ناک صاف کرنے کو کپڑا رکھنا یا بات کے یاد رکھنے کو
انگلی مین دھاگا باندھنا مکروہ نہین فصل دیکھنے اور ہاتھ لگانیکے بیان مین — آزاد
عورت جو اجنبی ہو مرد کو اسکے چہرہ اور ہتھیلیون کے سوا اور کچھ دیکھنا درست
نہین اور جب مرد کو دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو اسکو چہرہ کا دیکھنا بھی بچنا ہے مگر
حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینے والا (یعنے جو اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہو
وہ اگر چہرہ دیکھے تو مضائقہ نہین) اور طبیب کو بیماری کی جگہہ کا دیکھنا درست
ہے — مرد کا تمام بدن سواے برہنگی (یعنے ناف سے زانو تک) کے مرد کو دیکھنا جائز
ہے اور عورت کا دیکھنا مرد اور عورت کو بھی ایسا ہی ہے (یعنے عورت دوسری
عورت یا مرد کے تمام بدنکو سواے برہنگی کے دیکھ سکتی ہی) مرد اپنی بیبی اور لونڈی
کے مکان مخصوص کو دیکھ سکتا ہی اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور
پنڈلیون اور بازوونکو دیکھ سکتا ہی مگر پیٹھ اور پیٹ اور زانونکو دیکھنا درست

نہین - جن اعضا کو دیکہنا جائز ہی اُنکو ہاتھہ لگانا بھی درست ہی - غیر کی لونڈی مثل محرم عورت کے ہی (یعنے اُسکی سر اور بازو وغیرہ کا دیکہنا درست ہی) اور اگر اوسکو خریدنے کا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکہنا درست ہی اُنکو ہاتھہ بھی لگا دی گو شہوت ہو - جب لونڈی بالغ ہو جا دی تو اوسکو صرف ایک تہمد بندا کر مردون کے سامنے نہ آنے دین (بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیے) اور خصی اور آلت کٹا ہوا اور ہیجڑا مرد ہی شمار ہین (یعنے دیکہنے اور ہاتھہ لگانے مین جو مردونکو جائز ہی وہی اُنکو بھی درست ہے) عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہی (یعنے عورتکو اُس سے بھی پردہ ضرور ہی) مرد کو اپنی لونڈی سے بدون اجازت اور بی بی سے اوسکی اجازت کے ساتھہ عزل درست ہے (یعنے صحبت کیوقت انزال باہر کرنا لونڈی سے بلا اجازت اور بیبی سے با اجازت درست ہے)

فصل عورت کے رحم کو صاف کر لینے کے بیانمین - جس شخص کی ملک مین کوئی لونڈی آدی تو اوسکو اوسکے ساتھہ صحبت کرنا اور ہاتھہ لگانا اور اُسکی شرمگاہ کو شہوت سے دیکہنا درست نہین جبتک کہ اُسکو ایک حیض نہ آچکے - ایک شخص کے پاس دو بہنین اوسکی لونڈیان ہین اور اوسنے دونوں کا بوسہ شہوت سے لے لیا تو اب اُنکو دونون میں سے کسیکے ساتھہ صحبت کرنی یا لوازم صحبت کرنے (مثلاً مساس یا گلے چمٹانا حرام ہے) جبتک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نکر دی (یعنی جب تک ایک کو اپنی ملکیت سے باہر نکر دی) مثلاً دوسرے کے ہاتھہ بیچ دی یا ہبہ کر دی یا کسیکے ساتھہ اُسکا نکاح کر دی یا آزاد کر دی تب تک دوسری سے صحبت نکری - مرد کو مرد کا بوسہ لینا اور معانقہ کرنا ایک تہمد باندہی ہوئے مکروہ ہے اور اگر تہمد پر کرتہ بھی پہنی ہو تو درست ہی جیسے ہاتھہ ملانا جائز ہی -

فصل بیع اور غلہ بہرنے اور اجارہ وغیرہ کے بیانمین - آدمی کے پاخانہ کا

بیچنا مکروہ ہی مگر حربی کو ہر ایک چیز کی بیع کرنا حرام نہین — اگر بکر نے عمرو سے کہا کہ یہ لونڈی
زاید کی ہے اور اوسنے اوسکے بیچنے کے لئی مجھکو وکیل کیا ہی تو عمرو کو اوسکا خریدنا جائز
ہے گواہونکی گواہی پر خرید کو موقوف نرکھی (کہ جو وکالت ثابت ہو تو خرید کرون) — اگر زید
کا قرضہ عمرو کے ذمے ہو اور زید و عمرو مسلمان ہین اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا
کیا تو زید کو شراب کا دام قرضے مین لینا مکروہ ہی اور اگر عمرو کا ذمی ہے تو شراب بیچکر
اگر قرضہ ادا کرے تو زید کو وہ دام لینے مکروہ نہین — آدمی کی غذا مثل گیہون جو
کے اور جانورونکی غذا مثل بھس وغیرہ کے گرانی کی نیت سی ایسی شہر مین بند کر رکہنا
مکروہ ہی جہان بند کر رکہنی سی لوگونکو تکلیف ہو لیکن اپنی زمین کا غلہ بند کر رکہنا اور
شہر سی تجارت کے لئی لاکر بند کر رکہنا مکروہ نہین — حاکم اپنی طرف سی نرخ مقرر نکرے مگر
جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کر دین (اسوقت نرخ مقرر کرنا درست ہی)
شراب بنانیوالے ہاتھ انگور کا شیرہ بیچنا جائز ہی اور نواح شہر مین گہر کا کرایہ دار اُسمین
آگ کو پوجے یا یہودی خواہ نصرانی اسکو اپنی عبادت گاہ مقرر کرین یا اُسمین شراب
بکا کرے یہ درست ہی (اور نواح شہر کی قید اسلئی ہی کہ خاص شہر کے اندر یہ امور سب بادشاہ نے
کیطرف سی ممنوع ہونے چاہئین اسلئی کہ یہ باتین شہر کے باہر ہی ہونگی تو انکی لئی وہان مکان
کرایہ دینا جائز ہے) ذمی کی مزدوری کرنی شراب اٹھانے کے لئی جائز ہی (امام صاحب
کے نزدیک مکروہ ہی) شہر مکہ کے مکانونکی عمارت اور زمین کا بیچنا اور قرآن مجید مین
زینت آیتون پر نشان (ع ب اے) کا کرنا اور اوسکے حروف پر نقطے اور اعراب لگانے
اور سونے چاندی سی اسکو مزین کرنا اور ذمی کا مسجد کے اندر آنا اور ذمی کی بیمار
پرسی کرنی اور حرپایونکو ہبہ کرنا اور گدہون کو گہوڑیون پر خچر کی نسل کے لئی ڈالنا اور

غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اُسکی ضیافت ماننی اور اُس سواری کا جانور مانگ لینا یہہ سب باتین جائز ہین۔ اور اگر غلام ماذون کسیکو کپڑا پہننے کو دیوے یا ہدیہ مین روپیہ اشرفی بہیجے تو مکروہ ہی۔ جیسے ننگے ہوئے آدمی کو زمانہ مکاشین آنے و نیا اور یون دعا مانگنی کہ الٰہی عرش پر اپنی عزت کے انعقاد کی جگہہ کے طفیل سے یہہ کام کر دے یا یون دعا کرنا کہ الٰہی بحق فلان یہہ کام کر دے مکروہ ہی۔ شطرنج کہیلنا اور گولیان سے کہیلنا اور تمام کہیل مکروہ ہین اور غلامی کا نشان مثل لوہے کے طوق وغیرہ کے غلام کے گلے مین ڈالنا مکروہ ہی مگر اُسکو قید کرنا درست ہی۔ دوا کے لئے حقنہ کرنا۔ اور قاضی کا روزینہ بیت المال مین سے مقرر کرنا۔ اور لونڈی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرانا۔ اور جو چیزین بچہ کے لئے ضروری ہون اُنکو اُسکے چچا خواہ مان کا مول لینا یا بچہ کا لینا جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ پال پوسا ہووے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی بیع و شرا کر سکتا ہی۔ بچہ کو کسی کام مزدوری کرانا یا نوکر رکہنا صرف مان کو جائز ہے (دوسرے کو اختیار نہین ہے)

کتاب احیاء الموات

اسمین ویران زمین کے زراعت کرنے کا بیان ہے۔ موات اُس زمین کو کہتے ہین جسمین کہیتی پانی کے نہونے یا پانی کی کثرت کے باعث نہو سکے اور وہ زمین بستی سے دور ہو کہ چلانے کی آواز وہان بستی مین نہ پہونچے اور کسیکی ملک نہو پس ایسی زمین کو اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے اٹھاوے (یعنے کہیتی کے قابل کر لے) تو وہ زمین اُسکی ہو جاتی ہے۔ اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھر وغیرہ رکہدے یا باندہ دے (یا اور کوئی نشان خندق وغیرہ کا کر دے) تو اُس سے اسکا مالک ہو گا اور آبادی کے قریب کی زمین کا زراعت

کے قابل کرنا جائز نہین (یعنے زراعت کے قابل کرنیسے اُسکا مالک نہوگا) ویران زمین
مین اگر کوئی شخص کنوان کھودے تو کنوئین کے سب طرف سے ۴۰ گز اُسکا حق ہوگا اور چشمہ
(یعنے تالاب وغیرہ) کا گرد چارطرف ۵۰۰ گز (ہوگا) پس اگر کوئی شخص کنوئین کے گرد
۴۰ گز کے اندر اور چشمہ کے گرد ۵۰۰ کے گز کے اندر دوسرا کنوان (یا چشمہ) بنایا چاہے تو
اُسکو بنانے نہ دینگے - نہر کا گرد وہ اُسقدر ہوتا ہی جو اُسکے مناسب ہو - دریا برآورد
زمین اگر ایسی ہو کہ پہر وہان دریا نہ آویگا تو اُسکا حکم موات کا ہی اور اگر احتمال دریا کے
پہر آنیکا ہو تو موات نہین - اگر موات زمین مین کوئی نہر کھودے تو اُسکا گرد وہ کچھ نہوگا (یعنی
صرف کنارونکی مٹی جس جگہہ پڑی ہے وہی اُسکا حق ہی اور کچھ نہین)

فصل پانی کے گھاٹ کے مسائل مین

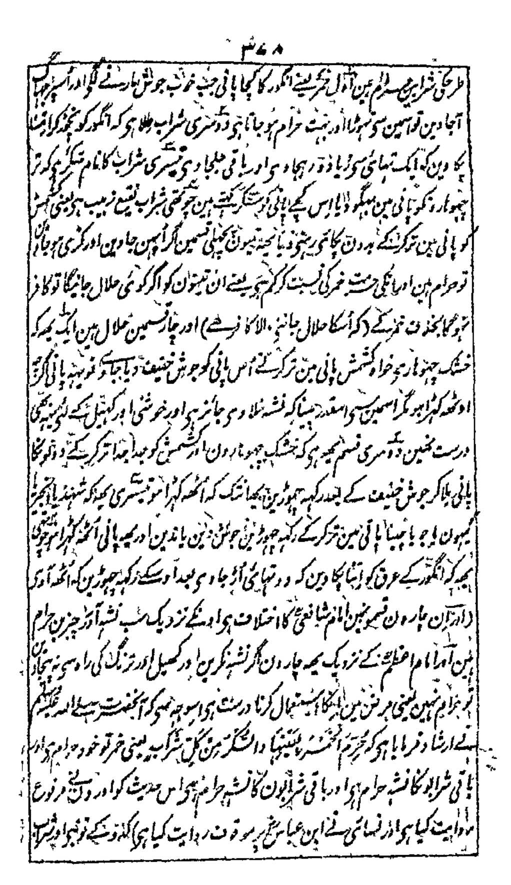
گھاٹ مین سے کھیتی اور جانورون کے
لئے حصہ اور باری ہونیکا نام شرب ہی - بڑی نہرین مثلاً دجلہ اور فرات اور گنگا جمنا کسیکی
ملک نہین اُن سے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور ان پر پن چکی قائم کرنی
اور ان مین سے نہر کھود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگونکا ضرر نہو ہر شخص کو اختیار
ہے - اور جو نہرین کہ کسیکی ملک ہون اُن سے اور کنوؤن اور حوضون سے ہر شخص کو پانی
پینے اور اپنے جانورون کو پانی پلانیکا اختیار ہی مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اور اگر
بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونے کا خوف ہو تو اُنکو پانی پلانے سے مالک روک
سکتا ہی - اور پانی جو مٹکے وغیرہ مین رکھا ہوا ہو اُسکو بدون اجازت مالک کے کام
مین لانا درست نہین - اور چھوٹی نہرون کا صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال مین
سے چاہیئے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو لوگون سے اُسکے لئے بزور لینا
چاہیئے - اور جو نہر کسیکی ملک ہو اُسکی صفائی اُسکے ذمہ لازم ہی اگر مالک انکار کرے

فصل پانی کے گھاٹ کے مسائل مین

تو نہر والون سے صاف کرائی جاوے۔ اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ نکالنے کا خرچ
شریکون کے ذمہ ہی نہر کے اوپر کیجانب سے (یعنی شروع منبع کیطرف سے) ہوگا اسمین جسجس شریک
کی زمین سے نہر آگے بڑھجاویگی وہ صفائی کے خرچ سے بری ہوجاویگا۔ اور جو آدمی اور
جانور ایسی نہر وغیرہ سے پانی پیتے ہون اونپر اوسکا صاف کرنا لازم نہین۔ گھاٹ پر سے
پانی لینے کا دعوی کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بھی درست ہی۔ کچھ لوگون مین ایک
نہر مشترک ہی اور وہ آپس سے پانی لینے مین جھگڑا کرین تو نہر زمینون مین ہرایک شریک
کا حصہ اتنا ہوگا جتنی اوسکی زمین ہے (اور وہ مشترک رہیگی) شریکون مین سے کسی کو
اختیار نہوگا کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کہود لاوے یا اوسپر پنچکی
لگاوے یا رہٹ یا چرخ سے پانی لیوے یا اوسپر پل باندہے یا نہر کے دہانہ کو چوڑا کرکے
پانی کی تقسیم دنونکے اعتبار سے کرے اور پہلے قلابون کے اعتبار سے ہوچکی ہو یا
اپنے حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی دوسری زمین مین لیجاوے جسکا پانی دینا اس نہر مین
سے نہوتا ہو (اور یہ امور اگر شرکا کی رضامندی سے کرے تو مضائقہ نہین) بدون
رضامندی (کسیکو اختیار انکا حاصل نہین) پانی دینے کا حق میراث مین وارثونکو پہنچ
سکتا ہی اور بعینہ اس سے نفع لینے کی وصیت دوسرےکو کردینی (کہ میرے بعد تو کام مین
لائیو) درست ہی مگر اس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین۔ اگر ایک شخص نے اپنے کہیت
کو پانی سے بہرا اور اس سے اسکی ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا یا ڈوب گئی تو اوسپر اوس زمین کا کچھ
تاوان دینا نہ آویگا۔

کتاب الاشربۃ

اسمین شرابون کا ذکر ہے۔ شراب شریعت مین اوس چیز کا نام ہے جو نشہ کرے جاڑ



طرح کی شرابین حرام ہین اول خمر یعنے انگور کا کچا پانی جب خوب جوش مارنے لگے اور اسپر جہاگ
آجاوین تو اسمین سے تہوڑا اور بہت حرام ہوجاتا ہے دوسری شراب طلا ہے کہ انگور کو نچوڑ کر اتنا
پکاوین کہ ایک تہائی سے زیادہ اوڑ جاوے اور باقی رہجاوے تیسری شراب کا نام سکر ہے کہ تر
چہوہارونکو پانی مین بہگو دیا اس کچے پانی کو سکر کہتے ہین چوتھی شراب نقیع زبیب ہے یعنی کشمش
کو پانی مین تر کرکے بدون پکائے رہنے دیا جاوے یہہ تینون پچہلی قسمین اگر اوبہن جاوین اور گرمی ہوجاوین
تو حرام ہین اور انکی حرمت خمر کی نسبت کم ہے یعنے ان تینون کو اگر کوئی حلال جانیگا تو کافر
نہوگا بخلاف خمر کے (کہ اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے) اور چار قسمین حلال ہین ایک یہہ کہ
خشک چہوہارے خواہ کشمش پانی مین تر کرتے اوس پانی کو جوش خفیف دیا جاوے تو یہہ پانی اگرچہ
اوٹہہ کہڑا ہو مگر اسمین سے اسقدر پینا کہ نشہ نلاوے جائز ہے اور خوشی اور کہیل کے لئے یہہ بہی
درست نہین دوسری قسم یہہ ہے کہ خشک چہوہارون اور کشمش کو جدا جدا تر کرکے دونونکا
پانی ملاکر جوش خفیف کے بعد رکہہ چہوڑین یہانتک کہ اوٹہہ کہڑا ہو تیسری یہہ کہ شہد یا انجیر یا
گیہون یا جو یا جینا پانی مین تر کرکے رکہہ چہوڑین جوش دین یا ندین اور یہہ پانی اوٹہہ کہڑا ہو چوتہی
یہہ کہ انگور کے عرق کو اتنا پکاوین کہ دو تہائی اوڑ جاوے بعد اوسکے رکہہ چہوڑین کہ اوٹہہ آوے
(اور ان چارون قسمون مین امام شافعیؒ کا اختلاف ہے اونکے نزدیک سب نشہ آور چیزین حرام
ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک یہہ چارون اگر نشہ کرین اور کہیل اور ترنگ کی راہ سے نہ پیجاوین
تو حرام نہین یعنی مرض مین انکا استعمال کرنا درست ہے اسوجہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ یعنی خمر تو خود حرام ہے اور
باقی شرابونکا نشہ حرام ہے اور باقی شرابون کا نشہ حرام ہے اس حدیث کو اور دارقطنی نے مرفوع
روایت کیا ہے اور نسائی نے ابن عباسؓ پر موقوف روایت کیا ہے کہ نبیذ کو تو نبیذ اور شراب

کے کوزے ہوں اور مرتبان اور نقیر مین نبیذ بنانا (یعنے کھجورون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکہنا) حلال ہے (شروع اسلام مین ان برتنون مین نبیذ بنانا حرام ہوگیا تہا اسلئے کہ یہہ برتن شراب کے ہوتے تہے بعد اسکی حرمت منسوخ ہوئی کہ برتن کی جہت سے حرام نہین بلکہ حرمت کا سبب نشہ ہے) اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچہہ ڈالکر اسکو سرکہ بنالیا تو اسکا کہانا جائز ہے۔ شراب کی تلچہٹ کا پینا اور اوسمین تر کرکے کنگہی کرنی (جیسے بعض عورتونکی عادت ہے) مکروہ ہے اور جو شخص تلچہٹ پیوے اوسپر حد نہین ماری جاوے جبتک کہ مست نہووے

کتاب الصید

اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین۔ شکار کرنا سکہائے ہوئے کتے اور چیتے اور باز اور سب سکہائے ہوئے شکاری جانورون سے حلال ہے۔ شکار کرنے مین تین باتین ضروری ہین اوّل تو جانور شکاری کی تعلیم اور کتے کا تعلیم یافتہ ہونا یہہ ہے کہ شکار کو پکڑکے خود نہ کہانے لگے جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہوگیا اور باز کی تعلیم یہہ ہے کہ بلانے سے پہر آوے دوسری بات یہہ ہے کہ جب شکار پر جانور چہوڑا جاے اسوقت بسم اللہ کہکر چہوڑے تیسرے یہہ کہ شکاری جانور کے کسی جگہہ مین زخم کردے۔ اگر شکار پکڑکر باز خود کہانے لگے تو اوس شکار کو کہانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگے تو اوسکا کہانا درست نہین۔ اگر شکار کہیلنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اوسکو ذبح کرے اگر زندہ پانے کی صورت مین ذبح نکرے تو وہ شکار حرام ہوجاویگا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ گلا گہونٹ کر مار ڈالے یا شکاری کتے کے ساتہہ بدون تعلیم کیا ہوا کتا یا کسی کافر غیر کتابی کا کتا یا ایسا کتا جسکے چہوڑتے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نکہی ہو شکار مارنے مین شریک ہوگیا ہو تو شکار حرام ہوجاویگا۔ اگر ایک مسلمان نے اپنا کتا شکار پر چہوڑا ہو

اگر کسی مجوسی نے ہلکارا اور کتے نے ہلکار پر تیز ہو کر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر کتے
کو مجوسی نے چھوڑا اور مسلمان نے ہلکارا اور کتے نے ہلکار سے تیز ہو کر شکار مار لیا تو بھی شکار
حرام ہوگا۔ اور اگر کتے کو کسی نے نہین چھوڑا تھا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا تھا پھر اوسکو
کسی مسلمان نے ہلکار دیا اور اوسنے چستی کر کے شکار مارا تو بھی شکار حلال ہوگا۔ اگر مسلمان
بسم اللہ کہکر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہو جاوے تو اوسکا کہانا درست ہوگا
۔ اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کر لے اور باوجود زندہ ملنے کے اگر ذبح نکریگا تو حرام
ہو جاویگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کہا کر وہ غائب ہوگیا اور شکاری اوسکو ڈھونڈھتا
رہا پھر زخمی مرا ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مارنیکے بعد شکاری نے اوسکی جستجو نکی اور بیٹھ
رہا اور پھر وہ شکار مردہ پایا تو حلال نہوگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانی مین گر گیا
یا کسی چھت پر یا پہاڑ پر گرا پھر وہان سے زمین پر گر کر مر گیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول
ہی زمین پر گر کر مر جاویگا تو حلال رہیگا۔ اگر تیر کو لکڑی کیطرح مارا اور شکار مر گیا یا غلہ
اور گولی سے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اوس سے کوئی عضو اوسکا
جدا ہو گیا تو شکار کہایا جاویگا اور وہ عضو نہین کہایا جاویگا اور اگر شکار کو دو ٹکڑے
اسطرح کیا کہ تہائی سر کیطرف اور دو تہائی دم کیطرف ہون تو سارا شکار کہایا جاویگا
(مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اوسکے ایسے دو ٹکڑے ہوئے کہ تہائی سر کی جانب رہی تو
سبکا کہانا درست ہے اور اگر ٹکڑے ایسے ہون کہ سر کیجانب آدہے سے زیادہ رہے اور دم کیطرف
کم رہے تو اس صورت مین جو دم کیطرف کا حصہ نہ کہایا جاویگا) اور مجوسی اور بت
پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے (اسلئے کہ انکا ذبیحہ درست نہین) اگر زید نے شکار
کے تیر مارا اگر وہ سست نہوا پھر اوسکے عمرو نے تیر مارا اور شکار مر گیا تو وہ شکار عمرو کا

ہوگا اور اوسکا کہانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈھیلا پڑ گیا تہا اور پہر عمرو کے تیر سے مر گیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوسکا کہانا حرام ہوگا (اسلئے کہ جب شکار مضمحل ہو گیا تہا تو چاہیے تہا کہ اسکو ذبح کرتا چونکہ مار ڈالا اسلئے حرام ہو گیا) اور عمرو اس شکار کے دام زید کو دیوے مگر اوسکی قیمت میں سے اوسیقدر دام مجرا کرلے جو زید کے تیر کے زخم سے اوسمین نقصان ہوا ہو — شکار کرنا سب جانوروں کا درست ہے خواہ گوشت انکا کہایا جاتا ہو یا نہو (اسلئے کہ جنکا گوشت سے نفع نہیں اونکی ہڈی اور چمڑے سے نفع ہوسکتا ہے ۱۲)

کتاب الرہن

کتاب الرہن

رہن گرو کرنے اور رکہنے کا بیان ہے — کسی حق کے عوض میں مثل قرض وغیرہ کے ایسی چیز کو روک رکہنے کو رہن کہتے ہیں جس سے روکنے والا اپنا حق وصول کر سکے (اس سے یہ نکلا کہ حدود و قصاص کی عوض میں اگر گرو کریگا تو درست نہوگا اسلئے کہ گرو کی چیز سے حدود و قصاص کا ملنا ممکن نہیں) گرو کرنے والے کو راہن کہتے ہیں اور جو گرو رکہتا ہے اوسے مرتہن بولتے ہیں اور گرو کی چیز کو مرہون بولتے ہیں — یہ رہن ایجاب اور قبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض ہونے سے لازم ہو جاتا ہے مگر مرہون چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سے خالی چاہیے اگر راہن نے مرہون چیز کو اپنی ملک و تصرف سے خالی کر کے مرتہن کے سامنے کر دیا اسطرح کہ وہ اوسکو لے سکے یا بائع نے مبیع کو مشتری کے سامنے اسیطرح رکہدیا تو یہ صورت قبضہ کرنے میں داخل ہے — راہن کو اختیار ہے کہ اگر مرتہن نے شی مرہونہ پر قبضہ نکیا ہو تو اپنی عقد رہن سے رجوع کرے (یعنے اپنی چیز ہٹا لیوے اور گرو نہ رکہے) اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس جاتی رہے تو اوسکی قیمت اور قرض ذمگی راہن میں سے جو نسا کم ہوگا جتنا تاوان مرتہن کو دینا

اوریگا (یعنے اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اوس شی کی قیمت کم
ہے وہی قرض ہی دینی آویگی) اس سے یہہ معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ مرہون چیز ہلاک ہو
اور اوسکی قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیئے دونونکی تعداد برابر ہو تو
اسصورتمین مرتہن اپنا روپیہ بہر چکا (کہ جتنا اسکا راہن کے ذمہ تہا وتنا ہی راہن کی چیز
کا اوسکے ذمہ ہوگیا) اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض دینگی راہن سے زیادہ ہو تب بھی
اپنا حق پاچکا اور جسقدر قرض سے زیادہ کی چیز وہ تھی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت
ہے (یعنے اوسکا تاوان کچھہ نہ دینا ہوگا) اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ ہو اور مرہون
کی قیمت کم تو اسصورتمین مقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گویا پاچکا مگر باقی قرضہ راہن سے
وصول کریگا مرتہن کو اختیار ہے کہ بعد رہن کے راہن سے اپنے قرضہ کا تقاضا کرے اور
قرضہ کی بابت اوسکو قید کرے (غرضکہ رہن کر دینے سے یہہ نہیں ہوتا کہ قرضخواہ مانگنا
اور مواخذہ چھوڑ دے) رہن کے چھڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز پیشتر
لے آوے پہر راہن کو حکم ہوگا کہ قرضہ اسکا اول ادا کر دے (پہر اپنی چیز لیلے) اور جبکہ
مرہون چیز مرتہن کے پاس ہو اوسکو اختیار ہے کہ راہن کو اوسکی بیچنے سے روکدے جبتک
کہ اپنا قرض راہن سے نہ بہر لے اور جب قرضہ وصول کر چکے تو مرہون کو اوسکے حوالہ کرے
مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا یعنی اگر غلام وغیرہ ہو تو اوس سے کام لینا اور
اگر مکان وغیرہ ہو تو اوسمین رہنا اور کپڑا ہو تو اوسکو پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر
چلانا یا اوسکے دینا درست نہیں — مرہون چیز کی حفاظت مرتہن آپ کرے یا اوسکی
بیبی حوالہ اوسکا شوا دخادم ہو اوسکے متعلق ہو (یعنے خوراک پوشاک وغیرہ اوسکے
ذمہ ہو) اگر اوسکے سوا کسی اور سے حفاظت کراویگا یا اوسکو بطور امانت سپرد کریگا

یا اوسکے طرح کی زیادتی مرہون چیز پر کریگا اور وہ تلف ہو جاویگی تو مرتہن کو اسکی قیمت
دینی آویگی۔ جس گھر مین مرتہن چیز کی حفاظت کرے اسکا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ مرتہن
کے ذمہ ہو اور مرہون چیز کے چرانیوالے کی اجرت اور اوسکے کھانے پینے کا دام
اور اگر زمین خراجی ہو اسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ٭

باب ان چیزونکے بیان مین جنکا رہن کرنا اور جنکے عوض رہن کرنا جائز
ہے یا ناجائز۔ غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا (مثلا یون کہنا کہ اس گھر کا نصف
یا تہائی گرو کرتا ہون بدون تقسیم کے) درست نہین اسیطرح پھلون کا گرو کرنا بدون
درخت کے اور کھیتی کا رہن کرنا بدون زمین کے اور زمین مین لگے درخت کو بدون
زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد کو رہن کرنا درست نہین
اور امانت کے عوض مین کوئی چیز رہن کی گرو رکھنی یا اس خوف سے کہ مبیع کسیطرح
کی نکل آوے کوئی چیز بائع کی کر لینی یا مشتری نے ابھی مبیع پر قبضہ نہین کیا لہذا اس
سے اوسکی عوض کوئی چیز گرو کرنی درست نہین ۔ رہن رکھنا اس قرض کے عوض
مین درست ہے جو واجب الادا ہو گو اوسکے ادا کا وعدہ دوسرے وقت پر ہوا ور
اگر رب المال مضارب سے راس المال کی عوض کوئی چیز رہن رکھ لے تو درست ہے
اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو رکھ لے یا بیع سلم مین جس چیز مین
سلم کی ہے اسکی قیمت کے بدلہ مین کوئی چیز گرو کر لے تو جائز ہے پس اگر ان صورتون
مین مرہون چیز ہلاک ہو جاوے تو مرتہن اپنا حق لے چکا (اب راہن سے کچھ نہ پاویگا) باپ
کو اختیار ہے کہ اپنے ذمہ کے قرضہ مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھ لے
چاندی سونے کو رہن رکھنا اور کیلی چیزون کو (مثل گیہون اور جو وغیرہ کے) اور

وزن کی چیزون کو (مثل تانبے اور لوہے کے) گرو رکھنا درست ہی - اگر ایک جنس کو
دوسری کے عوض رہن رکھا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اوسیقدر قرض میں محسوب
ہو جاویگی اندکھری کہ کھرے کہوٹے کا اسمین اعتبار نہوگا (یعنے مرہون چیز اور جسکے عوض رہن
ہوا ہے اگر دونو ایک جنس ہون تو کھرے کہوٹے ہونیکا فرق دونون مین نکرنا چاہئے)
اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلے مین ایک
معین چیز بائع کے پاس رہن کر دے پھر مشتری نے اوس چیز کے گرو رکھنے سے انکار کیا
تو اب مشتری پر زور نکیا جاویگا (کہ خواہی نخواہی گرو کر دے) مگر بائع کو اختیار ہے
کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نکرے یا اوس شی کی قیمت جسکو رہن کرنا مشروط کیا تہا رہن
کے اعتبار سے ندیوے تو بیع کو توڑ ڈالے - اگر کوئی مشتری بائع سے کہے کہ جبتک مین
دام دون تم اس کپڑے کو رکہہ لو تو وہ کپڑا رہن ہو جاویگا (گو زبان سے لفظ صریح
رہن کا نکہا ہو) اگر دو غلامونکو ایک ساتھہ ہزار کے عوض مین گرو کیا ہو تو یہ نہین
ہوسکتا کہ راہن اونمین سے ایک حصہ کا روپیہ ادا کرکے اوسکو پہیر لے جیسے یہہ نہین
درست ہی کہ مشتری ثمن مین سے کسیقدر ادا کرکے حصہ مبیع کو لیلے - اگر کسی شی
معین کو دو شخصون کے پاس رہن رکہا تو درست ہی مگر تلف ہونیکی صورت مین تا وان
دونو پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہوگا پس اگر راہن نے دونو مین سے ایک کا قرض
ادا کر دیا تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی (جسکا قرض ادا نہین کیا ہی) زید اور
عمرو دونو بکر سے غلام کے مدعی ہین (یعنے ہر ایک اوس سے یہہ کہتا ہی) کہ اس غلام
کو تو نے میرے پاس گرو رکہا تہا اور مین نے اوسپر قبضہ کر لیا تہا (اب تو مکرتا ہی)
اور دونون نے اپنے دعوے کے گواہ گذرانے تو دونون کے گواہ باطل ہو جاوینگے

(بکر پر کسیکا دعوی ثابت نہوگا) اگر راہن دو مرتہنون کے قبضہ مین غلام چھوڑکر مرجاے اور دونو مرتہن گواہ ہو جب بیان سابق گذرا ہین (یعنے ہر ایک یہی ثابت کرے کہ میت نے میرے پاس گرو رکہا ہی) تو استحسانًا وہ غلام دونون کے پاس اُن دونون حقون کے عوض مین آدہا آدہا رہن رہیگا۔

باب مرہون چیز کو قرضخواہ کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکہنے کے بیان مین۔ اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکہدین تو درست ہی اور دونو مین سے کسیکو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز جاتی رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا (یعنے اسکا قرضہ راہن کے ذمہ سے ساقط ہو جاویگا) اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر مرتہن یا اس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون چیز کے فروخت کرنیکا وکیل کردے تو درست ہی اور اگر رہن کرتے وقت یہ وکالت ٹھہر گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے منع کرنے سے اور اوسکے مرنے سے اور مرتہن کے مرجانے سے معزول نہوگا (بلکہ اوسکی وکالت بدستور قائم رہیگی) یہ وکیل کو مرہون چیز کا بیچنا راہن کے وارثون کے پیچھے بھی درست ہی۔ اگر وکیل مرجاوے تو اوسکی وکالت باطل ہو جاویگی۔ راہن اور مرتہن مین سے کسیکو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار بدون دوسرے کی رضامندی کے حاصل نہین۔ اگر مدت وعدہ کی پوری ہو جاوے اور راہن موجود نہو تو اوسکے وکیل پر شے مذکور کے فروخت کرنیکے لئے جبر کیا جاویگا جیسے جوابدہی کے وکیل کا حال ہی کہ اگر موکل جوابدہی سے انکار کرے اور غائب ہو جاوے تو وکیل سے ہر قاضی کی جوابدہی بزور کرائی جاویگی۔ اگر معتبر شخص نے اُس شے کو بیچکر مرتہن کو اوسکا دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اُسکا تاوان لیا گیا تو وہ

مرہون چیز کی قیمت یا راہن سے بھر لے یا مرتہن سے وہ دام وصول کرے جو اس سے مستحق کو دلوائے گئے ہون - اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہان مرجاوے اور وہ کسی اور کا نکلے اور مالک راہن سے اسکی قیمت بھر لے تو اب مرہون مرتہن کے دین کے عوض مریگا (یعنے مرتہن کو اب راہن سے کچھ نملیگا) اور اگر مالک مرتہن سے مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن یہہ دام جو مالک کو دئے اور اپنا قرضہ راہن سے لیوے (اسلئے کہ قبضہ بھی اوسہین ہوا ہے +)

باب مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اسمین نقصان ڈالنے اور مرہون کے دوسرونکا نقصان کر دینے کے بیان مین - اگر راہن نے مرہون کو بیچ ڈالا تو یہہ بیع مرتہن کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی (یعنے اگر مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جاویگی) اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہین ہے تو راہن سے مرتہن کے قرضہ کا مواخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعاد ہے تو راہن سے غلام مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھدیجاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا کہ غلام کی قیمت نہین دیسکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونون سے جونسا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھ مرتہن کو دیوے اپنے مالک یعنی راہن سے لیوے (جسکی عوض مرتہن کو دیا تھا) اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اسکا حکم مثل آزاد کر دینے کے ہے - اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اسکی قیمت اجنبی سے وصول کرے اور یہہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی - اگر مرتہن مرہون چیز راہن کو مانگے دے تو اوسکی تاوان سے بری ہو جاویگا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی تو

صفت مین راضی ہو کر کیا گیا ہو یعنی اگر امین ہی پر مرتہن کو دیدیا ہی تو مرتہن پر تاوان نہین آویگا
۔ اگر راہن یا مرتہن نے ایکدوسری کی اجازت سے مرہون چیز کسیکو مانگی دیدی تو اسکا تاوان
مرتہن کے ذمہ نہوگا اور دونونمین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ مانگنے والے سے اسکو واپس
لیکر بدستور گرو کر دے اگر رہن کے لیے کسی سے کپڑا مانگے تو درست ہی لیکن اگر مالک مقدار
اور جنس اور شہر کو معین کر دے (مثلاً کہدے کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من
گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکہنا) اور راہن مالک کے کہنے کے بموجب
نکرے تو مالک کو اختیار ہی چاہے اپنے کپڑے کی قیمت راہن سے لیوے خواہ مرتہن سے
اور اگر راہن مالک کے کہنے کے بموجب کرے اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہی
تو مرتہن تو اپنا دین بھر پا دیگا اور راہن پر واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اوسکی
ذمہ سے ساقط ہوا ہی اوسیقدر حوالہ مالک کے کرے اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب
کرے اور راہن مرتہن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرتہن اوسکے دینے مین تامل نکرے ۔ راہن
اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کر دین تو اسکا تاوان دینا ہوگا (یعنے اگر راہن اسکو
تلف کر دیگا تو اسکی جگہہ اور چیز رہن کرنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن
اسکو تلف کریگا تو اسکا دین ساقط ہو جاویگا) مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا بچہ
نقصان کر دے یا اوسکے مال کو بگاڑ دے تو کچہہ تاوان نہوگا ۔ اگر ہزار روپیہ کا غلام
ہزار روپیہ کے عوض رہن رکہا اور دیون کے ادا کی مدت پر وعدہ ٹہرا اس اثنا مین
غلام کی قیمت کم ہو کر سو روپیہ رہگئی اب اس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو سو
روپیہ تاوان دینا آیا اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہو گئی تو مرتہن سو روپیہ
قاتل سے اپنے حق مین وصول کرلے اور راہن سے کچہہ نپا ویگا اور اگر مرتہن راہن کی

اجازت سے اُسکو سو روپیہ کو بیچے تو سو روپیہ مشتری سے لیوے اور تو سو راہن سے طلب کرے اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مارڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل مقتول کی عوضمین مرتہن کو ملجاوے تو راہن اُس غلام کو تمام قرضہ کی عوضمین چھوڑا دے (یعنی جیتنا قرض اُسکے ذمہ ہو سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے) اگر راہن مرجاوے تو اُسکا وصی مرہون کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا کرے اور اگر اُسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کردے اور اُسکو مرہون کے بیچنے کا حکم کرے **فصل** دس روپیہ کا شیرہ انگور دس روپیہ کے عوض مین رہن رکھا پھر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہوگیا اور اس سرکہ کے دام بھی دس روپیہ ہین تو یہ سرکہ شیرہ کی عوض رہن رہیگا۔ اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کے عوض میں رہن رکھی اور وہ مرگئی اور اُسکی کہال کو پکا لیا اور کہال ایک روپیہ کی ہوئی تو یہ کہال مرتہن کے پاس ایک روپیہ کی عوض رہن رہیگی اور باقی نو روپیہ راہن کے ذمہ قرض رہین گے مرہون مین جو کچھہ بڑہے مثلاً لونڈی مرہونہ بچہ جنے اور درخت مرہون پر پھل لگے یا دودہ کا جانور دودہ دے یا اُسکی اون اوترے یہہ سب راہن کا ہوگا اور اصل کے ساتھہ گرو رہیگا اور اگر یہہ زیادہ ہوئی چیز جاتی رہیگی تو مفت جاویگی (یعنے اوسکے مقابل مین کچھہ قرض مرتہن کا ساقط نہوگا) اور اگر اصل جاتی رہے اور زیادتی بچرہے تو راہن اوسکے موافق دام حصہ رسد دیکر چھوڑالے اسطرح کہ اصل رہن کے وہ دام لگاوے جو مرتہن کے قبضہ کرنیکے دن تھے اور زیادتی کے وہ دام جو فک رہن کے روز ہون اور ان دونوکے مجموعہ پر مرتہن کے قرضہ کو بانٹے اب جسقدر اصل رہن کے مقابل پڑے وہ تو اوسکی ذمہ سے ساقط ہوگا اور جسقدر زیادتی کے مقابل پڑے اوسقدر مرتہن کو دیکر اوسکو چھوڑالے۔ مرہون چیز کا زیادہ کرنا درست ہے اگرچہ

فصل

رہن کی چیز کو زیادہ کرنا درست ہے

عوض کے قرض کا بڑہانا درست نہین (یعنے اگر ایک کپڑے کو دس روپیہ کے عوض رہن کیا ہی تو ہوسکتا ہی کہ اوسکے ساتھہ دوسرا کپڑا اور شامل کر دے مگر یہ نہین ہوسکتا کہ اوسی کپڑے کو رہن رہنے دے اور دس کی جگہہ بیس روپیہ کرلے) اگر ایک غلام ہزار روپیہ کے عوض رہن رکہا پہر دوسرا غلام اوسکی جگہہ پر مرتہن کے حوالہ کیا اور ان دونو غلامون مین سے ہر ایک کی قیمت ہزار روپیہ ہی تو اسصورتمین اول ہی غلام رہن ہوگا دوسرا نہوگا لیکن اگر مرتہن اول کو راہن کے سپرد کر دے تو اب البتہ دوسرا رہن ہوگا اور جبتک دونو مرتہن کے پاس ہین تو مرتہن دوسرے غلام کے بابمین امانت دار ہوگا (یعنے اگر وہ مر جاویگا تو اوسکا قرضہ ساقط نہوگا نہ تاوان دینا ہوگا) ہان اگر دوسرے کو اول کی جگہہ رہن کریگا تو تاوان دینا آویگا (اسلیے کہ اب دوسرا غلام رہن ہوگیا اور اول غلام رہن سے باہر ہوا ہے)

کتاب الجنایات

اسمین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنے کا بیان ہی (قتل یعنی جان سے مار ڈالنے کی چار صورتین ہین اور ہر ایک کا جدا حکم ہے اول) قتل عمد (ہے یعنی جان بوجہکر کسیکو ہتہیار سے یا ایسی چیز سے مارے جو بدن کے اجزا جدا کر دے مثلا دہار دار لکڑی یا دہار دار پتہر یا بانس کی کہپاچ تیز سے قصدا مارے یا آگ سے جلاوے اس قتل کا حکم یہ ہی کہ قاتل گناہگار ہوتا ہے اور قصاص یعنی لازم آتا ہی (یعنے قاتل بہی مقتول کے عوض مارا جاویگا) اور اس قتل کا کفارہ نہین (یعنے سوائے قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین) لیکن اگر مقتول کے وارث معاف کر دین تو قاتل پر سے قصاص جاتا رہتا ہی (دوسرا) قتل شبہہ عمد (یعنے قصدا

مارنے کی مثل ہی) وہ اسطرح ہی کہ قاتل اُن چیزون کے سوا اجزا اور پرندگور مرمن (یعنے ہتھیار
یا ایسی چیز جس سی بدن کے اجزا جدا ہو سکین) کسی اور چیز سے قصداً مارے اس قتل کا حکم یہہ
ہی کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہی اور کفارہ لازم آتا ہی اور اوسکے قبیلہ پر دیت مغلظہ لازم ہوتی
ہے اور قاتل پر قصاص اس صورت مین نہین تیسری قسم قتل خطا (یعنے چوک اور از ہو کے سے
مارنا قصداً نہ مارنا اسکی یہہ صورت ہی کہ کسیکو اس خیال سی تیر مارے یا کہ شکار ہی یا کافر جانکر
مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارتا تھا وہ کسی آدمی کے لگ گیا یا اور کوئی اسطرح کی
صورت ہو مثلاً کوئی سوتا ہوا دوسرے پر گر پڑے اور وہ دوسرا شخص دبکر مر جاوے اور اس قتل کا
حکم یہہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اوسکے قبیلے پر دیت لازم ہوتی ہی چوتھی قسم قتل بسبب
(یعنے قاتل نے ایسا سبب کیا جس سی مقتول مر گیا) مثلاً قاتل نے دوسری کی ملک مین کنوا
کھودا اور اسمین کوئی گر کر مر گیا یا دوسری کی زمین مین پتھر رکھدیا اور اس سی کوئی ٹھوکر
کھاکر مر گیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے کنبے پر دیت ہی کفارہ قاتل پر نہین ان چارون
صورتون مین صورتین اول کی قاتل کو مقتول کی میراث سی محروم کر دیتی ہین مگر پچھلی
صورت سی یعنی سبب سی اگر قتل ہوگا تو قاتل میراث سی محروم نہوگا شبہہ عمد جان کے
مار ڈالنی کے سوا اور اعضا کے نقصان مین حکم عمد کا رکھتا ہی (مثلاً اگر کوئی شخص ڈنڈا یا
پتھر یا لکڑی سی کسیکا ہاتھ کاٹ ڈالے تو ایسا ہوگا کہ گویا چھری اور خنجر سے کاٹا اور اسلئے
قصاص اُس سی لازم ہوگا یعنی اُسکا ہاتھ بھی کاٹا جاویگا)

باب اُن صورتون کے بیانمین جنمین قصاص واجب ہوتا ہی یا نہین ہوتا

خون کا قصاص (یعنے عوض مین مار ڈالنا) ایسی شخص کے قصداً خون کرنے سی ہوتا ہی
جسکے مار ڈالنی کی اجازت شریعت مین کبھی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سی محفوظ ہی (یعنے

جسکا خون کرے وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد نہو) آزاد شخص آزاد اور غلام کے عوضمین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اوسکے عوضمین مارا جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالین تو اوسکے عوضمین مارے جاوینگے مرد اگر عورت کا خون کرے یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا تندرست آدمی اندھے کو خواہ اپاہج کو یا جسکے ہاتھہ پانوں نہوں اوسکو یا دیوانہ کو قتل کرے تو قصاص لیا جاویگا بیٹا اگر باپ کو جان سے مار دے تو اوس سے قصاص لیا جاویگا (اور امام شافعیؒ کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرینگے اور امام اعظمؒ کی دلیل قول اللہ تعالی کا ہے کہ النفس بالنفس یعنی جان کے عوض جان اور دارقطنی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے عوضمین قتل فرمایا اور امام محمدؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا) باپ اگر اپنے لڑکے کو مار ڈالے یا ماں اپنے بچہ کو مار ڈالے تو انکو لڑکے کے عوض نمارا جاویگا اور دادا نانا اور دادی نانی مثل باپ ماں کے ہین (یعنے اگر اپنے پوتے یا نواسے کو مار ڈالین تو ان سے قصاص نلیا جاویگا) مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مار ڈالے یا اپنے بیٹے کے غلام کو قتل کرے یا ایسے غلام کو قتل کرے جسمین تھوڑا قاتل کا ہے تو اوس سے قصاص نلیا جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہو جاوے تو قصاص جاتا رہتا ہے (مثلا ایک شخص نے اپنی بیبی کو مار ڈالا اور اوسکا لڑکا قصاص کا وارث ہے تو وہ باپ سے قصاص نلیوے) قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہے (یعنے قاتل کو تلوار سے مارنا چاہئے

کو نہ تھی بلکہ مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو) اگر مکاتب کو کوئی شخص قصداً مار ڈالے اور مکاتب
مذکور اتنا مال چھوڑے کہ بدل کتابت اُس سے ادا ہو سکے اور اوسکے آقا کے سوا کوئی
اُسکا دوسرا وارث نہو یا اُسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو چھوڑ گیا ہے
تو ان دونو صورتوں میں اوسکے قاتل سے قصاص لینگے (اصل یہ کہ ان صورتوں میں قصاص کا
مدعی اسکا مالک ہوگا اوسیکے دعوی سے قصاص لینگے) اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
چھوڑ مرے کہ بدل کتابت کے لئے کافی ہو اور مالک کے سوا دوسرا وارث بھی اسکا ہے تو اس
صورت میں قصاص اوسکے قاتل سے نہ لیا جاویگا (کیونکہ اس صورت میں مدعی میں شبہ پڑ گیا ہے
اسلئے کہ اگر مال کے موجود ہونیکے باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہیں تو اُسکا مدعی وارث
ٹھہرتا ہے اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہیں پونہچا اس لحاظ سے اگر اوسکو غلام کہیں تو
مدعی قصاص کا اوسکا مالک ہوتا ہے پس مدعی میں شبہ ہونیکی جہت سے قصاص ساقط ہو گیا
قاتل سے قیمت غلام مقتول کی لیکر اوسکے وارث کو دلائی جاویگی) اگر غلام مرہون کو کوئی
قتل کر ڈالے تو اُسکے قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا جبتک کہ راہن اور مرتہن دونوں
ملکر قصاص نکریں - اگر معقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اوسکے باپکو اختیار ہے کہ
قاتل سے اُسکا قصاص لے یا مال لیکر صلح کر لے لیکن اگر لڑکے معقل کا ولی اُسکو مار ڈالے
تو اُسکو اوسکے خون کا معاف کرنا درست نہیں (مثلاً معقل کا لڑکا اگر اپنے باپ کو مار ڈالے
تو معقل کا باپ اپنے پوتے سے یا قصاص اپنے بیٹے کا لے یا مال لیکر معاف کرے)
اور اس مسئلہ میں قاضی باپ جیسا ہے (یعنے اگر لڑکے معقل کا باپ نہو تو قاضی اُسکے
قصاص لے یا مال پر صلح کرے اور اگر معقل کا وصی ہو) اور باپ نہو تو وصی کو بھی اختیار
ہے کہ مال پر صلح کرلے (قصاص کا اختیار نہیں) اور جنین مسن سمجھ اس حکم میں مانند معقل کی ہے

(اسکی صورت یہہ ہی کہ لڑکے کی ماں اپنے بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اُس سے
قصاص لے یا مال لے یا معاف کرے) اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونوں
طرح کے ہیں تو بالغوں کو اختیار ہی کہ قاتل سے اپنی مورث کا قصاص لے لیں انتظار نابالغوں
کے بالغ ہونیکا نکرین - اگر کوئی شخص کسیکو کدال وغیرہ سی مار ڈالے تو اگر تیز طرف
سی ماریگا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اور اگر موٹھہ کیطرف سی ماریگا تو قصاص نہ لیا
جاویگا (اسلیے کہ موٹھہ کیطرف سی مارنا ایسا ہی جیسا پتھر اور لاٹھی سے مارنا ہی پس اس صورت
مین دیت واجب ہوتی ہی) اور یہی حال اگر کسی کا گلا دبا کر یا پہانسی دیکر مارے یا پانی مین
ڈبو دے (کہ اسصورت مین بھی قاتل کے کُنبے پر دیت ہوتی ہی قصاص نہین ہوتا) اگر کسی شخص نے
دوسرے کو قصداً زخمی کیا جس سے مجروح بہت دنون چارپائی سے نہ اوٹھا اور آخر کو مر گیا
تو اُس شخص سے اُسکا قصاص لیا جاویگا (گو اُس زخم سے اُسیوقت نہین مرا) اگر ایک شخص
نے اپنے زخم لگایا اور زید نے بھی مجروح پر ایک زخم لگایا اور شیر نے بھی اُسکو زخمی کیا
اور ایک سانپ نے بھی اُسکو کاٹا اور ان چار دن کے بعد وہ مر گیا تو زید پر اُسکی تہائی دیت
لازم ہوگی (اسلیے کہ اسکی موت تین طرح کے فعلون سے ہوئی ایک اسطرح کا فعل ہی کہ اسکی
کچھہ دنیا و آخرت دونون مین کچھہ نہین وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہی اور ایک فعل ایسا
ہے کہ اُسکا مواخذہ صرف آخرت مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنے آپ کا زخم کرنا ہی اور
ایک ایسا ہی کہ اُسکی بازپرس دنیا و آخرت دونون مین ہی وہ زید کا زخمی کرنا ہی پس
اُسکی دیت تین جگہہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئی) جو شخص مسلمانون پر تلوار کھینچے
(یعنی اُنکے خون کا ارادہ کرے) تو اُسکا مار ڈالنا واجب ہی اور ایسے شخص کے مار ڈالنے
سے کچھہ واجب نہین ہوتا (نہ قصاص نہ دیت) اگر زید نے رات کو یا دن کو شہر مین یا غیر

مین عمرو پر ہتہیار کہینچا یا رات کو شہر مین اور دن کو غیر شہر مین اوسپر لاٹھی اوٹھائی اور عمرو
نے اُسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچھہ دیت یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر دن کو
شہر مین لاٹھی اوٹھائی تھی اور عمرو نے زید کو مار ڈالا تو عمرو سے بھی قصاص لیا جاویگا اگر
دیوانہ آدمی زید پر مثلاً ہتہیار کہینچے اور زید اُسکو قصداً مار ڈالے تو زید پر اُس دیوانہ
کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کہینچے اور وہ لڑکے کو مار ڈالے
تو اوسپر دیت واجب ہوگی ۔ یا اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور کو
مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے تئین ادا کرنی ہوگی اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا ہاتھہ
لگا کر چلا گیا اور بکر نے اگر اُسکو مار ڈالا تو بکر کو اوسکے عوض مین قتل کرینگے (لیکن یہہ
حکم اسصورت مین ہی کہ عمرو زید کے زخم سے زندہ رہا اور اچہا ہو جاوی) اگر کسیکے گہر مین
چور گہس آوی اور مال چرا کر باہر نکلے اور مالک اوسکے پیچہے پڑے اور چور کو مار ڈالے
تو مالک کے ذمہ کچھہ لازم نہوگا

باب جان مار ڈالنے سے کمتر کے نقصانون کا قصاص (یعنی عوض) لینے کے
بیان مین ۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتہہ پہونچے کے کلّے سے کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتھہ بھی گٹے سے
اوڑا دیا جاویگا گو زید کا ہاتھہ عمرو کے ہاتھہ سے بڑا ہو یا چھوٹا ہو (اور پانو کا حال بھی یہی ہو
اگر جوڑ پر سے کاٹا ہوگا تو اُسکا پانو بھی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا) اور اگر زید نے
عمرو کا تمام ناک کا حصہ یا کان کاٹ لیا یا آنکھہ ایسی پہوڑ دی کہ اوسکا ڈھیلا اپنی
جگہہ قائم رہی تو زید سے بھی قصاص لیا جاویگا اور اگر آنکھہ بالکل نکال دے تو اسمین قصاص
نہوگا (بلکہ دیت ہوگی) اور اگر دانت توڑ دیا ہو تو اوسکے دانت بھی توڑ دیے جاوینگے گو دانتون کے
چھوٹے بڑے ہونیکا فرق ہو ۔ جو زخم اسطرح کا ہو کہ ویسا زخم زخمی کرنیوالے پر کرسکتے ہین

تو اسکا عوض لیا جاویگا (اور جو زخم اسطرح کے ہون یعنی یکسان نہوسکتے ہون انمین
قصاص نہوگا مثلاً) اگر زید عمرو کی ہڈی توڑدے تو زید سے قصاص نہ لینگے (اسلئے
کہ یہہ نہین ہوسکتا کہ جسطرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہے اسیطرح زید کی بھی ٹوٹے) اسیطرح
اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھہ یا پانون کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھہ یا پانون
کاٹے تو قصاص نہ لیا جاویگا (اسلئے کہ عورت مرد کے ہاتھہ پانو مین مماثلت نہین)
اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھہ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتھہ کاٹے تو
انمین مماثلت کے نہونے سے بھی قصاص نہین ہان مسلمان اور کافر کے ہاتھہ پانون
یکسان ہین (اگر ایک دوسرے کے ہاتھہ پانو کاٹینگے تو عوض لیا جاویگا) اگر کوئی
کسیکا ہاتھہ آدھی پہونچے سے کاٹ ڈالے تو قصاص نہوگا (اسلئے کہ ہڈی ٹوٹنے مین
برابری ممکن نہین) اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوگیا ہو تو اسمین قصاص نہین اور زبان
اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین (اسلئے کہ یہہ دونو چیزین سکڑتی پھیلتی
ہین انمین مساوات ممکن نہین) لیکن اگر ساری کاٹی ہوگی تو البتہ قاتل سے قصاص
لیا جاویگا۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھہ سوکھا ہوا ہے یا
انگلیان چھوٹی ہین اور عمرو کا ہاتھہ اچھا اور انگلیان پوری ہین تو عمرو کو اختیار
ہے چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتھہ کی لیلے اور یہی حال ہے اگر زید
نے عمرو کے سر مین زخم کیا ہو اور زید کا سر بہت بڑا ہو (اور عمرو کا ذرا سا ہو)

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کرلین تو مال دینا قاتل پر اوسیوقت
واجب ہوجائیگا اور قصاص ساقط ہوجاویگا۔ اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام
ملکر زید کو مار ڈالین اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہین کہ زید کے وارثون

سو اس خون کی صلح ہزار روپیہ کے عوض کر دو اور عمرو اگر اپنے لیے پر راضی کر دے تو آزاد
شخص اور اسکا غلام کو آدھا آدھا دینے پڑینگے (یعنی ہر دو اسکے ذمہ پانسو ادا کرنے
ہونگے) - اگر مقتول کے وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کے عوض مال لینے پر صلح کرلے
یا قاتل کو اپنا حق معاف کر دے تو اسکے تئین بھی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون کو
خونبہا کا حصہ ہی ملیگا اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین تو سب قتل کیے جاوینگے اور
اگر ایک شخص کئی کو قتل کرے تو صرف اُس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر مقتولون
کے وارثون مین سے ایک مقتول کے وارث آوین اور قاتل سے قصاص کی درخواست
کرین تو اسکے عوض مین قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثون کا
حق بنا قطع ہوگا جیسے کہ قاتل کے مرنے سے حق قصاص کا جاتا رہتا ہے (اور قاتل
کے وارثون سے اسکا مواخذہ نہین رہتا - اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھ کاٹا
ہو تو دونکا ہاتھ کسی کا بلکہ ہاتھ کی دیت دونو سے لیجاویگی - اگر ایک شخص دو آدمیون
کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو ان دونو کو اختیار ہے کہ اسکا ہاتھ کاٹین اور آدھی دیت ہاتھ
کی اس سے وصول کرین اور اگر ان دونو مین سے ایک حاضر ہوکر جو ان مجرم کے ہاتھ
کٹنے کا ہو اور اسکا ہاتھ کاٹا جاوے تو دوسرا وارث خواہ نصف دیت ہاتھ کی پاویگا -
اگر کوئی غلام اقرار کرے کہ مین نے دانستہ خون کیا ہے تو اس سے قصاص لیا جاوے
- اگر ایک شخص نے قصداً تیر دوسرے کے مارا اور وہ تیر دوسرے کو پار ہو کر تیسرے کے
لگا اور دونو مر گئے تو تیر مارنے والے کو دوسرے کے عوض مین قتل کیا جاویگا اور تیسرے
شخص کی عوض مین دیت لازم ہوگی
فصل - اگر زید عمرو کا ہاتھ کاٹے اور پھر اسکو مار ڈالے تو زید سے دونو صورتون

کا مواخذہ ہوگا اگر چند زخم جو لگتین آپس مین وابستہ کی ہون یا خطا سے خواہ ایک وابستہ
کی ہو اور دوسری چوک مین ہو گئی ہو اور دونون زخمون کے بیچ مین عمرو اچھا ہوا ہو
(غرضکہ ان سب صورتون مین دونون زخمون کا مواخذہ اس سے ہوگا) لیکن اگر چوک مین
ہاتھ کاٹا ہو اور ابھی عمرو اس سے اچھا نہوا تھا کہ چوک ہی سے اوسکو قتل کیا تو اس
صورت مین البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسیطرح یہہ صورت ہے کہ زید نے
عمرو کے سو کوڑے لگائے نوے سے تو وہ اچھا ہو گیا مگر دس سے مر گیا تو اسصورت مین
بھی ایک ہی دیت لازم آویگی - اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور عمرو نے یہہ
ہاتھ کاٹنا زید کو معاف کر دیا اور پھر اوسی تکلیف مین مر گیا تو زید کو اوسکی دیت دینی
ہوگی اور اگر یون معاف کیا کہ یہہ ہاتھ کاٹنا اور جو کچھہ اس سے آگے ہو مین نے معاف
کیا یا یہہ کہا کہ یہہ تقصیر زید کی معاف کی اور مر گیا تو اسصورت مین دیت زید پر نا ویگی
اور اگر زید نے خطا سے ہاتھ کاٹا تھا اور عمرو نے معاف کر دیا تو عمرو کی تہائی مال
مین سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصداً ہاتھ کاٹا تھا تو کل مال سے دیت معاف تصور
ہوگی - اگر ایکعورت نے زید کا ہاتھ قصداً کاٹ ڈالا پھر زید نے اوس سے نکاح کیا اور اوس
اپنے ہاتھ کاٹنے کا تاوان مقرر کیا اور اوسی تکلیف مین مر گیا تو عورتکو اوسکا مہر مثل ملیگا اور
دیت عورت کے مال مین سے دیجائیگی اور اگر خطا سے کاٹا ہوگا تو دیت ہاتھ کی اوس
عورت کی قوم پر پڑیگی اور اگر زید نے اوس سے نکاح کیا اسطرح کہ اس ہاتھ کا کٹنا اور جو کچھہ
اوس سے آیندہ کو پیش آوے یا اوس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ہاتھ کے درد سے
مر گیا تو عورتکو دونو صورتون مین مہر مثل ملیگا اور عورت پر کچھہ دینا لازم نہ آویگا اگر اوسنے
ہاتھ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا کاٹا ہوگا تو عورت کی قوم پر سے مہر مثل ساقط ہو جائیگا

اور جو کچھ زید نے اپنی دیت سے چھوڑا ہوگا اسکا تہائی حصہ عورت کی قوم کو پہنچیگا دیت
کے سبب سے (اسلئے کہ زید مرگیا تو معلوم ہوا کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب تھی
ہاتھہ کی نتھی اور دیت مہر ہوسکتی ہی مگر چونکہ زید نکاح کیوقت بیمار تھا اور بیمار اگر کسی
عورت سے کسی مال کی عوض مین نکاح کیا کرتا ہی تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہی اور جو کچھ
مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہی اسکو وصیت مین شمار کیا کرتے ہین اور اسصورت مین عورت کو لیاقت
وصیت کی نہین اسلئے کہ میت کی قاتل ہے اور قاتل کے حق مین وصیت نہین ہوسکتی تو
ضرور ہوا کہ یہہ وصیت زید کی اسصورت کے کٹنے کے لئے ہو وئی جب زید کی دیت
سو ہاتھ کے کٹنے کے لئے وصیت ٹھہری تو عورت کا حق اس دیت مین صرف مہر مثل ہی
اسلئے مہر مثل اوسکی قوم پر سے ساقط ہوا اور دیت کا تہائی حصہ اوسکے کنبے کو
ملیگا لیکن یہہ تہائی اسصورت مین ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھ دیت مین سے بچے وہ
ترکہ میت کی تہائی ہوسکے تاکہ وصیت اسمین جاری ہوسکے۔ اگر زید نے عمرو کا ہاتھ
کاٹا اور اوسکے عوض مین زید کا ہاتھ کاٹا گیا اور پھر عمرو ہاتھ کے زخم سے مر گیا
تو زید کو بھی قتل کیا جاویگا (یعنے ہاتھ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اوس سے
لیا جاویگا) اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اوسکو
معاف کردے تو وارث مذکور کو قاتل کے ہاتھ کی دیت دینی ہوگی (اسلئے کہ اوسکا
حق قصاص یعنی جان کا تھا ہاتھ کاٹنے کا نہ تھا جب قصاص کو معاف کر دیا تو ہاتھ کاٹنا
اسکی طرف سے زیادتی ہوئی اسلئے ہاتھ کی دیت لازم آویگی)

باب خون کے باب مین گواہی دینے کا بیان جو شخص ایسی صورت مین کہ اسکا بھائی
غائب ہوا اور مدعی ٹھہرا ہی گواہون کے باعث قصاص قاتل سے نہین لے سکتا (یعنے

اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک تو موجود ہو اور ایک غائب موجود نے دعوی قتل
قاتل پر پیش کرکے گواہ گذرانے تو ان گواہونکے سبب سے قاتل سے قصاص نلیسکیگا
جب وہ غائب لوٹ آوے تو گواہونکو پھر سے حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے قصاص
دونو بھائی لیوین اور اگر قتل خطا سے ہوا ہو تو دیت ثابت کرنیکے لیے دوسرے بھائی کا
آجانا شرط نہین (موجود شخص گواہون سے قتل خطا ثابت کردے قاتل پر دیت لازم ہوجائیگی)
اسیطرح اگر اونکے باپ کا کسیکے ذمہ قرض ہو (اور موجود بھائی گواہون سے مدیون
کے ذمہ قرض ثابت کردے تو غائب کے آنے پر اوسکو گواہونکے دوبارہ گذرانے پر منحصر نہوگا)
اگر صورت مذکورہ بالا مین قاتل ثابت کردے کہ غائب شخص نے اپنا حق مجکو معاف کردیا
ہے (تو اوس سے قصاص نلیا جاویگا) اور اگر دو بھائیون کا غلام مشترک مارا جاوے
اور ایک بھائی وہان موجود نہو تو قاتل سے بدون غائب کے موجود ہونیکے قصاص
نلینا چاہیے۔ اگر مقتول کے تین وارث ہین اونمین سے دو نے گواہی دی کہ تیسرے نے
اپنا حق قاتل کو معاف کردیا تو یہ گواہی لغو ہوگی پھر اگر قاتل نے اون دونو کو سچا کہا
تو قاتل سے دیت لیکے تینون وارثون کو ایک ایک تہائی برابر ملیگی اور اگر قاتل نے
انکو جھوٹا بتایا تو اون دونو وارثونکو کچھ نہ ملیگا تیسرے کو تہائی دیت کی پہنچیگی۔ دو
گواہون نے یہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تھا اوسوقت سے وہ چارپائی
ہی پر پڑا رہا اور صحت نپائی یہانتک کہ مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا۔ اگر دونو
گواہ جگہہ اور وقت مین یا جس آلہ سے قتل کیا مثلاً لاٹھی خواہ ہتھیار مین اختلاف کرین
یا ایک گواہ کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے کہ مجکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو وہ
گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر دونو گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل نے

مارا اور ہمکو معلوم نہیں کہ کسکے تیر سے مرا تو قاتل پر دیت ہوگی اور اگر دو قاتلوں
میں سے ایک مقتول کے مارنے کا اسطرح اقرار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ میں نے
تنہا قتل کیا ہے اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونو نے ملکر قتل کیا ہے تو
وارث مذکور کو اختیار ہے کہ دونو کو قتل کرے اور اگر اقرار کی جگہ گواہی ہوتی تو لغو
ہوتی (یعنے اگر دو گواہ گواہی دیں کہ اسکو زید نے تنہا مارا ہے اور دو کہیں کہ عمرو
نے مارا ہے اور وارث کہے کہ عمرو اور زید دونوں نے ملکر مارا ہے تو اس صورت میں
چاروں گواہوں کی گواہی بیکار ہوگی ۱۲)

باب قتل کی حالت کے بیان میں کہ کس وقت قتل معتبر ہوتا ہے اور دیت وغیرہ کا باب
میں تیر چلانے کا وقت معتبر ہے اس وقت مقتول جیسا ہوگا اسکے اعتبار سے دیت ہوگی
مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اسکے نہ لگا تھا کہ وہ مرتد ہو گیا اور تیر لگ کر
مر گیا تو دیت واجب ہوگی اسلیے کہ تیر چلانے کے وقت وہ مسلمان تھا اور اگر کافر کے تیر مارا
بعد اسکے تیر لگنے سے پیشتر مسلمان ہو گیا اور تیر سے مر گیا تو دیت نہ آویگی اسلیے کہ وہ تیر
چلانے کے وقت کافر تھا اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پیشتر آزاد ہو گیا
اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی اسلیے کہ تیر چلانے
کے وقت غلام تھا گو تیر لگنے کے وقت مقتول کا حال بدل گیا اگر زید کو سنگسار
کرنے کا حکم ہوا اور عمرو نے اسکی طرف پتھر پھینکا اور پتھر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ
گواہی سے پھر گیا پھر زید کو پتھر لگنے سے مر گیا تو عمرو پر اسکی دیت نہ آویگی
اسلیے کہ پتھر پھینکنے کا وقت استبار میں معتبر ہے پس جس وقت عمرو نے پتھر پھینکا
تھا اسوقت زید کا سنگسار کرنا واجب تھا گو بعد کو گواہ پھر گیا اور زید قابل رحم

(ترجمہ) اگر تیر چلانے والا حالت اسلام مین شکار کیطرف تیر چلا دیوے اور پھر مرتد ہو جاوے اور مرتد ہونیکے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر حالت کفر مین تیر چلایا اور پھر مسلمان ہو گیا تو شکار حرام ہوگا۔ اگر محرم آدمی شکار پر تیر ماری اور تیر لگنے سے پیشتر حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی (کیونکہ تیر مارنیکے وقت احرام باندھے تھا) اور اگر تیر چلاکر احرام باندھ لیا پھر تیر شکار کے لگا اور مر گیا تو جزا واجب نہوگی (اسلئے کہ تیر چلانے وقت محرم نتھا)*

کتاب الدیات

اسمین دیتون کا یعنی خونبہا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے - قتل شبہہ عمد کی دیت سو اونٹ چار طرحکے ہین ۲۵ ایسے جنکو دوسرا برس ہو اور ۲۵ جنکو تیسرا برس ہو اور ۲۵ جنکو چوتھا سال ہو اور ۲۵ جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی میں ہے (کہ کئی طرحکے دینے پڑتے ہین اگر درم یا دینار سے دیت ادا کرے تو ایک طرحکی ولیسکتا ہی) قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرحکے ۲۰ دوسری برس مین لگے نر اور ۲۰ ایسی ہی مگر مادہ اور ۲۰ تیسری برسکے اور ۲۰ جو چوتھی سال مین لگے اور ۲۰ جو پانچوین مین ہون (یا ہزار دینار یا دسہزار درم سو اونٹون کے عوض دیوے) اور قتل شبہہ عمد اور خطا دونو کا کفارہ وہ ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہی (یعنے مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر یہ نہو سکے تو دو مہینے لگاتار روزہ رکھنی کفارہ مین قتل کے کھانا مساکین کو کھلا دینا جائز نہین اور نہ مان کے پیٹ کے اندر کے بچہ کو آزاد کرنا درست ہی - ہان اگر بچہ دودہ پیتا ہو اور اسکے والدین مین سے کوئی مسلمان ہو تو اسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہوگا (اور والدین مین سے

کسیکا مسلمان ہونا اسلئے ہے کہ بچہ بھی اسکی تبعیت سے مسلمان ہو دے۔ عورت کی دیت
خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھ پانوں وغیرہ کا مرد کی دیت سے آدھی ہے اور مسلمان
اور ذمی کی دیت برابر ہے **فصل** صورتوں مفصلہ ذیل میں پوری دیت واجب ہوتی
ہے یعنی جان سے مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپاری کاٹنے
اور عقل دور کرنے اور قوت سننے یا دیکھنے یا سونگھنے یا ذائقہ کے دور کرنے اور ڈاڑھی
اور سر کو اسطرح مونڈنے میں کہ پھر بال نہ جمیں اور دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالنے اور دونوں
ہاتھ خواہ دونوں پانوں خواہ دونوں کان خواہ دونوں خصیے خواہ عورت کی دونوں چھاتیاں
کاٹ ڈالنے میں اور دونوں ابرو کے مونڈ ڈالنے میں کہ پھر نہ جمیں (دیت کامل دینی ہوگی)
— جو چیزیں کہ دو دو ہیں مثلاً آنکھ اور کان اور ہاتھ اور پانوں ان
میں سے ایک کے کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آویگی —
اگر دونوں آنکھوں کے چاروں پلکوں کے بال دور کر دے تو پوری دیت ہوگی اور
ایک پلک کے بال دور کئے تو چوتھائی دیت دینی ہوگی — ہاتھ اور پانوں میں سے ایک
انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسواں حصہ ہوگا اور جن انگلیوں میں تین پورے ہیں اونکی ایک
پور کی دیت اونگلی کی دیت کی تہائی ہے اور جنمیں دو پورین ہیں مثلاً انگوٹھا تو اوسکی
پور کی دیت اونگلی کی دیت کی آدھی ہوگی — ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو
درم ہیں — جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہو جاوے (یعنے جس کام کا تھا اوس سے
جاتا رہے) مثلاً ہاتھ سوکھ جاوے یا آنکھ میں بینائی نہ رہے تو انمیں پوری دیت لازم ہوگی
فصل زخموں کی دیت کے بیان میں — جس زخم سے کہ سر کی ہڈی کھلجاوے اوسکی دیت
بیسواں حصہ دیت کا ہے اور جس سے ہڈی سر کی ٹوٹجاوے تو دیت کا دسواں حصہ اور

جسکی ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوی اسکی دیت دسوان اور بیسوان حصہ دیت کا ہی
(یعنے دونو کا مجموعہ) اگر زخم مغز تک پونہچا ہو تو تہائی دیت کی اسکی دیت ہی
اسیطرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پونہچی اوسکی بہی دیت تہائی ہی لیکن اگر شہہ کیطرف
پونہچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اسکی دیت ہوگی۔ اور جس زخم سی صرف سرکی کہال
چہلجاوی اور خون نہ نکلے یا خون سچکے اور بہی نہین یا خون بہی یا کہال کٹجاوی یا گوشت
کٹجاوی یا ہڈی سکے پاس کی جہلی تک زخم پونہچ جاوی تو یہہ زخم اگر خطا سی ہوئے
ہون تو جو ایکمرد عادل انکی دیت دینی کو کہی اُسقدر دیت دینی ہوگی۔ زخمون مین سوا اُس
زخم کے جس سی ہڈی کہلجاوی اور دانستہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین قصاص نہین۔
ایک ہاتھہ کی سب انگلیونمین اگرچہ مع ہتہیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی اور اگر نصف
گٹہی تک کٹی ہون تو انگلیونمین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا قول۔ اگر
ہتہیلی مع ایک انگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو انگلیون کے ساتھہ
مین پانچوان حصہ دیت کا ہوگا اور ہتہیلی مین کچہہ واجب نہین۔ اگر کسیکی زائد اونگلی
کاٹی یا بچہ کی آنکہہ مین چوٹ لگائی یا اُسکا عضو تناسل کاٹا یا زبان کاٹی اور بچہ کے
دیکہنی سی آنکہہ کا حال اور بولنی سی زبان کا اور ہلنی سی ذکر کا حال معلوم ہوگیا کہ یہہ
اعضا اچہی ہین تو مرد عادل کے کہنے کے بموجب دینا پڑیگا (اور اگر اونکی صحت کا
حال معلوم نہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کے ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہی
اگر زید نے عمرو کے سر پر زخم لگایا جس سی اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمی تو
زید کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بہی آگئی اور اگر زخم مذکور
سے اوسکی سننی کی قوت یا دیکہنی کی یا بولنے کی بہی جاتی رہی تو انکی دیت اُس دیت مین

واقع نہو گی بلکہ انکی دیت دینا پڑیگی - اگر زید نے عمرو کے ایسا زخم لگایا جس سے اوسکی
آنکھیں جاتی رہیں یا ایک اونگلی کاٹ ڈالی اور دوسری اونگلی بھی اوسکے سبب سے کٹ گئی یا اوپر کی پور کاٹی
اُس سے نیچے کی باقی اونگلی سوکھ گئی یا ہاتھ کا ٹکڑا ہو گیا یا آدھا دانت توڑا اور باقی رہا سیاہ
پڑ گیا تو ان سب صورتوں میں قصاص لینا چاہیے بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصور کی واجب ہوگی
اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اوکھاڑ ڈالا اور اوسکا ... تو دوسرے پر
کچھ تاوان نہ ہوگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیا گیا بعد قصاص کے اس شخص کا دانت
جم گیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا اگر زید نے عمرو کے ایسا
زخم لگایا اور وہ زخم بھر گیا اور اوسکے نشان بھی باقی نہ رہا یا اثر نہ رہا تو کچھ دیت نہیں
عمرو مجروح ہو گیا تھا پھر اچھا ہو گیا اور نشان نہ رہا تو ... تاوان ہوگا
اور زخم کرنے کا قصاص جبتک کہ مجروح اچھا ہو نہ لینا چاہیے واسطے کہ احتمال
ہے کہ زخم شاید بگڑ جاوے اور مجروح مر جاوے تو ... علیہ کو جان سے
مارنا لازم آویگا) جس قتل میں عمد ہونے کا شبہ ہو ... کو
قصداً مار ڈالے کہ اسمیں کچھ شبہ ہو کہ اگر ... خون کے وارث کو خون
کی سزا میں مارنا ہوگا) تو ایسی شکل میں مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال میں ہوگی
(اوسکی قوم کے مال پر نہ آویگی ... اگر خون سے یا زخم سے مال پر صلح کی ہو
یا خون اور زخم قاتل نے اقرار کیا ہے تو ... دیت ... سے کم ہو تو کچھ
مال بھی قاتل کے مال میں سے دینا ہوگا) بچہ اور دیوانہ جو کچھ تقصیر خون اور زخم
کی قصداً کریں تو اسکا حکم خطا کا سا ہے اور اوسکی دیت اونکے عاقلہ پر ہوگی اور
اونپر کفارہ نہیں ہوتا وے مقتول کی میراث سے محروم نہوں ☙

فصل حمل کے بچہ کے قتل کی صورتون مین — اگر کسی نے حاملہ عورت کے پیٹ پر مارا
اور اوسکا بچہ مرا ہوا گر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ پوری دیت کے بیسوین حصہ کا دینا
آویگا اور اگر جیتا بچہ گر کر مر جاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گر پڑا اور
پھر وہ عورت مر جاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کی عوض بردہ لازم آویگا اور اگر عورت
پہلے مر جاوے پھر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی — اور چونکہ
کہ اوسکے گرا دینے مین بردہ لازم ہوتا ہے اس سے وراثت لیجاوے (اسلئے کہ اوسکو حیات
کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہوکر مرا پس میراث بھی اوسکے وارثونکو ملنی چاہیے)
مگر مجرم اوسکے مال سے کچھہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بیبی حاملہ کے پیٹ پر مارا
اور اس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تہا وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبے پر بردہ
اس بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اس بچہ کی میراث نہ پہونچیگی — اور لونڈی
کے پیٹ کے بچہ کی یہہ صورت ہے کہ اگر لڑکا گرا ہو تو یہہ دیکھا جاویگا کہ اگر جیتا تو
کتنے کا ہوتا جتنی قیمت کا ٹھہرتا اوسکا بیسوان حصہ مجرم کو دینا آویگا اور اگر لڑکی
گری ہو تو بچہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم آویگا — اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے
پیٹ مین مارا پھر عمرو نے اوسکے حمل کو آزاد کر دیا بعد اسکے اس لونڈی کا وہ
حمل گر گیا اور بچہ مر گیا تو زید کو زندگی کے حال کے اعتبار سے اوسکی قیمت دینی
آویگی اور بچہ کے عوض مین بردہ کا کفارہ لازم نہوگا — اگر عورت نے حمل گرانیکی
کی دوا پی یا اپنی شرمگاہ مین کچہہ رکھہ لیا جس سے بچہ گر گیا تو اگر یہہ کام بدون شوہر
کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کے کنبے پر بردہ دینا بیسوین حصہ دیت کا لازم
ہوگا اور اجازت سے کیا ہو تو کچہہ لازم ہوگا ✤

فصل راہ مین اگر کوئی کچھ امر بناکر ہے اوسکے بیان مین - اگر کوئی شخص شارع عام کی
طرف بستہ اس یا پرنالہ نکالے یا برج خواہ چبوترہ یا دوکان بنا دے تو ہر شخص کو ان
چیزون کے توڑنیکا اختیار ہے گو چیز نافذہ مین گہر والیکو ایسے امور کرنے درست
ہین بشرطیکہ لوگونکو ضرر نہو اور سربند کوچہ مین بدون اوسکے باشندونکی اجازت کو
اسطرحکا تصرف جائز نہین - اگر ایسی چیزون کے گرنے سے کوئی مرجاوے تو میت کی
دیت اوس شخص صاحب خانہ کے کنبے پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر راہ مین کنوان کہود
یا پسل رکہدے اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہوجاوے تو اوسکی دیت بھی اوس
شخص کے کنبے پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اوسکا تاوان اوس شخص کے مال
مین ہوگا (قوم پر دینا نہ آویگا) اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے راہ مین پاخانہ وغیرہ
کے لئے کہتا بنادے یا اپنی ملک مین کہودے یا راستہ مین بلا اجازت بادشاہ کے لکڑی
رکہدے یا پل بنادے اور کوئی شخص قصداً اوس لکڑی اور پل پر ہوکر گذرے اور تلف ہوجاوے
تو ان سب صورتون مین تاوان نہ دینا ہوگا - اگر کوئی شخص راہ مین بوجہ اوٹہائے جاتا ہے
اور وہ بوجہ کسی پر گر پڑا اور وہ دبکر مرگیا تو اوس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر
پہنے جاتا تہا اور اوسکے گرنے سے کوئی مرگیا تو تاوان نہوگا - اگر محلہ کے آدمیون مین
سے کسی نے وہانکی مسجد مین قندیل باندہی یا بورئے ڈالے یا کنکر بچہائے اور اوس
سے کوئی آدمی مرگیا تو اوس شخص پر ضمان نہوگا اور اگر ان کامون کا کرنیوالا اوس
محلہ کا رہنے والا نہو تو ضامن ہوگا - اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹہا تہا کہ اوس سے
ٹکر دوسرا ہلاک ہوگیا تو بیٹہنے والا اگر اوسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہوگا تو ضامن ہوگا
نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا +

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین۔ اگر زید کی دیوار شارع عام کیطرفکو جھکی ہوئی ہوا در کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اوسکے تڑوا ڈالنے کو کہہ یا ہو اور جتنے عرصہ مین کہ وہ تڑوا سکتا تھا اوتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچھہ اُس دیوار سے جان خواہ مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا۔ اور اگر اول ہی سے زید نے اُسکو جھکی ہوئی بنائی تھی تو اِسصورتمین کسیکے کہنے وغیرہ کی کچھہ شرط نہین جو کچھہ اوس سے نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا۔ اگر دیوار کسیکے مکان کیطرفکو جھکی تو اوسکے تڑوانیکی درخواست اُس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والے کو مہلت دی یا بری الذمہ کر دی تو درست ہے (یعنی پہر مالک کا نقصان ہوگا تو دیوار والیکو دینا نہ آویگا) بخلاف اِسصورت کے کہ دیوار شارع عام کیطرفکو جھکے (کہ اِس صورتمین کسی خاص آدمی کے مہلت دیدینا اور بری الذمہ کر دینے سے دیوار والے پر سے مواخذہ نجاویگا) اگر ایک دیوار پانچ آدمیونکی ملک ہو اور اُنمین سے ایک پر گواہ کر دیئے گئے کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اُسکو تڑوا ڈال پہر وہ دیوار گری اور کوئی شخص دبکر مرگیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنے کو کہدیا تھا اوسپر پانچوان حصہ دیت کا لازم ہوگا۔ اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اور اُنمین سے ایک نے اُسمین کنوان کہدوایا یا دیوار بنائی اور اُس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اوسکے ذمہ دو تہائی دیت کی دینی آویگی (اِسلئے کہ اپنے حصہ مین اُن چیزون کے بنانے سے ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنے دو شریکون کے حصہ مین بیجا امر کیا تو گویا غصب کی راہ سے کیا اِسلئے دو تہائی دیت کی دینی ہونگی ٭

باب جانور اگر کسیکا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسائل

سے کیا نہیں - اگر سوار کی سواری کا جانور کوئی چیز یا آدمی اپنی ٹانگو نہیں یا سم
کی ٹکر سے یا منہ کے کاٹنے سے یا ٹاپ مارنے سے تلف کر دے تو سوار پر ضمان آویگا لیکن اگر
جانور لات مارنے سے یا دُم سے کچھ نقصان کرے تو ضمان نہ آویگا مگر اسصورت میں کہ سواری
کو راہ میں کھڑا کر دیا ہو (کہ اسصورت میں نقصان کا ضمان دینا پڑیگا) اگر جانور کی ٹانگوں
سے کوئی کنکر یا گٹھلی اوچھلی یا خود اوسنے ٹانگوں سے غبار یا چھوٹے ڈھیلے اڑائے
اور انمیں سے کسیکی آنکھہ میں کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جا لگی اور اسکی آنکھہ پھوٹ گئی تو سوار
پر ضمان نہوگا اور اگر جانور نے بڑے ڈھیلے اڑائے تو ضمان ہوگا - اگر راہ میں جانور
کو لید پیشاب کرنیکے لئے کھڑا کیا اور اوسنے لید یا پیشاب کیا اور اوس سے کوئی تلف
ہو گیا تو سوار پر ضمان نہوگا - اور اگر کسی اور مطلب کو کھڑا کیا تھا اور جانور
نے یہ موت دیا اور اس سے کوئی ضایع ہوا تو ضمان ہوگا اور جو کام کہ اون
سے سوار پر ضمان آتا ہے اونہیں سے جانور کے ہانکنے والے اور باگ پکڑ تھام کر
لیجانے والے پر بھی ضمان آتا ہے فرق اتنا ہے کہ اگر کوئی جان سے مر جاوے تو سوار کو کفارہ
دینا بھی لازم ہوتا ہے اور ہانکنے والے اور لیجانیوالے پر کفارہ لازم نہیں - اگر دو
سوار یا دو پیادے آپسمیں ٹکرا کر ایکدوسرے کے دہکے سے مر جاوین تو ہر شخص
کی دیت دوسرے کے کنبے پر ہوگی - اگر ایک شخص نے اپنے جانور کو پیچھے سے ہانکا اور
اوسکا زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو ہانکنے والے پر دیت کا ضمان ہوگا -
اگر زید اونٹوں کی قطار نکیل تھامے آگے لئے جاتا تھا اور ایک اونٹ کے پاؤں
تلے کوئی آدمی روندا گیا تو زید کے کنبے پر میت کی دیت آویگی اور اگر زید کے
ساتھ بکر قطار کو پیچھے سے ہانکتا تھا تو میت کی دیت زید اور بکر دونوں پر آویگی

اور اگر اونٹ مذکور کو کسی نے قطار مین باندہ دیا تہا تو جو کچہہ آگے سے لیجانیوالے کے کنبے کو میت کے عوض دینا پڑی وہ اونٹ باندہنے والیکے کنبے سے بہر لین - اگر کوئی شخص کسی جانور کو دوڑا دے اسطرح کہ پیچہے سے اوسے ہانکدے تو اول ہی دوڑنے مین اگر آدمی یا مال کا نقصان ہو جاویگا وہ اُسکو دینا پڑیگا اور اگر پرند جانور کو اڑایا یا کتا چہوڑا اور پیچہے سے نہ ارایا چوپایہ خود بخود بہاگا اور اُن سے کسیکی جان یا مال کا نقصان ہوا انکو خواہ رات کو تو ضامن نہوگا - اگر قصائی کی بکری کی آنکہہ نکال لی تو جسقدر بکری کی قیمت مین نقصان ہوگا وہتا دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گاہے اور اونٹ کی آنکہہ نکالی تو اُسکا مثل دینا ہوگا اور اگر گہوڑی یا گدہی کی آنکہہ نکالی تو چوتہائی قیمت دینی ہوگی *

باب برده کے نقصان کے بیانمین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اُسکا کوئی نقصان کرے

برده اگر بہت سے نقصان کرے تو واجب ہے کہ اُسکو یکبار مالک نقصان والونکو حوالہ کرے بشرطیکہ برده مذکور حوالہ کرنیکے قابل ہو اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکے نرہا ہو (مثلا بعد قصور کے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا ہو) تو مالک اُسکی ایک قیمت سب نقصان والونکو حوالہ کردے (یعنی سب نقصان والونکو ایک ہی قیمت مالک نہ دیوے بلکہ ایک ہی قیمت سبکے حوالہ کردے) غلام نے قصداً کسیکا نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور اُسکے حوالہ کیا تو وہ اوس غلام کا مالک ہوجائیگا جبتک مالک اُسکے نقصان کا عوض بکر چہوڑا اب اگر مالک تاوان نقصان بکر چہوڑا دے اور غلام پہر کسیکا نقصان کرے تو اُسکا حکم مثل نقصان گذشتہ کے ہے (کہ مالک یا نقصان والے کو غلام دیڈالے یا اُسکے نقصان کا تاوان ادا کردے) اگر غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کرے تو اسمین بہی مالک یا دو نقصان والونکو غلام دیڈالے یا دونو کے نقصان کا تاوان دے - اگر غلام نے قصور کیا اور مالک کو اُسکا علم نہوا اور اوسکو آزاد کر دیا تو مالک کو اُس نقصان کے تاوان اور غلام کی قیمت مین سے جو کم ہوگا وہ دینا آویگا اور اگر اوسکے قصور کا

حال معلوم تہا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی دینا لازم ہووئیگا - اسیطرح بیع
کا حال ہے (کہ اگر قصور سے مطلع ہوکر غلام کو بیچ ڈالیگا تو قصور کا تاوان دینا پڑیگا) اور
اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنے یا تیر مارنے یا اسکو زخمی کرنے
پر مشروط کرے اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہو جاویگا اور مالک کو
تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا - اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھ قصداً کاٹ لیا اور
مالک نے وہ غلام اس آزاد کو دیڈالا اور اوسنے غلام مذکور کو آزاد کر دیا اور پہر اس ہاتھ
کے درد مین مرگیا تو اس غلام کا دیڈالنا اس تقصیر سے صلح ہوگی (یعنے تاوان آزاد
کے قتل کا مالک کے ذمہ کچہہ نہوگا) ہان اگر آزاد نے اس غلام کو آزاد نکیا ہو اور
ہاتھ کے درد سے مرگیا ہو تو غلام مالک کو پہیر دینگے اور غلام سے قصاص لینگے - اگر
غلام ماذون قرضدار کسیکا نقصان خطا سے کرے اور مالک کو اوسکے قصور کی اطلاع
ہو اور وہ اوسکو آزاد کر دے تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدار کو دیدے اور
ایک قیمت نقصان والے کو حوالہ کرے - اگر لونڈی ماذون قرضدار ہو اور بچہ جنے تو ماں
مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کرے
اور بچہ جنے تو نقصان والے کو (صرف لونڈی ملیگی) اسکا بچہ نہ دلایا جاویگا - زید کا
ایک غلام ہے اور عمرو نے اقرار کیا کہ اوسکے آقا نے اسکو آزاد کر دیا ہے اب اگر غلام
مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مار ڈالیگا تو عمرو کو اس سے کچہہ نملیگا (اسلیے
کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تہا اسلیے مالک سے مواخذہ نرہا اور چونکہ وہ واقع
مین غلام ہے اسلیے اوسکے کنبے والون سے دیت کا مطالبہ بیجا ہے) اگر آزاد کی ہوئی
غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرے بہائی کو حالت غلامی مین قتل کیا ہے

اور اوسنے کہا کہ نہیں بلکہ تونے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہی (یعنے اسکا قصاص
یا دیت تیرے ذمہ ہی مالک کے ذمہ نہیں) تو اسصورتمین غلام کا قول معتبر ہوگا (اور
اُس سے قصاص یا دیت کا مواخذہ نکیا جاویگا) - اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد
سے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھہ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ
تو نے آزاد کرنیکے بعد میرا ہاتھہ کاٹا ہی (یعنے قصاص یا دیت تجہپر لازم ہے) تو لونڈی
کا قول معتبر ہوا اور یہی حال ہی اُن چیزونمین جو آزاد کی ہوئی لونڈی سے مالک لیوے
(اور دعوی کرے کہ مین نے آزادی سے پیشتر لی ہین اور لونڈی کہے کہ بعد آزادی
کے تو لونڈی کا قول معتبر ہوگا) مگر اوس سے صحبت کرنے مین اور مزدوری کی کمائی
مین (اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہوگا نہ لونڈی کا) ایک غلام جو تجارت سے ممنوع
تھا اوسنے ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنے کو کہا اور اوس لڑکے نے
مار ڈالا تو اُس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی (اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسیکے
مار ڈالنے کو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اُسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے
وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا) ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید کے
بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام
کو معاف کر دیا تو مالک اُس غلام کا آدہا زید اور عمرو کے اُن دو وارثونکو دیدے
جنہون نے معاف نکیا ہو اور اگر آدہا غلام نہ دے تو دیت آدہی اون دونو
کو دیدے اور اگر زید کو غلام نے قصداً مار ڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو
وارثونمین سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دونوں
وارثون کو اور آدہی دیت زید کے ایک وارث کو جسنے معاف نہین کیا حوالہ کرے یا

یا غلام کو اُن تینو نکے حوالہ کرنے کہ تہائی تہائی لے لین (یعنے ایک حصہ زید کے ایک
وارث کا اور دو حصے عمرو کے دو وارثون کے) دو شخصون مین ایک غلام مشترک تھا
اُسنے اُن دونو کے رشتہ دار کو مار ڈالا اور اُن دونو مین سے ایک نے حصہ خون اپنا
معاف کر دیا تو مقتول کا سب خون یونہی گیا (یعنے دوسرے مالک کو اوسکے باب مین
معاف کرنیوالے پر کچھ مواخذہ نہین پونہچا) **فصل** ایک غلام کو کسی نے خطا سے
مار ڈالا تو قاتل سے اُسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی لیکن اگر اُسکی قیمت دسہزار درم ہوگی
تو اُسمین سے دس درم کم لینگے (تاکہ غلام کی خونبہا آزاد شخص کی دیت کی برابر ہوجائے)
اور اگر قیمت دسہزار سے زیادہ ہوگی تب بھی دس کم دسہزار دلاوینگے اور اگر لونڈی کو
کوئی مار ڈالے اور اوسکی قیمت پانچہزار درم ہو تب بھی دس کم پانچہزار دلائی جاوینگے
بخلاف اُس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہو اور غاصب کے پاس مر جاوے کہ اِس صورت
مین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دسہزار سے کتنی ہی زیادہ ہو
آزاد کے لئے نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھہری ہوئی ہے وتنی ہی غلام کے نقصان
مین اوسکی قیمت مین سے ہوگی مثلاً اگر غلام کا ہاتھ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت
اُسکو دینی ہوگی (اسلئے کہ آزاد کے ہاتھ کاٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہے) اگر کسی
غلام کا ہاتھ کسی نے کاٹ ڈالا اور اوسکے مالک نے اُسکو آزاد کر دیا اور آزاد ہونے کے
بعد وہ ہاتھ کے درد مین مر گیا اور اوسکے دوسرے وارث بھی ہین تو قاتل سے قصاص
نہ لیا جاویگا (اسواسطے کہ قصاص کا مدعی معین نہین رہا کہ مالک ہوگا یا وارث) اور اگر
اُسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا (اسلئے کہ اسصورت مین مدعی قصاص
کا مالک ہی ہے) اگر زید کے دو غلام ہین اور اوسنے دونو سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد

ہی پھر کسی نے اُن دونوں کے سر کو زخمی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ میں نے
انمیں سے فلاں کو آزاد کیا تھا تو دونوں کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا۔ اگر زید چور کے
غلام کی دونوں آنکھیں پھوڑ دے تو مالک کو اختیار ہی چاہے غلام زید کے حوالہ کرے
اور اُس سے پوری قیمت اسکی لیلے یا غلام اپنے پاس رکھے اور زید سے کچھ نہ لیوے
(اسلئے کہ غلام جسم کے اعتبار سے تو زندہ آدمی ہی اور فائدہ کے اعتبار سے مردہ
اور آنکھیں پھوڑنے کی صورت میں تمام قیمت واجب ہوتی ہی اسلئے کہ وہ بدل اور آنکھیں
دونوں کی ہے پس اگر غلام کو رکھیگا تو آدمی ہونے کا اعتبار لحاظ کیا جاویگا اور فائدہ
اُسکا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہیں پہر اسصورت میں اگر زید سے کچھ
لیگا تو بدل اور مبدل منہ دونوں اسکے پاس ہو جاوینگے اور یہ درست نہیں۔ اگر
مدبر یا اُم ولد کسیکا کچھ نقصان کر دیں تو مالک کو انکی قیمت اور تاوان میں سے
جونسا کم ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سے انکی قیمت نقصان والیکو
دے چکا ہوا ور پہر وہ نقصان کریں تو دوسرا نقصان والا پہلے نقصان والیکا شریک
اُنکی قیمت میں ہوگا جو مالک سے اوسنے لی ہی اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے
قیمت پہلے نقصان والیکو دی ہو تو دوسرے کو اختیار ہی کہ مالک سے اپنے نقصان
کے تاوان کا مواخذہ کرے یا پہلے نقصان والے سے۔

باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اُس اثنا میں انمیں نقصان
پڑجانیکے بیان میں۔ اگر ایک غلام کا ہاتھ کسی نے کاٹ ڈالا ہو پہر اوسکو کوئی
دوسرا شخص چھین لے اور غاصب کے پاس وہ غلام ہاتھ کی تکلیف سے مر جاوے تو
غاصب پر ہاتھ کٹے غلام کی قیمت دینی آویگی صحیح سالم کی دینی نا ویگی۔ اگر زید نے

کسیکا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کے یہان اسکا ہاتھ کاٹا اور وہ غلام گیا
آخر زید اوسکے تاوان سے بری ہوگیا (یعنے اب تاوان عمرو پر دیا آویگا) ایک غلام
زید کو تجارت کی اجازت تہی آپ جیسے غلام کو چہین لیا اور دوسرا غلام اُس غلام
غاصب کے پاس مرگیا تو غاصب پر قیمت دوسرے غلام کی آویگی (اپنے آزاد ہونیکے بعد ادا
کرے) عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا
قصور کیا پہر وہ مدبر بکر کو ملگیا اور اب زید کا اوسنے نقصان کیا تو بکر اُس مدبر کے
دام آدہون آدہ خالد اور زید کو حوالہ کرے یعنی غلام مذکور کی نصف قیمت اول عمرو
سے لیکر خالد کو دے (اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام قیمت کا ہوا تہا زید اوسوقت اوسکا
مزاحم اور شریک تہا پہر بکر عمرو سے آدہی قیمت غلام مدبر کی اور لیے اور یہہ آپ رکہے)
اور اسصورت کے عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجا دیگی (یعنے اگر مدبر نے
بکر کے یہان زید کا نقصان کر لیا تہا کہ عمرو نے اسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان
خالد کا بگار کیا تو اسصورت مین عمرو سے صرف آدہی قیمت لیجا دیگی) اور غلام مثل مدبر کے
ہی اسحکم مین صرف اتنا فرق ہی کہ غلام کیصورت مین مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہے
قصور والونکو اور مدبر کی صورت مین اوسکی قیمت دینی پڑتی ہی۔ اگر عمرو نے بکر کا مدبر
غصب کیا اور عمرو کے یہان اوسنے زید کا بگاڑ کیا پہر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو
دوبارہ اسکو چہین لیگیا اس دفعہ اوسنے خالد کا نقصان کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت
زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے بہر لیوے اور اسمین سے
نصف زید کو دیدے اور یہہ نصف جو زید کو دیا اوسکو عمرو سے پہر وصول کرے غاصب نے
ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اوسکے یہان اکڑ ناگہانی یا بخار سے مرگیا تو غاصب پر ضمان

نہوگا اور اگر بجلی اوسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مر گیا تو اُسکی دیت غاصب کی قوم پر
ہوگی اور یہی حال ہو اگر کسی لڑکے کی سپردگی غلام کیا جاے وامانت کے طور پر اور وہ
لڑکا اُس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبو پر غلام کی قیمت آوےگی اور اگر لڑکے کو
کہانا امانت سپرد کیا جاے اور وہ کہالے تو ضامن نہوگا +

کتاب القسامۃ

اسمین قسامہ یعنی خون کے باب مین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہو اُسکا ذکر ہے
- اگر کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہین تو مقتول کا وارث اون
محلہ والون مین سے ۵۰ آدمیونکو چہانٹے اور اُن سے یہہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے
اُسکو قتل کیا نہ اوسکے قاتل کو جانتے اگر اسطرحکی قسم کہالین تو محلہ والون پر اُس
مقتول کی دیت ہوگی اور اگر خون کا وارث اُسی محلہ مین رہتا ہو تو اوسکو قسم نہ دی
جاویگی اور جو شخص قسم کہانے سے انکار کرے اُسکو قید کیا جاے یہانتک کہ قسم
کہاے اور اگر محلہ کے قسم کہانیوالے ۵۰ نہون تو موجود شخصونکو مکرر قسمین دیکر
۵۰ قسمین پوری کر لیجاوینگی (مثلاً اگر ۴۰ ہون تو دس آدمیونکو دو بار قسم
دینگے اور باقی کو ایکبار اور اگر دس ہی ہون تو سبکو پانچ پانچ بار قسم دیوینگے)
لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین (یعنے خون کے مقدمہ
مین انکو قسم نہ دینی چاہیئے) اور جس صورت مین کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہو
یا یہہ کہ ناک سے یا مُنہ سے یا مقام پاخانہ سے خون جاری ہو تو اِسصورت مین محلہ
والون پر قسم واجب ہوگی نہ اُس میت کی دیت دینی ہوگی (ناک مُنہ مقام پاخانہ
سے خون جاری ہونے کیصورت مین دیت نہونیکی وجہ یہہ ہے کہ انہین احتمال بیماری

اہر تیری مارپیٹ کیا) ثابت نہوگا) لیکن اگر ناک ہونکسی یا کانون سی خون جلتا ہو تو قسامہ
واجب ہوگا (دیکہو کہ ان جگہون سی خون بدون چوٹ نہین بہتا) اگر مقتول کسی جانور پر
لدا ہوا پایا گیا اور اُس جانور کو کوئی آگے سی پکڑی لئی جاتا ہو یا پیچھی سی ہانکتا ہو یا
اوسپر سوار ہو تو اس ساتھ والے کے کنبی پر مردہ کی دیت ہوگی - اگر کوئی جانور
جس پر مقتول شخص ہے دونون گانو کے درمیان ہوکر نکلا اور کوئی
اوس کے ساتھ نہ تھا تو جو گانو نزدیک ہوگا اوسپر قسم اور دیت
لازم ہوگی (اور اگر دونو برابر فاصلہ پر ہون تو دونو پر لازم ہوگی) اگر مقتول آدمی کسی
کے مکان مین پایا جاوی تو مالک مکان پر قسامہ ہوگا (جیسے ۵۰ قسمین کہا گیا) اور دیت
اوسکے کنبی پر لازم ہوگی - قسامہ زمیندارون پر واجب ہی نہ رہنی والون اور خریدنیوالون
پر (جیسے جن لوگونکو بادشاہ نے زمین دی ہو ان لوگون پر قسم واجب ہی جو باشندی اور
خریدار زمین کے ہون ونپر واجب نہین لیکن اگر زمیندارونمین سی کوئی نرہا ہو تو اس
صورتمین خریدکرنیوالون پر قسم ہوگی - اگر مقتول کسی حویلی مشترک مین پایا جاوی اور ہر
کا حصہ یکسان نہین (کوئی نصف کا شریک ہی کوئی چوتھائی وغیرہ کا) تو قسامہ اور
دیت شریکون کے عددونکے اعتبار سی ہوگی (نہ اونکی ملکیت کے سہامون کے
اعتبار سی) اگر ایسی حویلی مین مقتول ملا کہ اوسکی بیع ہوچکی تھی مگر مشتری کے قبضہ
مین نہین آئی تھی تو دیت بائع کی قوم پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھ ہوئی تھی
تو وہ حویلی جسکے قبضہ مین ہوگی اوسکے کنبی پر دیت لازم آویگی (خواہ قابض بائع
ہو یا مشتری) لیکن قابض کی قوم دیت ادا نکرین جبتک کہ اثبات کے گواہ
نہ گذرین جسمین کہ یہ حویلی قابض کی ملکیت ہی (ورنہ صرف مکانمین رہنی سی بدون ملکیت

کے دیت اسکی طرف سی لازم نہوگی) اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اسمین سوار اور ملاح
ہون اونپر قسامہ اور دیت ہوگی اور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملے تو محلہ والونپر ہوگی
اور اگر شارع عام یا جامع مسجد مین ملے تو قسامہ اسکو تین نہین اور دیت بیت المال
مین سی دیجاویگی۔ اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچ مین دریا کے پایا جاوی تو اسکی کچھہ
پرسش نہوگی (نہ قسم ہوگی نہ دیت) اور اگر دریا کنارے لگا ہوا یا پڑا ہوا ملے تو جو
گانو وہان سے زیادہ نزدیک ہوگا اوسپر قسامہ لازم آویگا۔ اگر خون (مقتول) کے وارث نے
اہل محلہ کے سوا کسی اور پر دعوی خون کا کیا تو قسامہ اُس محلہ والونپر سے جاتا رہیگا اور اگر محلہ والون ہی مین سے ایک
شخص معین پر دعوے کیا تو قسامہ اُنپر سے نجاویگا۔ اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بھڑین اور ایک مقتول کو چھوڑ کر جدا
ہون تو قسامہ محلہ والونپر ہوگا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اُن لوگونپر جو تلوارین لیکر لڑے
تھی دعوی کری یا انہین سی ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والونپر قسامہ نہوگا۔ محلہ والونمین
سی قسم والے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً زید نے مارا ہی تو اسکو اسطور پر قسم دی
جاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوا زید کے اسکے قاتل کو جانون۔ محلہ
والونمین سی اگر کچھہ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے آدمی نے مارا ہی یا اس محلہ کے ایک شخص
معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہی تو یہہ گواہی باطل ہوگی ۞

کتاب المعاقل

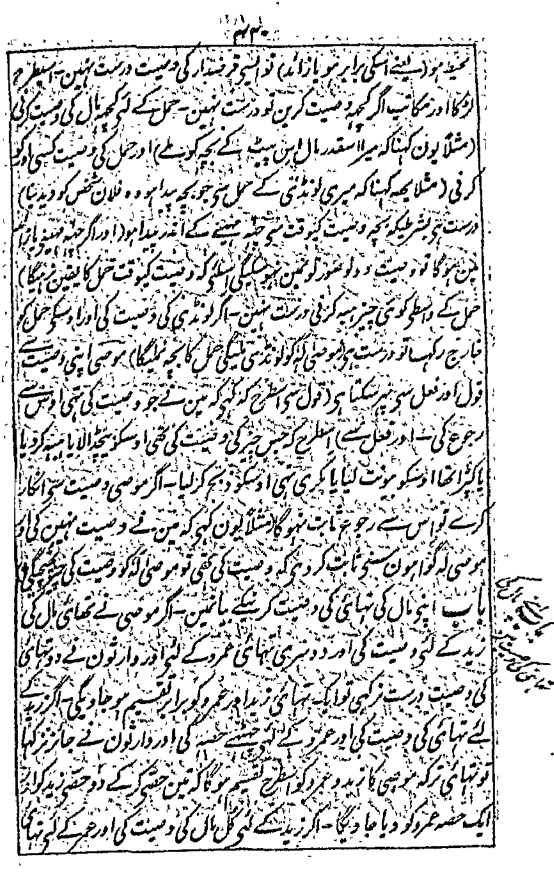
اسمین دیتون کا بیان ہی (کہ کون کون آدمی دیت دین) معاقل جمع معقلہ کی ہے
جسکے معنی دیت ہین۔ جو خونبہا کہ نفس قتل پر دینا آتا ہی وہ عاقلہ پر ہوتا ہی (نفس
قتل کی قید سی وہ خونبہا نکل گیا جو صلح کی راہ سی دیا جاوی یا شبہہ کی راہ سی مثلاً
باپ اپنی بیٹے کو عمداً مار ڈالے کیونکہ ان دونو صورتون مین خونبہا خاص قاتل کے

مال مین ہوتا ہی نہ عاقلہ پر) اگر قاتل روزینہ دار یا سپاہی بادشاہی ہو تو اوسکی عاقلہ
وہ لوگ ہین جنکے نام دفتر بادشاہی مین ہون (یعنے بادشاہ کے دفتر مین اگر جاگیر
قوم کے روزینہ دار خواہ فوج کے لوگ لکھے ہون اور ان مین سے کوئی قاتل ہو تو باقی
لوگ اوسکے عاقلہ ہین) دیت کا روپیہ انکی تنخواہ سے تین برس کے عرصہ مین وصول کیا
جاوے اور اگر اونکی تنخواہ تین برس سے زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اسیوقت
دیت کو مجرا کرلین - اور اگر قاتل دفتر والون مین سے نہو تو اسکا عاقلہ اسکا قبیلہ یعنی
برادری والے رشتہ دار ہین دیت ان سے تین برس مین بچھانٹ کرلیجاویگی اور ایک
شخص سے سال بھر کے عرصہ مین ایکدرم خواہ ایکدرم اور ایکدرم کی تہائی سے
زیادہ نلیا جاویگا تو اس حساب سے ایک آدمی سے تین برس کے عرصہ مین چار درم سے
زیادہ نہین لیا جاویگا اگر اس قبیلہ کے لوگ اتنے نہون کہ اسحساب سے دیت پڑے
بلکہ کم ہون اور چار درم سے زیادہ اوپر پڑتا ہو تو انمین عصبات کی ترتیب سے
دوسرا قبیلہ انکا رشتہ دار ملا لیا جاویگا (یعنے اول بھائیونکو پھر بھتیجون کو پھر چچون
کو پھر اونکے بیٹونکو) قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاویگا (یعنے جیسی اورون سے
دیت وصول ہوگی ویسی ہی اس سے بھی لیجاویگی) آزاد کئے ہوئے کا عاقلہ اسکے
آزاد کرنیوالے کی برادری ہی - اور مولے موالات کا عاقلہ وہ ہی جسکے ہاتھ پر
وہ مسلمان ہوا ہو اور اوسکی کنبے کے لوگ - غلام کے بگاڑ کرنے کا تاوان
عاقلہ پر نہین اور نہ اس قصور کا کہ آدمی جانکر کرے اور نہ اسکا جو صلح کرے یا اقرار
کرے کہ انہین صرف مدعا علیہ پر تاوان ہوتا ہی لیکن اگر مدعا علیہ کے اقرار کی
تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پر تاوان ہوگا - اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا

کی راہ سے کرے تو اسکا تاوان اوسکی برادری پر ہوگا (یعنے خطا کی راہ سے
بگاڑ کرنے مین برادری پر دیت آنی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہووے
یا غلام کا *)

کتاب الوصایا

(اسمین وصیتون کا بیان ہے) اور وصیت وہ ہے کہ اپنے مرنیکے بعد کسیکے لئے
کچھہ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہے اوسکو مُوصِی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین
اور جسکے لئے وصیت کی ہو اوسے موصی لہٗ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی
تعمیل کے لئے کہا ہو اوسکو وصی کہتے ہین) - وصیت مرنیکے بعد کے زمانہ مین
کسی چیز کے مالک کرنے کو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہے - میت کے مال
متروک کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین - قاتل کے لئے وصیت درست
نہین (یعنے موصی اپنے قاتل کے لئے کچھہ وصیت کرے تو جائز نہوگی) اور وارث اپنے
وارث کے لئے اگر وصیت کرے تو درست نہین بشرطیکہ دوسرے وارث جائز نہ کہین
(لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز کہین تو درست ہے) مسلمان اگر ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی
مسلمان کے لئے تو درست ہے - وصیت کا قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہئے اور اگر اوسکی زندگی
مین موصی لہٗ اوسکو قبول نکرے یا قبول کرلے تو باطل ہے (بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے) -
اور مستحب ہے کہ مال کی تہائی سے وصیت کم کرے - اور جب موصی لہٗ وصیت
کی چیز کو قبول کرلے تو وہ اوسکی ملک مین آجاتی ہے ہان اگر موصی لہٗ موصی
کے مرنیکے بعد ہی مرجاوے اور نوبت قبول وصیت کی نہ پونہچی تو بدون قبول
کے بھی ملک موصی لہٗ کی ثابت ہوجاویگی - قرضدار کا قرض اگر اوسکی مال کا



محیط ہو (یعنے اسکی برابر ہو یا زائد) تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین - اسیطرح
لڑکا اور مکاتب اگر کچھ وصیت کرین تو درست نہین - حمل کے لئے کچھ مال کی وصیت کی
(مثلاً یون کہنا کہ میرا اسقدر مال اس پیٹ کے بچہ کو ملے) اور حمل کی وصیت کسی اور کو
کرنی (مثلاً یہہ کہنا کہ میری لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدیا)
درست ہے بشرطیکہ بچہ وصیت کیوقت سے چھہ مہینے کے اندر پیدا ہو (اور اگر چھہ مہینے یا زیادہ
مین ہوگا تو وصیت دونو صورتون مین نہوسکیگی اسلئے کہ وصیت کیوقت حمل کا یقین نہیگا)
حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین - اگر لونڈی کی وصیت کی اور اسکے حمل کو
خارج رکھا تو درست ہے (موصی لہ کو لونڈی ملیگی حمل کا بچہ نملیگا) موصی اپنی وصیت سے
قول اور فعل سے پھر سکتا ہے (قول سے اسطرح کہ کہے کہ مین نے جو وصیت کی تھی اوس سے
رجوع کی - اور فعل سے) اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اوسکو بیچڈالا یا ہبہ کردیا
یا کپڑا تھا اوسکو سونت لیا یا بکری تھی اوسکو ذبح کرلیا - اگر موصی وصیت سے انکار
کرے تو اس سے رجوع ثابت نہوگا (مثلاً یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور
موصی لہ گواہون سے ثابت کردے کہ وصیت کی تھی تو موصی لہ کو وصیت کی چیز ملیگی)

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنیکے بیان مین - اگر موصی نے تہائی مال کی
زید کے لئے وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لئے اور وارثون نے دو تہائی
کی وصیت درست نرکھی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہوجاویگی - اگر زید کے
لئے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لئے چھٹے حصہ کی اور وارثون نے جائز نرکھا
تو تہائی ترکہ موصی کا زید و عمرو کو اسطرح تقسیم ہوگا کہ تین حصے کرکے دو حصے زید کو اور
ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا - اگر زید کے لئے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے تہائی

مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نرکہا تو ترکہ موصی کی تہائی زید و عمر مین آدہوں آدہ
تقسیم ہوگی ۔ موصی لہکو ترکہ کی تہائی سے زیادہ حصہ نہ ٹھہرایا جاویگا مگر تین صورتون مین
اول محابات کی صورتین (محابات بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً سو
کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سے ایک کی قیمت بارہ سو ہوا اور ایک
کی چہہ سو اور وہ وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھ دو سو کو بیچڈالنا
اور چہہ سو کا عمرو کے ہاتہہ سو کو بیچڈالنا اور دوسرا کوئی مال اوسکے پاس نہوا اور
اوسکے وارث اس وصیت کو جائز نرکہین پس چونکہ صورت مذکور مین زید کے ساتھ
ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لئے وصیت کئی اور عمرو کے ساتھ
جو پانسو کی رعایت کی ہے گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے تہائی
لیکر یعنی دونو غلامونکی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہین اوسکی تہائی چہہ سو روپیہ
زید و عمرو مین بموجب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنی زید کا حصہ عمرو سے دونا تھا
تو اسقدر کی تہائی عمرو کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرو کو ملین گے اور چار سو
زید کو حالانکہ اس نظر سے کہ زید کو ہزار کی وصیت ہے جو تہائی ترکہ سے زائد ہے اوپر کے
قاعدہ کے بموجب تہائی مین دونو شریک برابر کے ہوکر ہر ایک کو تین سو ملنی چاہئین
مگر محابات کیوجہ سے اوپر کا قاعدہ جاری نہوا) دوم سعایت کی صورتین (اور اوسکی
کیفیت یہہ ہے کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور وہ وصیت
انکے آزاد کرنیکی کرجاوے اور سوا ان غلامون کے اور کچہہ مال اوسکا نہوا ور اوسکی وارث
وصیت کو جائز نرکہین تو کل ترکہ کی تہائی سے یہہ وصیت جاری ہوگی یعنی بقدر ہزار
کے آزاد ہوسنگے اور دو تہائی اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار ورثہ کو کما دینگے اور ہزار کی

آزادی مین وصیت کے موجب ہر ایک کو حصہ ملیگا دونو کو برابر نملیگا) تیسویں رقم مسئلہ یعنی مطلق کیصورت مین (جو وصیت قیدمال کی تہائی اور چوتھائی کی نہو مثلاً زید کو چیس دیبو کی وصیت کرے اور عمرو کو نصف کی اور اوسکے پاس ان روپیوں کے سوا اور مال نہو تو اس صورت تار صاحبین کی نزدیک وصیت مذکور تہائی مال سے جب ہی ہوگی ادنیہ عمرو کو موافق اونکی وصیت کے حصہ رسد ترکہ کی تہائی سے دیا جاویگا برابر نہ دیا جاویگا) اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میرے بیٹے کا حصہ ملے تو یہہ وصیت باطل ہے (اسلئے کہ بیٹے کا حصہ کسیکو نہین پونہچ سکتا) ہان اگر یون وصیت کرے کہ میرے بیٹے کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہے اسصورت مین اگر موصی کے دو بیٹے ہون تو موصی لہ کو تہائی مال ملیگا (اسلئے کہ بیٹے کا حصہ تو آدھا ہی ہوگا تو اوسکو مل نہین سکتا کیونکہ تہائی سے بڑہجاویگا اسی جہت سے تہائی مال دیا جاویگا اور اب بھی اوسکا حصہ بیٹونکی برابر ہی رہیگا) اور اگر یہہ وصیت کی کہ میرے مال کا ایک سہام یا ایک جز فلانے کو دینا تو اسکا بیان کرنا ورثہ کے اختیار مین ہے (جو نسا سہام چاہین موصی لہ کو دین) - اگر یہہ کہا کہ میرے مال کی تہائی فلانے کے لئے ہے پہر دوبارہ کہا کہ فلانے کے لئے میرے مال کی تہائی ہے (یعنے ایک تہائی ایک شخص کے لئے دو بار کہی) تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی (اس سے زیادہ نملیگا) اسیطرح اگر مال کے چھٹے حصہ کو موصی لہ کے لئے مکرر کہے تو اوسکو ایک چھٹا حصہ ملیگا (دو حصے نملین گے) اگر یون وصیت کی کہ میرے نقد روپیون یا بکریون مین سے تہائی فلان کو دینا پہر دو تہائی روپئے خواہ بکریان تلف ہوجاوین تو موصی لہ باقی بکریان یا روپئے لیگا اور اگر غلامون یا کپڑون یا گھرونکی نسبت ایسا

کہا تہا اور اونمین سے دو تہائی جاتے رہے تو اب موصیٰ لہ کو (باقی نہ ملینگے بلکہ) باقی کی تہائی ملیگی — اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دینا اور ترکہ مال موجود اور لوگون کے ذمہ قرض ہی پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہو سکتی ہون تب ہزار روپیہ موصیٰ لہ کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اوسکی تہائی ہو دہ موصیٰ لہ کو حوالہ کرین اور پہر قرض مین سے جسقدر آتا جاوے اوسکی تہائی اوسکو دیتے رہین یہانتک کہ ہزار پورے ہو جاوین — اگر وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اوسوقت زندہ نہو تو تہائی سارے زید کو ملیگی اور اگر یون کہا کہ میرے مال کی تہائی مین شریک زید ہی اور عمرو اور عمرو زندہ نہو تو زید کو چہٹا حصہ ملیگا (اور عمرو کو کچہہ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے) — اگر یہہ کہا کہ فلانے کو میرا تہائی مال ہی اور مال موصی کے پاس کچہہ نہین تو موصی اپنے مرنے کیوقت جس چیز کا مالک ہوگا اوسکی تہائی موصیٰ لہ کو پونہچیگی — اگر وصیت کی کہ میرے مال مین سے تہائی میری تین ام ولد کو اور فقیرون اور مسکینون کو دینا تو تہائی ترکہ پانچ حصے کرکے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا — اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدہا زید کو اور آدہا مسکینون کو ملیگا — اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو کی عمرو کو پہر بکر سے کہا کہ مین نے تجہے ان دونو کا شریک کیا تو بکر کو دونو سو مین سے تہائی ملیگا (یعنے سو کی تہائی زید سے لے اور سو کی عمرو سے اسصورت مین ہر ایک کا حصہ مساوی ہوگا کہ ہر ایک کے پاس سو کی دو تہائی رہیگی) اور اگر زید کو وصیت چار سو کی کی اور عمرو کو دو سو کی اور بکر سے کہدیا کہ تجہکو دونو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدہا حصہ ملیگا (یعنے زید کو..

کی وصیت تھی دو سو اوسکے حصہ مین سے اور عمرو کو دو سو کی تھی سو اوسکے حصہ
مین سے بارہ لو ملین گے غرضکہ بکر کو تین سو اور زید کو دو سو اور عمرو کو سو ملینگے
۔اگر موصی نے اپنے وارثون سے کہا کہ زید کا مجھپر قرض ہے اور وارثون نے اسکا
قول مان لیا تو یہہ تہائی ترکہ مین ہوگا (یعنے اگر زید دعوی قرض کا کریگا تو تہائی
تک سماعت ہوگی ترکہ کی تہائی سے زائد مین دعوی مقبول نہوگا) اگر موصی نے
اول اپنے ذمہ زید کے دین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتین کین تو
موصی کے مال کی ایک تہائی وصیت والون کے لئے اور دو تہائیان وارثونکے
لئے علیحدہ کرکے دونو جماعتون سے کہین کہ تمکو اپنے حصہ مین سے جسقدر قرضہ کے
مدعی زید کو سچا ٹھہرانا ہو بیان کرو جب وہ دونو گروہ بیان کردین تو ہر ایک
کے حصے مین سے اوسیقدر زید کو دیدیوین اور اہل وصیت کی تہائی مین سے جسقدر
بچے اوسکو وہ تقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سے جو رہے وہ اوسکو
بانٹ لین۔ اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنے ایک وارث
کو کی تو اجنبی کو مال موصی بہ کا آدہا ملیگا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی
(اسلئے کہ وارث کے لئے وصیت درست نہین) اگر تین تھان مختلف صفت کے
(یعنے ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک گھٹیا) زید اور عمرو اور بکر کو بترتیب
وصیت کئے اور انمین سے ایک جاتا رہا اور یہہ معلوم نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا
اور وارث میت تینون موصی لہ مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرے ہی حصہ کا گیا
تو اسصورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچھ نہ ملیگا لیکن اگر میت کا وارث دونو
باقی کے تھان اُن تینون کے سامنے لا رکھے اور کہدے کہ انکو آپسمین تقسیم کرلو

تو وصیت جائز ہے اور زید کو عمدہ تہان کی دو تہائی ملینگے اور بکر کو دو تہائی گہٹیا تہان کی اور عمرو ایک تہائی اچہی کی لے اور ایک تہائی بُری کی (یعنے ان دونون باقی تہانونکو دو آدمی نہین لے سکتی مگر بطور مذکورہ بالا تینون تقسیم کر سکتے ہین اور اگر وہ ڈالکر یا آپس مین راضی ہوکر دو ہی شخص اُنکو لے لیوین تو ہوسکتا ہی) اگر ایک حویلی مشترک مین سے موصی نے ایک کوٹھری کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکے تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری موصی بہ موصی ہی کے حصہ مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر وہ کسی اور شریک کے حصہ مین آگئی تو موصی کے حصہ مین سے اُسقدر زمین جتنی کوٹھری مین تھی زید کو دیجاویگی اور اس باب مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہی (یعنے اگر بکر اپنی مشترک حویلی مین سے کسی خاص کوٹھری کا عمرو کے لئے اقرار کرے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ کوٹھری بکر کے حصہ مین پڑی تو بعینہ اوسکو حوالہ عمرو کے کرے ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہو اُسقدر اپنے حصہ مین سے اوسکی عوض دیدے) اگر زید نے عمرو کے مال مین سے ہزار روپیہ معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنی عمرو نے موصی کے مرنیکے بعد اُسکی وصیت جائز رکہی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدئے تو درست ہی مگر عمرو کو اختیار ہی کہ اجازت کے بعد چاہے تو روپیہ نہ دے۔ موصی کے دو بیٹے اگر اُسکا مال باہم بانٹ لین اور پھر انمین سے ایک اقرار کرے کہ ہمارے باپ نے بیم اتنے کی وصیت کی تہی تو اِس اقرار سے صرف مُقر کے حصہ کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی (دوسرے بھائی کے حصہ مین جاری نہوگی) اگر عمرو کے لئے لونڈی دینے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد اوسکے بچہ ہوا تو اگر اُس لونڈی اور اوسکے بچہ کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہو تو دونو عمرو کو ملینگے اور اگر دونو کی قیمت ترکہ کی تہائی سے زائد ہو تو اول عمرو لونڈی سے لے اور پھر جسقدر اُسمین

تہائی ترکہ کی کمی رہی وہ بچہ بہین مجرا کرینگے (یعنے اوسکو وام کرکے ترکہ کی تہائی پورا کرکے
باقی بچا وارثونکو پہیر دینگے) موصی نے اپنے بیٹے کافر یا دوسرے کے غلام کے لئے اپنے
مرض مین وصیت کی پہر وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اوسکا بیٹا جو غلام تہا آزاد ہوگیا تو یہہ
وصیت باطل ہے اسیطرح اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے کا غلام ہو تو اسکو کچہہ ہبہ کرنا یا اوسکے
لئے اقرار کرنا باطل ہے) اپاہج اور فالج زدہ اور لنجا اور سِل کی بیماری والا اگر اونکا
مرض بڑہچا ہوا ہو اور اس مرض سے اونکے مرنیکا خوف نہو تو تمام مال سے انکا ہبہ کرنا
معتبر ہوگا (اسلئے کہ اسطرحکا مریض تندرست کے حکم مین ہے) اور اگر مرض مذکور سے انکے
مرجانیکا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا*

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیانمین۔ مرض موت مین اپنے غلام کو آزاد کرنا یا
اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچہہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہے (یعنے یہہ
امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگے) اور اگر اوسکے وارث اوسکے بعد
غلام کی آزادی جائز رکہین تو وہ وارثون کے لئے کچہہ کہا دینگے زید کے دو غلام
ہین سالم اور غانم اور اوسنے مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پہر غانم کو آزاد
کردیا اور اول کی فروخت مین جتنی رعایت کی ہے اور دوسرے کی قیمت ہر ایک زید کے
ترکہ کی تہائی کے برابر ہے تو اس صورت مین سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہوا کہ اسمین
سنا و صنہ ہے یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی اور غانم آزاد نکیا جاویگا) اور اگر پہلے
غانم کو آزاد کیا پہر سالم کو رعایت کے ساتہہ بیچا تو اب دونو باتین برابر ہین
(خواہ اسکا اعتبار کرین خواہ اوسکا) موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیون
کے عوض میری طرفسے ایک غلام آزاد کردیا اور اونمین سے ایک روپیہ جاتا رہا تو وصیت

مذکور جاری نہوگی بخلاف وصیت حج کے (کہ اگر معین روپیون سی حج اپنی طرف سی
کرانے کی وصیت کری اور اونمین سی کچھہ جاتے رہین تو وصیت اوسکی دوسرے روپیون
سے جاری کرینگے) اگر اپنے غلام کے آزاد کرنے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے
بعد غلام نے کسیکا نقصان کیا اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان
والیکے حوالہ کیا تو وصیت باطل ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کردین
تو وصیت باطل نہوگی (یعنے غلام آزاد ہو جاویگا) اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو
وصیت کرے اور ترکہ مین ایک غلام بھی ہے جسکو زید کہتا ہے کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد
کیا ہے اور وارث کہتا ہے کہ مرض موت مین اسکو آزاد کیا ہے (یعنی یہہ غلام بھی داخل وصیت ہے) تو اسصورت مین
وارث کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم کا نہوگا تو زید کو کچھہ نہ پہونچیگا (اسلئے کہ
وصیت تہائی مال مین ہوتی ہے وہ غلام کے آزاد کرنے سے پوری ہوگئی اور اگر غلام
کی قیمت تہائی ترکہ سے کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سے ترکہ کی تہائی زیادہ ہوگی اسقدر
زید کو ملیگا) یا زید گواہون سے ثابت کردے کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالتمین آزاد
کیا تھا تو اب پوری تہائی ترکہ کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ
میرا قرض اوسکے ذمہ تھا اور اوسکے غلام نے یہہ دعوی کیا کہ مجھکو آزاد کر مرا ہے
اور وارث نے دونو کا کہنا معتبر جانا اور مال اُس میت کا اور کچھہ نہین تو غلام اپنی
قیمت کما دے اور آزاد ہو جاوے (اور یہہ) قیمت قرضخواہ کے حوالہ کیجاوے - اگر موصی
نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالے کے میرے ذمہ ہین اونکو ادا کرنا تو اول فرائض
ادا کیے جاوینگے بعد اوسکے واجبات گو موصی نے اوسکے کہنے مین فرائض کو پیچھے کہا ہو پس حج
اور زکوۃ اور کفارہ سے پہلے ادا ہونگے اور اگر حقوق قوت مین برابر ہون (یعنے سب فرض

ایک طرحکے ہون یا واجب یکسان ہون) تو اول وہ ادا کیا جاویگا جو موصی کی زبان سے اول نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے - اگر موصی نے اپنی طرفسے حج فرض کرانیکی وصیت کی ہو تو اوسکے وارث کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج کرنیکو سوار کرکے روانہ کرین اور اگر خرچ اُس شہر سے نائب بھیجنے کو کافی نہو تو جہان سے کافی ہو وہان سے نائب روانہ کرین - ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ سے چلکر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اوسکے نائب کو اُسکے شہر سے حج کے لئے روانہ کرینگے (جہان وہ مرا ہے وہان سے روانہ نکرینگے) اور دوسرے کیطرف سے حج کرنیوالے کا حال بھی ایسا ہی ہے (یعنے اگر وہ رستہ مین مرجاوے تو دوبارہ حج کے لئے میت کے وطن سے کسیکو روانہ کرنا پڑیگا مرنے کے مقام سے روانہ نکرینگے +)

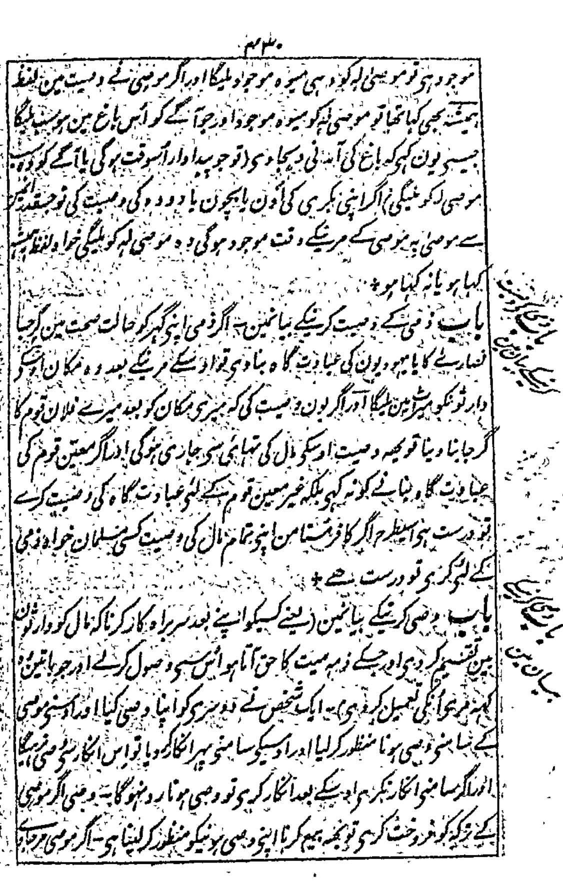
باب رشتہ دارون وغیرہ کے لئے وصیت کرنیکے بیانمین - موصی کے ہمسایہ وہ ہونگے جنکے گھر اوسکے گھر سے ملے ہون اور اوسکے سسری وہ ہونگے جو اُسکی بیبی کے رشتہ دار محرم ہون (یعنی جنکا نکاح اُسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہو) اور اوسکے داماد وہ ہونگے جو اُن عورتون کے شوہر ہون جنسے اوسکا نکاح نہین ہوسکتا اور اوسکی اہل اوسکی بیبی ہوگی اور آل سب گھر کے لوگ اور جنس باپ کے گھر والے ہونگے (یعنے اگر وصیت کریگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میرے سسرون یا داماوون یا اہل یا آل یا جنس کو دیا تو اونسے یہہ لوگ مراد ہونگے اسیطرح اگر یون کہے کہ میرا مال فلانے کے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دیا تو ان الفاظ سے تو یہی لوگ سمجھے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے - اگر اپنے قرابت والون یا اقارب یا

ذوی الارحام یا اپنے خاندانیونکو وصیت کی تو اول جو سب سے قریب ہو اوسکو دینگے اور اگر وہ نہو تو جو اوسکے بعد قریب تر ہو اوسکو دینگے اور اس وصیت مین مان اور باپ اور لڑکا اور جو موصی کا وارث ہو سکتا ہے داخل نہین (اسلئے کہ وصیت وارث کے لئے درست نہین) اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہونگے (اسلئے کہ جمع کا لفظ موصی نے کہا ہے وہ ایک پر نہین ہو سکتا) اگر موصی نے اقارب کے لئے وصیت کی اور اوسکے دو چچا اور دو ماموں ہین تو وصیت مذکورہ دونو چچا کو ہوگی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہون تو آدہی چچا کو اور آدہی دونو ماموں کو ملیگی اور اگر ایک چچا ~~اور ایک~~ پھوپھی ہو تو دونو کو برابر نصف نصف ملیگی — اگر کہے کہ فلانکی اولاد کو اسقدر دینا تو مرد اور عورت کو برابر ملیگا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثونکو دینا تو مرد کو دو حصے اور عورتکو ایک حصہ ملیگا (اسلئے کہ وارثونکا حصہ اسیطرح ہے)

باب غلام کی خدمت اور مکانکی سکونت اور درختون کے میوہ کی وصیت کیکو کرنیکے بیان مین — اپنے غلام کی خدمت اور مکانمین رہنے کی وصیت کرنی دوسرے کیلئے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو موصی لہ کے حوالہ کر دیا جاویگا کہ اوسکی خدمت کرے اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سے زائد ہو تو دو روز وارثون کی خدمت کرے اور ایک روز موصی لہ کی (یعنی اپنی مالیت کے حساب سے خدمت کرے جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوے اوتنی موصی لہ کی خدمت کرے اور باقی ورثہ کی) — اگر موصی لہ مرجاوے تو غلام موصی کے وارثون کو پہیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجاوے تو وصیت باطل ہوگی — اگر موصی نے اپنے باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مر گیا اور باغ مین میوہ

اسلئے کہ وصیت مین لفظ جمع ہو تو [illegible] دو بھی [illegible] ہو سکتا ہے

[illegible]



موجود ہی تو موصی لہ کو وہی میوہ موجود ملیگا اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ ہمیشہ بھی کہا تھا تو موصی لہ کو میوہ موجود اور جو آگے کو اُس باغ مین ہو سب ملیگا جیسے یون کہے کہ باغ کی آمدنی دیجاوے (تو جو پیداوار اُسوقت ہوگی یا آگے کو وہ سب موصی لہ کو ملیگی) اگر اپنی بکری کی اُون یا بچون یا دودھ کی وصیت کی تو جسقدر اُسمین سے موصی بہ موصی کے مرنیکے وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملیگی خواہ لفظ ہمیشہ کہا ہو یا نہ کہا ہو ؛

باب ذمی کے وصیت کرنیکے بیانمین ۔ اگر ذمی اپنے گہر کو حالت صحت مین گرجا نصارے کا یا یہودیون کی عبادت گاہ بنادے تو اوسکے مرنیکے بعد وہ مکان اوسکے وارثونکو میراث مین ملیگا اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مکان کو بعد میرے فلان قوم کا گرجا بنادینا تو یہہ وصیت اوسکے مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی عبادت گاہ بنانے کو نہ کہے بلکہ غیر معین قوم کے لئے عبادت گاہ کی وصیت کرے تو درست ہے اسیطرح اگر کافر مستامن اپنے تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ ذمی کے لئے کرے تو درست ہے ؛

باب وصی کرنیکے بیانمین (یعنے کسیکو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثون مین تقسیم کردے اور جسکے ذمہ میت کا حق آتا ہو اُس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ کہہ مرا ہو اُنکی تعمیل کردے) ۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنا وصی کیا اور اوسنے موصی کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اوسکے سامنے پہر انکار کردیا تو اس انکار سے وصی نہیگا اور اگر سامنے انکار نکرے اور اوسکے بعد انکار کرے تو وصی ہونا رد نہوگا ۔ وصی اگر موصی کے ترکہ کو فروخت کرے تو یہہ بیع کرنا اپنے وصی ہونیکو منظور کرلینا ہے ۔ اگر موصی مرجاوے

اور وصی کہے کہ مجہو وصی ہونا قبول نہین اور پہر قبول کرلے تو درست ہی بشرطیکہ قاضی اوسکے انکار کرنے کی جہت سی اوسکو وصی ہونے سی برطرف نکر دی ورنہ پہر اُسکا قبول کرنا معتبر نہو گا۔ اگر دوسریکے غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اُسکو معزول کرکے دوسرا وصی اوسکی جگہہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے اور اوسکے وارث صغیرسن ہون تو وصی کرنا درست ہی اور اگر وارث بالغ ہون تو غلام کو وصی کرنا درست نہین۔ اگر وصی وصیت کی بجا آوری سی عاجز ہو (یعنے اوسکے حقوق ادا نکرسکے) تو قاضی اوسکے ساتھہ دوسرے شخص کو کر دے تاکہ اُسکی اعانت سی وصیت کی تعمیل کرے۔ وصی اگر دو ہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کی ہوئے باطل ہو گا لیکن مردہ کے دفن کے لوازم آور کفن خریدنا اور صغیر سن وارثون کے لئے اونکی حاجت کی چیز مول لینی آور اُنکو اگر کوئی کچہہ دے اوسکو لے لینا اور امانت معین کا مالک کو دیدینا آور موصی کا قرضہ ادا کرنا آور معین وصیت کا جاری کرنا اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق مین جوابدہی کرنی (یہہ امور اگر دو وصیون مین سی ایک بھی کریگا تو درست ہونگے) وصی کا وصی دونو ترکون مین وصی ہوتا ہی (یعنے اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تہا اور عمرو نے مرتے دم بکر کو وصی کر دیا تو بکر زید اور عمرو دونونکے ترکون کا وصی ہو گا) وارثون کیطرف سی موصی لہ سی مال کی تقسیم وصی کو جائز ہی اور اُسکا عکس درست نہین (یعنے موصی نے اگر زید کو کچہہ مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثون کیطرف سی اُنکا حصہ موصی لہ کے حصہ سی جدا کر سکتا ہی آور اگر موصی لہ نہو اور وارث ہون تو موصی لہ کا حصہ وارثون سی تقسیم نہین کر سکتا) اور اگر وارثون سی موصی لہ کا حصہ لے لیا

اور وہ وصی کے پاس جاتا رہا تو موصی لہ باقی مال کی تہائی وارثون سے لیگا۔
اگر موصی نے اپنی طرف سے حج کرانیکی وصیت کی تہی اور وصی نے مال وارثون مین
تقسیم کر دیا اور حج اپنے کا خرچ اپنے پاس رکہا اور اوسکے پاس سے وہ خرچ جاتا
رہا یا وہ خرچ حج کرنے والیکو دیدیا تہا اوسکے پاس سے جاتا رہا تو اب باقی ترکہ کی
تہائی مین سے موصی کی طرف سے حج کرایا جاویگا۔ اگر موصی لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز
ہے کہ وارثون مین مال تقسیم کر دے اور موصی لہ کا حصہ آپ اپنے پاس رکہے۔ وصی کو
جائز ہے کہ موصی کے قرضخواہ اگر موجود نہون تو اونکے پیٹھہ پیچھے ترکہ کے غلام کو
فروخت کر دے۔ اگر موصی نے وصیت کی تہی کہ میرا غلام بیچکر اوسکی قیمت خیرات کر دو
اور وصی نے غلام کو فروخت کر دیا اور قیمت اپنے پاس رکہی اور وہ تلف ہوگئی پہر
غلام کسی اور کا نکلا تو وصی کو اوسکی قیمت مشتری کو پہیر دینی ہوگی اور جو کچھہ مشتری
کو دیوے وہ ترکہ موصی مین سے لیلے۔ اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہو اور
اوسکے حصہ مین کوئی غلام آوے اور وصی اوس غلام کو بیچکر اوسکی قیمت اپنے پاس رکہے
اور اوسکے پاس سے دام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلے تو لڑکا وہ دام
اور وارثون سے لیوے۔ لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسرے پر حوالہ کرے یعنی اوتارے
(مثلاً لڑکے کا مال زید کے ذمہ ہے اور وہ عمرو پر اوتار دے) تو وصی کو اوس حوالہ کا
قبول کرنا درست ہے بشرطیکہ حوالہ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو۔ وصی اگر لڑکے کے
مال کو فروخت کرے یا اوسکے مال سے کچھہ خریدے اور اوسمین کچھہ نقصان ہو تو اگر ایسا نقصان
اوس جیسے معاملات مین لوگونکو ہو جایا کرتا ہو تو وصی کی بیع وشرا درست ہوگی (اور اگر
بہت سا نقصان ہوگا تو بیع وشرا مذکور درست نہوگی) وارث بالغ کے پیٹھہ پیچھے اگر وصی

اسکی بیع بیچڈالے تو جائز ہی لیکن زمین اور تجارت کی بیع درست ہوگی۔ وصی کو جائز
کہ موصی کے مال مین سوداگری نکرے۔ لڑکے کے مال کے تصرف مین اوسکے دادا
کی نسبت کرا وسکے باپ کا وصی بہتر ہے (یعنے باپ کے وصی کے ہوتے ہوئے
دادا کو تصرف کرنا پوتے کے مال مین اچھا نہین) لیکن اگر باپ نے کسی کو وصی نکیا
ہو تو دادا اوس لڑکے کے مال مین تصرف کرنے مین باپ کی مانند ہے ۔

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیان مین۔ بکر اور عمرو میت کے دو وصیون
نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہمارے ساتھ مین وصی کیا ہی (یعنے تین
شخصونکو وصی کیا ہے) تو یہہ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوے کرے
(اور بکر اور عمرو اسکی گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا استحساناً) اسیطرح اگر
موصی کے دو بیٹے گواہی دین کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہوا اور زید وصی
ہونے کا منکر ہو تو ان بیٹون کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونے کا
دعوی کرے تو البتہ گواہی اون دونو کی مقبول ہوگی) اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین
کہ فلان مال صغیرسن کے وارث کا ہی یا یہہ مال فلان وارث بالغ کا ہی (میت کے
ترکہ مین سے نہین تو یہہ گواہی لغو ہوگی)۔ اگر زید اور عمرو یہہ گواہی دین کہ بکر و خالد
کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین اور بکر اور خالد یہہ گواہی دین کہ زید
اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین تو یہہ گواہیان مقبول ہونگی۔
اگر وصیت کے باب مین اسیطرح گواہیان ہون (مثلاً زید و عمر گواہی دین کہ میت نے
ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لئے کی ہی اور بکر اور خالد گواہی دین کہ زید اور
عمرو کے لئے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہی) تو یہہ گواہیان لغو ہونگی اور مقبول نہونگی۔

كتاب الخنثے

اسمين خنثے كا بيان ہے - خنثے اوسكو كہتے ہين جسكے مرد اور عورت
دونون كى علامتين (يعنے ذكر اور فرج دونون) ہون پس اگر وہ ذكر سے
پيشاب كرے تو مرد كا حكم ہے اور دوسرے مقام سے پيشاب كرے تو عورت كا حكم ہے اور اگر دونو
مقامونسے پيشاب كرے تو جس مقام سے اول پيشاب نكلتا ہو ويسا ہى حكم ہوگا اور اگر دونون
مقامون سے پيشاب برابر نكلتا ہو تو وہ خنثے مشكل ہے (اور زيادہ ہونيكى تميز اوسمين نہين
ہوسكتى) اور ايک راہ سے بہت پيشاب كا نكلنا معتبر نہين (يعنے اس سے زيادہ كا حكم
نہين ہوسكتا اور يہہ علامتين بالغ ہونے سے پيشتر كى ہين) - اب بالغ ہونے پر اگر
اوسكے داڑہى نكلى يا عورتون سے صحبت كى تو مرد ہوگا اور اگر چہاتيان اوبہرين يا چہاتيون
مين دودہ آگيا يا حيض اوسكو ہوا يا حمل رہ گيا يا اس سے مرد صحبت كرسكتا ہے تو عورت
ہوگى - اور اگر كوئى علامت مرد وعورت كى ظاہر نہو وے يا دونو علامتين نمود ہوئين تو خنثے
مشكل ہوگا - خنثے مشكل نماز مين مردونكى صف كے پيچہے اور عورتون كے آگے كہڑا ہو
اور اوسكے مال مين سے ايک لونڈى خريدى جاوے جو اسكى ختنہ كرے اور اگر اوسكى پاس
مال نہو تو بيت المال مين سے لونڈى خريدين اور ختنہ كے بعد لونڈى بيچ ڈالے -
خنثے مشكل كو بيٹے اور بيٹى كے حصہ مين سے جو نسا كم ہوگا وہ مليگا مثلاً اگر ايک شخص مرے
اور ايک بيٹا اور ايک خنثے مشكل چہوڑے تو بيٹے كو دو حصے مليںگے اور خنثے كو ايک حصہ
مسائل متفرقہ گونگے كا اشارہ كرنا اور لكہنا وصيت اور نكاح اور طلاق اور بيع و
شرا اور قصاص مين مثل زبان كے بيان كے ہے مگر حد كے باب مين اوسكا اشارہ اور لكہنا
معتبر نہين (مثلاً اگر كسيكو اشارہ سے يا لكہنے سے زنا كى تہمت لگا وے تو اوسكو حد نمارينگے

اور اگر خون قصداً کرنیکا اقرار کریگا تو اُس سے قصاص لینگے بخلاف اُس شخص کے جسکی
زبان گویائی کے بعد بند ہوگئی ہو (کہ اسکا اشارہ اور لکھدینا مثل بیان زبانی کے
منظور نہوگا) اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہون اور اسمین ملجاوین
تو انمین اگر ذبح کی ہوئی بہت ہون تو دل سے اٹکل کرکے اُنمین سے کہالے اور اگر مری
ہوئی زیادہ ہون تو اُنمین سے نکہاوے - ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک پاک کپڑے
خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک کی تری اُس پاک مین آگئی مگر اتنی ہی کہ اگر اوس کو
نچوڑین تو کچھہ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اُس تری سے ناپاک نہوگا - بکری کا سر خون مین
لتہڑا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوس سے جاتا رہے اور اوسکا شوربا تیار کیا جاوے تو اوسکا
کہانا درست ہی نجاست کے دور کرنے مین جلا دینا مثل پانی سے دہو ڈالنے کے ہی
- اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدے اور نہ لیا کرے تو درست ہی لیکن اگر پیداوار
کا عشر یعنی دہ یکی مالک کے لئے مقرر کردے تو درست نہوگا - اگر بادشاہ اپنے ملک کی
زمین کسی قوم کو دیدے کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہے - اگر ایک شخص نے روزہ قضاء
رمضان کا رکہا اور کچھہ نہ نیت کی کہ فلان روزہ خاص کا ہے تو یہہ روزہ قضاء مین محسوب
ہوگا جیسے نماز قضا پڑہی اور کچھہ نیت نکی کہ کس شروع کی نماز ہے یا پچھلی قضا نماز ادا
ہو گئی ہے اسیطرح اگر روزہ قضاء رکہا اور نیت کی کہ دو رمضان سے دو روزے ہون جنکا
ہے (تو ایک رمضان کے ایک روزہ مین محسوب ہوگا) اگر روزہ دار کسیکا تہوک
نگلجاوے تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ
نہوگا روزہ کی قضا ہوگی - بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج کرنیوالے کیلئے
اُس سال حج کو نجانے کیواسطے عذر ہے (اسلئے کہ رستہ مین امن نرہا) اگر کسی عورت سے

کہا اگر تو زن من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اوسنے جواب دیا کہ شدم یعنے
ہوئی نکاح نہوگا اور اگر کہا کہ خویشتن را زن من گردانیدی یعنی تونے اپنے آپکو
میری بیبی بنایا اور اوسنے جواب دیا کہ گردانیدم یعنی بنایا اور زوج نے پھر کہا کہ پذیرفتم
یعنے مین نے قبول کیا تو نکاح ہو جاویگا۔ اگر کسی شخص نے دوسری سے کہا کہ دختر خویش
را بپسر من ارزانی داشتی یعنی تونے اپنی لڑکی میرے بیٹے کو دی اور اوسنے کہا کہ داشتم
یعنی دی تو نکاح نہوگا۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ
شوہر اوسکے ساتھ ہی رہتا ہو تو نافرمانی مین داخل ہے (عورت کے لئے نان نفقہ
شوہر پر واجب نہوگا) اور اگر شوہر غصب کئے مکان مین رہتا ہو اور اسوقت عورت اسکو پاس
آنے سے روکے تو نافرمان نہوگی (اسکا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا) عورت کا شوہر
سے یہہ کہنا کہ مین تیری لونڈی کے ساتھ نہین رہتی اور مکان علٰحدہ چاہتی ہون عورت
کو نہ چاہیے۔ ایکعورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ طلاق کرو یعنی طلاق دیدو اور اوسنے
جواب مین کہا کہ داده گیر یا کرده گیر یا داده باد یا کرده باد یعنی دی ہوئی اور کی ہوئی
سمجھ لے یا ہوجیو تو طلاق واقع نہوگی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کریگا تو ہو جاویگی
اور اگر شوہر کہے کہ دی ہے اوسکی ہے تو طلاق پڑ جاویگی خواہ نیت کرے یا نکرے اور اگر کہے دی ہوئی جان یا
کی ہوئی فرض کر تو نہ پڑیگی گو نیت طلاق کی کرے۔ اگر بیبی کے تذکرہ کیوقت شوہر کہے کہ وہ مجھے تمام
عمر بہر نہین چاہیے تو طلاق بدون نیت کے نہ پڑیگی۔ شوہر نے اگر اپنی بیبی سے کہا کہ حیلۂ زنان کن یعنی
تو عورتونکا حیلہ کر تو یہہ تین طلاقون کا اقرار ہوا اور اگر یہہ کہا کہ حیلہ خویش کن یعنی
اپنا حیلہ کر تو اسکا اقرار نہوگا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھکو مہر بخشا
مجھسے تو تنہا اوٹھالے اور شوہر اوسی مجلس مین اسکو طلاق دیدے تو اسکا مہر ساقط ہو جاویگا

ورنہ ساقط نہوگا (کیونکہ مہر کو طلاق کا عوض کیا تہا جب طلاق نہوئی تو مہر بھی ساقط نہوا) اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ ایسے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون تو وہ ان الفاظ سے آزاد نہونگے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھپر قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو اللہ تعالی کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر یون کہا کہ مجھپر طلاق کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو یہہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا (اُس شخص کو وہ کام نکرنا چاہیئے اگر کریگا تو اوسکی بی بی کو طلاق پڑجاویگی) اور اگر شوہر کہے کہ مین نے یہہ جھوٹ کہا تہا تو اُسکا قول نمانینگے (طلاق پڑجاویگی)۔ اور اگر کہے کہ مجھپر گہر کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو یہہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ قیمت ہٹا دے ہوا اور بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی اگر کسی نے یون کہا کہ بخارا مین جبتک مین ہون اگر فلان کام کرون تو ایسا ہو پہر بخارا سے چلا گیا اور دوبارہ آکر اُس کام کو کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر کسی نے گدہی فروخت کی تو اُسکا بچہ اوسکی بیع مین داخل نہوگا۔ جس زمین کی بابت جہگڑا ہوا اوسکو قبضہ والیکے تصرف سے نکالنا نچاہیے جبتک کہ مدعی اسبات کے گواہ نگذرانے کہ یہہ زمین میری ملک ہے۔ جو زمین قاضی کی حکومت سے باہر ہو اوسکے باب مین قاضی کو حکم کرنا نچاہیے۔ جب دعوی صحیح ہوا اور گواہ ٹھیک ٹھیک ہون اور قاضی گواہ سنکر کچھہ حکم اُس مقدمہ مین کردے پھر کہے کہ مین نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا مجھکو پہلے فیصلے کے خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون کے دہوکے مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کردیا یا اور ایسا ہی کلمہ کہے تو معتبر نہوگا اور وہی پہلا حکم جو دیچکا ہے جاری رہیگا۔ اگر زید نے کچھہ لوگونکو چہپا دیا اور عمرو سے جو مدعا علیہ ہے کسی چیز کا سوال کیا اور عمرو نے اُسکا اقرار کردیا تو اگرچہ

لوگ عمرو کو دیکھتے ہوں اور اسکی گفتگو سنتے ہوں اور عمرو اونکو نہ دیکھتا ہو تو ان لوگونکی
گواہی عمرو کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کی کلام تو انہوں نے سنی مگر اسکو دیکھا
نہیں تو اونکی اقرار کی گواہی درست نہوگی - بائع نے ایک زمین فروخت کی اور اسکا
کوئی رشتہ دار موجود ہو اور بیع کی اسکو خبر ہے پھر اسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اوس
زمین کا دعوی کریگا کہ میری ہے تو سنا نجاویگا - ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا
اور مرگئی پھر اوسکے وارثوں نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر
اپنے مرض موت میں بخشا تھا (یعنے وصیت کے حکم میں ہے) اور خاوند نے کہا
حالت صحت میں بخشا تھا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمرو کے قرض یا کسی اور
چیز کا اپنے ذمہ اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے تو جھوٹا اقرار کیا تھا تو عمرو سے یہ قسم
لیجاویگی کہ زید اقرار مین جھوٹا تھا اور مین اپنے دعوے مین باطل پر نہیں ہون -
اقرار کرنا ملک کا سبب نہیں ہوتا ہے (یعنے اگر کسیکے لئے کچھ مال کا اقرار کر دیا کہ وہ
مین اپنے ذمہ پر نہین تو جسکے لئے اقرار کیا ہوگا اوسکو اس مال کا لینا درست نہوگا
اس معاملہ مین جو اوسکے اور خدا تعالی کے درمیان ہے ہان اگر اقرار کرنیوالا اپنی
خوشی سے دیدے تو لے لے کیونکہ ازسر نو مالک کرنا ہے) اگر ایک شخص نے دوسرے
سے کہا کہ مین نے اس چیز کے بیچنے کا تجھکو وکیل کیا اور دوسرا اسکے جواب مین چپ ہو رہا
(نہ اقرار کیا نہ انکار کیا) تو وکیل ہوجاویگا - اگر ایک شخص نے اپنی بیبی کو اوسکی
کے طلاق دینے کا وکیل کیا تو پھر شوہر کو اس عورت کے معزول کرنیکا اختیار نہین ہے
- زید نے عمرو سے یہ کہا کہ مین نے تجھکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب مین تجھکو
وکالت سے معزول کرون تب تو میرا وکیل ہے پس اس صورت مین اگر زید عمرو کو معزول کرنا

چاہی تو معزول کرسکتا ہے اتنا کہ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا پھر جب معزول کیا
دوسری دفعہ معزول کرنیکو کہنا اسلئے ہی کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تھی
وہ بھی برطرف ہو جاوے) - اور اگر یون کہا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھے معزول کرون
اوتنی ہی بار تو میرا وکیل ہے تو اوسکے معزول کرنے کو یون کہے کہ مین نے جو
وکالت مشروط کی تھی اوس سے رجوع کیا اور جو وکالت اب ہے اوس سے معزول کیا۔
جس صورت مین کہ صلح دَین سے دَین کے عوض ہو تو اسصورتمین (صلح کے جائز ہونے
کے لئے جس دَین پر صلح ہوتی ہو اوسکا قبضہ کرنا شرط ہے اوسی مجلس مین) ورنہ صلح
درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سے دوسرے اسباب معین کے عوض کی یا دَین
سے اسباب معین کے عوض کی تو ان صورتون مین اوسی مجلس مین قبضہ کرنا شرط
نہین (دَین سے دین کے بدلے صلح کرنیکی صورت یہہ ہے کہ مثلاً زید کے ہزار
روپیہ عمرو پر آتے ہین اور عمرو نے انکار کردیا بعد حجت کے بعد دس اشرفیون پر
دس روز کے وعدہ پر دونون نے صلح کرلی تو دس اشرفیان زید اگر اوسی مجلس
مین لیگا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی) ایک شخص نے ایک بچے کے مکان پر
دعوی کیا اوسکے باپ نے اس بچہ کا کسقدر مال مدعیکو دیکر صلح کرلی تو اگر مدعی کے
پاس اوسکے دعوی کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گھر کی قیمت کے برابر
یا کسیقدر زائد ہو کہ اتنی کی لوگ پرواکرتے ہون تب تو یہہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی
کے پاس گواہ نہونگے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی - مدعی نے
اول بیان کیا کہ میرے پاس گواہ نہین پھر گواہ پیش کئے یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی
نہین ہے پھر گواہی دیدی تو یہہ گواہی مقبول ہوگی - اگر بادشاہ نے امام کو حکم

دی ہو تو امام کو اختیار ہی کہ شارع عام مین سی کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا دیدے بشرطیکہ آنے جانے والونکو ضرر نہو۔ جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہو اور یہ نکہا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اوسکی بیع درست ہوگی اور (اگر بادشاہ نے کہدیا ہو کہ اپنا مال بیچکر ڈنڈ ادا کر اور اسصورت مین فروخت کرے تو یہہ بیع درست نہوگی اسلئے کہ زبردستی سے ہوئی اوسکی رضا سے نہین ہوئی اور اگر اسصورت مین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض کرے تو درست ہوگی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نرہی) ۔ اگر اپنی بیبی کو مارنے سے ڈرایا تاکہ وہ مہر بخشدے اور شوہر اوسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اسصورت مین اگر بخشدیگی تو یہہ ہبہ درست نہوگا (کہ زبردستی سے ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہوا اور وہ عورت مہر بخشدے تو درست ہی اسلئے کہ زبردستی ثابت نہوئی) اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کی تو طلاق ہوجاویگی اور خلع کے عوض کا مال لازم نہوگا۔ ایکعورت کے ذمہ زید کا کچھہ قرض ہی اوسنے اپنے مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اوتار دیا پھر شوہر کو مہر بخشدیا تو یہہ ہبہ درست نہوگا۔ زید نے اپنی ملک مین کنوان یا پاخانہ کا کھتا بنایا اوس سے اوسکی ہمسایہ کی دیوار کو ضرر پہنچی اور ہمسایہ نے اوسکے ہٹائے جانے کی درخواست کی تو زید پر اوسکے ہٹالینے کے لئے جبر نکیا جاویگا اور اگر ہمسایہ کی دیوار گر پڑیگی تو زید پر اوسکا تاوان نہوگا۔ شوہر نے اپنی بیبی کے احاطہ مین اپنے مال سے اوسکی اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہہ عمارت اوسکی بیبی کی ہوگی اور جو کچھہ اسمین خرچ پڑا ہوگا وہ عورت کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لئے بدون اجازت کے بنائی تو عمارت شوہر کی ہوگی اور اگر بی بی کے لئے مکان بدون اوسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی کا

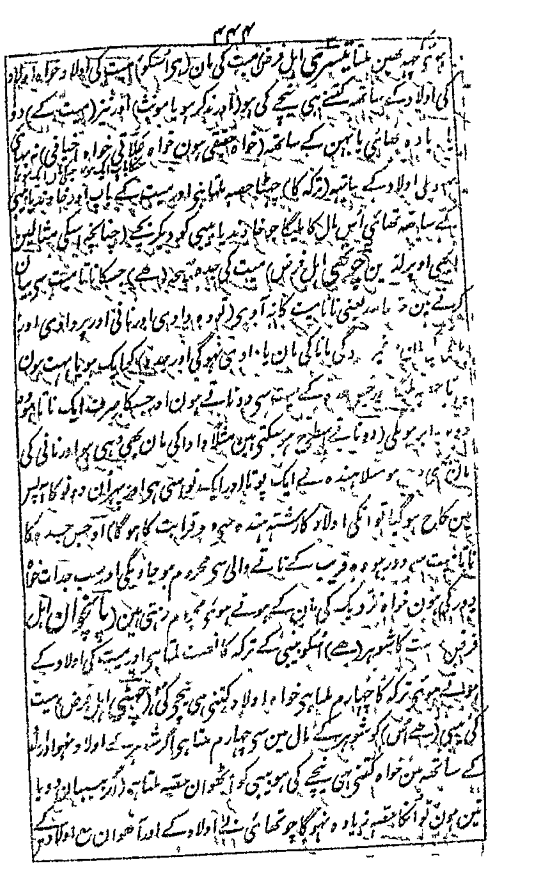
ہوگا اور روپیہ جو شرط میں لگاؤ وہ سلوک کے طور پر ہوگا (یعنی صورت سے تقیہ قرض
ہوگا) - اگر کسی قرضخواہ نے قرضدار کو پکڑا یا اور کسی شخص نے اوسکی ضمانت سے
قرضدار کو چھین کر چھوڑ دیا تو یہ چھوڑنے والا قرض کا ذمہ دار ہوگا - کسی شخص کے
پاس دوسرے آدمی کا مال ہے اور بادشاہ نے اوس سے کہا کہ یہ مال مجھے دیدے ورنہ
تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالہ کردے
تو اوس مال کا تاوان مالک کے لئے اوسکو دینا آویگا - شکاری نے بسم اللہ کہکر چھری
لگا دی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسرے دن اگر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو
اوسکا کھانا درست نہیں - فلاں جانور کی یہ چیزیں کھانی مکروہ ہیں اول شرمگاہ دوم
کپورے سوم غدود چہارم مثانہ پنجم پتہ ششم خون جاری ہفتم آلہ تناسل ہشتم
پشت کی ہڈی کا گودا (واضح ہو کہ خون روان مطلق حرام ہے اور باقی ساتوں چیزیں مکروہ
ہیں) غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور پڑی پائی مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار
ہے (جسکو چاہے قرض کے طور پر دیدے) - جس لڑکے کی سپاری اتنی کھلی ہو کہ اگر
کوئی دیکھے تو ختنہ کیا ہوا جانے اور اوسکے ذکر کی کھال مشکل سے کٹتی معلوم ہو تو
اوسکی ختنہ نکرنی چاہیے اسیطرح اگر کوئی بوڑھا شخص مسلمان ہو اور تجربہ کار لوگ کہیں کہ اسمیں
طاقت ختنہ کی نہیں تو اوسکی ختنہ بھی نکریں - ختنہ کے لئے مستحب وقت ساتواں سال
ہے - گھوڑ دوڑ کرنی اور اونٹوں کو آپس میں دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا
ہے یا تیر چلانا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہے درست ہے اور دونوں طرف سے شرط بدنی حرام ہے
(یعنے اگر زید اور عمرو گھوڑ دوڑ کریں اور یہ بدیں کہ زید کا گھوڑا آگے نکلے تو عمرو سو
روپیے دے اور عمر کا نکلے تو زید ۱۰۰ روپیہ دے تو یہ حرام ہے) اور اگر شرط ایک ہی طرف سے ہو (مثلاً زید کا گھوڑا آگے نکلجاویگا

(تو فروسے سنو لتو جا دینگے) بجہ حرام نہین مگر پیغمبرون اور فرشتون کے سوا دوسرے
شخصون پر درود وسلام بہیجنا نہ چاہیئے لیکن اونکے ساتھہ مین مضایقہ نہین مثلاً
یون کہنا چاہیئے کہ اللّٰہم صل وسلم علی فلان یعنی الہی درود اور سلام بہیج فلان
شخص پر بلکہ یون کہے تو درست ہی کہ اللّٰہم صل وسلم علی محمد وعلی فلان یعنی الہی
درود وسلام بہیج اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر) کافرون
کے تیوہار (مثلاً نوروز اور مہرگان) کے نام سے (کہ شروع ماہ جیسا کہ ہوا اور کاتک کا نام
ہے) کسیکو کچھہ دینا جائز نہین۔ گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضایقہ نہین سیاہ
کپڑی کا پہننا اور عمامہ کا شملہ دونو مونڈہون کے درمیان مین آوہی کمر تک کہنا
مستحب ہی۔ بوڑہے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا بڑہکر چلنا جائز ہی۔ حافظ
قرآن کو مناسب ہے کہ چالیس دن مین ایک ختم کر لیا کرے (پڑہنے پڑہنے مین جلدی
نہ کرے)

کتاب الفرائض

اسمین میت کے وارثون کے حصے پانے کا بیان ہے (مردے کے مال سے اول وہ
قرض ادا کرنا چاہیئے جو اس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچھہ روپیون کے عوض گرو
ہوا اور اسکا ترکہ اور کچھہ نہو تو اول رہن کا روپیہ اس مال سے ادا ہوگا بعد اسکے وہ
ترتیب ہی جو کتاب والا کہتا ہی) ترکہ میت سے اوسکے کفن و دفن کا سرانجام پہلے کیا
جاوے پہر جو کچھہ بچے اس سے اسکا قرض ادا کیا جاوے پہر باقی مین سے اوسکی وصیت
پوری کیجاوے پہر جو بچے اسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہیئے اور وارث (تین طرح
کے ہین فرض والے اور عصبی اور ذوی الارحام)

(فرض والونکا بیان) فرض والے (وہ وارث) ہین جنکا حصہ کلام مجید مین (یا شریعت
مین) ٹھہر چکا ہی (اور وہ بارہ آدمی ہین اوّل میت کا) باپ ہی (اوسکو) میت کے پسر
خواہ پوتے یا پرپوتے (یعنے اولاد ذکر کے) ساتھہ مین چھٹا حصہ ملتا ہی (اور اگر میت
کی بیٹی یا پوتی یا پرپوتی یعنی مونث اولاد ہو تو چھٹا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والون
سے کچھہ بچرہے وہ بھی ملیگا اور اگر میت کی اولاد نہ مذکر ہو نہ مونث تو باپ عصبہ
ہوگا) دوسرا صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سے بیان کرین تو اوس ناتے مین میت کی
مان نہ آوے (مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ) تو ایسے دادا اور باپ کا حکم
فرض مین ایک ہی (یعنے اگر باپ نہو تو دادا کے وہی تین حال ہین جو اوپر مذکور ہوی)
لیکن (دو باتون مین دادا اور باپ مین فرق ہی اوّل یہہ کہ) اگر میت کے مان باپ اور
شوہر یا بی بی بچے تو مان کو دو نو صورتون مین شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی بچتا ہی
اوسکی تہائی ملتی ہے دادا کے ہوتے یہہ صورت نہوگی (مثلاً ایکعورت مری اور اوسنے
شوہر اور مان باپ چھوڑے تو اسمین شوہر کو نصف ترکہ پہنچیگا اور مان کو نصف کا تہائی
یعنے چھٹا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور اگر اسصورت مین باپ کی جگہہ دادا ہو تو نصف
ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی مان کو اور باقی بچتا دادا کو ملیگا یا ایک مرد مرا اور اوسنے
ایک بی بی اور ماں باپ چھوڑے اسصورت مین جو چوتہائی بی بی کو دیکر باقی کی تہائی مان کو اور
پھر جو کچھہ بچے باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہہ دادا ہو تو مان کو کل ترکہ کی تہائی ملتی
ہے دوسرا فرق یہہ ہی کہ باپ کے ہوتے ہوئے باپ کی مان کو یعنی دادی کو حصہ
نہین ملتا) اور دادا کے ہوتے ہوئے دادی محروم نہین ہوتی (اور باتون مین باپ دادا
یکسان ہین) چنانچہ بھائی بہنونکو دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نہین ملتا جیسے باپ کی ہوتے



چھٹا حصہ ملتا ہے تیسری اہل فرض میت کی ماں (ہے اسکو) میت کی اولاد خواہ اولاد
کی اولاد کے ساتھ کتنے ہی نیچے کی ہو (اور مذکر ہو یا مونث) اور نیز (میت کے) دو
یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھ (خواہ حقیقی ہوں خواہ علاتی خواہ اخیافی) [illegible]
[illegible] اولاد کے ساتھ (ترکہ کا) چھٹا حصہ ملتا ہے اور میت کے باپ اور [illegible]
کے ساتھ تہائی اس مال کا ملیگا جو شوہر یا بیبی کو دیکر بچے (چنانچہ اسکی مثالیں
ابھی اوپر لکھ چکے ہیں) چوتھی اہل فرض) میت کی جدہ صحیحہ (ہے) جسکا ناتا میت سے بیان
کرسکتے ہیں [illegible] یعنی ناتا میت کا نہ آوے (تو وہ دادی اور نانی اور پردادی اور
[illegible] نانا کی ماں یا دادی کی ماں ہوگی اور جدہ (کیا) ایک ہو یا بہت ہوں
[illegible] سے دو ناتے ہوں اور جسکا صرف ایک ناتا ہو
[illegible] ملکی (دو ناتے اسطرح ہو سکتے ہیں مثلاً دادا کی ماں بھی وہی ہو اور نانی کی
ماں [illegible] مثلاً ہندہ سے ایک پوتا اور ایک نواسی ہوا اور پھر ان دونو کا آپس
میں نکاح ہو گیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہندہ سے دو قرابت کا ہوگا) اور جس جدہ کا
ناتا میت سے دور ہو وہ قریب کے ناتے والی سے محروم ہو جاویگی اور سب جدات خواہ
دور کی ہوں خواہ نزدیک کی ماں کے ہوتے ہوئے محروم رہتی ہیں (پانچواں اہل
فرض میت کا شوہر (ہے) اسکو بیبی کے ترکہ کا نصف ملتا ہے اور میت کی اولاد کے
ہوتے ہوئے ترکہ کا چہارم ملتا ہے خواہ اولاد کتنی ہی نیچے کی ہو (چھٹی اہل فرض میت
کی بیبی (ہے اس) کو شوہر کے مال میں سے چہارم ملتا ہے اگر شوہر کے اولاد نہو اور اولاد
کے ساتھ میں خواہ کتنی ہی نیچے کی ہو بیبی کو آٹھواں حصہ ملتا ہے (اور بیبیاں دو یا
تین ہوں تو انکا حصہ زیادہ نہوگا چوتھائی [illegible] اولاد کے اور آٹھواں مع اولاد کے



سب آپس مین تقسیم کر لین (ساتوین فرض والی بیٹی (ہے اور وہ) اگر ایک ہو تو ترکہ کا
آدھا اسکو ملیگا اور دو بیٹیان یا زیادہ ہون تو ترکہ کی دو تہائیان پاوینگی اور
(اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونو ہون تو) بیٹون کے ساتھہ (ملکر بیٹیان) عصبہ ہو جاتی ہین
اور اسصورت مین بیٹی کو کچھہ حصہ نہی آدھا ملتا ہی (یعنے کوئی حصہ مقرری نہین رہتا بلکہ ایک
پسر کا حصہ جسقدر ہو اوسکا آدھا بیٹی کو ملتا ہے) پوتا مثل میت کے بیٹے کے ہی جسکہ
بیٹا نہو اور بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھہ نہین ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھہ
ہو تو جو مذکر قریب تر میت سی ہوگا اسکو باقی ملیگا (یعنے آدھا بیٹی کو دیکر باقی پوتے
کو ملیگا اسلیئی کہ عصبہ ہو اور کنز مین اقرب ذکور اسلیئی کہا کہ ولد الابن پوتی کو بھی کہہ
سکتے ہین مگر اونکو باقی نہین ملتا) اوسکا حال آگے آتا ہی آٹھوین فرض والی میت
کی پوتی (ہے اُس) کو سگی بیٹی کے ساتھہ چھٹا حصہ ملتا ہی تاکہ دو تہائی کامل ہو جاوے
(کیونکہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے تو دو تہائی جو بیٹیون کا حق ہے وہ ان دونو کو
ملیگا اسطرح کہ آدھا بیٹی کو دینگے اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونون ملکر دو تہائی ہو جاوین
پس) پوتی ایک ہو یا زیادہ (ایک بیٹی کے ساتھہ مین چھٹا حصہ پاویگی) اور اگر بیٹیان
ایک سی زیادہ ہون تو پوتیان محروم رہینگی لیکن اگر اس صورت مین پوتیون کے ساتھہ
ہین یا ان سی نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنی ساتھہ والیون اور اوپر والیون کو سوائے
فرض والی بیٹیون کے عصبہ کر دیتا ہی اور مرد کو دونا حصہ عورت سی ملتا ہی اور جو
اس سی نیچے ہون اونکو کچھہ نہین پہنچتا (مثلاً اگر میت کے دو بیٹیان اور ایک پوتی
اور ایک پڑپوتا اور ایک پڑپوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہو تو بیٹیونکو دو ثلث
ملینگے اور ایک تہائی ترکہ کی جو بچا وہ پڑپوتے کے سبب سی پڑپوتی اور پوتی

اور ترکہ دینے مین مرد کو عورت سے دونا تقسیم ہوجاویگی اور پوتے کی پوتی جو ترکے
سے نیچے درجہ مین ہی اوسکو کچھہ نملیگا حاصل یہہ کہ پوتیون کی چھہ حالتین ہین اگر
اونکے ساتھہ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدہا اور زیادہ کو دو تہائی اور اگر اونکے
ساتھہ ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم ہونگی اور اگر
اونکے ساتھہ لڑکا ہو تو سوائے فرض والیون کے برابر اور پڑوالیون کو عصبہ کردیتا
ہے اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اکہرا تقسیم ہوتا ہی اور اگر میت کے بیٹا
ہو تو پوتیون کو کچھہ نہین پہنچتا (نوین اہل فرض) میت کی حقیقی بہنین ہین اونکا حال
بیٹیون کا سا ہی جس صورت مین کہ بیٹیان اور پوتیان نہون (یعنے بہن ایک ہو
تو آدہا مال پاویگی اور دو ہون تو دو تہائی) اور (بھائی اگر اونکے ساتھہ ہو تو مرد
کو عورت کی نسبت دونا حصہ ملیگا) بھائیون کے ساتھہ مین عصبہ ہوجاتی ہین اور
اگر بہنون کے ساتھہ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی تب بھی بہنین عصبہ رہینگی (اور
فرض والون سے بچا مال پاوینگی) دسوین فرض والی) علاتی بہنین (ہین) اونکا
حال پوتیون کا سا ہی (یعنے جو حال پوتیون کا) بیٹیون کے ساتھہ (تہا وہ حال
علاتی بہنون کا سگی بہنون کے ساتھہ ہی کہ اگر سگی بہنین نہون تب تو ایک علاتی
بہن کو آدہا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھہ مین چھٹا حصہ
خواہ علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ اور دو سگی بہنون کے ساتھہ مین کچھہ نہین
ملتا ہان اگر اونکے ساتھہ علاتی بہائی اسصورت مین ہو تو وہ انکو عصبہ کرتا ہی اور
عصبہ کے ساتھہ مین اونکو مرد کے حصہ سے آدہا ملتا ہے اور بیٹیون اور پوتیون
کے ساتھہ مین علاتی بہنین بھی عصبہ ہوجاتی ہین (اور اوسوقت اہل فرض سے

جو مال بچتا ہی وہ اسکو پہنچتا ہی خواہ ایک ہو یا زیادہ (گیارہوین اہل فرض) میت کی
اخیافی بہن (ہے) اور (بارہوین اہل فرض اخیافی) بھائی (ہے ان دونو کا یہہ
حال ہے کہ اگر) ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہے اور زیادہ ہون تو تہائی مال کی ملتی ہی
اور انمین عورت مرد کا برابر حصہ ہی (یہہ نہین کہ مرد کو عورت سے دونا ملے) بھائی اور
بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پروتے وغیرہ
اولاد نرکے ہوتے ہوئے خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتے ہوئے کچھہ نہ پاوینگے
اور سگی بیٹی اور پوتی (یعنی میت کی اولاد مونث) صرف اخیافی بہن بھائی کو محروم
کرتی ہے (سگی اور علاتی کو نہین کرتی) ٭

عصبون کا بیان

(عصبون کا بیان) عصبہ اوس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوی
اور اگر فرض والونکے ساتھہ ہو تو باقی مال لیوی (جاننا چاہئے) اور عصبہ دو قسم پر ہی ایک
نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کے دوسرا عصبہ سبب کا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا (نسبی
عصبہ دوسری سے میراث مین مقدم ہی) اور (اوسکی ترتیب یون ہی کہ) سب سے زیادہ حقدار
بیٹا ہی پھر پوتا پھر پر پوتا پھر اوسکی اولاد نر کتنے ہی نیچے کی ہو پھر باپ پھر دادا پھر پردادا
کتنے ہی اوپر کا ہو پھر سگا بھائی پھر علاتی بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا
(پھر میت کے سگے چچا تائی پھر باپ کے سگے چچا تائی پھر دادا کے چچا تائے ترتیب سابق (یعنے سگے اول اور
علاتی بعد ہونگے ان) عصبات نسبی کے بعد عصبہ سبب (یعنی آزاد کرنیوالا) میت (کا اوس
کے مال کا حقدار ہی اور اگر وہ نہو تو اوسکی عصبون کو اسی ترتیب سے پہونچیگا (یعنے اول اسکی
اولاد نر پھر باپ یا دادا پھر بھائی وغیرہ کہ جیسا اوپر بیان ہوا) جو عورتین ایسی ہین کہ
حصہ انکا آدھا اور تہائی ہے (یعنے بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین) وہ اپنے

بھائیونکے ساتھ مین عصبہ ہوجاتی ہین اونکے سوا اور عورتین اپنے بھائیونکے ساتھ
مین حصہ نہین پاتین اور جب اونکے ساتھ اونکے بھائی ہوتے ہین تو مال اُن مین
اسطرح تقسیم ہوتا ہے کہ مرد عورت سے دونا پاوے بخلاف اخیافی بہنون کے جنکے حصہ ثلث یا
دو تہائی نہین تو انمین مال کی تقسیم ہر دو صورت مین برابر ہے) جس شخص کا نا
میت سے کسیکے ذریعہ سے ہوتا ہے وہ اس ذریعہ کے ہوتے ہوئے مال نہین پاتا (مثلاً
پوتا یا دادا کہ انکا رشتہ میت سے بذریعہ بیٹے یا باپ کے ہے تو بیٹے کے ہوتے پوتا اور باپ
کے ہوتے دادا حصہ نپاویگا) مگر اخیافی بہن بھائی (اس قاعدہ سے خارج ہین اونکا
رشتہ میت سے بذریعہ ماں کے ہے اور ماں کے ہوتے ہوئے بھی وہ محروم نہین ہوتے
جو شخص محجوب ہوا ایسے کسی رشتہ دار قریب کے جہت (کہ وہ بالکل محروم ہے) وہ دوسرے
کو محجوب کر سکتا ہے مثلاً اگر میت کا باپ اور ماں اور دو بھائی ہوں تو
(باوجودیکہ باپ کے ہوتے بھائی کچھ نہ پاوینگے مگر وہ ماں کے حصہ کو تہائی
سے چھٹا کر دینگے (اگر بھائی نہ ہوتے تو ماں کو تہائی ملتا انکے سبب ماں کے حصہ
مین نقصان ہوگیا گو وہ خود محروم ہین) جو شخص غلام ہونے کی جہت سے یا میت
کو ناحق یا عمداً قتل کرنیکے باعث سے یا دین کے اختلاف کی جہت سے یا دار کے جدا ہونے
کی جہت سے محروم ہو وہ دوسرے کو محروم نہین کر سکتا (مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسرے کا
غلام ہو یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دار الحرب مین رہتا ہو تو میت کے اور وارثون
مثلاً بھائی بہن وغیرہ کو محروم نکریگا) ایک کافر دوسرے کافر کا وارث ہوتا ہے جسطرح
ایک مسلمان دوسرے کا وارث ہوتا ہے خواہ نسب کی جہت سے (مثلاً باپ بیٹا بہن بھائی ہونیکی جہت سے) یا سبب
علاقہ سے (مثلاً شوہر اور بیوی ہونیسے یا آزاد کرنے سے وارث ہو اور دو سببون سے بھی وارث

ہوتا ہو مثلاً شوہر اپنی بیبی کو آزاد کرے ہو ولا بھی ہو تو شوہر ہونے کی جہت سے اور آزاد کرنے
کے سبب سے دونوں سے وارث ہوگا) اگر کافر کی دو قرابتیں ہیں سے ایک محجوب ہو اور ایک حاجب
تو وہ حاجب کی قرابت سے میراث پاویگا نہ محجوب کی (مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سے نکاح
کیا اور اُس سے لڑکا ہوا تو جب لڑکا اُس کافر سے وہ قرابت رکھتا ہو اُسکا بیٹا بھی ہے
اور نواسا بھی مگر نواسہ ہونے کی قرابت محجوب ہی اور بیٹے کی قرابت حاجب تو اُس کافر کی
میراث بیٹے ہونے کی جہت سے پاویگا نہ نواسے ہونے کے سبب سے) کافر اگر اپنے محرم
سے نکاح کرلے (مثلاً ماں سے یا بیٹی سے) تو شوہر ہونے کی میراث اُسکو نملیگی حرام
کی اولاد اور وہ بچہ جسکی جہت سے شوہر و بیبی میں لعان ہوا ہو وہ ماں ہی کیطرف سے
میراث پاوینگے (یعنی ماں کے ترکہ میں سے اُنکو حصہ ملیگا باپ کے ترکہ میں سے نملیگا کیونکہ
باپ سے اُنکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہی) حمل کیواسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کرلیا جاویگا (یعنی اگر
میت کی جورو حاملہ ہو اور وارث خواہاں تقسیم ترکہ ہوں تو حمل کے لئے ایک پسر کا حصہ رکھ
چھوڑینگے باقی مال بانٹ دینگے) پھر وہ بچہ آدھے سے زیادہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوکر
اگر مرجاویگا تو وارث ہوگا اور اگر تھوڑا ہی سا نکل کر مرجاویگا تو وارث نہوگا چند
شخص اگر جلجاویں یا ڈوبکر مرجاویں تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہونگے ہاں اگر یہ
معلوم ہوجاوے کہ فلانا پہلے مرا اور فلانا پیچھے تو البتہ اُن میں وراثت جاری ہوگی

(ذوی الارحام کا بیان) ذو رحم اُس رشتہ دار کو کہتے ہیں جسکا حصہ شریعت
میں مقرر نہو اور نہ وہ عصبہ ہو۔ ذو رحم کسی فرض والے اور عصبہ کے ساتھ میں وارث نہیں
ہوتا بجز شوہر یا بیبی کے ساتھ کے اسلئے کہ اُنپر اُن کا رد نہیں ہوتا اسلئے اگر شوہر یا بیبی
کے ساتھ میں ذو رحم ہوگا تو باوجودیکہ وہ دونو صاحب فرض ہیں مگر اُنکے ساتھ میں

ذوی الارحام کا بیان

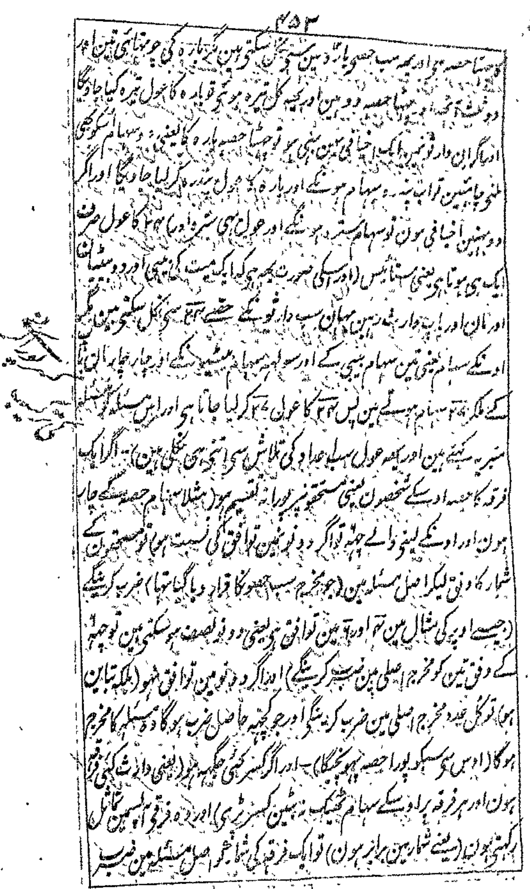
بدہ وارث ہوتا ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ شوہر یا بیبی کو بچا مال دوبارہ نہین دیتے
بخلاف اور فرض والون کے کہ اگر اونکے حصون سے کچھہ مال بچتا ہی تو وہ پھر اُنہین کو حصہ
رسد دیا جاتا ہے پس جب شوہر یا بیبی کو دیکر کچھہ بچے اور وہ اُنکو پھیرا نہین جاتا تو اُسکا
کا وارث بجز ذوی رحم کے اور کون رہا اسیلیے اونکے ساتھہ مین وارث ہوتا ہی ذوی الارحام
کی ترتیب مثل عصبات کی ترتیب کے ہی (یعنے اوّل میت کی فروع یعنی بیٹیون پوتیون
کی اولاد گو نیچے کی ہون پھر اسکے اصول یعنی جد فاسد اور جدات فاسدہ کتنی ہی اوپر کے
ہون پھر اوسکے ماں باپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا اخیافی بہن بھائیونکی اولاد
پھر اوسکے جد اور جدہ کی فروع یعنی ماموں خالہ پھوپھی نانے اور چچا کی لڑکیان
پھر باپ کے ماموں خالہ وغیرہ) - ذوی الارحام مین درجہ کے قرب سے ترجیح
ہوتی ہے (یعنی قریب کے رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور والیکو نملیگا اگر قرب مین
برابر ہون تو) پھر بات کو دیکھتے ہین کہ اسکی اصل وارث ہی یا نہین اگر وارث ہو تو اُسکو
مقدم کرتے ہین اوسپر جسکی اصل وارث نہو مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور ہمشیرزادی کا بیٹا
اگر موجود ہین تو مال برادرزادہ کی دختر کو ملیگا اسلیے کہ اسکی اصل یعنی برادرزادہ عصبہ ہی اور ہمشیرزادی کے
پسر کو نملیگا اسلیے کہ اسکی اصل یعنی ہمشیرزادی وارث نہین صرف رحم ہی) جسقدر ذوی الارحام کی جہت قرابت میت سے مختلف
ہو تو جسکی قرابت باپ کیطرف سے ہوگی اوسکو دونا ملیگا اور جسکی ماں کیطرف سے ہوگی اُسکو
ایک حصہ ملیگا (مثلاً اگر میت اپنے باپ کا نانا اور ماں کا دادا چھوڑے ہی تو اول کو دو تہائی
اور دوم کو ایک تہائی ملیگی) ذوی الارحام کی اصلین اگر ایک سے ہون تو ترکہ کو اونکی گنتی
پر تقسیم کرینگے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو بہنونکی اولاد ہو تو بہن بھائیون
بھانجیون کو شمار کرکے ترکہ برابر تقسیم کردین اگر سب مذکر ہون یا سب مونث اور اگر

کچھ مرد کچھ عورتین ہون تو مرد کو دونا حصہ عورتون کی نسبت دیوین) اور اگر اوپر کے
اصول مختلف ہوون (یعنے بعضونکی اصل مرد ہوا اور بعضون کی عورت) تو شمار شخصون
کا (اسوقت بھی) اونہین سے ہوگا مگر جس درجہ مین کہ پہلے اختلاف ہوا ہی مرد
و عورت کا فرق اوسمین کرلیا جاویگا (مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک
نواسہ کی بیٹی ہے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلیے کہ
اول جہان اختلاف ہوا ہی وہان ایک جا نواسی ہے اور دوسری جا نواسا
اسلیے تہائی عورت کے اعتبار سے ہوئی اور دو تہائی مرد کے اعتبار سے
اور شمار پچھلون کی بموجب ہوتی ہے یعنی مثلاً اگر پہلی صورت مین چار بیٹیان ہون اور
دوسری مین تین ہون تو پہلی صورت والیونکو وہی ایک تہائی چار حصہ مساوی
مین تقسیم کردیجاویگی اور دوسری صورت والیونکو دو تہائی تین جگہہ تقسیم ہوکر
کردیجاویگی) حصے (جو کلام مجید مین) مقرر (ہین وہ چھہ ہین تین ایک قسم کے
یعنے) آدہا چوتھائی آٹھوان اور (تین دوسری قسم کے یعنی) دو تہائی تہائی
اور چھٹا اور اونکے مخرج (یعنے ایسے عدد کہ اونسے یہہ حصے نکل سکین سات ہین)
آدہی کے لئی ۲ دو کا عدد ہی (پس جسکو نصف مال پونہچتا ہو چاہیئے کہ مال کے دو سہام
مقرر کرلین اور چوتھائی کے لئی چار کا عدد ہی اور آٹھوین حصہ کے لئی آٹھ کا عدد
ہے اور دو تہائی اور تہائی کے لئی تین کا عدد ہی اور چھٹے حصہ کے لئی چھہ کا
(اور ان دو قسمون مین پچھلا عدد اپنے پہلے حصونکا بھی مخرج ہوسکتا ہی مثلاً چار کا
عدد آدہی کا بھی مخرج ہی اور آٹھ کا عدد چوتھائی اور آدہی کا مخرج ہے اور
چھہ تہائی کا مخرج ہے) اور ایک دوسرے کے ملنے سی بارہ ۱۲ اور چوبیس ۲۴ مخرج ہوتے

اور شخصان ... [illegible]

عول کی بحث

ہین (یعنے ایک قسم کو سدس جب دوسری کیساتھ ملیگا خواہ سب حصون سی ملے خواہ ایک سی
تو اونکی صورتین تین ہین اول یہہ کہ آدہا اور دوسری قسم سے ملے (اس صورت مین چھہ مخرج ہوگا
دوسری یہہ کہ چوتھائی دوسری قسم سے ملے (اس صورت مین بارہ مخرج ہوتا ہی تیسری یہہ کہ
آٹھوان حصہ دوسری قسم سے ملے (اس صورت مین چوبیس مخرج ہوتا ہی) اور مخارج زیادہ ہوجاتے
ہین حصون کے مخرج سے کبھی ایسا ہوتا ہی (یعنے جس صورت مین کہ عدد حصون کے مخرج
کا کم ہو اور سہام اسکے زیادہ ہوجائین تو کچہہ مخراج مین زیادہ کر دیا جاتا ہی
تاکہ سب حصے والون کو پہنچ جائین) اور یہ پہنچ جانے یا مخرج مین بڑہانے کو عول کہتے ہین اور
یہہ بات تین مخرجون مین ہوتی ہی جو بیان ہوئے عول کے طریق سے پیدا ہوسکتے ہین
پس چھہ کا عدد دس تک عول ہوجاتا ہی طاق اور جفت دونو (مثلا ایک میت کا خاوند
اور دو بہنین سگی ہین تو یہان خاوند کا نصف اور بہنون کا دو ثلث ہی عدد چھہ
سے دو تو نکل سکتے ہین لیکن چھہ کا آدہا تین (۳) اور دو تہائی چار مجموعہ سہامون کا
سات ہوا تو چھہ کو عول کر کے سات بنا کر دینگے یہہ طاق ہوا اور ترکہ کے سہام سات کر کے
تقسیم کئے جاوینگے اور اگر مثال مذکور مین میت کی مان بھی ہو تو چھٹا حصہ یعنی ایک
اسکو بھی ملنا چاہئے تو سہام آٹھہ ہوجاوینگے پس تین چھہ کا عول آٹھہ کر دینگے
یہہ عول جفت ہوا اور اگر ایک بہن اخیافی بھی مثال مین ہو تو ایک سہام اسکا ہوگا
اور تعداد سہامون کی نو ہوگی اور یہہ عول طاق ہوگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چھہ
کا عول دس ہونا چاہئے اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہی مگر طاق ہوتا ہی (جفت نہین
ہوتا یعنی تیرہ پندرہ سترہ تین عول ہوتے ہین مثلا ایک میت کی بیبی اور دو بہنین
علاتی اور ایک مان وارث ہون تو یہان بیبی کا چوتھائی اور بہنون کا دو تہائی اور



تو چھٹا حصہ ہوا اور یہہ سب حصے بارہ میں سے نکل سکتے ہیں کیونکہ بارہ کی چوتھائی تین اور
دو ثلث آٹھ اور چھٹا حصہ دو ہیں اور یہہ کل تیرہ ہوئے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جاویگا
اور اگر ان وارثوں کے ساتھ ایک اخیافی بہن بھی ہو تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اسکو بھی
ملینگے یا تین تو اب پندرہ سہام ہونگے اور بارہ کا عول پندرہ کا کر لیا جاویگا اور اگر
دو بہنیں اخیافی ہوں تو سہام سترہ ہونگے اور عول بھی سترہ (ہوا) ۲۴ کا عول صرف
ایک ہی ہوتا ہے یعنی ستائیس (اور اسکی صورت یہہ ہے کہ ایک میت کی بیبی) اور دو بیٹیاں
اور ماں اور باپ چار شخص رہیں یہاں سب وارثوں کے حصے ۲۴ سے نکل سکتے ہیں بیبی
اونکے سہام یعنی تین سہام بیبی کے اور سولہ سہام بیٹیوں کے اور چار چار ماں باپ
کے ملکر ۲۷ سہام ہوگئے ہیں پس ۲۴ کا عول ۲۷ کر لیا جاتا ہے اور اس مسئلہ کو منبریہ
کہتے ہیں اور یہہ عول سب اعداد کی تلاش سے آٹھ ہی نکلی ہیں) — اگر ایک
فرقہ کا حصہ اوسکے شخصوں یعنی مستحقوں پر پورا نہ تقسیم ہو (مثلاً سہام حصہ کے چار
ہوں اور اونکے لینے والے چھہ تو اگر دونوں میں توافق کی نسبت ہوا تو مستحقوں کے
شمار کا وفق لیکر اصل مسئلہ میں (جو مخرج سب حصوں کا قرار دیا گیا تھا) ضرب کرینگے
(جیسے اوپر کی مثال میں ۴ اور ۶ میں توافق ہے یعنی دونوں نصف ہو سکتے ہیں تو چھہ
کے وفق تین کو مخرج اصلی میں ضرب کرینگے) اور اگر دونوں میں توافق نہو (بلکہ تباین
ہو) تو کل عدد مخرج اصلی میں ضرب کرینگے اور جو کچھہ حاصل ضرب ہوگا وہ مسئلہ کا مخرج
ہوگا (اوس میں ہر ایک کو پورا حصہ پہونچیگا) — اور اگر کسر کئی جگہہ ہو (یعنی وارث کئی فرقے
ہوں اور ہر فرقہ پر اوسکے سہام ٹھیک نہیں کسر پڑی) اور وہ فرقے آپس میں تماثل
رکھتے ہوں (یعنے شمار میں برابر ہوں) تو ایک فرقہ کی شمار کو اصل مسئلہ میں ضرب

کرلینا چاہیے اور اگر وے آپسمین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اُسکے
عدد کو اصل مسئلہ مین ضرب کرلین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق
کو دوسری مین ضرب کرین اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر سب فریقون
کی تعداد آپسمین متبائن ہو تو ایک کی تعداد کو دوسری کی تعداد مین (ضرب کرین اور حاصل
ضرب کو تیسری کی تعداد مین) اور حاصل (اخیر کو اصل مسئلہ مین (ضرب و کر تصحیح مسئلہ
کی کرین) اور (اگر اصل مسئلہ عول (رکھتا ہو تو عول) مین ضرب کرنا چاہیے (واضح ہو کہ
دو عدد دونین چار نسبتون مین سے ایک ہوا کرتی ہے تماثل یا تداخل یا توافق یا تباین
تماثل دونو عددون کے برابر ہونے کو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس اور تداخل
اُسکو کہتے ہین کہ دو عدد دونین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹجاوے کسر نہ پڑے یا یہ کہ اگر
چھوٹے کو اُسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دو بار یا زیادہ مین بڑا عدد ہوچکے مثلاً ۲۵
اور پانچ مین تداخل ہے کہ ۲۵ پانچ پر پورا بٹجاتا ہے یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتے
جاوین تو پانچ دفعہ مین ۲۵ فنا ہو جاویگا اور توافق اوسکو کہتے ہین کہ دو عددون
کو کوئی تیسرا عدد ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونو کو عدد چار
فنا کرتا ہے اور اس تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین اور ان دونو عددون مین
توافق بالربع کہلاتا ہے اور ایک کے ربع کو ضرب کرنا پڑتا ہے اور اگر تہائی مین توافق
ہون تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین اور علے ہذا القیاس اور تباین اُسکو کہتے ہین
کہ کوئی تیسرا عدد بھی ان دونو کو فنا نکرے صرف عدد ایک ان دونو کو فنا کرے جیسے نو
اور دس مین اور ترکیب ان تینون نسبتون اخیر کے معلوم کرنیکی یہ ہے کہ بڑے
عدد کو چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھ نہ رہے تو تداخل ہے اور اگر کچھ باقی

رہی تو باقی پر چھوٹے کو تقسیم کرین اور پھر بھی بچے تو دوسری باقی پر پہلی باقی کو تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچھ نہ رہی تو دیکھین کہ اوس کا مقسوم علیہ کیا ہی اگر ۲ ہون تو دونو عدد ونمین توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہو تو بالثلث اور علے ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچرہی تو ان دونو عدد ونمین تباین ہوگا) - اور اگر وارثون کے سہام اصل مسئلہ سی کم ہون اور اس جہت سی کچھ مال بچرہے تو وہ مال اہل فرض کو موافق اونکے حصون کے دینا چاہیے لیکن شوہر یا بیبی کو اس مقدار زائد مین سی کچھ نہ ملیگا (اور وارثونکو مال زائد اسطرح دیتے ہین کہ جن وارثونپر رد ہوسکتا ہی اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلہ کو اُنکی شمار کے موافق کرلینگے مثلاً (اگر) میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون (تو چونکہ انکا حصہ دو تہائی تہا اسجہت سی مسئلہ تین سی ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیون خواہ بہنونکو ملین گے اور باقی ایک تہائی زائد رہیگا اسکو بھی اونپر ہٹا دینی کی ضرورت ہوئی اسلئی چونکہ ایک جنس کے حصہ دار تھی اونکی شمار کے موافق مال کے دو حصے کرکے ایک ایک ہر ایک کو دینگے اس ہٹا دینی کو رد کہتے ہین) - اگر جن وارثون پر رد ہوسکتا ہو وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اونکے سہامونکی شمار سے ہوگا (یعنے اصل مسئلہ مین سی جسقدر سہام اونکو پونہچے ہون اُنکو جمع کرکے جو حاصل جمع ہو وہی مسئلہ قرار دیا جاویگا) مثلاً اگر دو سدس جمع ہون (جیسی میت کی جدہ اور اخیافی بہن رہی تو اصل مسئلہ چھہ سے ہوگا اور اسمین سے ایک ایک سہام دونو وارثون کو ملیگا اور دونو کا مجموعہ دو ہین) تو مسئلہ دو سی کیا جاویگا (اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون) تو مسئلہ تین سی ہوگا (جیسی جدہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ کو چھٹا حصہ اور دو

مسئلہ رد

باز اخیافی بہنوں کو تہائی ملتا ہے اور دونوں کے سہام اخرجہ سے نکالیں تو تین ہوتے
ہیں اسلئے مسئلہ تین سے ہوگا اور اگر نصف اور سدس سے ہوں تو مسئلہ چار سے ہوگا
مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث ہوں تو جدہ کو چھٹا حصہ اور بہن کو نصف ہے اور چھہ میں سے
دونوں کے سہام نکلکر چار ہیں تو چار سے مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دیئے)
اور اگر دو تہائی اور چھٹا حصہ جمع ہوں یا نصف اور دو چھٹے حصے ہوں یا نصف اور
ایک تہائی ہو تو ان تینوں صورتوں میں مسئلہ پانچ سے ہوگا (اول کی مثال دو سگی
بہنیں اور ایک جدہ ہیں کہ چھہ میں سے چار بہنوں کے اور ایک جدہ کا اور دونوں
ملکر پانچ ہوئے اور دوسری کی مثال سگی ماں اور بیٹی اور پوتی کہ چھٹا ماں کا اور آدھا
بیٹی کا اور چھٹا پوتی کا اور چھہ میں سے یہ سہام نکالیں تو سب ملکر پانچ ہوتے ہیں
اور تیسری کی مثال جیسے سگی بہن اور ماں کہ بہن کو نصف اور ماں کو ایک تہائی
ہے اور چھہ میں سے دونوں کے سہاموں کا مجموعہ پانچ ہے) اور اگر وارث ایک جنس
کے ہوں اور ان کے ساتھ مستحقین میں سے کوئی بھی ہو (جسکو مال رد نہیں کرسکتے)
فرائض مقرر نہیں (شوہر یا بیبی) کے جنکا مخرج نکال کر اسکا حصہ اس میں سے دیدینا
چاہیئے اور باقی کو ایک جنس کے وارثوں پر تقسیم کر دینا چاہیئے (اگر تقسیم
ہو سکتی ہو) جیسے میت کا شوہر اور تین بیٹیاں ہوں تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہے
مگر سہام دونوں کے گیارہ ہیں اسلئے ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ جو چوتھائی
تھا اسکا کم سے کم مخرج چار ہے تو اس میں سے اسکا حصہ ایک سہام اسکو دیکر باقی تین
سہام جو بچے تینوں بیٹیوں کو برابر ایک ایک پہنچ گیا) اور اگر باقی سہام ایک جنس
کے وارثوں پر برابر تقسیم نہ ہو سکیں اور ان کے شمار میں توافق ہو تو

کے وفق کو شوہر یا بیبی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلاً اوپر کی مثال مین بیٹیان چھ
ہون تو تین سہام انپر پورے تقسیم نہونگے اور تین اور چھ مین تداخل ہی جسکو علم
فرائض کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث ہو لینگے
پس چھ کا وفق یعنے دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھ ہوئے انمین
سے دو سہام شوہر کے اور چھ سہام چھون بیٹیونکے ہوگئے) اور اگر سہام ومیتین
توافق یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہئے
مثلاً مثال مذکور مین تعداد بیٹیونکی پانچ ہو (تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہے
اسلیے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے ۲۰ ہونگے بیس مین سے پانچ شوہر کو اور پندرہ
بیٹیونکو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے) اور اگر شوہر یا بیبی کے ساتھ مین دو جنس کے
وارث ہون تو جبر رد ہو سکتا ہے (اونکے مسئلے کے نکالنے کا طور اوپر گذر چکا ہی اُس
قاعدے کے بموجب سہامون سے) انکا مسئلہ نکال لینا چاہئے پھر شوہر یا بیبی کو اقل
مخرج سے اُسکا حصہ دیکر باقی کو اُس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا چاہئے (اگر بٹ سکے)
مثلاً میت کی ایک بیبی اور چار جدات اور چھ اخیافی بہنین ہون (کہ اسصورت مین اقل
مخرج بیبی کے حصے کا چار ہی انمین سے ایک اُسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی بہنون کا
مسئلہ جو نکالا تو چھٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنون کا ہی اسلیے انکا مسئلہ تین سے ہوا
اب تین پر مخرج بیبی کے ہوئے تین کو جو بانٹا تو پورا ہی یعنی ایک جدات کا اور دو بہنونکا
حصہ ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کرلو یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہوسکتا
ہو اور چھ بہنون پر اسلیے اول حصون اور شمار حصہ دارونمین نسبت دیکھی تو چار جو شمار
جدات کی ہی اوسمین اور اونکے حصے کے سہام ایک مین تباین ہی اور چھ جو بہنون کی تعداد

اور وہ بین جو اونکے سہام مین ۶ آخل یعنی توافق بالنصیف ہی تو جہہ کا نصف لیا گیا
تین ہوی اب دونو تعداد و نمین جو نسبت دیکھی یعنی چار اور تین مین تو تباین پایا اسلیے
ہر ایک کو ۳ مین ضرب کیا بارہ ہوی اور بارہ کو اصل مخرج ۶ مین ضرب کیا تو ۷۲ ہوی
اس سب کو سہام پوری تو تحین سکے یعنی بارہ بیبی کو اور بارہ بارہ چارون جدات کو
یعنی ہر ایک کو تین تین اور ۳۶ چہون بہنونکو یعنی ہر ایک کو چار چار اور تصحیح مسئلہ مین
اس قاعدہ کا یاد رکہنا چاہیے کہ اول سہامون اور تعداد مین نسبت دیکھتی ہین پہر
جنسیں کی تعداد ونمین نسبت دیکھتے ہین اور تب بموجب مثال گذشتہ تقسیم کرتے ہین
اور اگر کسر مخرج سے شوہر یا بیبی کے حصہ کے بعد باقی بچا ہوا وارثان مختلف کے
سہامون پر پورا نہ بٹے تو جسپر رد ہو سکتا ہو اونکے سہام کو شوہر یا بیبی کے فرض کے
مخرج مین ضرب کرنا چاہیے تا ہر ایک کا حصہ دریافت کرسکیں لیکن شوہر یا بیبی کے سہام
کو جسپر رد ہو سکتا ہو اونکے مسئلہ مین ضرب کرو اور انہین سے ہر فریق کے سہام کو مخرج
فرض شوہر یا بیبی کی باقی مین ضرب کرو جیسے اس مثال مین کہ میت کی چار بیبیان اور
نو لڑکیان اور چہ جدات ہون (کیونکہ کل مسئلہ ۲۴ سے ہوتا ہی مگر سہام ۳ [illegible]
مسئلہ اصل مخرج بیبیون سے یعنی آٹھہ سے کرکے ایک انکو دیا اور سات جو بچے انکو جو
مین دو لڑکیون اور جدات کے سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اسلیے پانچ
کو آٹھہ مین ضرب دیا ۴۰ ہوے پہر اب بیبیونکا سہام جو ایک تہا انکو پانچ مین ضرب دیا
۵ ہوی یہ حصہ بیبیونکا ہوا اور ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہے یعنی سات جدات کے
اور ۲۸ لڑکیون کے۔ اب ہر فریق کے سہام جو اپنے مستحق پر پورے منقسم نہین ہوتے ہین موجب
قاعدہ سابق کے تصحیح مسئلہ کی کرکے انکو پورا بانٹ دینگے (یعنے اول سہامون

بیان مناسخہ

اور تعداد اخماس مین نسبت دیکھی ست جگہہ تباین پایا پہر بیٹیون اور لڑکیون کی تعداد مین نسبت
دیکھی تو ۴ اور ۹ مین تباین پایا دونو کو آپسمین ضرب کرلیا ۳۶ ہوئے جو ۳۶ اور جدات کی
تعداد مین نسبت دیکھی تو تداخل پایا اسلیئے ۳۶ کو اصل مسئلہ یعنی ۲۴ کو ضرب دیا تو کل تصحیح
۸۶۴ ہوئی اب ہر ایک کے سہام انکو ۳۶ مین ضرب کرلو ہر ایک کا سہام ہو جاویگا مثلاً
بیبیون کے سہام پانچ تھے انکو ۳۶ مین ضرب دیا ۱۸۰ ہوئے یہہ حصہ چارون زوجہ کا
ہوا ہر ایک ۴۵ پاویگی اور جدات کے سہام ۷ تھے انکو ۳۶ مین ضرب دیا تو ۲۵۲
ہوئے یہہ حصہ چہون جدات کا ہوا ہر ایک کو ۴۲ ہونگے اور ۲۸ جو سہام لڑکیونکے
تھے انکو ۳۶ مین ضرب دیئے سے ۱۰۰۸ یہہ حصہ نو لڑکیون کا ہوا اور ہر ایک کو انمین سے
۱۱۲ پونہچینگے) - اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مرجاوے تو (مناسخہ
کرنا چاہیئے اور اوسکی صورت یہہ ہی) پہلے اول میت کی تصحیح بموجب قواعد گذشتہ کے
کرلین اور سہام ہر وارث کا اسمین سے دیدین پہر دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح
کرین اور جو کچھہ اوسکو پہلی تصحیح سے سہام ملے ہون اون سہامونمین اور دوسری
تصحیح مین نسبت دیکھین اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پوری بٹ جاوین تو حاجت ضرب
کی نہوگی دونو مسئلہ تصحیح اول سے درست ہو جاوینگے (مثلاً ایک شخص مرے اور مان اور
زوجہ اور ایک چچا وارث چہوڑے اور پہر اوسکی زوجہ مرے اور ایک سگا بھائی اور
سگی بہن وارث رہین تو پہلے میت اول کے مسئلہ کو جو دیکھا تو ۱۲ سے نکلتا ہے
جسمین سے چار سہام یعنی تہائی مان کو اور تین زوجہ کو اور باقی پانچ سہام چچا کو
ملینگے اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوئی جسمین سے دو اوسکے بہائی کو
اور ایک بہن کو پہونچتی ہین اور تین ہی سہام زوجہ کو تصحیح اول سے ملے تہے بس وہ تصحیح

ثانی پر پوری تقسیم ہو گئی تو اب حاجت ضرب کی نہیں تال کے ۱۲ سہام کر کے میت
کی ماں کو اور تین چچا کو اور دو سالے اور ایک سالی کو (یا بہنیں) اور اگر دوسری تصحیح
کے عدد پر میت ثانی کے سہام پورے نہ بٹیں تو ان دونوں میں نسبت دیکھیں اگر دونوں
میں توافق ہو تو وہی وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول میں ضرب کریں (جیسے پہلی مثال
میں ماں مرجاوے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلی
میت کی تصحیح تو ۱۲ سے تھی اور جسمیں سے چار ماں کو ملے تھے اب اسکے وارثوں کی جو
تصحیح کی تو چھہ سے ہوتی ہے جسمیں سے تین اسکی بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن
کو ملتا ہے اور اس چھہ اور چار میں نسبت توافق بالنصف کی ہے اسلیے ۶ کا وفق
یعنی آدھا لیکر تصحیح اول یعنے ۱۲ میں ضرب کرینگے تو ۳۶ کل دونوں مسئلوں کی تصحیح
ہو جاویگی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہاموں میں تداخل ہو اور تصحیح ثانی
کے عدد زیادہ ہوں تو اسکو حکم توافق کا ہوگا یعنی بموجب سہام میت ثانی کے
وفق تصحیح ثانی کا نکالکر (اسکو مسئلہ اول کی تصحیح میں ضرب کرنا چاہیے) اور اگر تصحیح دوم
اور میت دوم کے سہاموں میں تباین ہو تو کل تصحیح اول میں ضرب کرنا چاہیے (مثلاً
مثال گذشتہ میں چچا مر جاوے اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں وارث چھوڑے تو اسکی
تصحیح تو چار سے ہوگی اور اسکے سہام میت اول سے پانچ تھے اور ان دونوں میں تباین ہے
تو کل چار کو تصحیح اول ۱۲ میں ضرب کرکے ۴۸ کو دونوں مسئلوں کی تصحیح کہیں گے
جب معلوم ہو جاوے کہ دونوں مسئلوں کی تصحیح یہ عدد ہوا تو میت اول کے
وارثوں کے سہام (تباین کی صورت میں) تصحیح دوم کے کل میں ضرب کرو اور (توافق
کی صورت میں) اسکے وفق میں (غرضکہ جس عدد میں تصحیح اول کو ضرب دیا ہو اسی عدد

اسکے وارثون کے سہام کو ضرب کرو حاصل ضرب وارثونکا حصہ ہوگا اور میت
ثانی کے وارثون کے سہام کو (درصورت تباین اوسکے) کل مافی الید مین (یعنے
جو سہام اوسکو میت اول سے ملے تھے اُنمین ضرب کرو) اور (درصورت توافق) مافی
الید کے وفق مین (حاصل ضرب ارثان میت ثانی کے سہام تصحیح کل مین سے ہونگے اور
اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثون مین سے اُس عدد مین ضرب کرو جسمین
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہے تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا (جاننا چاہیے کہ پہلے
جو وارثون کے سہام دریافت کرنے کی ترکیب لکھی ہے اُس سے مراد کل سہام کل
وارثونکے ہین اب اس بیانمین ترکیب ہر فرقہ کے علیحدہ علیحدہ حصہ معلوم کرنے
کی بیان کی مگر مناسخہ مین کل سہامون کے دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہین
ہوتی لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے) اور میت ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی
اسیطرح معلوم کرنا چاہیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل مافی الید یا اوسکے وفق
مین ضرب دیکر لینا چاہیے اب ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین
تو دیکھین کہ اصل مسئلہ سے اُس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اوسکے سہام اصل
مسئلہ مین سے ہون اُنکو اِس فرقہ کی شمار سے نسبت لگاوین کہ اُن سہامون سے ایک کو
کتنا ملتا ہے جتنا حساب سے پڑے اتنا ہی اُس عدد مین سے جو اصل مسئلہ مین ضرب ہوا ہے
اُسکو دیدین (مثلاً مثال بالا مین میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور چھ جدات
تہین انکا اصل مسئلہ ۲۴ تہا اور اوسکو ۳۶ مین ضرب کرکے تصحیح کی تہی ۸۶۴ —
اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ مین سے ۵ تہے اور پانچ مین سے ۴ کو دیکھا تو سوا سوا
پہونچتا ہے اگر ۳۶ کو سوایا کرین تو ۴۵ ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہے لیکن

سہل ترکیب یہہ ہی کہ ہر فریق کے سہام بموجب بیان سابق دریافت کرکے انکو اس
فریق کے شمار پر تقسیم کرین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکور مین
چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب کئی ہوئی ۳۶ مین یعنی ۱۸۰ اور اسکو اگر ہم تقسیم
کردین تو خارج قسمت ۴۵ ہوتے ہین جو حصہ ایک زوجہ کا ہی ۔ اور اگر مناسخہ مین
دو سے زیادہ میت ہون تو دو میتون کی تصحیح بموجب بیان سابق کرکے اسکو بجای
میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل مین لاوین جو اوپر
مذکور ہوئی) اگر میت کے ترکہ کو وارثون مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیح مین سے جتنا ایک وارث کو
پہونچی اسکو کل ترکہ مین ضرب کرو اور حاصل ضرب کو تصحیح پر بانٹ دو (خارج قسمت وارث
مذکور کا حصہ ترکہ مین سے ہوگا مثلاً مثال گذشتہ بالا مین میت کے چار زوجات دو لڑکیان
اور جدہ وارث تہین اور تصحیح ۱۴۴۰ سے تھی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۴۵ اور لڑکی کا ۱۱۲
اور جدہ کا ۴۲ تہا اگر ترکہ میت کا نوے روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ ہر
وارث کا کیا حصہ ہوگا تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۴۵ اسکی سہام تہی
اسکو کل ترکہ یعنی ۹۰ مین ضرب کیا تو ۴۰۵۰ ہوئی اسکو تصحیح پر یعنی ۱۴۴۰ پر تقسیم
کیا خارج قسمت ۲ ہوئی ۱۱۷۰ بچی اسکے آنے کئی تو ۱۸۷۲۰ ہوئی انکو پہر ۱۴۴۰
پر بانٹا تو ۱۳ خارج قسمت ہوئی اور کچہہ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ دو روپے
تیرہ آنے ہوتے ہین اور لڑکی کے حصے ۱۱۲ کو ۹۰ مین ضرب دیا ۱۰۰۸۰ ہوئی انکو
۱۴۴۰ پر تقسیم کیا تو پوری سات نکلی معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات روپے ہین اور
جدہ کا حصہ ۴۲ ہی انکو ۹۰ مین ضرب دیا تو ۳۷۸۰ ہوئی اسکو ۱۴۴۰ پر بانٹا تو
۲ نکلی اور ۹۰۰ بچی انکی آنے کئی ۱۴۴۰۰ ہوئی اور ۱۴۴۰ پر بانٹی سے ۱۰ آنے

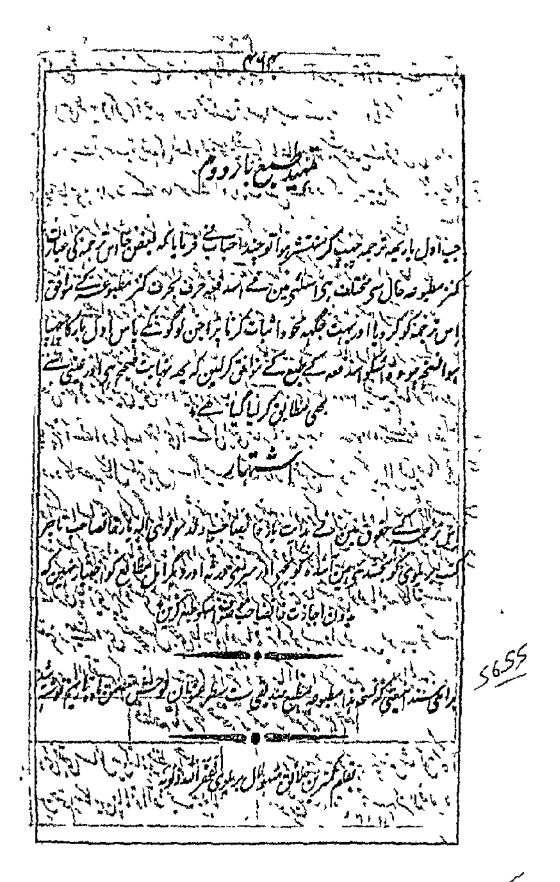
خارج قسمت ہوئی اِس سے معلوم ہوا کہ ہر عدد کا حصہ ۳ روپیہ ۱۰ آنہ ہوتے ہین)
۔ اِسی طرح (اگر) قرضخواہ ہونگا مختلف قرضہ (میت کے ذمہ ہوا اور اُسکا ترکہ سب کو
وفا نکرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجای تصحیح کرنا چاہئیے لہ ہر شخص کے قرض کی مقدار
کو بجای ہر وارث کے سہام ہونگے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ مین ضرب دیکر مجموع
قرضون پر) بانٹ دینا چاہیئے (خارج کی تعداد اُس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید کا قرضہ
میت کے ذمہ ۱۴۰ روپیہ اور عمرو کا ۷۰ روپیہ اور بکر کا ۸۰ روپیہ اور خالد کا ۱۰
روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل سو روپیہ ہی تو اب کل قرضونکی جمع کرکے جو دیکھا تو
۳۰۰ ہوئی اسکو بجای تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ
یعنی ۱۴۰ کو ترکہ مین یعنی ۱۰۰ مین ضرب دیا ۱۴۰۰۰ ہوئی اُسکو ۳۰۰ پر تقسیم کیا تو ۴۶ روپیہ
پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علی ہذا القیاس
اورونکا حصہ نکال سکتے ہین) ۔ اگر میت کے وارثون سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرے
تو اسکو ایسا سمجھو کہ گویا وارثون تہا ہی نہین اور ترکہ مین سے وہ مال نکال ڈالو جسپر
اُسنے صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثون تقسیم کردو (یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اُس وارث
کے کرنی چاہئیے پہر اوسکی سہام تصحیح مین سے خارج کردینے چاہئین تو گویا بعد نکالنے کے
جتنے رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکہ کو بقیہ وارثون بموجب قواعد
مندرجہ بالا تقسیم کردینا چاہیئے) وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٭

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

ہوئی فقہی مسائل مین کتاب بینظیر احسن
نہو وے سیر جسکی دیکھنے سے نفس شائق کا

سن ختم اسکا مین چاہا تو ہاتف غیب سے بولا
لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا

۱۲۸۴ھ



تمہید طبع بار دوم

جب اول بار یہ ترجمہ چھپ کر منتشر ہوا تو چند احباب نے فرمایا کہ بعض جا اس ترجمہ کی عبارت
کتب مطبوعہ حال سے مختلف ہے اسلئے میں نے اُسے بعینہ حرف بحرف کتب مطبوعہ کے موافق
اس ترجمہ کو کر دیا اور بہت جگہہ محو و اثبات کرنا پڑا جن لوگوں کے پاس اول بار کا چھپا
ہوا نسخہ موجود ہو انکو اس دفعہ کے طبع کے موافق کر لیں کہ یہ نہایت صحیح ہے اور عینی سے
بھی مطابق کر لیا گیا ہے

اشتہار

اس ترجمہ کے حقوق ... ہدایت بار دوم ... صاحب ولد مولوی ... صاحب تاجر
کتب بریلوی کو ... اور دیگر اہل مطابع کو اجتناب چاہیے کہ
بدون اجازت ناشر صاحب اسکو طبع کریں